ترجمہ رشحات

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان جل جلالہ

متضمن حالات بزرگان دین متین معدن حقائق و معارف عارفین کاملین مجموعہ انوار کرامات و خوارق عادات یعنی

جو بصرف زر کثیر مطبع بزبان اردو عام فہم باہتمام واقفان اسرار سبحانی مستہلکان بادیہ انوار ربانی مطبع کے ترجمہ ہو

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزاران حسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الر[illegible]

[illegible] الاقدم والصلوٰۃ علی مظہر الاتم [illegible]

جوامع الکلم المتکفل بہا طوائف الامم والسلام علی آلہ واصحابہ مفاتیح الکرم و مصابیح الظلم [illegible] بعدہ
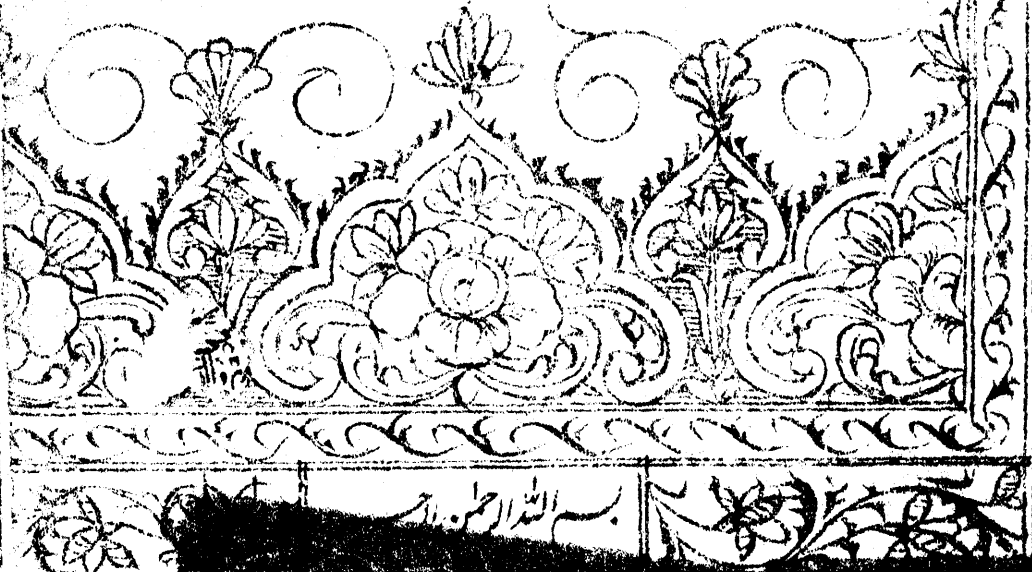
اسکی ہے جسنے اپنے فیض قدیم پاک سے عارفین کے دلون پر حقائق اور حکمتون کے دقایق کو تشریح کیا اور درود مظہر کمال

حدیث کے قائل پر کہ مین جوامع الکلم دیا گیا ہون تاکہ ان کلمات سے امت کے گروہ کمال کو پہونچین اور سلام آپکے آل

پر ہو جو کرم کی کنجیان ہین اور تاریکی کے چراغ ہین بعد ازان فقیر بے استطاعت فخر الدین علی ابن الحسین الواعظ

مشہور بصفی اللہ تعالے اپنے اولیا کی محبت پر اُسے ثابت قدم اور اپنے دوستون کے کمال متابعت سے مشرف

گزارش کرتا ہے کہ جب عنایات بے نہایت الٰہی کی برکت سے ماہ ذیقعد ۸۸۹ھ ہجری کے آخر مین حضرت صاحب لامیہ

ناصر الدین عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے آستان بوسی کا اتفاق ہوا اور دوسری مرتبہ ربیع الثانی ۸۹۳ھ ہجری کے

قدم بوسی حضرت کی نصیب ہوئی تو آپ کی مجلس عالی مین حضرت خواجگان سلسلۂ نقشبندیہ کے مناقب اور

معلوم اور کسیقدر حقائق اور معارف حضرت کی زبان مبارک سے مسموع ہوتے تھے اور ان جواہر نفیسہ کو

مین محفوظ اور مصئون رکھتا اور ہر صحبت کے اختتام پر ان مکنونات کو مین بلا تغیر و تبدیل تحریر مین لاتا اور جب

گوناگون کے باعث آپکی خدمت سے مہجور ہوتا تو اُس حالت مین یہ امر میری خاطر مین گذرتا کہ جو کلمات مبارک

نہ میں سُنے گئے ایک جا جمع کرون کہ مجھ سرگشتہ مہجور کا رفیق ہو شاید کہ اُسکے دیکھنے سے دل کو تسلی ہو اور آنکھیں روشن ہوں بقول شاعر

جب آنکھوں سے اوجھل ہوگیا — چھپ گیا مغرب میں جب آفتاب
نائب اُسکا چاہیے ہمکو نہ کیا — شمع انکی جا کر روشن شتاب
جب گیا گل اور ہوا گلشن خراب — بہرے گل دے کون ہمکو بجز گلاب

لیکن زمانہ کے عوارض اور مکروہات سے یہ مقصود التوا میں رہا

ہوئی صورت تالیف کی نہ نکلی یہانتک کہ سولہ برس کے بعد نوسو ہجری مین وہ ارادہ قدیم از سر نو تازہ ہوا اور اسکی ترتیب

مین مشغول ہوئی اور جو کچھ اس سلسلہ کے خواجگان اور خلفا و اصحاب کے احوال و اطوار سے معتبر کتابون مین جا بجا دیکھا یا خود حضرت

اور اس سلسلہ کے عزیزون سے بواسطہ یا بیواسطہ سُنا ایک اچھی ترتیب سے اس مجموعہ مین تحریر کیا اور آپ کے شمائل اور فضائل کے

ذکر خیر پر جو مقصود اصلی اس تالیف سے تھا اتمام کو پہونچایا اور آپ ہی کے احوال اور مقامات اور شرح کرامات سے خاتمہ کی مُہر لگائی

اور اس کتاب مین جہان صرف حضرت کا اشارہ کیا ہو اُس سے مراد حضرت ولایت پناہ خواجہ عبید اللہ ہین اور جہان اس گروہ

عالیہ کے معارف اور لطائف کا مذکور ہو اُسکے عنوان کو فاصلہ کے لیے رشحہ کے لفظ سے مزین کیا اور چونکہ یہ فیض تازہ رشحات جانفزا

ہی اور قلوب اہل علم و عرفان کے چشمہ حیات سے مترشح ہوا اسلیے رشحات عین الحیات سے موسوم کیا گیا اور عجب اتفاق ہو کہ

اس کتاب رشحات کی تاریخ اتمام بھی اسکے اعداد حروف سے پوری ہوگی کہ سنہ نوسو نو ہجری ہین جیسا کہ کتاب کے آخری قطعہ

در رباعی سے حاصل ہوتے ہین اور اللہ راہ پانے کی ہدایت کرتا ہو اور طالبان صادق سے التماس ہو کہ جب انکا وقت مطالعہ

معارف و حقائق ان حضرات سے خوش ہو اس پریشان امیدوار کو گوشہ خاطر سے فراموش نکرین اور دعاے خیر سے یاد فرماوین

اور ناظرین منصف کے مکارم اخلاق سے امید ہو کہ جامع کتاب کہ اس گفتگو مین بجز نقل شمائل اہل معانی کے کچھ صریح کا

دخل نہین ہو تو ان عزیزون کی عبارات و اشارات کو نشانہ طعن انکار نکرین اور اپنے تئین بادیہ انکار مین نہ ڈالین والسلام

علی من اتبع الہدی اور اس کتاب مین ایک مقالہ اور تین مقصد اور ایک خاتمہ ہو منہ المبدء و الیہ المعاد تفصیل مقالہ اور مقاصد

اور خاتمہ کی یہ ہو۔ مقالہ مین خواجگان سلسلہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالے ارواحہم کے طبقات کا اول سے آخر تک بوجہ اجمال

اور نیز تفصیل کے طریق سے ذکر ہو اور اللہ تعالی سیدھا راستہ دکھلانے والا ہو مقصد اول حضرت کے آبا و اجداد اور

اقربا اور آپ کی ولادت کی تاریخ اور حالات عہد طفولیت اور کیفیت آپ کے اخلاق و اطوار اور آغاز سفر اور زیارت

مشائخ زمانہ قدس اللہ ارواحہم کے ذکر مین ہو دوسرا مقصد بعضے حقائق اور معارف اور حکایات و امثال کے بیان مین

ہو کہ حضرت سے ایام صحبت مین بیواسطہ مسموع ہوئے تیسرا مقصد بعضے تصرفات کے ذکر مین جو حضرت سے بطور خرق عادت

ظاہر اور نقل ثقہ لوگون سے ثابت ہوئے اور ان مقاصد سے ہر ایک مقصد مین تین فصل ہونگی۔ خاتمہ حضرت کی وفات

کی تاریخ اور کیفیت انتقال کہ کس طرح اس دنیا سے آخرت کے عالم کو گئے۔ مقالہ خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کے طبقات کے

ذکر مین ہو جو بوجہ اجمال اور نیز تفصیل کے ساتھ ہو۔ واضح ہو کہ حضرت نے تعلیم ذکر اور نسبت اور طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم

کا مولانا یعقوب چرخی سے اور اُنھون نے خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے اور اُنھون نے امیر سید کلال سے اور اُنھون نے

خواجہ محمود بابا رسماشی سے اور اُنھون نے خواجہ علی رامیتنی سے اور اُنھون نے خواجہ محمود الخیر فغنوی سے اور اُنھون نے خواجہ
عارف ریوگری سے اور اُنھون نے خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے کہ سرگروہ سلسلۂ خواجگان ہین اور اُنھون نے خواجہ
یوسف ہمدانی سے اور اُنھون نے خواجہ ابو علی فارمدی سے اور اُنھون نے شیخ ابو القاسم گرگانی سے حاصل کیا ہے اور شیخ ابو القاسم
کو علم باطن مین دو جانب انتساب ہے ایک شیخ ابو الحسن خرقانی سے اور انکو شیخ ابو یزید بسطامی سے اور شیخ ابو الحسن کی پیدائش
ایک مدت کے بعد وفات شیخ ابو یزید سے ہے اور انکو شیخ ابو یزید سے تربیت باطن اور روحانیت کی رو سے ہے نظاہر مین اور شیخ
ابو یزید کی نسبت ارادت حضرت امام جعفر صادق سے ہے رضی اللہ تعالی عنہ اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ شیخ ابو یزید کی پیدائش
حضرت امام کی وفات سے پیچھے کی ہے اور حضرت امام کی تربیت انکو روحانیت کی رو سے ہے نظاہر مین اور حضرت امام جعفر رضی اللہ
عنہ کو جیسا کہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ نے قوت القلوب مین لکھا ہے دو نسبت ثابت ہین ایک اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر
سے اور انکو اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے اور انکو اپنے والد بزرگوار امام حسین سے اور انکو اپنے والد امجد امیر المومنین علی رضی
اللہ عنہم اجمعین اور انکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مشایخ طریقت نے سلسلہ نسبت ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا
نام سلسلۃ الذہب بوجہ اسکی نفاست اور عزت اور شرف کے رکھا ہے اور دوسری نسبت جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
عنہ کو حاصل ہے بقول شیخ ابو طالب مکی کے وہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے ہے رضی اللہ تعالی عنہم کہ حضرت امام کے نانا اور فقہا
سبعہ سے ہین اور اپنے زمانہ مین علم ظاہر و باطن کے اندر بے مثل و بے نظیر تھے اور انکو ارادت باطن کی نسبت سلمان فارسی
رضی اللہ عنہ سے ہے اور انکو باوجود شرف صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نسبت باطن امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ سے تھی بعد ازان کہ جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے شرف انتساب حاصل تھا۔ اور پھر ابو القاسم گرگانی کو دوسری
نسبت ارادت باطن شیخ ابو عثمان مغربی سے اور انکو ابو علی کاتب سے اور انکو ابو علی رودباری سے اور انکو جنید بغدادی سے
اور انکو سری سقطی سے اور انکو معروف کرخی سے ہے اور شیخ معروف کے دو نسبت ہین ایک داؤد طائی سے اور انکو حبیب عجمی سے
اور انکو حسن بصری سے قدس اللہ ارواحہم اور حسن بصری کو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے اور انکو حضرت رسالت صلے اللہ
علیہ وسلم سے اور دوسری نسبت ارادت شیخ معروف کو حضرت امام علی رضا سے اور انکو اپنے والد بزرگوار امام علی موسے کاظم
سے اور انکو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق سے رضی اللہ عنہما الی آخر النسبۃ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور اللہ بڑا جاننے والا ہے

خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ

حضرت قطب اولیا خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنی کتاب فصل الخطاب مین لائے ہین کہ مولانا شرف الدین الحلیمی
الانصاری النجاری روح اللہ روحہ نے جو بڑے عالم اور خاندان خواجگان سے ہین اپنے دستخط سے لکھا ہے کہ شیخ
ابو یوسف ہمدانی قدس سرہ اٹھارہ سال کی عمر مین بغداد کو گئے اور ابی اسحاق فقیہ سے فقہ حاصل کی اور علم مناظرہ
مین درجہ کمال کو پہونچے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر تھے اور اصفہان اور بخارا مین علم حاصل کیا اور عراق

سان خوارزم اور ماوراء النہر مین سبکے مقبول تھے اور ایک مدت تک آپ کوہ زر مین مقیم ہوئے اور حضرت شیخ عبد اللہ جوینی
کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور تصوف مین شیخ عبد اللہ جوینی اور شیخ حسن سمنانی اور شیخ ابو علی فارمدی رحمہم اللہ تعالی
سے منتسب ہوئے پیدایش آپکی ۴۴۰ھ چارسو چالیس مین اور وفات ۵۳۵ھ ہجری پانسو پینتیس مین ہوئی اور امام یافعی قدس سرہ
کی تاریخ مین مذکور ہو کہ خواجہ یوسف ہمدانی صاحب احوال وکرامات تھے ۔ بغداد اصفہان عراق خراسان سمرقند اور بخارا
مین پڑھا اور پڑھایا حدیث تحصیل کی اور وعظ کہا اور ایک خلق نے نفع انسے پایا اور مرو مین پہونچکر ایک مدت وہان رہے
پھر ہرات گئے اور چندے وہان رہے پھر مرو مین آگئے ایک عرصہ بعد دوسری دفعہ ہرات گئے اور چند روز وہان رہے اور پھر
مرو کا قصد کیا جب ہرات سے باہر آئے راستہ مین وفات پائی اور جس گاؤن مین مرے وہین دفن ہوئے اور کہتے ہین بعد ابن النجار
انکا ایک مرید لاش کو مرو مین لیگیا اور قبر مبارک وہین ہے جسکی زیارت ہوتی ہو اور اُس سے برکت لیجاتی ہو ۔ اور جب خواجہ یوسف
کا انتقال قریب ہوا چار شخص کو اپنے اصحاب سے دعوت اور ارشاد کے مرتبہ مین پایا اور اپنی خلافت اور نیابت پر مقرر کیا
اور آپ کے بعد ہر ایک دعوت خلق کے مقام مین رہا اور راہ حق پر طالبون کو ہدایت کی ہو اور دوسرے خلفا اور اصحاب
اُنکی متابعت اور ملازمت بطریق ادب کرتے رہے ہین اور ہر ایک خلیفہ کا ذکر طبقہ بعد طبقہ ترتیب وار آخر سلسلہ خواجگان
تک لایا جاتا ہو اور اللہ کے ساتھ توفیق ہو

خواجہ عبد اللہ برقی رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کے خلفاء اربعہ سے ہین اور اصل مین خوارزم سے ہین عالم تھے اور صاحب
صاحب کرامات ومقامات اور شیخ عبد الکریم سمعانی رہ کے انساب مین مذکور ہو اور نسبت خواجہ عبد اللہ برقی کی
برق کے ساتھ ہو اور برق راے مہملہ کے زبر سے معرب برہ کا ہو اسواسطے کہ آپ کے بعض آبا و اجداد بکری والے تھے اور
برہ فروشی کیا کرتے اور آپکی قبر مبارک قبر شیخ ابو بکر اسحاق کلاباذی کے پاس بخارا مین تل شورستان کے اوپر واقع ہو

خواجہ حسن انداقی

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ یوسف ہمدانی کے تھے اور آپ کی کنیت ابو محمد اور نام حسن ابن حسین انداقی ہو اور انداق نو میل پر
ایک گاؤن بخارا سے ہو اور سمعانی اپنے انساب مین لایا ہو کہ مرو مین ایک دوسرا گاؤن بھی شہر سے چھ میل پر ہو جسکو اندراق کہتے ہین
اور اندراق انداک کا معرب ہو اور خواجہ حسن انداق بخارا کے ہین نہ اندراق مرو کے اور فرمایا کہ خواجہ حسن اپنے زمانہ مین شیخ وقت
تھے اور مریدون کی تربیت اور دعوت خلق بحق سبحانہ تعالی مین طریق پسندیدہ رکھتے تھے اور صفاے وقت اور دوام
عبادت وریاضت کے آدمی تھے اور آثار سنت اور آداب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو تھے اور خواجہ
یوسف ہمدانی سے صحبت رکھتے تھے اور برسون انکے ساتھ رہے اور انکے خاص اصحاب اور مریدون سے تھے اور انکے ساتھ
بغداد اور خوارزم کا سفر کیا تھا اور مین نے پہلی بار مرو کے مقام خانقاہ خواجہ یوسف ہمدانی مین اُنسے ملاقات کی مگر مینے انکو نہین

پہنچا پھر بخارا مین آنسے ملا اور آنکے پاس مین آمد رفت کیا کرتا اور آنکی صحبت مین برکت لیتا تھا اور وے میرا اکرام نہایت کرتے او
تھوڑی حدیث اُنسے بطور تیمن اور تبرک کے استاذنا شیخنا یوسف ہمدانی کی روایت سے مین نے سُنی ہین ولادت آنکی ۴٦۴ھ ہجری
چار سو چونسٹھ مین اور وفات چھبیسوین رمضان کو ۵۵۲ھ پانسو باون مین ہوئی اور ستائیسوین تاریخ کی شب کو دفن ہوگئے۔
امام عالم عامل فقیہ حنفی عبد الکریم ابی حنیفہ انداقی کے پوتے ہین جو بڑے شاگردون شمس الائمہ حلوائی سے تھے رحمہما اللہ
منقول ہے کہ خواجہ حسن انداقی خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت مین رہے ہین اور آنسے نسبت اور طریقہ حاصل کیا ہے۔
تھوڑے دنون مین دوام مشغولی سے اُس درجہ کو پہونچے کہ کیفیت عظیم غالب ہوتی اور بسبب ضروری مہمات آنکے ملتوی پڑے
رہتے اور بی بی اور اولاد کی معاش کی کفالت میسر نہوتی۔ ایکدن حضرت خواجہ یوسف نے نصیحت کی کہ عیال دار شخص
ہوا اور بعضے امور کا سر انجام ضروری ہے اور آنمین فروگذاشت شرع اور عقل مین جائز نہین خواجہ یوسف نے کہا کہ میرا حال ایسا
ہے کہ کسی دوسرے کام کی طاقت نہین رکھتا۔ حضرت خواجہ کو اُس بات سے بڑی غیرت آئی اور آپ خفا ہوگئے اور سخت سُست کہا۔
اُس رات حضرت حق سبحانہ کو خواب مین دیکھا کہ اے یوسف ہمنے تجھے بینائی عقل کی دی ہے اور حسن کو بینائی عقل کی اور بینائی دل کی دی۔
حضرت خواجہ یوسف اُس دن سے آپ کو بہت عزیز رکھتے اور کسی امر دنیاوی کے لیے تکلیف نہ دیتے قبر مبارک آنکی بخارا مین
دروازہ کلاباد کے باہر ہے جو شیخ ابو بکر اسحاق کلابادی کی قبر سے پورب طرف واقع ہوئی رحمہما اللہ۔

خواجہ احمد یسوی رحمہ اللہ

یہ تیسرے خلیفہ خواجہ یوسف قدس سرہ کے ہین اور ترک آتا یسوی کہتے ہین اور آتا لفظ جو ترکی مین باپ کے معنی مین
ہے بڑے مشایخ پر اطلاق کرتے ہین آنکا ولادت گاہ یسی ہے جو ترکستان کے شہرون مین مشہور شہر ہے اور آنکی قبر مبارک
بھی وہین ہے بڑے صاحب کرامات اور مراتب و مقامات کے تھے اور وہ صغر سن مین باب ارسلان کے منظور نظر ہوئے ہین جو قدیم
مشایخ ترک سے ہین اور کہتے ہین کہ باب ارسلان نے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے آنکی تربیت کی
اور خواجہ کو آنکی خدمت اور ملازمت مین بڑی ترقیان حاصل ہوئین اور جب تک باب ارسلان زندہ رہے خواجہ برابر
آنکے ساتھ تھے اور آنکی وفات کے بعد بھی اُنھین کے اشارہ سے بخارا مین آئے اور آنکا سلوک خواجہ یوسف کی خدمت مین پورا
ہوا اور درجہ تکمیل اور ارشاد کو پہونچے اور اس خاندان کے بعضے مشایخ متاخرین قدس اللہ ارواحہم کے رسالہ مین ایسا مذکور ہے
کہ خواجہ عبد اللہ برقی اور خواجہ حسن انداقی کے بعد وفات جب کہ خلافت کی نوبت خواجہ احمد یسوی کو پہونچی اور بخارا مین دعوت
خلق مین مشغول ہوئے چند روز بعد جو آنکا ارادہ ترکستان کی طرف اشارہ غیبی کے موافق ہوا تو چلتے وقت سب یارون کو
وصیت کی کہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ کی متابعت اور ملازمت مین رہین پھر یسی کی طرف توجہ فرمائی —
واضح ہو کہ خواجہ احمد یسوی قدس سرہ سرگروہ مشایخ ترک کے ہین اور ترک کے اکثر مشایخ کو طریقت مین آنکے ساتھ انتساب
ہے اور آنکے خاندان مین بہت بزرگ اور عزیز ہوئے ہین کہ سب کے ذکر کے لیے ایک کتاب علیحدہ چاہیے ناچار بعضے اصحاب جو انکے

فہرست نفس کتاب ترجمہ رشحات اُردو

صفحہ	خلاصہ مضمون
۲	دیباچہ -
۴	ذکر خواجہ ہمدانی -
۵	ذکر خواجہ عبداللہ برقی -
//	ذکر خواجہ حسن انداقی -
۶	ذکر خواجہ احمد یسوی -
۷	ذکر منصور آتا -
//	ذکر عبدالملک خواجہ -
//	ذکر تاج خواجہ -
//	ذکر سعید آتا -
//	ذکر صوفی محمد دانشمند -
//	ذکر حکیم آتا -
۸	ذکر زنگی آتا -
//	ذکر اوزون آتا -
۹	ذکر سید آتا -
۱۰	ذکر اسمعیل آتا -
//	ذکر اسحاق آتا -
//	ذکر صدر آتا و بدر آتا -
//	ذکر المین بابا -
//	ذکر شیخ علی شیخ -
//	ذکر مودود شیخ -
۱۲	ذکر کمال شیخ -
//	ذکر خادم شیخ -
۱۳	ذکر خواجہ عبدالخالق غجدوانی -
۲۰	ذکر خواجہ احمد صدیق -
۲۱	ذکر خواجہ اولیاء کبیر -
۲۲	ذکر خواجہ دہقان قلتی -
//	ذکر خواجہ زکی خدا بادی
//	ذکر خواجہ سوکمان -
۲۲	ذکر خواجہ غریب -
۲۳	ذکر خواجہ اولیا پارسا -
//	ذکر خواجہ حسن شادی -
//	ذکر خواجہ اوکتان -
//	ذکر خواجہ اولیا [illegible] -
//	ذکر خواجہ سلیمان کرمینی -
//	ذکر خواجہ محمد شاہ بخاری -
//	ذکر شیخ سعدالدین غجدانی -
۲۴	ذکر شیخ ابوسعید بخاری -
//	ذکر خواجہ عارف ریوگری -
//	ذکر خواجہ محمود انجیر فغنوی -
۲۵	ذکر امیر خسرو دابکنی
//	ذکر خواجہ علی ارغندانی -
۲۶	ذکر خواجہ علی رامیتنی -
۳۰	ذکر خواجہ خرد -
//	ذکر خواجہ ابراہیم -
//	ذکر خواجہ محمد کلادور -
۳۱	ذکر خواجہ محمد حلاج -
//	ذکر خواجہ محمد یاوردی -
//	ذکر خواجہ محمد بابا سماسی -
//	ذکر خواجہ محمد صوفی سوخاری -
//	ذکر خواجہ محمود سماسی -
//	ذکر مولانا دانشمند علی -
۳۲	ذکر سید امیر کلال -
//	ذکر امیر برہان -
۳۳	ذکر امیر حمزہ -
۳۴	ذکر مولانا حسام الدین شاشی بخاری -
۳۵	ذکر مولانا کمال الدین میدانی -
۳۵	ذکر امیر بزرگ اور امیر خرد -
//	ذکر بابا شیخ مبارک بخاری -
۳۶	ذکر امیر شاہ -
//	ذکر امیر عمر -
//	ذکر مولانا عارف دیگ گرانی -
۳۷	ذکر مولانا امیر اشرف بخاری -
//	ذکر امیر اختیار الدین دیگ گرانی
//	ذکر یادگار کسرونی -
//	ذکر شیخ جمال الدین دہقانی -
//	ذکر شیخ محمد خلیفہ -
//	ذکر امیر کلان واشی
۳۹	ذکر شیخ شمس الدین کلال -
//	ذکر مولانا علاء الدین کرکسرونی -
//	ذکر مولانا بہاء الدین قشلاقی -
۴۰	ذکر خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند -
۴۲	ذکر وفات و تاریخ انتقال حضرت خواجہ
۴۳	ذکر خواجہ محمد پارسا -
۴۷	ذکر خواجہ ابونصر پارسا -
۴۸	ذکر خواجہ محمد فغاتری -
۴۹	ذکر خواجہ مسافر خوارزمی -
//	ذکر مولانا یعقوب چرخی -
۵۲	ذکر مولانا ناصر الدین عبیداللہ
//	ذکر خواجہ علاء الدین غجدوانی -
۵۴	ذکر شیخ کلال پرسی -
۵۵	ذکر مولانا سیف الدین مناری -
۶۰	ذکر خواجہ علاء الدین عطار -
۶۷	ذکر مرض و وفات حضرت خواجہ علاء الدین -

صفحہ	خلاصه مضمون
۶۹	ذکر خواجه حسن عطار -
۷۱	ذکر شیخ عبد الرزاق -
۷۲	ذکر مولانا حسام الدین پارسا بلخی -
//	ذکر مولانا ابوسعید -
۷۳	ذکر خواجه عبد الله امامی اصفهانی -
۷۵	ذکر شیخ عمر ماتریدی
//	ذکر مولانا احمد مسکه -
۷۶	ذکر درویش احمد سمرقندی -
۸۲	ذکر سید شریف جرجانی -
۸۳	ذکر مولانا نظام الدین خاموش -
۹۱	ذکر حضرت مولانا سعد الدین کاشغری -
۱۰۴	ذکر مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی -
۱۳۰	ذکر مولانا عبد الغفور -
۱۳۲	من فوائد انفاسه المسموعة -
۱۳۸	ذکر مولانا شهاب الدین برجندی -
۱۴۰	ذکر مولانا علاء الدین ابیزی -
۱۴۲	ذکر ملاقات و مقالات مولوی عبد الکبیر یمنی -
۱۵۰	ذکر مولانا شمس الدین محمد روجی -
۱۶۰	ذکر صحبت خواجه بشیخ عبد الکبیر یمنی -
۱۶۷	ذکر انتقال خواجه -
۱۶۹	ذکر خواجه محمد الشامی -
۱۷۰	ذکر شیخ عمر باغستانی
۱۷۱	ذکر شیخ خاوند طهور -
۱۷۳	ذکر خواجه داؤد -
//	ذکر بابای آبریز -
۱۷۴	ذکر شیخ بهاء الدین آبریز -
۱۷۵	ذکر شیخ ابوسعید آبریز -
//	ذکر شیخ بخشش -
۱۷۶	ذکر مولانا تاج الدین درغمی -
//	ذکر مولانا محمد شاغری -
۱۷۷	ذکر خواجه ابراهیم شاشی -
//	ذکر خواجه عماد الملک -
۱۷۹	ذکر خواجه شهاب الدین شاشی -
۱۸۰	ذکر خواجه محمد شاشی -
//	ذکر خواجه محمود شاشی -
۱۸۳	ذکر خدمت و شفقت حضرت بگروه خاص و عام خلق -
۱۹۰	ذکر رعایت و ادب حضرت بجمیع خلائق -
۱۹۱	ذکر رحمت و شفقت و ایثار حضرت بجمیع درویشان -
۱۹۲	فصل سوم در بیان ابتداء سفر و ملاقات بمشائخ زمان -
۱۹۴	ذکر صحبت حضرت در سمرقند و خراسان بحضرت سید قاسم تبریزی -
۱۹۸	ذکر صحبت حضرت بشیخ بهاء الدین عمر -
۲۰۰	ذکر ملاقات حضرت به مولانا چرخی -
۲۰۱	مقصد دوم در ذکر بعضی حقائق و معارف واین بر سه فصل منقسم ست -
۲۴۷	ذکر غالب آمدن میرزا سلطان ابوسعید بر میرزا عبد الله از التفات حضرت -
۲۴۸	ذکر آمدن میرزا بابر برای محاصره سمرقند و مایوس واپس شدن او -
۲۵۰	ذکر آمدن میرزا سلطان محمود برای محاصره سمرقند و مغلوب واپس شدن او -
۲۵۲	ذکر مصالحت شدن سه بادشاه در یک معرکه بارشاد حضرت -
۲۶۲	فصل دوم در خوارق و عادات که بعض بزرگ و اهل ما سوا اولاد و اصحاب کامل حضرت نقل کرده اند -
۲۷۳	فصل سوم اندر بیان کرامات که اولاد و اصحاب کامل از حضرت مشاهده نموده و نقل کرده اند مجملاً مذکور نقل کنندگان -
۲۷۶	ذکر حضرت خواجه محمد یحیی -
۲۸۳	ذکر مولانا قاسم -
۲۸۶	ذکر میر عبد الاول -
۲۸۸	ذکر مولانا جعفر -
۲۸۹	ذکر مولانا برهان الدین ختلانی
۲۹۱	ذکر مولانا لطف الله ختلانی -
۲۹۲	ذکر مولانا شیخ -
۲۹۴	ذکر مولانا سلطان -
//	ذکر مولانا ابوسعید اوبهی -
۲۹۹	ذکر مولانا تاشکندی -
۳۰۰	ذکر شیخ حبیب تاشکندی -
۳۰۱	ذکر مولانا نور الدین تاشکندی -
۳۰۳	ذکر مولانا زاده اتراری -
۳۰۴	ذکر مولانا ناصر الدین اتراری -
۳۰۶	ذکر هند و خواجه ترکستانی -
۳۰۷	ذکر مولانا اسمعیل فرکتی -
۳۱۰	خاتمه و ذکر انتقال حضرت و تاریخ وفات -
۳۱۴	ترجمه قطعه تاریخ مولانا جامی -
//	ترجمهٔ قصیدهٔ رشحات در مدح خواجگان نقشبند و خواجه عبید الله احرار -
۳۱۶	خاتمة الطبع -

سلسلہ کے ذکر پر جو انکے زمانہ تک متصل ہین کفایت کیجاتی ہو انکے بعد حضرت خواجہ عبدالخالق جو چوتھے خلیفہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ
ارواحہم کے ہین انکا ذکر شروع کیا جاتا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ خواجہ احمد کے چار خلیفہ تھے جنکا ذکر مجملا لکھا جاتا ہو وباللہ التوفیق

منصور آتا رحمہ اللہ

یہ خواجہ احمد یسوی کے خلیفہ اول ہین اور فرزند رشید ہین باب ارسلان کے عالم علوم ظاہر و باطن کے ابتداء سلوک مین
اپنے والد بزرگوار سے تربیت خوب پائی اور انکے بعد وفات حسب الحکم ملازمت خواجہ مین گئے اور انکے ظل عاطفت مین
درجہ ولایت کو پہونچے

عبدالملک خواجہ رحمہ اللہ

یہ فرزند بزرگوار منصور آتا کے ہین اور انکے بعد جانشین انکے ہوئے اور مستعدون کی تربیت پر کمر باندھی اور برسون
مسند ارشاد پر رہکر طالبان طریقت کو ہدایت کی۔

تاج خواجہ رحمہ اللہ

یہ فرزند عزیز عبدالملک خواجہ کے اور پدر بزرگوار زنگی آتا کے ہین کہ انکا ذکر بعد ازین آتا ہی اور تاج خواجہ نے تحصیل
علوم رسمی کے بعد علم طریقت اور حقیقت مین تربیت اپنے والد بزرگ سے پائی اور خود کامل مکمل ہوکر ناقصون کی
تربیت مین معروف ہوگئے

سعید آتا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ دوم خواجہ احمد کے تھے اور انکے حکم سے تربیت مریدون کی فرمائی۔

صوفی محمد دانشمند آتا رحمہ اللہ

یہ تیسرے خلیفہ خواجہ احمد کے ہین برسون مسند ارشاد پر رہے اور خلق کو دعوت بحق کی۔ حضرت فرمایا کرتے کہ صوفی محمد دانشمند
مرد بسیار دان اور متشرع اور متقی ہوگئے ہین جب یسی مین حضرت خواجہ آسکے لوگون کو ذکر جہر مین مشغول کیا صوفی محمد
دانشمند کے دل مین آئی کہ حضرت خواجہ کو ذکر جہر سے منع کرین اپنے گھر سے چلے تھے کہ حضرت خواجہ کو معلوم ہوگیا
کہ احتساب یعنی ممنوع شرعی کے روکنے کے لیے آتا ہی قبل از ملاقات اسمین تصرف کیا اور عند الملاقات تکمیل کر دی

حکیم آتا رحمہ اللہ

یہ بڑے مشائخ ترک سے ہین اور چوتھے خلیفہ خواجہ احمد کے نام انکا سلیمان ہو اور حکیم لقب ہو حکمتین انکی جو معاملات
درویشون مین بزبان ترکی کہین مشہور اور معروف ہین اور انکے کلام کے فوائد سے یہ مثل ہو جو خلق کے احترام
اور وقت کی قدر مین فرمائی ہر کیم کو رسانک خضر سیل و ہر تون کو رسانک قدر بیل یعنے جسکو تو دیکھے خضر جان اور جو شب
آوے شب قدر سمجھ۔ اور یہ مثل بھی انکی طرف منسوب ہی جو اپنے کسر نفس مین فرمائی پارچہ بخشی نیر مان پارچہ بغدادی بیما

یعنے تمام ملک ہمارا ہے اور سب لوگ ہمارا مجموعہ ہے اور انکا مسکن ولایت خوارزم ہے اور موضع آق قستر غان میں یعنے قلعہ سفید میں دنیا سے رحلت کی اور قبر انکی مشہور معروف ہے

زنگی آتا رحمہ اللہ

انکو زنگی بابا بھی کہتے ہین حکیم آتا کے اصحاب اقدم اور خلفاء اعظم سے ہین مولد اور مسکن انکا ولایت شاش اور وہین انکی قبر مبارک ہے اور خلائق زیارت کو وہان جاتے ہین اور مرادات پاتے ہین مولانا محمد قاضی علیہ الرحمہ نے حضرت سے نقل کی ہے کہ فرماتے تھے جب کبھی زنگی آتا کی زیارت کو آتا ہون اللہ اللہ کی آواز سنتا ہون یہ باب ارسلان کے پوتے تھے اور فرزند تاج خواجہ اور یہ بہون اپنے والد بزرگوار کے ظل حمایت اور تربیت مین رہے ہین اور انکی وفات بعد باشارت غیبی مدتون حکیم آتا کے ساتھ رہے اور وفات حکیم کے بعد انکی بی بی عنبر آتا دختر براق خان سے نکاح کیا اور عنبر آتا سے بیٹے اور پوتے پیدا ہوئے سب عالم عامل اور فاضل کامل کہ ہر ایک اپنے زمانے مین مقتداے سالکان اور رہنماے طالبان ہوئے کہتے ہین حکیم آتا سیاہ فام تھے ایکدن عنبر آتا کے دل مین خطرہ گذرا کہ حکیم سیاہ رنگ نہوتے تو کیا ہوتا حکیم کو اسکے خطرہ پر اشراف ہوا فرمایا کہ تو مجھسے زیادہ رنگ کی عنقریب مصاحب ہوگی اور یہ ہوا کہ حکیم کے بعد زنگی آتا کے نصیب ہوئی اور بعضون نے کہا ہے کہ زنگی آتا حکیم آتا سے بظاہر نہین ملے اور انھون نے حکیم آتا سے بروے معنی روحانیت تربیت پائی ہے اور پہلا قول صحیح تر ہے اور کہتے ہین کہ جسوقت حکیم آتا نے ولایت خوارزم مین وفات پائی زنگی آتا تاشکند مین تھے فوراً خوارزم کی راہ لی اور کسی جگہ نہین ٹھہرے تھے کہ وہان پہونچے اور قبر حکیم کی زیارت اور اہل مصیبت کی پرسش کی اور جب عنبر آتا کی مدت عدت بسر ہوئی ایک محرم اسکے پاس بھیجا اور خواستگاری کی اسنے منھ پھیر کے کہا مین حکیم کے بعد کسی کے نکاح مین نہین آتی خصوصاً اس زنگی سیاہ کے اور اس منھ پھیرنے مین گردن اسکی ٹیڑھی ہوگئی اور وہ گھبرائی محرم نے زنگی آتا سے آکر قصہ کہا زنگی آتا نے پھر اسے پیغام دیا کہ تجھے یاد ہے جو تیری خاطر مین گذرا تھا کہ کیا ہوتا اگر حکیم سیاہ رنگ نہوتا اور حکیم نے تیرے خطرہ کو پاکر کہا عنقریب ہے کہ مجھسے زیادہ سیاہ رنگ کی تو مصاحب ہوگی جب محرم نے وہ بات عنبر آتا سے کہی اسے یاد آئی اور رونے لگی اور کہا مین راضی ہون جو انکی مراد ہے فی الحال اسکی گردن سیدھی ہوگئی اور انکے نکاح مین آئی اور انکے چار خلیفہ تھے اوزون حسن آتا سید آتا صدر آتا بدر آتا۔ یہ چارون شخص ابتداءً بخارا کے ایک مدرسہ مین علم تحصیل کرتے تھے اور بالاتفاق مطالعہ پر بہت بانٹے ہوئے تھے اور ایک شب چارون کو خواہش راہ سلوک کی پیدا اور طریق حق کی ارادت انکی خاطر مین ظاہر ہوئی علے الصباح گھر لٹا دیے اور مدرسہ سے جنگل کی طرف منھ کیا اور ترکستان کیطرف چلکر زنگی آتا کی صحبت مین پہونچے اور ہر ایک کا ذکر مجملاً کیا جاتا ہے

اوزون حسن آتا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول زنگی آتا کے چار خلفا سے ہین جب یہ چار عزیز ولایت تاشکند مین پہونچے ہین جنگل مین گذرتے ہوئے ایک حبشی کو دیکھا موٹے موٹے ہونٹ کا جو گایون کا گلہ چرا رہا تھا اور وہ زنگی آتا تھے اور ستار کار مین طریقہ انکا ستر حال اور کسب معاش کے لیے یہ تھا کہ اہل تاشکند کی گائین چرایا کرتے اور اسکی اجرت سے عیال اطفال کی قوت حاصل کرتے تھے۔ کہتے ہین جب زنگی آتا

جنگل مین نماز پڑھکر ذکر جہر مین مشغول ہونے لگا مین چرا بند کرکے انکے ارد گرد حلقہ باندھ لیتین اور جب تک وہ ذکر مین مشغول رہتے ہرگز
کسی کو اس مین منہ نہ ڈالنے دیتین جب وہ طالب علم اتا کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ ننگے پاؤن سے سخت کانٹے چبا کر کو توڑ رہے ہین اور ایک دوسرے پیچھے
دابے ہوے ہین کہ رسی مین باندھین اور گھر لیجائین اور وہ کانٹے انکے پاؤن مین نہین چبھتے تھے متعجب ہوکر آگے بڑھے اور سلام کیا اتا نے جواب
دیا اور کہا تم اس ملک مین پردیسی معلوم ہوتے ہو کون ہو اور کہان سے آئے ہو بولے ہم طالب علم تھے اور بخارا مین تحصیل کرتے تھے
دفعتہً ہمارے دل مطالعہ اور مباحثہ سے ملول ہوگیا اور سلوک کی خواہش باطن مین پیدا ہوئی اب طلب تحقیق مین وطن سے نکلے
ہین چاہتے ہین کہ حقیقت سے آگاہی ہمارے دماغ مین پہونچے ہر طرف ہم ڈھونڈتے ہین مرشد کامل مکمل کی تلاش کرتے ہین کہ بعد ازین ملازمت اُسکی کرین
شاید کہ نقصان کے نشیب سے کمال کے درجہ کو پہونچین اتا نے فرمایا الحمد للہ کہ مین پہونچا ہون تمھین اُس مرشد کا نشان دون پھر زنگی
دکھن پورب پچھم کیطرف رخ کیا اور ہوا کھینچے اور سو گئے تھے اسکے بعد کہا کہ دنیا کی چار طرف کی کھینچی اور چارون کونون مین سے اُنکے
سوا کسیکو نہ دیکھا جو تمھین نقصان سے رہائی دیکر کمال کو پہونچا سکے سید اتا اور صدر اتا کے دل مین اس بات سے ایک انکار پیدا ہوا سید اتا
دل مین سوچا کہ مین سید اور عالم ہون اس حبشی چرواہے کا تابعدار کب ہوتا ہون اور صدر اتا کا یہ خطرہ تھا کہ اس حبشی شتربان کو دیکھو
کس قدر لمبا چوڑا دعوے کرتا ہے لیکن اوزون حسن اتا اور صدر اتا نے اس دعوے پر اعتراض نہ کیا اور دل مین سوچے کہ ممکن ہے حضرت
حق سبحانہ نے ایک نور اس سیاہی مین ودیعت رکھا ہو زنگی اتا نے اس اثنا مین چارون کے باطن مین تصرف کیا اور انکے قلوب کو اپنی
طرف کھینچا پہلے وہ شخص جنھون یارون سے آگے بڑھکر اتا کے ہاتھ پر بیعت اور توبہ کی اوزون حسن اتا تھا اور اُسی نے درجہ
کمال پر فائز ہوکر اذن ارشاد پایا۔

سید اتا رحمہ اللہ

یہ زنگی اتا کے دوسرے خلیفہ ہین اور نام سید احمد اور سید اتا مشہور ہین کہتے ہین کہ سید اتا ہر چند ریاضت زنگی اتا کی ایام ملازمت
مین کرتے مگر اپنے باطن مین رشد نہین دیکھتے تھے اور ہر چند سعی کرتے کوئی در انکے دل پر نہین کھلتا تھا آخر اپنا درد دل عنبر اتا کی خدمت مین
عرض کیا اور کہا تمھاری بات اتا کو مقبول ہے امیدوار ہون کہ میرے حق مین چند کلمہ کہیے کہ نظر عنایت سے مشرف ہون عنبر انے
مان لیا اور کہا تو آج کی رات ایک سیاہ نمدے کے اندر لپٹ کر اتا کے سر راہ پڑا رہ تاکہ فجر کو جب طہارت کے لیے باہر آوین تجھے
اس حال سے دیکھین شاید کہ تیرے اوپر رحم کرین سید اتا نے ایسا ہی کیا اور عنبر اتا نے رات کو کہنے پر کہا احمد مرد فقیر ہے اور سید ہے اور
عالم ہے اور مدت سے خدمت مین حاضر ہے کبھی عنایت اور نظر خاص سے مخصوص اس جناب نہین ہوا میری التماس ہے کہ اسپر رحم کرو
اتا نے مسکرا کر کہا کہ سیادت اور علم اسکی سد راہ ہوئی پہلے پہل جو مجھے دیکھا اور مین نے اُسے اپنا نشان دیا اُسنے دل مین کہا کہ مین
سید اور عالم ہون ایک حبشی چرواہے کا تابعدار کب ہوتا ہون اب تو نے اسکی سفارش کی مین اسکے گناہ سے درگذرا جب
صبح کو اتا باہر آئے ایک کالی کالی چیز اپنے راستہ پر پڑی دیکھی اُسپر پاؤن رکھا وہ خود سید اتا تھے کہ اُسکے سینہ پر قدم رکھا تھا اور
انھون نے اتا کا پاؤن چوما کہا تو کون ہے کہا احمد ہے اتا نے کہا کہ اٹھ اس شکستگی سے تیرا کام درست ہوا اور اس موقع پر التفات خاص

اُنپر کیا جون ہی سیداتا سیدھے کھڑے ہوئے جو اُنکا مقصود تھا اُنپر منکشف ہوگیا اور فتوح اور بخشش کے دروازے کھل گئے اور تھوڑے
عرصہ مین درجۂ ارشاد و کمال کو پہونچے اور بہت سے ناقصون کو مرتبہ کمال پر پہونچایا اور سیداتا حضرت عزیزان خواجہ علی رامیتنی کے ہمعصر
تھے جو اکابر طبقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے ہین اور ذکر اُنکا بعد ازین آئیگا اور اُن دونون کے درمیان مراسلت ہوئی کہ اسمین سے
کسیقدر ذکر عزیزان مین آئیگا حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے مقامات مین مذکور ہے کہ حضرت خواجہ نے نقل کی ہے کہ ایک دن کوئی کاشتکار
کھیت مین چینا بو رہا تھا سیداتا وہان پر گذرے پوچھا کہ تو کس کام مین ہے اور کیا بوتا ہے اُسنے کہا کہ چینا بوتا ہون مگر یہ زمین اچھا چینا نہین دیتی
سیداتا نے خطاب کرکے کہا اے زمین اچھا چینا دے کہتے ہین کہ کتنے ہی سال اُس زمین سے چینا او گتا رہا بعد ازان آسکے کہ بیج اُسمین ڈالین ۔

اسمعیل اتا قدس سرہ

یہ بڑے اصحاب اور خلفا سیداتا سے ہین حضرت فرماتے تھے کہ اوائل مین لوگ تعرض اسمعیل اتا سے کرتے رہتے تھے اتا کہتے تھے یہ
باتین مین نہین بانستا آتشن برزم طبلن نقرم یعنے وہ مجکو دیتا ہے اور مین اُسکا نقارہ بجاتا ہون ۔ اتا نواحی خرزیان کے باشندہ تھے جو علم
اور تاشکند کے بیچ مین ہے ۔ اُس ملک کے پاس پڑوسی اتا پر معترض تھے اور ہمیشہ اُنکی ہجو اور غیبت کیا کرتے اتا کہتے یہ ملا لوگ میرے
صابون اور اشنان ہین حضرت یہ کلام اُنکا بہت پسند کیا کرتے اور تعریف فرماتے اور اتا کے انفاس نفیسہ سے ہے کہ دھوپ مین سایہ ہوا ور
جاڑے مین کپڑا اور بھوک مین روٹی ۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ اتا کا یہ کلام جامع ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اسمعیل اتا بعد ازان کہ مرید کو تلقین کرتے
فرماتے کہ اے درویش ہم برادران طریقت ہوئے ایک نصیحت میری مان لے کہ اس دنیا کو ایک سبز گنبد خیال کر اور جان لے کہ تو ہی
اور حق سبحانہ اسقدر ذکر کر کہ اُس توحید کے غلبہ اور تسلط سے حق سبحانہ رہجاے اور بس اور تو درمیان سے باہر ہو ۔ حضرت
فرمایا کرتے کہ اس کلام سے اتا کی بہت بو آتی ہے اور حضرت نے اپنے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ کے حال سے نقل کی ہے کہ حضرت
سید شریف جرجانی مجھے کہتے تھے شیخ زادہ مریدان اسمعیل اتا کے سجدون سے بوے مذاق آتی ہے ۔

اسحاق اتا رحمہ اللہ

یہ فرزند اسمعیل اتا کے ہین صفاے وقت اور احوال بزرگ کے مالک تھے اور نواح اسبیجاب مین نشست اُنکی تھی جو ما
قصبہ تاشکند اور سیرام کے درمیان ہے ۔ شیخ عبد اللہ خجندی رح کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے یارون مین سے تھے
فرمایا کرتے تھے کہ پیشتر اس سے کہ حضرت خواجہ کی شرف صحبت سے مشرف ہون چند سال مجھے قوی جذبہ پہونچا تھا خواجہ محمد علی
حکیم ترمذی کے مزار پر مین گیا اُنکی طرف سے اشارہ ہوا کہ واپس پھر جا کہ تیرا مقصود بارہ برس بعد بخارا مین حاصل ہوگا اور وہ
خواجہ بہاء الدین نقشبند کے ظہور پر موقوف ہے فی الجملہ میری خاطر جمع ہوئی خجند کی طرف مراجعت کی ایک دن بازار مین
چلا جاتا تھا دو ترک دیکھے کہ ایک مسجد کے دروازہ پر بیٹھے اور آپسمین باتین کرتے تھے اور روتے تھے مین نے جو کان لگائے تو اس طریق کی
باتین کہتے تھے ۔ مجھے اُنکی صحبت کی طرف میل خاطر ہوا اُنسے نیاز مندی کی اور تھوڑا کھانا اور میوہ پیش کیا باہم کہنے لگے یہ درویش
طالب معلوم ہوتا ہے لائق ہے کہ ہمارے شاہزادہ اسحاق خواجہ کی خدمت مین رہے جب اُنسے یہ بات مین نے سنی پھر طلب میری

بڑھی جستجو کی تو کہا وہ اصحاب میں رہتے ہیں انکی صحبت میں گیا اور مطلب ظاہر کیا لیکن واقعہ ترمذ کا کچھ ذکر نہیں کیا اور چند روز انکی خدمت میں رہا اور وہ بہت لطف کرتے تھے ایک روز فرزند انکا کہ جوان نہایت رشید تھا اور آثار قبول اسکی پیشانی سے ظاہر تھے اُسنے اپنے والد بزرگوار سے کہا کہ یہ درویش مسکین ہو چاہیے کہ آپ کی خدمت میں رہے اسحاق خواجہ نے فرمایا ای فرزند یہ درویش خواجہ بہاء الدین نقشبند کا مرید ہوگا ہمکو مجال تصرف اسمین نہیں ہو جب یہ بات مین نے اُنسے سنی حضرت خواجہ پر میرا یقین اور بھی زیادہ ہوا اُنسے اجازت چاہی اور بخارا کو اُلٹا پھر آیا اور منتظر ظہور حضرت خواجہ قدس سرہ کا رہتا تھا یہان تک کہ بخارا میں انکی صحبت اور قبولیت سے مشرف ہوا۔

صدر آتا و بدر آتا رحمہما اللہ

یہ دونوں خلیفہ سوم و چہارم زنگی اتا کے ہیں نام اُنکا مولانا صدر الدین محمد و مولانا بدر الدین محمد تھا اور انکو صدر آتا اور بدر آتا بھی کہتے ہیں اور یہ بخارا میں ہمیشہ ہم حجرہ اور ہم سبق تھے ہم پیالہ و ہم نوالہ اور ایک بستر پر سویا کرتے جب زنگی اتا کی صحبت میں آئے روز بروز آثار ترقی مولانا صدر الدین کے احوال سے ظاہر ہوتے تھے مگر مولانا بدر الدین کے کام میں گلتھے پڑے ہوئے تھے آخر اُسکے خیال میں آیا کہ سید اتا نے عنبر آتا کو وسیلہ بنایا تب زنگی اتا اُنکے حال پر مہربان ہوئے میں بھی وہان جاؤن اور انکی شفقت کے شفاخانہ سے دوا اپنے درد کی مانگون بعد ازان فرصت کیوقت عنبر اتا کی خدمت میں جا کر حال اپنا رو رو کر بیان کیا اور انکو شفیع بنا کر التماس کی کہ شگفتہ خاطری کے وقت اتا سے عرض کیجیے کہ بدر الدین کہتا ہے میں اور مولانا صدر الدین دونوں آپ کے غلام ہیں سبب کیا ہو کہ آپکی عنایت اُنکے حق میں زیادہ ہو اگر مجھسے کوئی تقصیر ہوئی ہو تو آگاہ فرمائیے کہ اسکا تدارک کرون جب زنگی اتا اُس دن جنگل سے آئے اتفاقاً خوشوقت تھے عنبر اتا نے مولانا بدر الدین کا پیغام انکو پہونچایا اور التفات خاطر کی درخواست کی اتا نے فرمایا کہ اُسکے کام میں بستگی اسوجہ سے ہو کہ میری پہلی ملاقات اور گفتگو میں اُسنے اپنے دل میں کہا کہ حبشی شتر لب کو دیکھو کہ کیا لنبا چوڑا دعوی کرتا ہو اب جو تمنے درخواست کی میں اُسکے گناہ سے درگذرا یہی اُسنے پایا اور مہربانی کی کہ اُسیوقت مولانا صدر الدین کے درجہ اور مقام کو پہونچا اور بعد ازان ہمیشہ سیر مقامات اور منازل سالکین میں رکاب برکاب آئے جاتا تھا اور احوال عارفین کے ظہور میں شریک اسکا ہوتا تھا اور پھر مولانا صدر الدین کسی وقت اور کسی حال میں اُسپر غالب نہوئے اور سلوک طریقت اور حقیقت میں اُس سے آگے نہ بڑھے۔

المین بابا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ صدر اتا کے تھے اُنکے بعد آپ کی اشارت سے طالبون کی دعوت حق کی۔

شیخ علی شیخ رحمہ اللہ

یہ خلیفہ المین بابا کے تھے اُنکے بعد اُنکے بجائے مسند ارشاد پر بیٹھے۔

مودود شیخ رحمہ اللہ

یہ خلیفہ شیخ علی شیخ کے تھے اُنکے بعد مستعدون کو تربیت کی۔

کمال شیخ رحمہ اللہ

یہ مودود شیخ کے اصحاب کبار سے تھے اور ولایت شاش انکا مقام تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ کمال شیخ مرید مودود شیخ کے تھے اور یار طریق خادم شیخ کے۔ جبکہ ہمنے سفر خراسان سے مراجعت کی اور تاشکند مین اقامت کی تو وہ ہمارے واسطے اکثر آیا کرتے۔ بعضے اصحاب اجل کہتے تھے کہ ایک دن کمال شیخ آپ کے پاس نے تھے کہ ہمارے لیے ذکر اڑہ کرین اور ذکر ارہ ایک قسم کا ذکر سلسلہ مشایخ ترک مین ہی کہ ذکر کرنے کے وقت ایک آواز مثل آرے کے ذاکر کے گلے سے نکلتی ہی کمال شیخ نے حضرت کے سامنے بقوت تمام تر سات آٹھ بار ذکر ارہ کیا حضرت نے فرمایا کہ بس کر ہمارے دل مین درد ہونے لگا اور بعضے اصحاب نے کہا کہ آپ نے فرمایا بس کر عرش سے فرش تک آگ لگ گئی پھر کچھ تامل کیا اُسوقت فرمایا کہ اس فکر مین ہون اگر کوئی شک کرے کہ یہ کس قسم کا ذکر ہی کوئی اسکا جواب کیا دے تب یہ بیت پڑھی **بیت** مرغان چمن بہر صباحے ✦ خوانند ترا باصطلاحے

خادم شیخ رحمہ اللہ

یہ بڑے اصحاب مودود شیخ سے ہین اور حضرت کی ابتدا ظہور مین ولایت شاش بلکہ ماوراء النہر مین ایک جماعت کثیر کے مقتدا اور مرشد تھے اور حضرت سے ملاقات رکھتے تھے شیخ جمال الدین رحمہ اللہ جو خادم شیخ کے خلیفہ تھے وہان سے ہرات آئے اور مریدون کی بڑی جماعت سے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری کے مزار پر رہے اور وہین وفات پائی اور قبر اُنکی تحت مزار پر ہے فقیر استاذی مولانا رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمہ کے ساتھ کبھو کبھو انکی صحبت مین جایا کرتا اور وہ اپنے شیخ سے حکایتین کہتے اور فوائد بیان کرتے کہ انہین سے بعضے پانچ رشحہ مین ذکر کیے جاتے ہین۔

رشحہ ۱ شیخ جمال الدین کہتے تھے کہ ہمارے شیخ خادم شیخ اس آیت مین فویل للقاسیة قلوبہم من ذکر اللہ کہتے تھے کہ ایک گروہ ہی جو ذکر کرنے سے قساوت قلب حاصل کرتے ہین اسواسطے کہ وہ بے ادبانہ بتقاضائے طبع ونفس غفلت کے ساتھ ذکر کرتے ہین سزاوار ہی کہ من ذکر اللہ اشارہ اُسکی طرف ہوا اگرچہ مفسرین نے اُسکی نقل عن ذکر اللہ کے ساتھ تفسیر کی ہی۔

رشحہ ۲ وہ کہتے تھے کہ شیخ ہمارے فرماتے تھے حضوری جو کہ سالکون کو نہایت ذکر مین اور اُسکے مراتب پر عبور کرنے مین ہوتی ہی ممکن ہی کہ اُس سے پہلے بھی حاصل ہو مگر اُسکو بقا نہین ہوتی اور طبیعت اپنے تاثی کے سبب جلد زائل ہوجاتی ہی لیکن اگر ذکر کے مراتب پر عبور کر گیا ہو جس سے مراد بعضے انوار کا مشاہدہ اور کشف ہی تو وہ مراتب لطیف اجسام کے مثال بجائے طبیعت ہوجاتے ہین اور سالک پریشانی خاطر سے رہائی پاتا ہی۔

رشحہ ۳ اور وہی کہتے تھے کہ ہمارے شیخ کا قول ہی دلیل صحت حال پر جو وارد ہوتا ہی یہ ہی کہ جب حال کا ورود ہو ذات سالک مین فنا پیدا ہوجاتی ہی اور زحمت اشغال جاتی رہتی ہی اور شریعت سے میل اور محبت تازہ ہوتی ہی کہ احکام شرعی کو ذوق اور رغبت سے بے کلفت بجا لاتا ہی۔

رشحہ اور انھین کا یہ کلام ہے کہ ایک معمولی عالم ہمارے شیخ کے پاس آیا تھا کہنے لگا کہ ارباب رقص وسماع کا حال دو بات سے خالی نہین ہے اسوقت شعور ہے یا نہین اگر شعور ہے تو حرکت اور رقص و اظہار بیخودی نہایت بری چیز ہے اور اگر شعور نہین ہے تو شعور نہین اگر طہارت کیے بغیر نماز پڑھتے ہین یہ اس سے زیادہ برا ہے شیخ نے اُسکے جواب مین کہا کہ نقض وضو کے اسباب سے ایک یہ ہے کہ عقل سلب ہوجائے جیسی مجنون آدمی کی حالت ہے اور دوم یہ ہے کہ عقل پوشیدہ ہوجاتی ہے جیسا کہ بیہوشی کی حالت مین ہوجاتی ہے لیکن اس گروہ کی بے شعوری رقص وسماع کی حالت مین نہ عقل کا جاتا رہنا ہے اور نہ اسکا پوشیدہ ہونا ہے بلکہ اس بے شعوری کی وجہ یہ ہے کہ اس محل مین عقل کلی عالم الٰہی سے اس عقل جزوی پر پرتو کرتی ہے اور وجود سالک مین غالب اور حاکم ہوجاتی ہے اور اس عقل کلی کو وہ قوت اور قدرت ہے کہ ایک عالم کا انتظام کرے بدن کے بندوبست کا تو کیا ذکر ہے جو اسوقت اُسکے زیر حکم و حمایت ہے اور عقل کلی مدبر اُسکی نگاہداشت مین ہے نواقض وضو اس محل مین نہین رہتے اسواسطے کہ طالب صادق اسوقت طبیعت اور احکام طبیعت سے باہر نکل جاتا ہے اور لوازم بشریت سے خلاص ہے پس اس حال مین وضو تازہ کرنے کی احتیاج نہین پڑتی۔

رشحہ شیخ جمال الدین کا بیان ہے کہ ہمارے شیخ کہتے تھے کہ سلسلہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے بعض اکابر نے ایسا کہا ہے کہ وجود عدم کا وجود بشریت کے ساتھ عود کرتا ہے لیکن وجود فنا کا ہرگز وجود بشریت کے ساتھ عود نہین کرتا اس کلام کے معنی ظاہرا یہ ہین کہ وجود عدم سے مراد صفت عدم کا تحقق ہے کہ عبارت اُس سے بیخودی ہے جو طریق خواجگان کے مبتدیون کو مشغولی مین حاصل ہوتی ہے لیکن جو کچھ کہ حقیقت معنی ہے وجود عدم عبارت اس بیخودی حقیقی سے ہے کہ سالک کی قوت ادراک پر پرتو ڈالتی ہے اس سبب سے کہ اُسکا دل نہایت شغل باطنی سے اور دل نقوش کونیہ سے خالی ہے اور وہ پرتو ہستی حقیقی کا ہے اُس بیخودی کے پیدا ہوتا ہے وجود اُس عدم کا ہے اور یہ وجود وجود بشریت کے ساتھ عود کرتا ہے یعنے پھر یہ پرتو ناپید ہوجاتا ہے اور لوازم وجود بشری غالب آتے ہین بخلاف وجود بخشیدہ حقانی کے جسکو بقاء بعد الفنا کہتے ہین کہ بعد از تحقق بمقام فنا پیدا ہوتا ہے پس جسطرح کہ فنا کو وجود باقی سمجھتے ہین اس عدم کو بھی وجود سمجھتے ہین اور یہ وجود اگرچہ اسی وجود باقی کا پرتو ہے لیکن باینوجہ کہ مقام فنا مین متحقق نہین ہے کبھی کبھی مختفی ہوجاتا ہے جب تک کہ صاحب وجود ثابت اور ملک ہوجائے اور اللہ تعالے دانا ہے۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ

یہ چوتھے خلیفہ چارون خلفا خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ سے اور سر دفتر طبقہ خواجگان ہین اور انھین سے سلسلہ عزیزان نقشبندیہ شروع ہوا قریہ غجدوان جو ولایت بخارا کا ایک بڑا موضع شہر کے برابر اور بخارا سے اٹھارہ میل ہے انکا مقام ولادت اور مدفن ہے اُنکے والد بزرگوار عبد الجمیل ہین اور عبد الجمیل امام کے ساتھ مشہور امام مالک کی اولاد سے اور مقتداے وقت اور علوم ظاہر و باطن کے عالم ساکن ملاطیہ روم کے تھے اور والدہ انکی بادشاہان روم سے ایک بادشاہ کی اولاد سے تھین کہتے ہین کہ وہ

خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور حضرت خضر نے انکو وجود خواجہ کی بشارت دی اور عبد الخالق نام رکھا بعد ازانکہ عبد الجمیل امام حوادث ایام سے کر بمیت روم سے ماوراء النہر مین آ کے ولایت بخارا مین پہونچکر غجدوان مین بود وباش کی اور حضرت خواجہ وہان پیدا ہوئے اور وہین بڑھے اور پرورش پائی پہلے شہر بخارا مین تحصیل علوم مین مشغول ہو کے ایک روز اپنے اُستاد امام صدر الدین سے جو علامہ زمان تھے تفسیر پڑھتے تھے کہ اس آیت پر پہونچے ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لا یحب المعتدین اُستاد سے پوچھا کہ اس خفیہ طریق کی حقیقت کیا ہو اگر ذاکر آواز سے پڑھے یا ذکر کے وقت اعضا سے جنبش کرے دوسرا اُسپر آگاہ ہوتا ہو اور اگر دل مین کہے تو شیطان اس حدیث کے موافق الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم واقف ہوتا ہو اُستاد نے فرمایا یہ علم لدنی ہو اگر حق سبحانہٗ خواستہ ہو تو اہل اللہ سے کوئی تجھے ملیگا اور تعلیم کریگا خواجہ منتظر رہتے یہان تک کہ خضر علیہ السلام اُنکے پاس پہونچے اور وقوف عددی اُنکو سکھلایا۔ کتاب فصل الخطاب مین مذکور ہو کہ حضرت خواجہ کی روش طریقت مین بہت ہو اور سب کے مقبول وہ ہمیشہ اہ صدق و صفا اور متابعت شرع و سنت حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اور مخالفت بدعت و ہوا مین ساعی رہے اور اپنے چلن کو اغیار سے چھپایا اُنکو سبق ذکر دل کا جوانی مین حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور اُسپر ہمیشہ کار بند رہے اُور خضر علیہ السلام نے فرزندی مین قبول کیا اور فرمایا کہ حوض کے پانی مین آؤ اور غوطہ لگاؤ اور دل مین کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خواجہ نے ایسا ہی کیا اور یہ سبق لیکر مشغول کار ہوئے اور کشائشین پائین اور اول زمانہ سے آخر تک تمام خلق کے مقبول اور محبوب تھے پھر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ بخارا مین آئے اور خواجہ نے اُنکی صحبت پائی اور جانا کہ انکا بھی ذکر دل ہی اُنکی صحبت مین رہا کرتے جب تک خواجہ یوسف بخارا مین رہے کہا ہو کہ خواجہ خضر علیہ السلام اُنکے اُستاد ہین اور خواجہ یوسف اُنکے اتالیق تھے اور ہر چند خواجہ یوسف اور اُنکے مشائخ قدس اللہ ارواحہم کا طریق ذکر جہر تھا لیکن ازانجا کہ اُنھون نے خضر علیہ السلام سے تلقین کر خفی پائی اور اُسکے مامور ہوئے خواجہ یوسف نے اُسکو نہین بدلا اور فرمایا کہ جس طرح آپ اُسکے مامور ہوئے ہو مشغول رہو اور انکی بعض تحریرات مین مذکور ہو کہ فرمایا بائیس ۲۲ برس کی عمر میری تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے خواجہ یوسف ہمدانی کے سپرد کیا اور میری تربیت کی وصیت کی اور جب تک وہ ماوراء النہر مین رہے مین اُنکی ملازمت مین رہکر استفادہ کرتا رہا جب خواجہ یوسف خراسان مین آئے ریاضت مین مشغول ہوئے اور اپنے احوال پوشیدہ رکھتے تھے ولایت انکی ایسی ہوئی کہ ایک وقت نماز مین کعبہ جاتے اور آتے اور ملک شام مین اُنکے بہت مرید ہوئے اور خانقاہ اور آستانہ تیار ہوا اور ایک مدت دراز مقام ارشاد اور دعوت خلق مین متمکن تھے اور طالبان صادق طریق حق کی راہ نمائی کرتے تھے اور اُنکا ایک وصیت نامہ آداب طریقت مین ہو کہ اپنے فرزند معنوی خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ کے لکھا ہو جسمین فوائد جلیلہ جو مرید اور سالک کے لیے ضروری ہین مندرج ہین اور اُسمین سے یہ چند فقرات جامع ہین کہ تبرکًا و تیمنًا لکھے جاتے ہین ـ

رشحہ فرمایا اُسکے مین تجھے وصیت کرتا ہون کہ علم و ادب و تقوے کے ساتھ سب احوال مین تیرے اوپر واجب ہو کہ آثار سلف کا پیرو اور سنت وجماعت کا ساتھی ہو فقہ اور حدیث کو سیکھنا اور صوفیان جاہل سے پرہیز کرنا ہمیشہ نماز با جماعت پڑھنا مگر شرط ہو کہ امام اور مؤذن تو نہو سرگز شہرت نہ پانا کہ آفت ہو اور کسی منصب کا قیدی نہو نا ہمیشہ گمنام رہ اور قبالون مین اپنا نام نہ لکھا اور نہ عدالت مین جا اور کسیکا ضامن نہو لوگونکی

وصیتون مین مت ڈر آ اور بادشاہ اور اُسکے لڑکون سے صحبت نرکھ اور خانقاہ نہ بنا اور نہ خانقاہ مین بیٹھ اور سماع بہت مت سن کہ
کثرت سماع نفاق پیدا کرتا ہی اور دل کو مردہ اور انکار سماع مکر کہ سماع کے سننے والے بہت ہین کم کہہ اور کم کھا اور کم سو اور خلق سے بھاگ جیسے شیر
سے بھاگتے ہین اور اپنی خلوت مین ہمیشہ رہا کر اور نئے رلیشون اور عورتون اور بدعتی اور مالدارون اور عوام سے اختلاط مت کر اور
حلال کھا اور شبہہ سے پرہیز کر اور جب تک ہو سکے بیاہ مکر کہ طالب دنیا تو ہو جائیگا اور طلب دنیا مین دین کو غارت کریگا بہت
نہ ہنس و قہقہہ کی ہنسی سے اجتناب کر کہ بہت ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہی اور چاہیے کہ سب کسی مین شفقت کی نظر سے تو دیکھے
اور کسی شخص کو حقیر نہ سمجھے اپنے ظاہر کو مت سنوار کہ ظاہری آرائش باطن کی خرابی سے ہی خلق سے لڑائی مت کر اور نہ کسی سے کچھ
مانگ اور کسی سے کام نہ لے اور مشائخ کی خدمت مال بدن اور جان سے کر اور انکے کامون کو بُرا مت جان کہ انکا منکر ہرگز خلاص
نہو نگا دنیا اور اہل دنیا پر فریفتہ نہو چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ غمناک رہے اور تن بیمار اور آنکھین روتی ہوئین اور عمل خالص اور دعا عاجزی
کے ساتھ اور کپڑا پرانا اور رفیق درویش اور جمع پونجی فقر اور گھر مسجد اور مونس حق سبحانہ۔

رشحہ اور نیز حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ سے یہ تھوڑی عبارت ہی کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی عمارت اُسپر ہی —
ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگاہداشت۔ یادداشت اور لکھے سوا سب [illegible]
ادہم ہی۔ واضح ہو کہ تین کلمے اور ہین جو اس طائفہ علیہ کی اصطلاحون سے ہین وقوف عددی وقوف زمانی۔ وقوف قلبی کہ سب
گیارہ کلمے ہوئے از انجا کہ حضرت خواجہ سرگردہ سلسلہ خواجگان کے ہین لاجرم اس مقام پر اصطلاحی الفاظ آنکے جسپر جاننا ان عزیزون کے
طریقہ کا موقوف ہی نیز عبارت شریفہ اس گروہ کے ساتھ گیارہ رشحون مین شرح کیے جاتے ہین بین الاجمال والتفصیل اور اللہ
حق کہتا ہی اور سیدھی راہ دکھلاتا ہی۔

رشحہ ہوش در دم یہ ہی کہ جو دم اندر سے نکلے چاہیے کہ از سر حضور و آگاہی ہو اور غفلت اُسمین راہ نپائے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری
قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہی کہ ہوش در دم یعنے انتقال ایک دم سے دوسرے دم تک چاہیے کہ از سر غفلت نہو اور از سر حضور ہو اور جو دم لے حق سبحانہ
سے خالی اور غافل نہو حضرت فرماتے تھے کہ اس طریق مین رعایت اور حفظ دم کو اہم رکھا ہی یعنے چاہیے کہ سب انفاس حضور اور آگاہی کے
مین مصروف ہون اور اگر کوئی نفس کی محافظت نہین کرتا تو کہتے ہین فلان شخص نے نفس گم کیا ہی یعنے طریق روش گم کی ہی حضرت خواجہ
بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ بنا اس کار کی اس راہ مین نفس پر کرنی چاہیے جیسا کہ اشتغال وظیفہ اسم زمان حال یا ماضی اور فکر مستقبل سے
فارغ اور بیفکر کرے اور نفس کو ضائع ہونے نہ دے اور آمد و رفت نفس اور دو نفس کے درمیانی حفظ مین ساعی ہو کہ غفلت سے نہ اُترے اور نہ نکلے رباعی
اے علم کے بحر سے رہا ساحل پر + دریا مین فراغ ہی نکل مت باہر + کو نین کی موج پر نظر کیون ہی صفی + دو دم مین ہی آگاہ دگر وقت سحر +
حضرت مولانا جامی قدس اللہ سرہ السامی شرح رباعیات کے آخر مین لاتے ہین کہ شیخ ابو الجناب نجم الکبرا قدس اللہ روحہ رسالہ فواتح الجمال مین
فرماتے ہین کہ جو ذکر حیوانات کے نفوس پر جاری ہی انکے انفاس ضروری ہین اسواسطے کہ سانس کے لیجانے اور اسکے نکالنے مین
حرف ہا جو اشارت بغیب ہویت حق سبحانہ ہی کہا جاتا ہی اگر چاہین اور اگر نہ چاہین اور یہی حرف ہا ہی کہ اسم مبارک اللہ مین ہی اور الف لام

تعریف کے لیے ہے اور لام کی تشدید اُس تعریف مین مبالغہ کے لیے ہے یس چاہیے کہ طالب ہوشیار نسبت آگاہی بحق سبحانہ مین مستعد
رہے کہ اِس حرف شریف کے بولنے کے وقت ذات حق سبحانہ کی ہویت اسکے ملحوظ اور پیش نظر رہے سانس کی آمد رفت مین وقوف
ہو کہ حضور مع اللہ کی نسبت مین کوئی فتور واقع نہو دے حتی کہ وہ اُس درجہ تک پہونچے کہ بے تکلف نگاہداشت اس
نسبت کی ہمیشہ اُسکے دل مین حاضر رہے اور تکلف کے ساتھ اس نسبت کو دل سے دور نکرسکے رباعی با غیب ہویت الٰہی ہر شب ہر روز
اُس حرف پر انفاس کی تیری ہو اساس + آگاہ رہ اُس سے تو در امید وہراس + اک بات تشکرف ہے کہ دی رکھ پاس
واضح ہو کہ غیب ہویت کہ حضرت مخدومی اس رباعی مین لائے ہین اہل تحقیق کی اصطلاح مین عبارت ہے ذات حق سبحانہ سے
باعتبار لاتعین شرط اطلاق حقیقی کے کہ اطلاق سے بھی مقید نہین ہے اور ممکن نہین کہ اس مرتبہ مین کوئی علم اور ادراک اُس سے متعلق
ہو اور اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے۔

رشحہ نظر بر قدم ہے کہ سالک آمد رفت شہر اور صحرا اور سب جگہ مین اسکی نظر پشت پا پر رہے تاکہ اسکی نظر پراگندہ نہو اور جہان نچاہیے
نہ پڑے اور سزاوار ہے کہ نظر بر قدم سے اشارہ سیر سالک کی سرعت کیطرف مسافات ہستی کی قطع اور خودپرستی کی گھاٹیان طے
کرنے مین ہو یعنے جہان اُسکی نظر منتہی ہونے الحال اُسپر قدم رکھے اور ابو محمد رویم قدس سرہ نے جو کہا ہے کہ مسافر کا ادب یہ ہے کہ قدم
سے نجاوز کرے اسی معنی مین ہے اور حضرت مخدومی قدس سرہ نے کتاب تحفۃ الاحرار مین حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی تعریف
مین اس مضمون کو اسطرح نظم کیا **مثنوی** کم زدہ بے ہمدمے ہوش دم + در گذشتہ نظرش از قدم +
بس کہ زخود کردہ بسرعت سفر + باز نماندہ قدمش از نظر + **ترجمہ** دم نہ لیا اُسنے مگر ہوش سے + آنکہ قدم سے نہ اٹھی جوش سے
بس کہ سفر جلد کیا آپ سے + بچھڑا نہ نظر سے نہ قدم ناپ سے +

رشحہ سفر در وطن وہ ہے کہ سالک طبیعت بشری مین سفر کرے یعنے صفات بشری سے صفات ملکی کو اور صفات ذمیمہ سے
صفات حمیدہ کی طرف آئے حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ خبیث آدمی جہان جاے خباثت اُس سے دور
نہین ہوتی جب تک کہ بُرے صفات سے دور نہو۔ واضح ہو کہ مشایخ طریقت رہ کا حال سفر اور اقامت کے اختیار مین مختلف ہے
بعضے انمین سے سفر ابتدا مین کرتے ہین اور انتہا مین مقیم ہوتے ہین اور بعضے ابتدا مین مقیم اور انتہا مین مسافر ہوتے ہین اور بعضے نہ ابتدا مین
سفر کرتے ہین نہ انتہا مین اور بعضے ابتدا اور انتہا دونون مین سفر کرتے ہین اور مقیم نہین ہوتے اور ہر ایک فرقہ کو ان چار فرقون مین سے
سفر اور اقامت مین نیت صادق اور غرض صحیح ہے جیسا کہ ترجمہ عوارف مین شرح کی اور خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا طریقہ سفر اور
اقامت مین وہ ہے کہ بدایت حال مین بقدر سفر کرین کہ آپکو کسی عزیز کیخدمت مین پہونچا دین اور اُسکی خدمت مین مقیم ہون اور اگر اپنے ملک کے
مین کسیکو اُس گروہ سے پائین سفر چھوڑ کر اُسکی ملازمت مین شتابی کرتے ہین اور تحصیل ملکہ آگاہی مین سعی بلیغ بجالاتے ہین صفت ملکہ کے حاصل
کرنے کے بعد سفر اور اقامت برابر ہین حضرت فرمایا کرتے کہ مبتدی کو سفر مین پریشانی کے سوا کچھ حاصل نہین جب طالب کسی عزیز کی صحبت
مین پہونچا اُسکو بیٹھنا چاہیے اور صفت تمکین حاصل کرنی چاہیے اور ملکہ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ہاتھ مین

لا افزود ہو بعد از ان جہان جاسکے کوئی مانع نہین **رباعی** کیا خوب ہے بے دہن کے ہنسنا یارب ٭ اور چشم بغیر دیکھ لینا یارب ٭
بیٹھے اور سفر کرکے ہو غایت خوبی بے منت پا جہانمین پھرنا یارب ٭ حضرت مخدومی اشعۃ اللمعات مین اس بیت کی شرح مین **بیت**
آئینہ صورت ز سفر دور است ٭ کان پذیرای صورت از نور است ٭ ایسا فرمایا ہے یعنے آئینہ مصوری کہ عبارت صیقل کیے لوہے سے
ہو دیکھنے والے کی صورت دکھلانے کے لیے محتاج اسکا نہین ہے کہ صورت کی طرف سفر کرے اسواسطے کہ وہ صورت کا قبول کرنا
اپنے منھ کی صفائی اور نورانیت کی جہت سے ہوا ہے جو کچھ اُسکے سامنے ہوتا ہے اُسمین دکھلائی دیتا ہے اور صورت اُسکی منعکس اُسمین ہوتی
ہے بدون اسکے کہ صورت کیطرف وہ حرکت کرے اسی طرح جب اُس آئینہ معنوی دل کا صورت وجودات کی گھڑ گھڑے سے خلاص ہوا
اور نور وصفائی اُسمین قرار پا چکی اور طبعی خواہشون کی تاریکی اُس سے دور ہوئی تجلیات ذات وصفات الٰہی کی قبول مین
سیر اور سلوک کا محتاج نہین کسواسطے کہ سیر سلوک عبارت دل قالب کے تصفیہ سے ہے جب صیقل کی صفائی کو پہونچا
سیر و سفر اور اُسکے سے مستغنی ہو گیا۔

رشحہ خلوت در انجمن حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ تمہارے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے فرمایا خلوت در انجمن ظاہر
مین خلق کے ساتھ اور باطن مین حق سبحانہ کے ساتھ **بیت** از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش ٭ اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہان ٭
ترجمہ آشنا اندر ... بیگانہ باہر ... اصطلاح کی چال یاری کم جہان مین تھی ہے۔ حق سبحانہ جو فرماتا ہے کہ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ
ایسے مقام ... نسبت باطنی اس طریقہ مین ایسی واقع ہوئی ہے کہ جمعیت دل جلوت مین اُس سے زیادہ ہوتی ہے جو
خلوت مین ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے اور خلوت مین شہرت ہے اور شہرت مین آفت خیریت جمعیت مین ہے اور جمعیت
صحبت مین ہے بشرطیکہ ایک دوسرے مین فانی ہو اور خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ نے فرمایا کہ خلوت در انجمن وہ ہے کہ اشتغال اور استغراق
ذکر مین اس مرتبہ کو پہونچے کہ اگر بازار مین آوے کوئی بات اور آواز نہ سنے اسوجہ سے کہ ذکر کا غلبہ اور استیلا حقیقت دل پر ہے۔ اور حضرت
نے فرمایا ہے کہ پانچ چھ روز مین ذاکر بوجہ اشتغال ذکر اور اہتمام بلیغ کے اس مرتبہ کو پہونچتا ہے کہ لوگون کی آواز اور حکایات
ذکر معلوم ہوتے ہین اور جو بات خود کہے ذکر سُنے مگر بغیر سعی اور اہتمام کے نہین ہوتا۔

رشحہ یادکرد عبارت ذکر زبانی یا دلی سے ہے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ طریق تعلیم ذکر کا
یہ ہے کہ اول شیخ دل مین کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مرید اپنے دل کو حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابل رکھے اور آنکھ
بند اور منھ استوار اور زبان تالو مین چسپان اور دانت تلے اوپر رکھے اور سانس روکے تعظیم اور پوری قوت کے ساتھ ذکر
شروع کرے شیخ کے موافق اور دل سے کہے نہ زبان سے اور سانس روکنے مین ٹھہرے ایک دم مین تین بار کہے ایسے کہ
دل کو حلاوت ذکر کا اثر پہونچے اور اُنھون نے اپنے بعض کلمات قدسیہ مین لکھا ہے کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہمیشہ آگاہ
رہے حق سبحانہ سے محبت اور تعظیم کے ساتھ اگر صحبت اہل جمعیت مین یہ آگاہی ملے تو خلاصہ ذکر حاصل ہے فکر کا مغز اور روح یہ ہے
کہ دل حق سبحانہ سے آگاہ رہے اور اگر صحبت مین یہ آگاہی حاصل نہو اسکا طریق یہ ہے کہ ذکر کیا جاوے اور طریق جسکی نگاہداشت

تجھے آسان ہو یہ ہے کہ دم کو ناف کے نیچے روکے اور لب کو لب پر اور زبان کو تالو پر اس طرح چسپان آسانی سے کرے
کہ سانس اندر تنگ نہو اور حقیقت دل کو کہ غرض اُس سے یعنے مدرک دراک ہے جو ہر طرف جاتی ہے اور دنیا کے مصالح در پیش
بغیر سوچتی ہے اور طرفۃ العین مین اُسے آسمان پر جانا اور تمام عالم کی سیر کرنی میسر ہے سب اندیشون سے بیزار کرے اور اُسکو پارہ گوشت
صنوبری پر متوجہ کرے اور ذکر کرنے مین اُسے مشغول کرے اس طریق سے کہ کلمہ لا کو ناف سے اوپر کیطرف کھینچے اور کلمہ الٰہ کو داہنی طرف حرکت دیکر
کلمہ الا اللہ کو سمت دل صنوبری پر مارے ایسا کہ حرارت اُسکی تمام اعضا کو ہو پہنچے اور نفی وجود کی جانب تمام محدثات کو بنظر فنا و نیستی
دیکھنا چاہیے اور اثبات وجود کی طرف حق سبحانہ کو بنظر بقا و مقصود دیکھنا چاہیے اور کل اوقات کو اس ذکر کا مستغرق کرنا چاہیے اور
کسی شغل کے ساتھ اس سے باز نرہے یہانتک کہ تکرار کلمہ کے سبب صورت توحید دل مین ٹھہرے اور ذکر دل کی صفت لازم ہو جاوے
رشحہ بازگشت وہ ہے کہ ذاکر دل کی زبان سے کلمہ طیبہ کہے اُسکے پیچھے اُسی زبان سے کہے کہ خداوندا میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا
ہے اسواسطے یہ کلمہ بازگشت کا نفی کرنے والا ہر خطرہ نیک وبد کا ہے تاکہ ذکر خالص ہو اور پھر اُسکا ماسوے اللہ سے خالی ہو اور اگر مبتدی
شروع مین کلمہ بازگشت کے ساتھ آغاز مین نپائے چاہیے کہ اُسے ترک نکرے اسواسطے کہ رفتہ رفتہ آثار صدق ظاہر ہوتے ہین حضرت مولانا نظام الدین
[illegible] رحمۃ جو مولانا سعد الدین قدس سرہ کے بڑے اصحاب سے تھے فرماتے تھے کہ ابتداے حال مین جو تعلیم ذکر حضرت مخدوم سے لی
اور مین بازگشت پر مامور ہوا تو جب مین کہتا خداوندا مقصود میرا توہی ہے اور رضا تیری مجھے اس کہنے سے شرم آتی کہ اسمین اپنا صدق
نہین ہوتا اور ہیچ جانتا تھا کہ جھوٹ کہتا ہون ایک دن اس خیال مین تھا آپ کے پاس مین گیا فرمایا کہ شیخ بہاء الدین عمر کے
پاس ہم جاتے ہین اُنکے ساتھ مین گیا جب مین بیٹھا شیخ نے فرمایا کہ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ [illegible] نے فرمایا ہے کہ اگر
[illegible] مین صدق نپاوے لیکن کہنا چاہیے کہ خداوندا مقصود میرا توہے [illegible] تا حقیقت صدق ظاہر ہو [illegible] حضرت شیخ کے پاس سے
[illegible] حضرت مخدوم نے فرمایا کہ شیخ اہل جذبہ سے ہین اور اصلاح نہین جانتے اس کلام کے معنی مجھے معلوم نہوئے تھے کہ کیا
[illegible] ظاہر ہوا کہ اُنکی غرض اس بات سے یہ تھی کہ شیخ نے جذبہ کے طریق سے تربیت پائی ہے نہ بطریق سلوک کے اور طریق ارشاد نہین جانتے
[illegible] کہ ہنوز اسکا محل نہ تھا کہ شیخ اُسکو فقیر پر ظاہر کرتے اس جہت سے کہ جبتک شیخ سے نہ سُنا تھا بازگشت مین اس کلمہ کو
[illegible] کہتا تھا اور اُس کہنے مین شرمندہ ہوتا تھا اور جب شیخ سے سُن لیا وہ سوز و نیاز اور خجالت و انفعال نرہا
رشحہ نگاہداشت عبارت مراقبت خواطر سے ہے جیسا کہ ایکدم مین چند بار کلمہ طیبہ کہے کہ خاطر غیر کی طرف نجاوے اور حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ نے اس کلمہ کے معنی مین فرمایا ہے چاہیے کہ ایک ساعت اور دو ساعت اور دو ساعت سے زیادہ جسقدر کہ آسان ہو
اپنی خاطر کو غیر سے نگاہ رکھے اور مولانا قاسم علیہ الرحمہ کہ حضرت کے اصحاب کبار سے تھے ایک دن تقریباً فرماتے تھے کہ نگاہداشت
مین ملکہ اس درجہ کو پہونچا ہے کہ طلوع فجر کے وقت سے چاشت بلند کے وقت تک اغیار کے خطور سے دل نگاہ رکھا جاسکتا ہے اسواسطے
کہ اس عرصہ زمان مین قوت متخیلہ اپنے عمل سے بیکار ہو جاتی ہے پوشیدہ نرہے کہ قوت متخیلہ کا کلیۃ عمل سے معطل رہنا چہ جائیکہ
نیم ساعت ہو اہل تحقیق کے نزدیک نہایت امر عظیم ہے اور نادرات سے ہے اور بعض ہی اولیاء کامل کو کبھی کبھی یہ بات حاصل ہوتی

چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکی مین جہان کہ سجود قلب کا بیان کیا ہی خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ کے
سوال وجواب مین اس بحث کی تحقیق فرمائی ہی اور اسکی تفصیل اس مقام کے لائق نہین ہی۔

رشحہ یادداشت عبارت دوام آگاہی سے حق سبحانہ کے ساتھ بسبیل ذوق ہی اور بعض نے اس عبارت سے کہا ہی کہ وہ حضور
بے غیبت ہی اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ وجہ استیلا شہود حق سے دل پر بوجہ حب ذاتی ہی کنایہ حصول یادداشت سے ہی
حضرت نے ان چار کلمہ کی شرح مین جو مذکور ہوئے یہ عبارت فرمائی ہی کہ یاد کرد عبارت تکلف سے ذکر مین ہی اور بازگشت عبارت
رجوع بحق سبحانہ سے اس طور پر کہ ہر بار کلمہ طیبہ کے کہنے کے پیچھے دل مین سوچے کہ خداوندا مقصود میرا تو ہی اور نگاہداشت
عبارت اس رجوع کی محافظت سے بے گفت زبان ہی اور یادداشت عبارت نگاہداشت کے رسوخ سے ہی۔

رشحہ وقوف زمانی خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ وقوف زمانی کارگذار راہ کی یہ ہی کہ بندہ اپنے حال کا واقف
ہر وقت ہو کہ اسکی صفت اور حال کیا ہی موجب شکر ہی یا موجب عذر اور حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ نے فرمایا ہی
کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے مجھے قبض مین حکم استغفار اور بسط مین حکم شکر فرمایا کہ رعایت اس حال کی وقوف
زمانی ہی اور نیز حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہی کہ سالک کی بنائے کار وقوف زمانی مین ساعت پر رکھا ہی تاکہ نفس کا فرق دریافت
کرنے والا ہو کہ حضور سے گذرتا ہی یا کہ غفلت سے اس واسطے کہ اگر نفس پر بنا کرین تو ان دو صفت کا مدرک نہو گا اور وقوف زمانی
صوفیہ کے نزدیک عبارت محاسبہ سے ہی اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ محاسبہ یہ ہی کہ ہر ساعت مین جو ہمارے
اوپر گذرا ہی محاسبہ کرین کہ غفلت کیا ہی اور حضور کیا ہی دیکھتا ہون کہ سب نقصان ہی اور بازگشت کرتا ہون اور از سر
عمل شروع کرتا ہون۔

رشحہ وقوف عددی عبارت ذکر مین عدد کی رعایت سے ہی حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہی رعایت عدد ذکر
دل مین خطرات متفرقہ کے جمع کے لیے ہی اور جو کچھ کلام خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین واقع ہی کہ فلانے نے فلانے کو وقوف
عددی کا امر فرمایا ہی اس سے مقصود ذکر قلبی یا رعایت عددی ہی نہ محض رعایت عدد ذکر قلبی مین ۔ اور ذاکر کو چاہیے کہ ایک دم
مین تین بار یا پانچ یا سات بار اکیس بار تک کہے اور طاق عدد کو لازم جانے اور حضرت خواجہ علاء الدین عطار نے فرمایا ہی کہ عدد
سے بہت دفعہ کہنا شرط نہین ہی چاہیے کہ جو کچھ کہے وقوف اور حضور سے ہو کہ اسکا فائدہ پہونچے اور جب ذکر قلبی اکیس بار سے گذر
جائے اور اثر نہ ظاہر ہووے حاصل عمل پر دلیل ہو اور ذکر کا اثر یہ ہی کہ زمان نفی مین وجود بشریت دور ہو اور زمان اثبات کے
زمانہ مین ایک اثر آثار تصرفات جذبات الوہیت سے دیکھ پڑین حضرت خواجہ بزرگ نے جو فرمایا ہی کہ وقوف عددی اول مرتبہ
علم لدنی کا ہی ممکن ہی کہ نسبت مبتدیان اول مرتبہ علم لدنی کا ان آثار تصرفات جذبات الوہیت کے مطالعہ سے ہو کہ حضرت
خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہی اس واسطے کہ وہ ایک کیفیت اور ایک حالت ہی کہ مرتبہ قرب کو پہونچانے والی ہی اور علم لدنی اسمین
مکشوف ہوتا ہی اور نسبت منتہیان وقوف عددی کہ اول مرتبہ علم لدنی کا ہی یہ ہی کہ ذاکر ہر سریانی واحد حقیقی سے مراتب

اعداد موجودات مین واقف ہو جاے جیسا کہ دو شعر یان واحد عددی کے سریان سے مراتب اعداد حسابی مین واقف ہی بیت
اعداد کو بصورت کثرت نمائیست ۔ فالکل واحد تجلی بکل شان ترجمہ اعداد خلق در صورت کثرت ہر اک عدد وہ سب یک ہو مگر متجلی بکل شان

اور ایک بڑے محقق نے اس مضمون کو ایسا کہا ہی قطعہ

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت است ۔ ما را شکی نماند درین گر ترا شکیست
در ہر عدد کہ بنگری از روی اعتبار ۔ از حد و تش بہ بینی در یادہ آید یکیست

ترجمہ
کثرت کو خوب دیکھو تو وحدت ہی ہو ۔ ہمکو نہیں شک نہیں گر تمکو ہو تو ہو
ہر عدد مین غور سے گر دیکھتے ہین ہم ۔ ایک ہی اسکا مادہ پیدا ہی سو دیکھ لو

اور شرح رباعیات مین فرمایا ہی رباعی

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد ۔ ساریست احد در ہمہ افراد عدد
زیرا کہ عدد گرچہ برونست ز حد ۔ ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

ترجمہ
کشف اور عقل کے لوگون کا مذہب ہی کہ ۔ احد افراد عدد مین ہو گیا ساری فرد
وجہ اسکی یہ کہ گرچہ ہی عدد از حد و عد ۔ لیکن اسکا مادہ اور شکل ہی ایک احد

اور حقیقت مین یہ وقوف ہی کہ اول مرتبہ علم لدنی کا ہی اور اللہ تعالے دانا تر ہی مخفی نرہے کہ علم لدنی ایک علم ہی کہ اہل قرب کو تعلیم الٰہی سے معلوم ہوتا ہی نہ عقل اور نقل سے چنانچہ کلام اللہ مین حق خضر علیہ السلام فرمایا ہی وعلمناہ من لدنا علما اور علم الیقین اور علم لدنی مین یہ فرق ہی کہ علم الیقین عبارت از ذات و صفات الٰہی کے ادراک سے ہی اور علم لدنی کنایت ادراک معانی اور فہم کلمات سے بطور الہام حق سبحانہ ہی ۔

رشحہ وقوف قلبی کے دو معنی مین ایک یہ ہی کہ ذاکر کا دل حق سبحانہ سے آگاہ رہے اور یہ یاد داشت کے مترادف سے ہی اور حضرت نے بعضے کلمات قدسیہ مین اپنے لکھا ہی کہ وقوف قلبی عبارت ہی آگاہی اور دل کی حاضری بجناب حق سبحانہ سے اس طرح کہ دل کا کوئی چاہت حق سبحانہ کے سوا نہو ۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہی کہ ذکر کے وقت ارتباط اور آگاہی مذکور کے ساتھ شرط ہی اور اس آگاہی کو شہود وصول اور وجود اور وقوف قلبی کہتے ہین اور دوسرے معنی یہ ہین کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنے اثناء ذکر مین اس گوشت پارہ صنوبری شکل کی طرف متوجہ ہو جسے مجازاً دل کہتے ہین اور وہ بائین طرف پستان چپ کے سامنے واقع ہی اور اسکو ذکر کے ساتھ مشغول اور گویا کرے اور اسے مہلت نہ دے کہ ذکر اور اسکے معنی سے غافل ہو اور خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ ذکر مین سانس کی بندش اور عدد کی رعایت لازم نہین کرتے لیکن وقوف قلبی کو دونون معنی مین جو بیان ہوئے مہم اور ضروری شمار کیا ہی اسواسطے کہ خلاصہ جو متفق ذکر سے ہی وقوف قلبی مین ہی بیت مانند مرغی باش ہان بر بیضۂ دل پاسبان ۔ کز بیضۂ دل زاید مستی وصل و قہقہہ ترجمہ مانند مرغ بیضۂ دل پر ہو پاسبان ۔ تا مستی اور قہقہہ وصل ہو عیان ۔ اور حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہ کا جب وقت وفات قریب پہونچا تو چار شخص کو اپنے اصحاب سے جنکا ذکر ہوتا ہی مقام دعوت اور ارشاد مین لائق و مستعد پایا بعد آپ کے ہر ایک نے ارشاد پر قیام اور خلق کو دعوت بحق کی ۔

خواجہ احمد صدیق رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہ کے خلفاء اربعہ سے ہین اصل مین بخارا کے تھے اور حضرت کے بعد آنکے بجاے

تھے اور دیگر اصحاب انکی متابعت اور ملازمت مین رہتے اور جب انکی وفات کا وقت نزدیک ہوا سب یارون کو خواجہ اولیا
کبیر اور خواجہ عارف ریوکری کی پیروی کا امر کیا اور انکی وفات کے بعد یہ دو عزیز بخارا مین دعوت اور ارشاد طالبان مین
مشغول ہے اور خواجہ احمد کی قبر مبارک قریہ مغیان مین ہے جو بخارا سے تین میل پر ہے

خواجہ اولیاء کبیر رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ عبد الخالق کے ہین اور بداری کی الاصل ابتداء حال مین آپ بخارا کے ایک دانشمند سے تحصیل علوم
کرتے تھے اتفاقاً ایک روز خواجہ عبد الخالق قدس سرہ نے بخارا مین تھوڑا گوشت لیا تھا خواجہ اولیا نے وہان پہونچکر بہت نیازمندی کے
التماس کی کہ گوشت مجھے دیجیے تاکہ آپ کے ساتھ گھر تک پہونچا دون حضرت خواجہ نے انکی التماس قبول کی اور انھون نے وہ گوشت حضرت
خواجہ کے گھر کے دروازہ تک پہونچا دیا حضرت خواجہ نے انکو اپنے دالان مین بٹھا دیا اور فرمایا کہ ایک ساعت اور ٹھہرو کہ ہم تم کھانا ساتھ
کھائین جب خواجہ اولیا حضرت خواجہ کی خدمت سے آتے ہوے اپنی تحصیل اور مطالعہ مین افسردہ پایا اور حضرت خواجہ
کی صحبت کی طرف مائل دیکھا ایک ساعت بعد پھر خواجہ کی خدمت مین پہونچے اور دولت فرزندی اور قبول نسبت آپ کے
طریقہ کی حاصل کی پھر استاد کی خدمت مین نہین گئے استاد دانشمند نے ہرچند سعی کی کہ انکو اس طریق سے پھیر دین مگر میسر نہوا
پھر جس مقام پر کہ انکو دیکھتے طعن اور ملامت کرتے اور برا بھلا بہت کہتے اور خواجہ اولیا اُسکے جواب مین کچھ نہ کہتے یہانتک کے
ایک شب کو خواجہ اولیا پر کشف سے ایک امر قبیح اور فعل شنیع دانشمند کا معلوم ہوا اور اُسکو کبیرہ فاحشہ مین دیکھا صبح کو جو
ملاقات ہوئی پھر دانشمند نے ملامت شروع کی خواجہ اولیا نے کہا اے اُستاد آپ کو شرم نہین آتی کہ رات کو ایسے فعل شنیع فاحشہ
مین تھے اور دن کو راہ حق سے مجھے باز رکھتے ہین وہ دانشمند شرمندہ ہوا اور یقین کیا کہ انکو حضرت خواجہ عبد الخالق کی ملازمت مین
کشود ہوئی ہے اور متنبہ ہوکر اُسیوقت حضرت خواجہ کی خدمت مین جاکر توبہ کی اور اُنکے طریقہ پر آکر مقبول ہوئے مشہور ہے کہ حضرت خواجہ اولیاء
کبیر نے مسجد افان کے دروازہ پر بازار بخارا مین ایک چلہ خطرات کا پورا کیا ہے کہ اُس چالیس رات دن مین کوئی خطرہ اُنکا مزاحم
نہین ہوا حضرت اس امر کو خواجہ اولیا سے نہایت عجیب و عظیم ٹھہراتے اور پسند فرماتے تھے اور دانتون مین انگلی دیتے اور فرماتے
کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے اشتغال سے آدمی تھوڑے دن مین اس مرتبہ کو پہونچتا ہے کہ سب کی آواز اسکے کان مین آتی
ہے اور اُسکا ذکر سنتا ہے اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ معنی چلہ خواطر کے جو خواجہ اولیا علیہ الرحمہ سے منقول ہے نہ یہ ہے کہ مطلقاً کوئی خطرہ
نہین آتا تھا بلکہ یہ مراد ہے کہ کوئی خطرہ مزاحم انکی نسبت باطنی کو نہین ہوتا تھا جس طرح کہ کوڑا آب روان پر مانع جریان آب روان
کا نہین ہوتا۔ فرماتے تھے کہ خواجہ علاؤ الدین غجدوانی علیہ الرحمہ سے ایک اصحاب خواجہ علاء الدین قدس سرہ سے تھے مین نے
سوال کیا کہ آپکا دل مسطور رہا ہے کہ کوئی غیر اسمین مخطور نہین ہوتا فرمایا کہ نہین کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے اور یہ بیت پڑھی **بیت**
چون بغایت تیز شد این جوی دان ٭ غم نیاید در درون عاشقان ترجمہ محبت کی تیزی سے یہ جوی دان ٭ غم نہین گھستے ہین دل مین عاشقان
فرمایا کہ قائل نے غم نیاید کہا اور غم نیاید نہین کہا اور اس قول کی تائید مین ہے جو خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ خطرات

مانع نہیں ہوتے انسے بچنا دشوار ہو اختیار طبیعی سے کہ ہمیں ہر بن مو سکی نفی کرنے مین ہم تعالیٰ کا نسبت خطرہ کے گذا اگر ٹھہر انہین خطرات کا روکنا بڑا مشکل کام ہو اور بعضون کا یہ قول ہو کہ خطرات کا اعتبار نہین ہو لیکن مہلت نہ پاسکے جلد گزر جا اسواسطے کہ استغراق اُنکا نفس کا سدراہ ہوجاتا ہو اور قبر مبارک خواجہ اولیا کی بخارا مین زیر چہار کہ زمین مین برج عیا کے پاس واقع ہوئی ہو تو خواجہ کی وفات قریب ہوئی چار شخص کو اپنے اصحاب سے کہ مذکور ہوتے ہین خلافت کے لیے انتخاب کیا اور ارشاد کی اجازت دی

خواجہ دہقان قلتی رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول خواجہ اولیا کے خلفا سے ہین اور انکے انتقال کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے اور سارے خلفا اور اصحاب انکی خدمت اور صحبت مین رہے اور قبر مبارک انکی موضع قلت مین ہو جو بخارا کے اترجہ سیل شہر سے ہو۔

خواجہ زکی خدا بادی رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ اولیا کے ہین خواجہ دہقان کے بعد مقام ارشاد پر رہے اور باقی خلیفہ اور اصحاب انکی خدمت اور ملازمت مین رہتے موضع خدا باد مین انکی قبر ہو جو بخارا کے دیہات سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے

خواجہ سوکمان رحمہ اللہ

یہ خلیفہ سوم خواجہ اولیا کے ہین اور خواجہ زکی کے بعد دعوت خلق مین مشغول ہوئے اور سب اصحاب انکی خدمت اور متابعت مین رہے ہین اور انکی قبر بھی خواجہ اولیا کی قبر کے پاس ہو۔

خواجہ غریب رحمہ اللہ

یہ فرزند صلبی خواجہ اولیا کے اور چوتھے خلیفہ انکے ہین اور خواجہ سوکمان کے بعد ارشاد کے منصب پر قائم ہو کر خلق کو دعوت بحق کی شیخ العالم سیف الدین باخرزی قدس سرہ کہ شیخ نجم الدین کبرے کے اجل اصحاب سے ہین قدس سرہ انکے ہمعصر تھے اور فتح آباد بخارا مین کہ مدفن شیخ سیف الدین کا وہان پر ہو باہم صحبت کثیر رہی اور اس زمانہ مین کہ شیخ مجذوب حسن بلغاری رحمہ اللہ اورس اور بلغار سے ولایت بخارا مین آئے خواجہ غریب کو کہ اسوقت نوے سال کے تھے دیکھا اور بہت معتقد ہوئے جب شیخ حسن نے شیخ سیف الدین سے ملاقات کی شیخ سیف الدین نے انسے پوچھا کہ خواجہ غریب کو کیسا پایا فرمایا کہ مرد کامل ہو اور سلوک دل جذبہ کے ساتھ آراستہ ہو اور شیخ حسن بلغاری تین سال جو بخارا مین سے ہمیشہ خواجہ غریب کے صحبت دار تھے خاوند تاج الدین ساحی سے جو اکابر وقت سے تھے ایسا منقول ہو کہ شیخ حسن بلغاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مین نے اپنی مدت حیات مین بہت سے اولیا اور اہل قلوب کی ملازمت کی خواجہ غریب کے مرتبہ کا کسیکو مین نے نہین دیکھا اور مقامات شیخ حسن مین مذکور ہو کہ اپنی مدت العمر مین اٹھائیس اولیا کی خدمت کی جنمین کے اول شیخ سعد الدین حموی تھے اور آخری خواجہ غریب قدس اللہ اروا حہم اور کسیقدر احوال شیخ حسن کا پہلی فصل مین مقصد اول سے شیخ عمر باغستانی کے ذکر مین جو حضرت کے جد اعلے ہین لکھا بیان ہوگا اور خواجہ غریب کے چار خلیفہ تھے کہ مذکور ہوتے ہین سالک

طریق ارشاد اور صاحب دعوت ارشاد کے تھے

خواجہ اولیا پارسا رحمہ اللہ

یہ خلیفہ اول خلفاء اربعہ خواجہ غریب علیہ الرحمہ سے ہین باشندہ قریہ غرمن کے تھے جو ولایت بخارا مین ایک موضع ہی اوسنے الحال ویران پڑا ہے اور وہین قبر اُنکی ہی۔

خواجہ حسن شاوی رحمہ اللہ

یہ دوسرے خلیفہ خواجہ غریب قریہ ساور کے باشندہ ہین ولایت بخارا سے کہ اب ویران ہی وہین آنکی قبر ہی۔

خواجہ اوکتمان رحمہ اللہ

تیسرے خلیفہ خواجہ غریب کے ہین قبر انکی بخارا مین حوض مقدم کے نزدیک ہی خواجہ چہارشنبہ کے بالاے پشتہ چوقلشہ مین واقع ہی۔

خواجہ اولیا غریب رحمہ اللہ

یہ خلیفہ چہارم خلفاے خواجہ غریب رحمہ اللہ سے ہین۔

خواجہ سلیمان کوینی رحمہ اللہ

آپ تیسرے خلیفہ خلفاء خواجہ عبد الخالق قدس سرہ سے ہین بعضے اسپر متفق ہین کہ آپ خواجہ اولیاء کے خلفاء اجل سے ہین ممکن ہی کہ پیراول خواجہ عبد الخالق کی ملازمت مین رہے ہون لیکن تکمیل انکی خواجہ اولیا کی صحبت مین ہوئی اور اللہ تعالیٰ داناتر ہی رشحہ آپ سے لوگون نے سوال کیا کہ والمخلصون علے خطر عظیم جو حدیث مین واقع ہی وہ خطر عظیم کیا ہی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہان خطر معنی خوف ہوتے تو چاہیے تھا کہ لفظ فی کے ساتھ لایا جاتا لیکن حرف علے کے ساتھ آیا تو اس سے دلیل اسکی ہی کہ خطر عظیم سے مراد ایک مقام عالی ہی کہ مخلصون کے لیے ہوگا اور اس مقام کو خوف لازم ہی اور خوف جو انپر غالب ہی بلندی مقام کی وجہ سے ہی اسواسطے کہ جو آفتاب سے قریب تر ہو اسمین حرارت آفتاب کی تاثیر زیادہ ہوگی اور قبر مبارک خواجہ سلیمان کی ولایت کرمینہ مین ہی اور وہ قصبہ بہت سے دیہات کو شامل ہی وہان سے بخارا شہر تک بارہ شرعی فاصلہ ہی۔ رسالہ بہائیہ مین کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے مناقب اور مقامات اسمین لکھے ہین اور تالیف شیخ فاضل کامل ابو القاسم بن محمد بن مسعود بخاری علیہ الرحمہ سے ہی جو بڑے تلامذہ اور اصحاب حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ سے ہین ایسا لکھا ہی کہ خواجہ سلیمان کے دو خلیفہ تھے کہ ہر ایک اپنے زمانہ مین صاحب ارشاد قائمی اور دعوت حق بجا کرتے تھے اور رسالہ مسلک العارفین مین ہی کہ خواجہ سلیمان کے ایک خلیفہ تھے اور سب کا ذکر کیا جاتا ہی۔

خواجہ محمد شاہ بخاری رحمہ اللہ

خلیفہ اول خواجہ سلیمان علیہ الرحمہ کے ہین اُنکے بعد قائم مقام اُنکے ہوئے۔

شیخ سعد الدین غجدوانی رحمہ اللہ

خلیفہ دوم خواجہ سلیمان کے ہین اور خواجہ محمد شاہ کے بعد دعوت اور تربیت خلق مین مشغول ہوئے۔

شیخ ابوسعید بخاری رحمہ اللہ

یہ بھی بڑے اصحاب و خلفاء خواجہ سلیمان سے اور پیر اور مقتداء شیخ محمد بخاری کے ہین جو مصنف کتاب مسالک العارفین کے شیخ کر طالقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین تالیف کی اور اُس کتاب مین ایسا مذکور ہو کہ شیخ سلیمان وفات کے نزدیک تھے اپنے اصحاب سے شیخ ابوسعید کو خلافت اور نیابت مین پسند کیا او شیخ کے بعد سالہا پیشوا اور مقتداء طالبان صادق رہے۔ رشحہ شیخ ابوسعید سے پوچھا کہ بگاہ ایک خطرہ آئے اور ہم بازگشت سے اسکی نفی کرین اور وہ جاتا رہے تو ہم کیونکر جانین کہ وہ خطرہ نفسانی تھا یا شیطانی فرمایا کہ حاضر یعنی منتظر رہو اگر اُسی لباس مین عود کرے اور مثل خطرہ اول ہو تو وہ خطرہ نفسانی ہو اسواسطے کہ بیشکرنا اور ستیزہ کرنا اسکی صفت ہو اور ایک آرزو بار بار مانگتا ہو تا وقتیکہ اُسکا مقصود ہو پھر دوسری آرزو کیطرف رخ کرتا ہو لیکن اگر دوسرے لباس مین عود کرے تو وہ خطرۂ شیطانی ہو کہ شیطان کی غرض بہکانا اور گمراہ کرنا ہو اگر ایک لباس مین ممکن نہو سکے وہ دوسرے لباس مین سالک کی رہزنی کرتا ہو اور دوسرے دروازے سے آتا ہو۔

رشحہ یہ بھی اُن سے پوچھا کہ طریقت کا کلام کہنا کسکو سزاوار ہو فرمایا کہ اُس شخص کو زیبا ہو کہ اگر اُسکے ظاہر کو تمام اہل زمین پر عرض کرین تو کوئی عیب شرعی اُسکے ظاہر مین نپاوین اور اگر اُسکے باطن سب اہل آسمان پر عرض کرین تو اُسکے باطن مین کوئی نقصان نہو۔

خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ

یہ چوتھے خلیفہ خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کے ہین مولد اور مدفن انکا ریوگری ہو جو بخارا کے دیہات سے اور اٹھارہ میل شہر سے واقع ہو اور وہان سے غجدوان تک ایک فرسنگ شرعی ہو اور سلسلہ نسبت و ارادت حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کا خواجہ عبدالخالق کے خلفا سے خواجہ عارف قدس سرہ کو پہونچتا ہو۔

خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس اللہ سرہ

آپ بڑے فاضل اور کامل اصحاب خواجہ عارف کے ہین اور سب اصحاب سے خلافت اور ارشاد کے ساتھ ممتاز ہین ولادت گاہ انکا انجیر فغنی ہو جو ولایت بخارا کا ایک موضع ہو مضافات وابکنی سے کہ ایک بڑا قریہ مشتمل چند دیہ اور مزرعہ پر ہو اور تین میل شہر سے دور ہو اور آپ وابکنی مین مقیم رہے اور قبر مبارک بھی آپ کی وہین ہو گل کاری کا پیشہ تھا اور اُسی سے وجہ معاش کرتے تھے اور جب خواجہ سے اجازت ارشاد پائی اور دعوت خلق بحق کرنے کے مجاز ہوئے بمقتضائے وقت اور مصلحت حال طالبان ذکر جہر کا افتتاح اور آغاز کیا اول بار کہ مشغول ہوئے خواجہ عارف کے مرض الموت مین ہوئے تھے ریوگری کے اور یہ جو تربیت وقت تسلیم خواجہ کا تھا اور خواجہ عارف نے اُس محل مین فرمایا ہو کہ یہ وقت وہ وقت ہو کہ ہمکو اشارہ کیا تھا اشارہ یہ ہوا تھا کہ ایک وقت آئیگا کہ طالبون کو اپنی مصلحت حال کے لیے ذکر جہر کہنا درکار ہوگا اور بعد آپ کی نقل کے خواجہ محمود اُس مسجد کے کہ وابکنی کے دروازہ پر ہو ذکر جہر مین مشغول ہوگئے اور مولانا حافظ الدین نے جو اجل علماء وقت سے اور جد اعلےٰ حضرت

محمد پارسا کہتے ہیں باشارت اُستاد العلما شمس الائمہ حلوائی رحمہا اللہ کے بخارا میں خواجہ محمود سے سوال کیا جب کہ ایک جماعت کثیر ائمہ اور علمار زمانہ سے موجود تھی کہ آپ ذکر جہر کس سبب سے کہتے ہیں خواجہ نے فرمایا کہ سوتا ہوا جاگے اور غفلت سے ہشیار ہو اور راستہ کی طرف رخ کرے اور شریعت اور طریقت کے استقامت پر آوے اور حقیقت توبہ اور انابت کیطرف رغبت کرے جو اصل تمام خیرات اور سعادات کی ہی مولانا حافظ الدین نے کہا کہ نیت آپ کی صحیح ہی اور آپ کو یہ شغل حلال ہی پھر خواجہ محمود سے التماس کی کہ ذکر جہر کی حد اور تعریف بیان فرمایئے کہ اُس حد سے حقیقت مجاز سے ممتاز اور بیگانہ آشنا سے جدا ہو خواجہ نے فرمایا کہ ذکر جہر اُسکی قبول ہی کہ زبان اُسکی جھوٹھ اور غیبت سے اور حلق اُسکا حرام اور شبہت سے اور دل اُسکا ریا اور سمعت سے اور سر اُسکا توجہ بجانب غیر حضرت ربوبیت سے پاک اور منزہ ہو خواجہ علی رامیتنی جو بڑے اصحاب خواجہ محمود کے ہیں اُنھون نے فرمایا ہی کہ ایک درویش نے عہد دولت خواجہ محمود میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو دیکھا اُنسے پوچھا کہ اِس زمانہ میں مشایخ سے کون ہی جو استقامت کے راستہ پر ثابت ہو تاکہ دست ارادت اُسکے امر تہا بیعت پہونچا کر اقتدا اُسکی کرین خواجہ خضر نے فرمایا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی بعضے اصحاب خواجہ علی نے فرمایا ہی کہ جس درویش نے حضرت خضر کو دیکھا وہ خواجہ علی تھے مگر صاف نہین کہتے تھے کہ مین نے خضر کو دیکھا ہی۔ کہتے ہین کہ ایک روز خواجہ علی خواجہ محمود کے کل اصحاب کے ساتھ موضع رامیتین مین مشغول بذکر تھے اچانک دیکھا کہ ایک بڑا جانور سفید پرواز کرتا ہوا آپ کے سر پر سے گذرا جب آپ کے سمت الراس پر پہونچا تو بزبان فصیح کہا کہ ای علی مردانہ رہ اصحاب کو اُس جانور کے دیکھنے اور اُس بات کے سننے سے ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا پوچھا کہ یہ کیا تھا جو ہمنے دیکھا اور سنا خواجہ علی نے فرمایا کہ وہ خواجہ محمود تھے حق سبحانہ نے وہ کرامت انھین عطا کی ہی کہ ہمیشہ اُس مقام مین پرواز کرتے ہین جہان حق سبحانہ نے موسیٰ کلیم علیہ السلام سے کئی ہزار کلمے کہے ہین اور اس موقع پر آپ خواجہ دہقان قلتی کے سرہانے جو خلیفہ اول خواجہ اولیا کبیر کے ہین تشریف لیگئے کہ وفات اُسکی نزدیک پہونچی تھی اور حق سبحانہ سے اُنھون نے درخواست کی تھی کہ آخیر دم کے وقت ایک دوست اپنا میرے پاس بھیج کہ اُس وقت رحلت مین مجھے مدد دے اس سبب سے خواجہ محمود وہان گئے تھے خواجہ محمود کے دو خلیفہ تھے کہ اُنکے بعد مقام ارشاد مین بیٹھے اور خلق کو تحقیق کی راہ پر دلالت کی۔

امیر خرد وابکنی رحمہ اللہ

انکا نام امیر حسن ہی یہ خلیفہ اول خلفاے خواجہ محمود سے ہین اور اپنے زمانہ کے بزرگ تھے اور طالبان حق کے لیے مرجع و مآب اور آنکے ایک بڑے بھائی تھے امیر حسن نام مشہور میر کلان کہ وہ بھی اصحاب خواجہ محمود سے تھے لیکن امر خلافت و نیابت خواجہ میر خرد کے سپرد ہوا امیر خرد کی قبر موضع وابکنی مین مقبرہ خواجہ محمود کے صفہ مین ہی اُسکی زیارت ہوتی ہی اور اُس سے برکت لیجاتی ہی۔

خواجہ علی ارغندانی رحمہ اللہ

یہ خلیفہ امیر خرد کے ہین اور قبر اُنکی موضع ارغندان مین قصبہ زندنی سے جو پندرہ میل بخارا سے ہی ہی۔

خواجہ علی رامیتنی رحمہ اللہ

آپ خلیفہ دوم ہین خلفاء خواجہ محمود سے اور آپکا لقب حضرت عزیزان سلسلہ خواجگان مین ہی قدس اللہ روحہم کہتے ہین کہ جب خواجہ محمود کا وقت وفات قریب ہوا حضرت عزیزان کو امر خلافت حوالہ کیا اور سب یارون کو اُنکے سپرد کیا اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کا سلسلہ نسبت خلفا و اصحاب خواجہ محمود سے بدو واسطہ آپ تک پہونچتا ہی اور آپ کے مقامات رفیع اور کرامات عجیب بہت ہین اور آپ پیشہ بافندگی مین مشغول رہتے حضرت مخدومی نے کتاب نفحات الانس مین لکھا ہی کہ بعضے اکابر سے مجھے سماعت ہی کہ جو حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ نے اپنی غزلیات مین فرمایا آپ ہی کی طرف اشارہ ہی **بیت** گر نہ علم حال فوق قال بودی کے شدی ؛ بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را جو ہوتا حال بڑھکر قال سے ہوتے ہی کب ؛ خواجہ نساج کے بندے بخارا کے شریف ؛ آپکا مولد مبارک رامتین ہی کہ ولایت بخارا کا ایک قصبہ کلان شہر سے چھ میل پر واقع ہی اور دس گانون سے زیادہ اسمین ہین اور مزار مبارک آپ کا خوارزم مین معروف اور مشہور ہی زیارت گاہ اور برکت اُس سے لیجاتی ہی آپ کے کلام نفیس سے یہ چند سخن ہین جو سوا رشحون مین لائے جاتے ہین۔

رشحہ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ آپ کے ہم عصر تھے اور دونون کے درمیان مراسلت ہوا کرتی تھی حضرت شیخ نے آپ کی خدمت مین ایک درویش بھیجا تین مسئلہ پوچھے اور ہر ایک کا جواب پایا مسئلہ اول ہم تم آنے جانے والون کی خدمت کرتے ہین اور آپ دسترخوان پرتکلف نہین کرتے اور ہم تکلف کرتے ہین لوگ آپکی تعریف کرتے ہین اور ہماری شکایت اسکا سبب کیا ہی حضرت عزیزان نے جواب دیا کہ خدمت کا احسان رکھنے والے بہت ہین اور خدمتی احسان ماننے والے کم کوشش کرو کہ خدمتی احسان ماننے والے ہو تاکہ تم سے کوئی گلہ نکرے مسئلہ دوم ہمنے سنا ہی کہ تمھاری تربیت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہی یہ کس طرح ہی جواب دیا کہ بندگان حق سبحانہ عاشق ہین جنکا خضر عاشق ہی مسئلہ سوم ہم سنتے ہین کہ تم جہر کہتے ہو اسکا کیا حال ہی فرمایا کہ ہم بھی سنتے ہین کہ تم ذکر خفی کرتے ہو پس تمھارا بھی ذکر جہر ہی۔

رشحہ مولانا سیف الدین نے اُس قصہ کے بابت جو اُس زمانہ کے اکابر علما سے تھا حضرت عزیزان سے دریافت کیا کہ تم ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ سب علماء کا اجماع ہی کہ بحکم حدیث لقنوا موتاکم الشہادۃ ان لا الہ الا اللہ ترجمہ تلقین کیا کرو اپنے مُوتے کو اشہادت کے ساتھ کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہین ہی دم واپسین مین ذکر بلند کہنا اور تلقین کرنا جائز ہی اور درویشون کا ہر دم دم واپسین ہی۔

رشحہ شیخ بدر الدین رامیدانی جو شیخ حسن بلغاری کے بڑے یارون سے ہین اُنھون نے حضرت عزیزان کی صحبت پائی ہی آپ سے پوچھا کہ ذکر کثیر جسپر ہم منجانب اللہ مامور ہین جیسا کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہی واذکروا اللہ ذکرا کثیرا ذکر زبان ہی یا ذکر دل ہی حضرت عزیزان نے فرمایا کہ مبتدی کے واسطے ذکر زبان ہی اور منتہی کے لیئے ذکر دل مبتدی ہمیشہ تکلف اور محنت کرتا ہی اور دم توڑتا ہی لیکن منتہی کا دل جب کمال انتہا پر پہونچتا ہی تو اُسکے سب جوڑ توڑ اور جوارح واعضا ذاکر ہو جاتے ہین اور اُس وقت سالک ذکر کثیر کے ساتھ

مستحق اور اس حال مین اُسکے ایک دن کا کام اوروں کے سال بھر کے کام کے برابر ہو جاتا ہو۔
رشحہ فرماتے تھے کہ اس سخن کے معنی کہ حق سبحانہ ہر ایک رات دن مین تین سو ساٹھ نظر رحمت بندہ مومن کے دل پر کرتا ہو یہ نہین کہ دل تین سو ساٹھ روزن سب اعضا کی جانب رکھتا ہو اور وہ تین سو ساٹھ رگ ہین اور تین سو ساٹھ متحرک اور ساکن شرائین اور وریدین جو بدن سے ملی ہوئی ہین جب کہ دل ذکر سے متاثر ہوتا ہو اور اُس مرتبہ پر پہونچتا ہو کہ منظور نظر خاص حق سبحانہ کا ہو اور آثار اُس نظر کے دل سے جمیع اعضا مین منقسم ہون تو ہر عضو اپنے موافق طاعت مین مشغول ہوتا ہو اور اُس طاعت کے نور سے جو ہر عضو کرتا ہو فیض کہ نظر رحمت اُسی سے عبارت ہو دل کو پہونچتا ہو۔
رشحہ آپ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہو فرمایا کہ توڑنا اور جوڑنا یہ مناسب اپنے مشیمہ نورانی کے جواب دیا۔
رشحہ آپ سے سوال کیا کہ مسبوق لقضا مسبوق [illegible] یعنے وہ شخص جسکی نماز فجر اہتمام کرتے ہوئے قضا ہو جایا کرتی ہو کب اُٹھے فرمایا کہ صبح سے پہلے یعنے وقت سے پیشتر چاہیے کہ اُٹھے تاکہ نماز قضا نہو۔
رشحہ فرمایا ہو کہ آیہ کریمہ توبوا الی اللہ مین اشارت بھی ہو اور بشارت بھی ہو اشارت توبہ کرنے کی طرف ہو اور بشارت ہو اسکے قبول کی اسواسطے کہ اگر قبول نکرتا امر نکرتا امر دلیل قبول کی یا وجود وعید تقصیر کے ہو۔
رشحہ فرمایا ہو کہ عمل کرنا چاہیے اور نا کردہ اُسے جاننا اور آپ کو تقصیر کرنے والا دیکھنا اور پھر عمل شروع کرنا۔
رشحہ فرمایا دو وقت اپنے کو خوب نگاہ رکھو ایک بات کرنے کے وقت اور دوسرے کوئی چیز کھانے کے وقت۔
رشحہ فرمایا کہ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام خواجہ عبدالخالق کے سامنے آئے خواجہ نے جو کی دو روٹی گھر سے لاکر پیش کین خضر علیہ السلام نے نکھائی خواجہ نے کہا کہ نوش کیجیے لقمہ حلال ہو کہا ایسا ہی ہو مگر خمیر کرنے والا بے طہارت تھا مین اسکا کھانا روا نہین رکھتا ہون۔
رشحہ فرمایا جو ایک جگہ بیٹھے اور خلق کو خدا کی طرف بلائے چاہیے کہ جانور پالنے والے کے مانند ہو کہ ہر ایک جانور کا پوٹا جانے اور ہر جانور کی خوراک اُسکے موافق دے مرشد بھی چاہیے کہ طالبان وصادقان کی تربیت اُنکے استعداد کے موافق کرے
رشحہ فرمایا ہو کہ تمام روے زمین مین اگر خواجہ عبدالخالق کے فرزندون سے ایک بھی ہوتا منصور ہرگز دار پر نچڑھایا جاتا یعنے اگر خواجہ کے فرزندان معنوی سے ایک بھی زندہ ہوتا حسین منصور کو تربیت کے ساتھ اُس مقام سے آگے بڑھا دیتا
رشحہ فرمایا کہ سالکون کو بڑی ریاضت اور مجاہدہ کرنا چاہیے تاکہ مرتبہ اور ہر مقام کو پہونچین لیکن ان سب سے نزدیکتر راہ ہو کہ جلد مقصود کو پہونچے اور وہ یہ ہو کہ سالک اسمین ساعی ہو کہ اپنے خلق اور خدمت سے کسی صاحب دل کے دل مین جگہ کرے ہرگاہ کہ اس گروہ کا دل نظر حق کا نزدل گاہ ہو اسکو بھی اس نظر سے حصہ پہونچے گا۔
رشحہ فرمایا اُس زبان سے دعا کرو جس سے گناہ نکیا ہو تاکہ قبولیت ہو یعنے دوستان خدا کے سامنے تواضع اور نیازمندی کرو تاکہ تمھارے لیے دعا کرین۔
رشحہ ایک روز نے کسی نے حضرت عزیزان کے سامنے پڑھا مصرع عاشقان دروی دعید کنند ؛ آپ نے

فرمایا کہ سہ عید گشت آ۔ سنے کہا اس معنی کی شرح فرمائیے کہا کہ ایک یاد کرد بندہ کے خداوند کے دو کردین ہی پہلے بندہ کو توفیق دے
کہ اسکی یاد کرے اور جب یاد کرے شرف قبول سے مشرف کرے پس توفیق اور یاد کرد اور قبول تین عید ہونگی۔
رشحہ ایک دن شیخ فخر الدین نوری نے کہ اکابر زمانہ سے تھے عزیزان سے پوچھا کہ سبب کیا ہی جو روز ازل مین سوال
الست بربکم کا ہوا لفظ بلی سے جواب دیا اور روز ابد مین کہ حق سبحانہ لمن الملک الیوم فرمائیگا تو کوئی جواب نہ دیگا آپنے
فرمایا کہ ازل کا دن وضع تکالیف شرعیہ کا تھا اور شرع مین سخن ہی لیکن تکلیف شرعی کی رفع کا روز ہی اور عالم حقیقت کی
ابتدا اور حقیقت مین سخن نہین ہی لاجرم حضرت حق سبحانہ خود ہی جواب اپنا دیگا للہ الواحد القہار اور جملہ اشعار سے جو حضرت
عزیزان کیطرف منسوب ہین یہ ایک قطعہ اور چار رباعی ہین فرمایا **قطعہ** نفس مرغے مقید در درونست ؛
نگہ دارش کہ خوش مرغیست دمساز ؛ ز پایش بند مگسل تا نپرد ؛ کہ نتوانی گرفتن بعد پرداز **رباعی** باہر کہ نشستی ونشد جمع دلت
وز تو نرمید زحمت آب وگلت ؛ از صحبت وے اگر تبرا نکنی ؛ ہرگز نکند روح عزیزان بحلت ؛
رباعی بیچارہ دلم کہ عاشق روے تو بود ؛ تا وقت صبوح دوش در کوے تو بود ؛ چوگان سر زلف تو از حال بحال ؛
می بردش و ہمچنان سبک گوی تو بود ؛ **رباعی** چون ذکر بدل رسد دلت درد کند ؛ آن ذکر بود کہ مرد را فرد کند ؛
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد ؛ لیکن دو جہان بر دل تو سرد کند ؛ **رباعی** خواہے کہ بحق رسی بیارام ای تن ؛
واندر طلب دوست بیارای تن ؛ خواہی مدد از روح عزیزان یابی ؛ پاے از سر خود ساز و بیار امیتن ؛ ترجمہ قطعہ
نفس ہی یک پرندہ قید اندر ؛ نظر مین رکھ اسے ہی مرغ دمساز ؛ مت اُسکے پانون سے ڈورے کو تو کھول ؛ کہ ہاتھ آئیگا نہ تیرے بعد پرواز
ترجمہ رباعی جسکے لیے بیٹھ کر ہوا جمع نہ دل ؛ اور تجھ سے گئی نہ زحمت آب وگل ؛ صحبت سے تو اُسکے گر تبرا نکرے ؛
بخشے نہ تجھے روح عزیزان یک تل ؛ ترجمہ رباعی بیچارہ میرا دل جو ترا عاشق تھا ؛ کل صبح تلک تیری گلی مین بیٹھا ؛
چوگان تیری زلف کا اسے لیجاتا ؛ ہر سمت کو لیکن وہ بنا گیند رہا ؛ ترجمہ رباعی جب ذکر کرے تو دل نزار درد کرے ؛
وہ ذکر ہی مرد کو اگر فرد کرے ؛ ہر چند کہ ہی خاصیت نار اُسمین ؛ پر دونون جہان دل پہ ترے سرد کرے ؛ ترجمہ رباعی
چاہے کہ ملے تو حق سے محنت کر تن ؛ اور حق کی طلب مین دکھ اُٹھا کر تن ؛ چاہے تو اگر روح عزیزان سے مدد ؛ پاتو بنا کے آ تو ری رتن
از خوارق عادات اور کرامات حضرت عزیزان قدس اللہ سرہ۔ نقل ہی کہ حضرت سید اتا جنکا
ذکر خیر خواجہ احمد یسوی قدس سرہما کے سلسلہ مین ہو چکا ہی آپکے ہم عصر تھے اور کبھو کبھو ملاقات ہوتی رہتی اور حضرت سید
اتا کو ابتدا مین آپ کے ساتھ یک گونہ کاوش تھی ایک دن حضرت سید سے ایک صورت سوء ادب کی آپ کی نسبت
پیدا ہوئی اتفاق سے اُنھین ایام مین قبچاق کے جنگل سے ایک پرہ ترکون کا چڑھ آیا اور سید اتا کے ایک بیٹے کو قید
کر لیگئے سید اتا متنبہ ہوئے اور جانا کہ یہ حادثہ اُس بے ادبی کے سبب پیش آیا معذرت کی اور دعوت کا کھانا تیار کیا اور
حضرت عزیزان سے ضیافت کے لیے التجا کی اور بہت کچھ نیاز مندی بجا لائے آپنے سید اتا کی التماس قبول کی اور اُنکے گھر گئے

تھے اس مجلس مین بہت اکابر علما اور مشائخ وقت موجود تھے اور حضرت عزیزان کو اسدن ایک کیفیت اور وقت نہایت خوش تھا
سب خادم نمکدان لایا اور دسترخوان بچھایا آپنے فرمایا کہ علی نمک کو انگشت نہ لگائیگا اور نہ ہاتھ کھانے کیطرف بڑھائیگا جبتک
کہ سیدانا کا فرزند اس دسترخوان پہ موجود نہوگا تھوڑی دیر خاموش رہے حاضرین سب کے سب اس کلام کے ظہور کے
منتظر ہوئے اس درمیان مین اچانک لڑکا سیدانا کا گھر کے دروازہ سے اندر آیا ایک شور غل مجلس مین اٹھا اور لوگ حیران
اور حیرت زدہ ہوگئے پھر کیفیت اسکے آنے کی اس سے پوچھی کہا مین اس سے زیادہ نہین جانتا کہ اسوقت ترکون کی قید مین
تھا اور مجھے بندیان کرکے اپنے ملک کو لیے جاتے تھے اب مین دیکھتا ہون کہ تمھارے روبرو حاضر ہون اہل مجلس کو یقین ہوا کہ یہ
تصرف حضرت عزیزان کا ہے سب نے آپکے قدمون پر سر رکھا اور بیعت کی۔ نقل ہے کہ ایک دن خدمت عزیزان کے
یہان ایک مہمان عزیز وارد ہوا اور آپ کے گھر مین کھانے کو نہ تھا اس باعث سے بہت متردد ہوکے اور گھر سے باہر آگئے ناگاہ ایک
غلام میان قرولش کا نان پز ایک قسم کا آش پکوا کر جو انکا مخلص تھا ایک دیگ آش کی سر پر رکھے ہوئے اس موقع پر آیا اور بڑی نیازمندی
کے ساتھ کہا کہ یہ کھانا ملازمان حضور کی نیت سے پخت کرایا ہے امیدوار ہون کہ قبول ہو حضرت عزیزان کو اس غلام کا کھانا لانا
اسوقت بہت پسند آیا اسپر مہربانی کی اور مہمان کے سامنے گذرانا پھر غلام کو بلایا اور فرمایا کہ خدمت گزاری تیری نہایت
کار عظیم تھا اب جو مراد تیری ہو مجھسے مانگ کہ مقصود حاصل ہے غلام نہایت دانا اور آگاہ تھا کہا مین چاہتا ہون کہ مین
آپسا ہو جاؤن آپنے فرمایا کہ یہ بہت مشکل ہے مجھپر بار گران ہے اور تجھے اس بار کے اٹھانے کی طاقت نہوگی غلام نے نیازمندی کے ساتھ
کہا کہ میری مراد یہی ہے اسکے سوا اور کوئی تمنا نہین آپ نے فرمایا ایسا ہی سہی پھر ہاتھ اسکا پکڑ خلوت خاص مین
لیگئے اور بالتفات اسکی طرف متوجہ ہوکے ایک ساعت کے بعد آپ کی صورت اسپر آگئی اور اسیوقت بظاہر
باطن صورت اور سیرت مین آپ کا مثل ہوگیا اور اس توجہ کے بعد چالیس دن کم وبیش زندہ تھا پھر جوار رحمت حق سبحانہ
مین نقل کی رحمۃ اللہ علیہ۔ کہتے ہین جب حضرت عزیزان نے ولایت بخارا سے باشارت غیبی خوارزم کو جانا چاہا اور شہر کے
پھاٹک پر پہونچے توقف کیا اور دو درویش کو خوارزم شاہ کے پاس بھیجا کہ ایک فقیر نورباف تمھارے شہر کے دروازہ پر
آیا ہے اور رہنے کا خواہشمند ہے اگر مصلحت آپکی ہو آوے نہین تو الٹا پھر جاوے اور درویشون سے کہا کہ جب رہنے کی اجازت دین
شاہی مہر سے ایک فرمان لے لینا جب درویشون نے بار پایا اور عرض بھی کیا خوارزم شاہ اور ارکان دولت ہنسے اور
کہا یہ لوگ سیدھے سادے اور نادان ہین بعد ازآن دل لگی اور خوش طبعی کی راہ سے ایک فرمان انکے حسب مدعا لکھکر
مہر لگا کر انکے حوالہ کیا درویش وہ فرمان حضرت عزیزان کی خدمت مین لائے اور آپنے قدم مبارک شہر مین رکھا اور ایک گوشہ
مین بیٹھے اور بطریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مشغول ہوکے ہر روز صبح کے وقت مزدورون کے مقام پر آتے اور ایک دو
مزدور پکڑتے اور گھر لے آتے اور فرماتے کہ پورا وضو کرو اور آج کے دن نماز عصر پڑھکر طہارت سے ہماری صحبت مین رہو اور
ذکر کرو پھر اپنی مزدوری لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ان لوگون نے کمال ممنونی ظاہر کی اور عصر کی نماز تک آپ کی خدمت مین رہتے

جب ایکدن اُس طریقہ سے بسر کرتے آپکی برکت صحبت اور تصرف باطنی سے کچھ ایسا حال اُنکا ہوتا کہ پھر آپ کی ملازمت سے جدا اور جدا ہونا امکان نرکھتا تھا تا آنکہ چند روز بعد اکثر وہان کے باشندے آپکے حلقہ ارادت مین آگئے اور آپکے اردگرد بڑی کثرت اور ازدحام طالبان ہوگیا آخر درجہ خوارزم شاہ کو لوگون نے خبر دی کہ ایک شخص ظاہر ہوا ہے کہ اکثر لوگون نے دست بیعت اُسکو دیے اور اُسکی خدمت مین کھڑے رہتے ہین ایسا نہو کہ اُس سے اور اُسکے مریدون کی کثرت سے ملک مین ایسا خلل پیدا ہو جسکو سکون نہ دے سکین بادشاہ نے اس خبر سے متوہم ہوکر ارادہ کیا کہ اُنھین اپنے ملک سے نکال دے حضرت عزیزان نے اُنھین دو درویش کو مع فرمان بادشاہ کے پاس بھیجا کہ ہم تمھارے شہر مین تمھاری اجازت سے آئے ہین اب اگر اپنی بات کو پاس رکھتے ہو اور اُسکے خلاف حکم دیتے ہو تو ہم شہر سے چلے جائینگے بادشاہ اور ارکان دولت آپ سے بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت کی ملازمت مین آگئے اور منجملہ محبان مخلص ہوئے کہتے ہین کہ سن شریف حضرت عزیزان کا ایک سو تیس سال سے زیادہ ہوگیا تھا اور آپ کے دو فرزند دونون عالم عامل اور عارف کامل تھے اور ارباب ولایت کے مراتب بلند سے بہرۂ تام اُنکو حاصل تھا

خواجہ خُرد رحمہ اللہ تعالی

یہ بڑے بیٹے حضرت عزیزان کے ہین خواجہ محمد نام اور اپنے والد بزرگوار کے سامنے اسّی برس کے ہوئے آپ کو اصحاب خواجہ خُرد کہتے اور اسی نام سے مشہور تھے اور حضرت عزیزان کو خواجہ بزرگ کہتے تھے

خواجہ ابراہیم رحمہ اللہ تعالی

یہ حضرت عزیزان کے چھوٹے فرزند تھے کہتے ہین جب حضرت عزیزان کا وقت وفات قریب ہوا خواجہ ابراہیم کو ارشاد کی اجازت دی اور دعوت کا امر کیا بعض اصحاب کی خاطر مین گذرا کہ بڑے فرزند کی موجودگی ہین جو علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ہین خواجہ ابراہیم کو کیا سبب ہے کہ ارشاد خلق کے لیے پسند کیا حضرت عزیزان کو اُس خطرہ پر اشراف ہوا فرمایا کہ خواجہ خُرد ہمارے بعد توقف نکریگا اور اسی عرصہ مین ہمسے آملیگا حضرت عزیزان کی وفات پیر کے دن دونون نماز کے درمیان ذیقعدہ کی اٹھائیس تاریخ سنہ سات سو پندرہ مین ہوئی اور بعضے نسخون مین دیکھا ہے کہ سنہ سات سو اکیس مین انتقال ہوا اور اللہ اعلم ہے اور خواجہ خُرد کی وفات پیر کے دن چاشت کے وقت ذیحجہ کی سترھوین ۷۱۵ھ سات سو پندرہ مین ہوئی دونون کی وفات مین اُنیس روز کا فصل ہے حضرت عزیزان کی تاریخ ہے قطعہ سات سو پندرہ تھے ہجرت کے ۔ اور ذیقعدہ کی تھی اٹھائیس کہ ضعیف زمان وشبلی وقت + اس جہان سے گئے عزیزانیس + حضرت عزیزان کے چار خلیفہ بعد خواجہ خُرد کے تھے سب کے سب محمد نام صاحب کمال اور اہل ذوق وحال بعد اُنکے طالبان حق کی دعوت کرتے رہے

خواجہ محمد کلا دور رحمۃ اللہ تعالے علیہ

یہ حضرت عزیزان کے بڑے اصحاب اور خلفا سے تھے اُنکی قبر بھی خوارزم مین ہے

خواجہ محمد حلاج بلخی رحمہ اللہ

حضرت عزیزان کے اصحاب کمل اور خلفا سے تھے اور آپکی قبر ولایت بلخ مین ہی ۔

خواجہ محمد باوردی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی حضرت کے اصحاب اور خلفا سے تھے اور خوارزم مین مدفون ہین ۔

خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ

آپ بڑے فاضل کامل حضرت عزیزان کے اصحاب سے ہین قریہ سماسی مین پیدا ہوئے کہ رامیتن کے دیہات سے ہی اور ایک فرسخ کا ہے اور وہان سے بخارا تین فرسخ کی مسافت ہو وہین آپ کا مزار ہے ۔ نقل ہو کہ جب حضرت عزیزان کی وفات قریب پہونچی آپکو سب اصحاب سے انتخاب کرکے اپنی خلافت اور نیابت آپکے سپرد کی اور سب یارون کو متابعت اور ملازمت کا حکم دیا اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کو آپ سے فرزندی کی قبولیت تھی اور آپنے حضرت خواجہ کے پیشین ولادت جب کوشک ہندوان پر گذر ہوا فرمایا ہو کہ اس زمین سے بوے مرد آتی ہو قریب ہو کہ کوشک ہندوان قصر عارفان ہو جاے پھر دوبارہ گئے تو کہا کہ وہ بو زیادہ ہوگئی ہو غالبًا وہ مرد پیدا ہوا اسوقت تین دن پیدائش کو ہو چکے تھے اور اُنکے دادا نے معاملہ اُنکے سینہ پر رکھا اور حضرت بابا کے پیش نظر لائے آپنے فرمایا کہ وہ ہمارا فرزند ہو اور ہمنے اُسے قبول کیا ہو پھر اصحاب سے کہا کہ یہ وہ مرد ہو کہ ہمنے اُسکی بو سونگھی تھی قریب ہو کہ زمانہ کا مقتدا ہو پھر سید امیر کلال کیطرف جو خواجہ کے خلیفہ ہین مخاطب ہوئے اور کہا میرے فرزند بہاء الدین کے حق مین شفقت اور تربیت دریغ نکرنا اور تجھے مین معاف نکرونگا اگر کوتاہی کی امیر سید اٹھ کھڑے ہوگئے اور ہاتھ سینہ پر رکھا کہ مرد نہون جو تقصیر کرون اور باقی حکایت اور تربیت امیر کی حضرت خواجہ کو حضرت خواجہ کے مقامات مین مفصل مذکور ہو حضرت نے فرمایا ہو کہ خواجہ بابا کا موضع سماسی مین ایک باغیچہ تھا کہ کبھی کبھی اسکے درخت انگور کو اپنے دست مبارک سے تراشا کرتے تھے اور اُس کام مین دیر بہت لگتی اسواسطے جب ایک بیل کو قطع کرتے غلبہ کیفیت آکر دست مبارک سے گر پڑتی اور بیخود ہو جاتے اور وہ غیبت عرصہ تلک رہتی حضرت خواجہ محمد بابا کے چار خلیفہ تھے سب فاضل اور کامل جو آپکے بعد طالبان حق کی دعوت مین مشغول رہے ۔

خواجہ محمد صوفی سوخاری رحمہ اللہ

آپ خواجہ محمد بابا کے خلفا سے ہین سوخار مین قبر ہو جو بخارا سے چھ میل کے فاصلہ پر ہی ۔

خواجہ محمود سماسی رحمہ اللہ

خواجہ محمد بابا کے فرزند اور خلیفہ ہین ۔

مولانا دانشمند علی رحمہ اللہ

بڑے اصحاب خواجہ محمد بابا اور معزز خلفا سے ہین ۔

سید امیر کلال قدس سرہ

آپ خواجہ محمد بابا کے افضل خلفا سے ہین اور شرف سیادت آپ کو حاصل ہین آپ کا مولد اور مدفن موضع سوخار ہی اور دانشگری آپکا شغل تھا اور بخارا کی زبان مین دانشگر کو کلال کہتے ہین آپ کے مقامات مین لکھا ہی کہ آپکی والدہ نے فرمایا ہی جب تک امیر کلال میرے پیٹ مین تھے جب کبھی مشتبہ کا کھانا کھاتی پیٹ مین بڑا درد ہوتا جب مکرر یہ بات معلوم ہو جاتا کہ اس فرزند کی وجہ سے ہی تب کھانے مین احتیاط کی اور انکی امیدوار رہی جب کہ سید امیر کلال جوانی کی عمر کو پہونچے کشتی لڑا کرتے اور آپ کے گرد ایک ہنگامہ رہا کرتا ایکدن اس معرکہ مین ایک شخص کی خاطر مین گذرا کہ یہ کیا بات ہی جب سیدزادہ شریف کشتی لڑے اور زور آزمائی اور بدعتی لوگونکا طریقہ اختیار کرے اس درمیان مین اسے نیند سی آگئی اور دیکھا کہ قیامت قائم ہی اور وہ ایک جا سینہ تلک مٹی اور دلدل مین اتر گیا ہی اور کچھ بس نہین چلتا اچانک دیکھا کہ امیر ظاہر ہوئے اور دونون اسکے بازو پکڑے اور آسانی کے ساتھ اسے باہر کھینچ لیا جب وہ جاگا امیر نے اس معرکے مین اسکی طرف رخ کرکے کہا کہ ہم زور آزمائی ایسے روز کے لیے کرتے ہین ایک دن خواجہ محمد بابا اکھاڑے کے کنارے سے گذرے تھوڑی دیر انکے دیکھنے کو کھڑے ہو گئے بعضے ہمراہی اصحاب کے دل مین آیا کہ سبب کیا ہی جو خواجہ ان بدعتیون کیطرف متوجہ ہوئے خواجہ نے انکے خطرے سے واقف ہو کر فرمایا کہ اس اکھاڑے مین ایک مرد ہی کہ بہت سے مرد اسکی صحبت مین درجہ کمال کو پہونچینگے اسپر ہماری نظر ہی ہم چاہتے ہین کہ اسکو شکار کرین اس موقع پر امیر کی نظر آپ کی طرف پڑی اور آپ کے جاذبہ نے امیر کو بیقرار کر دیا جب خواجہ ان سے آگے بڑھے امیر بیطاقت ہو کر اکھاڑے کو چھوڑ آپ کے پیچھے ہوئے جب خواجہ اپنے گھر پہونچے امیر کو لائے اور طریقہ بتلایا اور فرزندی مین قبول کیا اسکے بعد پھر کسی نے امیر کو معرکہ اور بازار مین نہین دیکھا امیر بیس برس خواجہ محمد بابا کی خدمت مین بالالتزام رہے اور ہفتہ مین دوبار پیر اور جمعرات کو سوخاری سے سماسی کو جایا کرتے اور ملازمت خواجہ مین پہونچتے اسکے اور فاصلہ دو شرعی انمین تھا اور اس مدت مین بطریق خواجگان اشتغال کرتے رہے اس طرح سے کہ آپکے حال سے کسیکو اطلاع نہوتی یہانتک کہ خواجہ کے محل تربیت مین درجہ تکمیل اور ارشاد کو پہونچے اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کو نسبت صحبت اور تعلیم ذکر اور آداب سلوک طریقت آپ سے ہی حضرت سید امیر کلال کے چار فرزند اور چار خلیفہ تھے صاحب کمال اور ارباب وقت و حال ہر ایک فرزند کی تربیت ایک ایک خلیفہ کے سپرد کی اور انکا ذکر دوسرے اصحاب امیر اور انکے اصحاب سے لکھا جاتا ہی اور مشہور ہی کہ اصحاب امیر ایک سو چودہ شخص تھے انمین سے بعضون کے نام مقامات امیر مین مذکور ہین

امیر برہان رحمۃ اللہ علیہ

یہ پہلے فرزند حضرت سید امیر کلال کے ہین اور بارہا آپ نے فرمایا کہ یہ فرزند میرا برہان ہی اور امیر برہان اجل اصحاب حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے ہین اور امیر کی تربیت حضرت خواجہ کے حوالہ کی تھی ایک روز حضرت

امیر کلال نے حضرت خواجہ سے کہا کہ جسوقت استاد شاگرد کو تربیت کرے ضرور چاہیے کہ اپنی تربیت کا اثر شاگرد مین دیکھے تاکہ اُسے اعتماد ہو کہ تربیت اُسکی ٹھکانے سے لگی ہی شاگرد کے کام مین اگر خلل دیکھے تو اُسکی اصلاح کرے تب فرمایا کہ امیر برہان فرزند میرا حاضر ہی اور کسی نے اُسمین تصرف نہین کیا اور نہ تربیت معنوی کی میرے سامنے اُسکی تربیت مین مشغول ہو کہ اُسکا اثر مین دیکھون اور مجھے صفت اعتماد ہو حضرت خواجہ مراقبہ مین بیٹھے تھے اور خدمت امیر کیطرف متوجہ ہوئے اور نہایت ادب کی رعایت سے امیر کے امتثال مین متوقف ہوئے حضرت امیر نے فرمایا توقف نکرو حضرت خواجہ فرمانبرداری سے امیر برہان کی طرف متوجہ اور فوراً اُنکے باطن کیجانب مشغول ہوئے اُسیوقت آثار اُس تصرف کے امیر برہان کے ظاہر و باطن مین پیدا ہوئے اور ایک حال عظیم طاری ہوا اور شکر حقیقی کا اثر ظاہر ہوا امیر برہان صاحب سکر و جذبہ قوی تھے اور طریق اُنکا گوشہ نشینی اور انقطاع از خلق رہا اور ہرگز کسی کے ساتھ اشتغال اور آرام اُنکو نہ تھا اور نہ کسیکو آپ کے احوال و اطوار پر اطلاع ہوئی اور قوت باطن مین اُس مرتبہ کی تھی کہ بعضے اصحاب حضرت خواجہ کے احوال باطنی کو غارت کر کے اُسکو نا چار کر دیتے۔ شیخ نیک روز بخاری نے جو اصحاب حضرت خواجہ سے ہین حکایت کی ہی کہ ہر دفعہ جو کبھی امیر برہان سے میری ملاقات ہوتی میرے احوال باطنی مجھسے سلب کر لیتے اور مجھے خالی اور پریشان خاطر کر دیتے جب کئی دفعہ یہ بات ہوئی مین نے چاہا کہ حضرت خواجہ سے اپنے دل مین عرض کرون حضرت خواجہ کے پاس اس ارادہ سے مین آیا فرمایا کہ امیر برہان کی شکایت کرنے آئے ہو مین بولا کہ ہان کہا جسوقت کہ وہ تمھاری طرف متوجہ ہو تم میری طرف متوجہ ہوا کرو مین نہین ہون آپ مین اس تعلیم کے بعد جب مین برہان سے ملا اور چاہا کہ اُسیطرح میری طرف مشغول ہون تو مین حضرت خواجہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور آپ کی صورت اپنے خیال مین کی اور کہا مین نہین ہون حضرت خواجہ ہین مین نے دیکھا کہ حال امیر غیر ہو گیا اور بیہوش ہو کر گر پڑے پھر کبھی ہرگز تصرف میرے اندر نہین کیا امیر برہان سے منقول ہی کہ فرمایا عید قربان تھی اور خلائق عیدگاہ سے واپس آتی تھی اور بہت لوگ حضرت خواجہ کے ساتھ تھے اور مین سب سے پیچھے جاتا تھا جب مین نے ہجوم اور پیش آمد خلق کی حضرت خواجہ کی طرف دیکھی اپنے دل مین کہا کیا خوب ابتدائی ظہور خواجہ کے ایام تھے کہ ظہور احوال اور حضرت کے کاروبار کا تھا اسوقت خلق آپ کو تشویش دیتی ہی جب یہ بات میرے دل مین گذری آپ نے توقف کیا یہانتک کہ مین جا پہونچا گریبان میرا پکڑا اور تھوڑی جنبش دی ایک بڑی صفت نے میرے باطن مین تصرف کیا کہ اُسکی عظمت اور صولت سے کھڑے رہنے کی طاقت مجھے نہ تھی حضرت خواجہ نے مجھے سنبھالا جب کہ وہ حالت تھی جب مجھے ہوش آیا فرمایا کہ تو کیا کہتا ہی وہ حال و کاروبار یہی ہی یا نہین آپ کے قدمون مین گر پڑا اور کہا کاروبار اور احوال پیشتر سے بیشتر ہین

امیر حمزہ رحمہ اللہ

یہ دوسرے فرزند امیر کلال کے ہین اور امیر نے اُنکا نام اپنے باپ کے نام پر سید حمزہ رکھا اور ہرگز اُنکو نام سے نہین کہا بلکہ ہمیشہ باپ کہا کرتے اور اُنسے کرامات اور خرق عادات بہت ظاہر ہوئین کہ اُنہین سے بعضے مقامات امیر کلال مین کہ شیخ امیر حمزہ نے تالیف کی مذکور ہین اور امیر حمزہ کا پیشہ شکار تھا اور اُس سے وجہ معاش حاصل کرتے اور امیر نے اُسکی تربیت

مولانا عارف دیک گرانی کے خوالکی امیر حمزہ نے فرمایا ہو کہ حضرت مولانا عارف نے مجھے کہا کہ اگر ایسا یار چاہتے ہو جو تمھارا بار اُٹھائے بہت دشوار ہو اور اگر ایسا یار چاہتے ہو کہ تم اُسکا بار اُٹھاؤ تمام جہان تمھارا یار ہو اور حضرت امیر حمزہ امیر کلال کی وفات کے بعد قائم مقام اُنکے ہوئے اور برسون ارشاد کیا وفات اُنکی غرہ شوال شنبہ ہجری آٹھ سو آٹھ مین ہوئی اور اُنکے چار خلیفہ ہوئے ہین جو اُنکے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے اور طالبان کو دعوت حق کی

مولانا حسام الدین شاشی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ دل امیر حمزہ کے اور فرزند مولانا حمید الدین شاشی کے ہین جو بڑے علماء بخارا سے تھے حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے زمانہ مین اور اُنسے ارادت اور اخلاص تمام رکھتے تھے۔ مولانا حسام الدین پہلے شیخ محمد سونجی سے ارادت رکھتے تھے جو شیخ وقت تھے بعد ازآن امیر حمزہ کی خدمت مین جاکر اُنکی صحبت مین تربیت تمام پائی حضرت فرماتے تھے کہ ابتدا حال مین جب ہم بخارا مین پہونچے مبارک شاہ کے مدرسہ مین گئے مولانا حسام الدین اور مولانا حمید الدین شاشی نے جب کہ ہمین پہچانا بہت التفات کی کہ مشغول تحصیل علوم ہو اور کہا شیخ خاوند طہور کی ہمارے والد پر بہت عنایت تھی گویا چاہتے تھے کہ اُسکی مکافات کرین اُس مدرسہ مین ایک اچھا حجرہ دیا فرماتے تھے اول بار جو مولانا حسام الدین سے ملاقات مین آئی اتفاقاً جلمن عودی منقش مین پہنے ہوئے تھا جب اُسے دیکھا ناپسند کیا اور فرمایا کہ درویش اور ایسے کپڑے پہنے فی الحال مین باہر نکلا اور ایک شخص جو پوستین پہنے تھا اُس سے معاوضہ کر لیا جب اندر گیا فرمایا کہ یہ اچھا ہے۔ فرماتے تھے کہ مولانا حسام الدین کو جمعیت قوی اور استغراق تمام تھا آثار جمعیت آپ سے ظاہر تھے عجب العجب حال کی بھری اُنکی تھین خواہ کیسا ہی بے ذوق آدمی ہو اُنکا مبتلا ہو جاتا اور آپ حرارت جمعیت اور غلبہ جذبات کے سبب توڑتے اور نیچے پاؤن اُسکے پانی مین موسم سرا کے اندر رکھتے اور اپنے سینہ کا پیش کھلا رکھتے اور پانی اپنے پر چھڑکا کرتے میرزا الغ بیگ آپ کو عہدہ قضا بخارا دینا چاہتے تھے اور زبردستی قاضی کیا جس زمانہ مین آپ دار القضا مین بیٹھتے اور مقدمات فیصل کرتے ایک جماعت طالبون کی دور بیٹھتی اور کسب جمعیت کرتی ہین اُنکے محکمہ مین حاضر ہوتا اور آپ کے مقابل ایک کھڑکی تھی جہان سے مین اُنکو دیکھتا اور دور تھے نہین دیکھ پاتے وہان مین بیٹھا اور اُنکو دیکھا کرتا ہرگز نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین نسیم غفلت اور فتور نہ پایا اور اخفاء طریقہ اور جمعیت باطن مین بہت ساعی تھے اور اپنی نسبتون کو لباسون سے پوشیدہ کرتے تا بآسانی ظاہر کوئی چیز اُنسے نہ تھی بارہا فرمایا کرتے اس کام کا کوئی لباس تعلم اور تعلیم سے بہتر نہین ہے۔ حضرت مخدومی نے نفحات الانس مین حضرت سے نقل کی اور فرمایا کہ یہ فقیر جب بخارا مین پہونچا اور مولانا حسام اور مولانا حمید شاشی کی صحبت سے مشرف ہوا مجھے اضطراب اور اضطرار تھا اور اُنھون نے فرمایا کہ مراقبہ درحقیقت انتظار ہی اور حقیقت مراقبہ ایسے انتظار سے عبارت ہے۔ نہایت سیر اس انتظار کے حصول سے عبارت ہے ایسے انتظار کی تحقیق کے بعد جسکا ظہور غلبہ محبت سے ہو راہبر اس انتظار کے سوا کوئی نہین ہے شعر منتظرہ لگا کے در پر آنکھ ؛ کہ نظر کو در انتظار کیا ✦ اور یہ بھی فرمایا کہ

مولانا حسام الدین اپنے والد مولانا حمید الدین کے سرھانے آگئے اور انکو مرض الموت مین انتقال کے وقت انکے متفکر پایا فرمایا کہ بابا آپ کو کیا ہوتا ہی کہا مجھے وہ چیز چاہتے ہین جو میرے پاس نہین ہو اور اُسکے طریق تحصیل سے مین واقف نہین مجھے قلب سلیم چاہتے ہیں مولانا حسام الدین نے کہا کہ ایک لحظہ میری طرف متوجہ رہو معلوم ہوگا جب متوجہ ہوئے ایک ساعت کے بعد مولانا حمید الدین نے اپنے باطن مین اطمینان اور آرام پایا آنکھین کھول دین اور کہا ای فرزند جزاک اللہ خیرا مجھے اپنی تمام عمر مین اس طریقہ کی ورزش کرنی چاہیے تھی افسوس کہ عمر ضائع کی اور فرزند صالح کی برکت سے جمعیت تمام دنیا سے گئے

مولانا کمال الدین میدانی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ دوسرے خلیفہ امیر حمزہ کے ہین باشندے میدان کے جو ولایت سمرقند مین قصبہ کوفین کا ایک موضع ہی۔

امیر بزرگ اور امیر خرد رحمہما اللہ تعالیٰ

یہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ امیر حمزہ کے اور فرزندان بزرگوار امیر برہان کے ہین جو بڑے بھائی امیر حمزہ کے تھے رحمہم اللہ۔

بابا شیخ مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ امیر حمزہ کے اصحاب کبار سے ہین اور بعضے اصحاب امیر کلال سے کہتے ہین اور مقامات امیر کلال مین جہان کہ بعضے اصحاب امیر کلال کے نام لکھے ایک شیخ مبارک کا ذکر کیا اور جہان کہ اصحاب امیر حمزہ کا ذکر کیا ہی ایک شیخ مبارک دوسرے کا نام لکھا لیکن وہ شیخ مبارک جو اصحاب امیر کلال سے ہین راشتنی ہین اور یہ شیخ مبارک کہ اصحاب امیر حمزہ سے ہین بخاری ہین آپ بزرگان وقت سے تھے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ باوجودیکہ حضرت بہاء الدین قدس سرہ کے صحبت دار تھے انکی صحبت مین بھی جایا کرتے حضرت نے فرمایا ہی کہ خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا باباشیخ مبارک کی ملاقات کو اکثر جایا کرتے تھے ایک دن میرا جی چاہا کہ آپ کے ساتھ جاؤن فرمایا کہ تم نہ آؤ کسواسطے کہ تم صحبت باباشیخ مبارک سے جمعیت حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین قدس سرہ کی طلب کرتے ہو اور وہ نہ پاؤ گے پس تم بے اعتقاد ہوتے ہو تمہارا جانا مناسب نہین ہی مشہور ہی کہ ایک دن باباشیخ مبارک خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے یہان آئے تھے حضرت خواجہ نے آخر صحبت مین اپنے فرزند خواجہ ابو نصر کے لیے اُنسے فاتحہ کی درخواست کی بابا نے فاتحہ شروع کی اور فاتحہ پڑھنے کے درمیان اُس گھر سے باہر نکل آئے اور دروازہ باہر فاتحہ تمام کی آپ سے بعد ازآن پوچھا گیا کہ باہر آنے کا سبب کیا تھا فرمایا کہ اُس موقع پر کہ فاتحہ خواجہ ابو نصر کے لیے پڑھنے لگا ملائک آسمان سے اُترے اور اُس مکان مین ہجوم کیا کہ مبارک کو جگہ نہ رہی بضرورت باہر آنا پڑا۔ واضح ہو کہ حضرت امیر حمزہ کے ان عزیزان کے سوا جنکا ذکر ہوا اور بھی اصحاب تھے جیسے شیخ عمر سوزنگری بخاری اور شیخ احمد خوارزمی اور مولانا عطاء اللہ سمرقندی اور خواجہ محمود حموی و مولانا حمید الدین اور مولانا نور الدین اور مولانا سید احمد تینون کرمینی اور شیخ حسن اور شیخ تاج الدین و شیخ علی خواجہ تینون نسفی وغیرہ کہ سب فاضل اور کامل تھے مگر چونکہ اُنکے احوال سے کچھ مسموع و معلوم نہین ہوا ہر ایک کا علیحدہ ذکر نہین کیا ——

امیر شاہ رحمہ اللہ

یہ تیسرے فرزند امیر کلال کے ہین اور کسب معاش مین انکا طریقہ یہ تھا کہ جنگل سے نمک لاکر بیچا کرتے اور اُس سے گذر کرتے
اور دنیا سے بقدر کفاف تصرف فرماتے انکا قول تھا کہ ہر گرفت کا جواب دینا پیچھے ہے ہمیشہ بندگان خدا کی خدمت مین مشغول
رہتے اور جتنے ان مکان لوگون کے رفع ضروریات مین اہتمام تمام کرتے اور نگاہداشت دلہا مین کوئی دقیقہ اٹھا نرکھتے
اور امیر کلال نے انکی تربیت شیخ یادگار کے سپرد کی تھی جو امیر کے خلفا سے ہین۔

امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ

یہ چوتھے فرزند امیر کلال کے ہین صاحب کرامات و خرق عادات اکثر اوقات احتساب کے شغل پر قائم رہتے امر معروف
اور نہی منکر کرتے اور نہایت غیرتمند تھے فرمایا کرتے کہ اکابر کا قول ہے جب گلک کے سر کاٹنے کا وقت آئے اس
گروہ کے خرمن پر چھوڑ دو اور جب نردبان کے جلانے کا وقت پہونچے اس گروہ کی دیوار پر رکھدو اور جب
کسیکو گرانا چاہو اس گروہ مین ڈالدو۔ اور حضرت امیر کلال نے انکی تربیت شیخ جمال الدین دہستانی کے حوالہ کی تھی
کہ حضرت امیر کے خلفا سے ہین اور امیر عمر کی وفات آٹھ سو تین سال ہجری مین ہوئی واضح ہو کہ افضل و اکمل خلفا
اصحاب امیر کلالؒ سے حضرت شیخ بہاء الدین قدس سرہ ہین اور تھوڑا ذکر احوال حضرت خواجہ اور آنکے اصحاب کا طبقہ
بعد طبقہ جو طویل الذیل ہے بعد از ذکر سب خلفا حضرت امیر کلالؒ کے انکا ادا اللہ بسالک شتادہے

مولانا عارف دیک گرانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ دوسرے خلیفہ حضرت امیر کلال کے خلفاء اربعہ سے ہین پیدائش اور مرنے کا آنکے مقام موضع دیک گران ہے قصبہ ہزارہ
سے جو آب کوہک کے کنارہ واقع ہے اور وہان سے شہر بخارا تک ستائیس میل شرعی ہے اور آپکا مزار گاؤن کے باہر
سر راہ ہزارہ کے ہے حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ فرمایا کرتے کہ میرے اصحاب مین مثل ان دو شخص خواجہ بہاء الدین اور
مولانا عارف کے دوسرا کوئی نہین ہے یہ سب پر سبقت لیگئے ہین اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے زان بعد کہ حضرت
امیر کلال سے اجازت پائی ہے کہ جہان بو تمھارے دماغ مین پہونچے خواہ ترک ہو یا تازیک طلب کرو اور طلبگاری مین اپنی
ہمت کے موافق تقصیر نکرو آپ نے اُس فرمانے کے موافق سات برس مولانا عارف کی مصاحبت مین بسر کی اور اس
مدت مین مولانا عارف کے ساتھ برتاؤ تعظیم اور تقدیم کا رکھا ہے چنانچہ طہارت کے وقت دریا کنارہ مولانا عارف سے بلندی
پر طہارت نکرتے اور جن راہون مین ساتھ ہو گئے آپ کے قدم پر قدم نہین رکھا اور متابعت کی صورت سے مصاحبت
کی ہے چونکہ مولانا عارف ملازمت امیر کلال سے حضرت خواجہ پر سبقت رکھتے تھے اور سالہا پیشتر حضرت خواجہ سے
امیر نے انکی تربیت کی تھی حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جب ہم ذکر خفی مین مشغول ہوئے تو ہم مین آگاہی
ظاہر ہوئی اور ہم طالب اصل اُس سر کے ہوئے تیس برس مولانا عارف کے ساتھ اس جستجو اور تکاپوے مین تھے کہ ایکبار

سفر حجاز کو جانا ہوا جہاں کہیں لوگوں نے نشان دیا ہم بہت سے گوشوں اور زاویوں میں پہونچے اگر ہم مثل مولانا عارف یا اسکے جبہ کے پاتے تو واپس نہ آتے کون ایسا ہے کہ ہزار تو ریت اور سر مین آسمان سے گذرا ہوا ور ظاہر و باطن مین وہان مشغول بیٹھا ہو رشحہ مولانا عارف کے کلام پاک سے ہے کہ جو اپنی تدبیر کی فکر مین ہے سر دست وہ دوزخ کے لیے مہیا ہے اور جو تقدیر کے انتظار مین ہے سر دست وہ بہشت کے لیے تیار اور موجود ہے۔

رشحہ فرمایا ہے کہ کھانا کھانے کے وقت ہر ایک عضو ایک کام مین مشغول ہے دل کس چیز مین مشغول ہے اصحاب نے کہا کہ ذکر حق سبحانہ مین فرمایا ہے کہ اسوقت ذکر الله اور لا الٰہ الا الله نہین ہے بلکہ اس محل مین ذکر سبب سے مسبب کی طرف جانا ہوا ور نعمت کو نعمت دینے والے سے دیکھنا۔ مولانا امیر شہرف نے کہ خاص اصحاب مولانا عارف سے تھے نقل کی کہ ایک ایک شخص مولانا عارف کی خدمت مین معاملہ لایا آپ نے قبول نہ کیا اور کہا معاملہ کا لینا اسکو روا ہے کہ جو کام کہ صاحب معاملہ کا مقصود ہے اُسکی برکت ہمت سے بر آمد ہوا ور مجھے وہ ہمت نہین ہے۔ کہتے ہین کہ مولانا عارف کا ایک خویش تھا مولانا درویش اور سلفی نام کہ میر خرد والکنوی کے تابعین سے تھا اور ذکر جہر کیا کرتا مولانا عارف اُسکے پاس گئے اور ذکر جہر سے منع کیا سنتا نہ تھا مولانا عارف نے کہا اگر تو نہین قبول کرتا بیل تیری کھیتی کا تلف ہوگا اُس بات کی پروا نہ کی اُسی روز بیل اُسکی کھیتی کا مر گیا باوجود اسکے مولانا درویش باز نہ آیا اور آستانۂ عزیزان و الکنوی پر گیا اور واپس آیا دوسرے دن ایک اور بیل کھیتی کا اُسکا مر گیا ان دو علامت کے دیکھنے کے بعد باز رہا اور مولانا عارف کے پاس آیا مولانا نے کہا یہ بیت تجھے یاد کر لو بیت کار نادان کوتہ اندیش ست ✦ یاد گیر دکسی کہ در پیش ست ✦ ترجمہ بیت ✦ کوتہ اندیش کا ہے یہ مقصود ✦ یاد اُسکی کرے جو ہے موجود ✦ منقول ہے کہ ایک روز موضع دیک کران مین ایسا سیلاب عظیم آب کوہک سے آیا تھا کہ وہم اسکا ہوا کہ گاؤن بہا لیجائیگا لوگ ڈرے اور شور غل کرنے لگے مولانا عارف باہر آئے اور تیز سیلاب کی راہ مین اپنے کو پانی مین ڈالدیا اور یہ کہا کہ اگر تجھسے ہو سکے تو ہمکو بہا لیجا فوراً وہ سیلاب تھم گیا اور شورش اُسکی فرو ہوگئی منقول ہے کہ اول مرتبہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سفر حجاز سے پھرے مدت تلک مرو مین رہا کیے اور ماوراء النہر کے اصحاب جمع اور صحبت پُرشکوہ قائم تھی اسی اثنا مین ایک قاصد مولانا عارف کے پاس سے آیا کہ حضرت خواجہ کو پیغام بھیجا ہے کہ بیٹھے ہون تو اُٹھیں اور اُٹھے ہون تو روانہ ہون کہ وقت ہمارے جانے کا قریب آن پہونچا ہے وصیتین ہمکو کرنی ہین حضرت خواجہ اصحاب کو مرو مین چھوڑ کر جسقدر جلد ہو سکا بخارا کیطرف روانہ ہوئے یہان تک کہ دیک کران مین مولانا عارف کے پاس پہونچے مولانا نے حاضرین سے کہا کہ مجھے آپ سے ایک راز کہنا ہے ہم دونون گھر مین آئین یا تم باہر آؤ حاضرین بولے کہ آپکو ضعف ہے ہم دوسرے گھر مین جاتے ہین اُسوقت مولانا عارف نے خلوت مین حضرت خواجہ سے کہا کہ یہ معلوم ہے کہ ہمارے تمہارے درمیان مین اتحاد کلی تھا اور اب بھی ہے اگرچہ عشقبازیان درمیانی گذر گئی ہون اب آخر وقت ہوا اور اپنے تمہارے اصحاب مین نظر کی اس راہ کی قابلیت اور نیستی کی صفت خواجہ محمد پارسا مین زیادہ اور لوگون سے دیکھتا ہون

جو نظر مین نے اس راہ مین پائی اور جو مطلب کہ میں نے کسب سے حاصل کیا وہ سب خواجہ پارسا کے وقت پر نثار اور اُسکے سپرد کیا اپنے اصحاب کو اُسکی متابعت کا حکم دیتا ہون تم بھی اُسکے حق مین ضرور اس معاملہ کے اندر تقصیر نکرنا کہ وہ تمھارے یارون سے ہے اسکے بعد فرمایا کہ دو دن یا تین دن سے زیادہ نہین رہے ہین اپنے ہاتھ سے دیگ صاف کرو دو زانو بیٹھو اور آپ آگ جلاؤ اور پانی گرم کرو اور مستعد ہو اور تیسرے روز میری وفات سے واپس جاؤ حضرت خواجہ نے بڑی سرگرمی سے مولانا عارف کی تمام وصیتیں پوری کین اور آپ کے دفن بعد تین روز ٹہر کر مرو کو چلے گئے اور مولانا عارف کے دو خلیفہ تھے جنھون نے مولانا کے بعد بندگان خدا کو ہدایت کی —

مولانا امیر اشرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ خلیفہ اول مولانا عارف کے ہین بعد آپ کے آپ کی جگہ بیٹھے طالبان راہ تحقیق سے صحبت رکھی اور خاطر جمیعت قلوب پر تعینات کی —

امیر اختیار الدین دہباب کرالی رحمۃ اللہ علیہ

یہ دوسرے خلیفہ مولانا عارف کے ہین اور اُنکے بعد ارشاد مریدان پر مامور تھے —

شیخ یادگار کنسروئی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ سوم امیر کلال کے ہین کن سرون کے باشندے اور وہ ولایت بخارا کا ایک موضع شہر سے چھ میل پر ہے اور امیر نے اپنے تیسرے فرزند کو جنکا نام امیر شاہ ہے اُنکے حوالہ کیا تھا اور اُنکے ذریعہ سے درجات عالی کو پہونچے —

شیخ جمال الدین دہقانی رح

یہ چوتھے خلیفہ امیر کلال کے ہین اور فرمایا امیر مربی امیر عمر کا ہوا ہے جو فرزند چہارم امیر کے ہین اور امیر عمر نے اُنکے ساتھ تربیت مین مقامات عالیہ اس گروہ کے پائے —

شیخ محمد خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ امیر کلال کے اجل اصحاب سے ہین امیر موصوف کے آخر مقامات مین ہے کہ جب آپ نے دنیا سے رحلت کی سب اصحاب شیخ محمد خلیفہ کی ڈیوڑھی پر آئے کہ آج کے دن حضرت کے بجائے آپ ہین اور آپ کے پاس یہ نعمت ہے چاہیے کہ طالبون کی ہدایت فرمایئے شیخ محمد نے کہا یہ نعمت جو مجھے چاہتے ہو امیر حمزہ فرزند حضرت امیر کلال کے پاس ہے پس شیخ محمد سب کے ساتھ گئے اور امیر حمزہ علیہ الرحمۃ کی خدمت اور ملازمت اختیار کی —

امیر کلان واشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب امیر کلال سے ہین موضع واش کے جو مضافات بخارا سے اور چھ میل کی مسافت پر شہر سے ہے۔ امیر کلال کے بعد مریدون کی تربیت اور طالبون کی تعلیم کرتے رہے اور خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمہ نے حضرت

خواجہ بہاءالدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہونے سے پہلے انسے ذکر اخذ کیا ہو حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاءالدین غجدوانی
نے کہا مین سولہ برس کا تھا کہ امیر کلان واشی کی ملازمت مین پہونچا اور آپ نے مجھے ذکر خفی کے طریقہ سے مشغول کیا
اور بہت مبالغہ کیا کہ اس طریقہ کو ایسا مخفی رکھو کہ تمھارے ہمنشین کو بھی خبر نہو اور اگر جانو کہ لوگ اس سے مطلع ہوتے
ہین ایک مسند بناؤ اسپر تکیہ لگا کر مشغول ہو چندروز اسطرح پر مین مشغول ہوا اور بڑی ریاضت کی او ضعف کے آثار میری
صورت مین ظاہر ہوگے ایک روز والدہ نے مجھسے کہا کہ تجھے بیماری او ضعف باطنی ہو مجھسے چھپاتا ہی مین نے کہا مین بیمار
نہین ہون انھون نے چھاتیان اپنی کھولین اور کہا اگر تو اپنی ناتوانی کا سبب نہ بتلائیگا تو جو شیر کہ اس پستان سے
تو نے پیا ہی تجھے نہ بخشونگی ضرورتاً ماجرا لتفصیل والدہ سے مین نے کہا اور جو طریق مین نے سیکھا تھا عرض کیا والدہ نے
فوراً وہ طریقہ لیا اور بطریق نفی اور اثبات کے مشغول ہوئین مین اس بات کے اظہار سے بہت گرانی مین پڑا اور
شدت اضطراب سے امیر کلان کی خدمت مین گیا اور قصہ والدہ کا بیان کیا فرمایا بیٹے تیری والدہ کو بھی اجازت دی
کہ اس راہ سے مشغول رہے چند عرصہ تک والدہ بھی مشغول رہین ایک روز بھائی میرا جنگل گیا تھا والدہ نے مجھے
بلایا اور فرمایا کہ دیگچہ خوب دھو اور پانی سے بھر اور گرم کر مین نے ایسا ہی کیا پھر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کین
اور مجھے سامنے بٹھایا اور فرمایا طریقہ سے مشغول ہو اور آپ بھی مشغول ہوئین ایکساعت کے بعد جان حق تسلیم کی

شیخ شمس الدین کلال رحمۃ اللہ علیہ

بڑے اصحاب امیر کلال سے ہین سفر مبارک حجاز کا کیا ہو اور وہ راستہ قرشی سے پیدل چلا اور مشائخ وقت کے ساتھ
مذاق سے صحبت رکھی اور ماوراءالنہر مین آسی نے انکے طریق مراقبہ کو لاکر پھیلایا ابتدا مین حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہ
سے کاوش تھی مگر آخر مین دور ہوگیا تھا جیسا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے مقامات مین قضیہ مفصل ہو

مولانا علاءالدین کبن سروئی رحمۃ اللہ تعالے

یہ امیر کلال کے بڑے کارگزار اصحاب سے ہین اور حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہ کے مقامات مین انکا نام مذکور
ہو واضح رہے کہ امیر کلال علیہ الرحمہ کے ان عزیزون کے سوا جو مذکور ہوئے اور بھی اصحاب ہین جیسے خواجہ شیخ
دارزونی اور مولانا جلال الدین کشی اور مولانا بہاءالدین طوالیسی و شیخ بدرالدین میدانی و مولانا سلیمان و شیخ امین
دونون کرمینی اور خواجہ محمد والکبنی رحمہم اللہ سب کے سب عامل عالم عارف کامل مگر انکے احوال و واقعات کی
کچھ سماعت کو نہین پہونچا ناچار ہر ایک کا علیحدہ ذکر نہین ہوا۔

مولانا بہاءالدین قشلاقی رحمۃ اللہ علیہ

یہ اپنے زمانہ کے مقتدا ہوئے ہین عالم علوم ظاہر اور باطن کے اور صاحب آیات و کرامات قشلاق خواجہ مبارک قرشوی مین
پیدا ہوئے جو مضافات بخارا سے ہو اور بخارا شہر سے چھبیس میل کا فاصلہ ہو حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہ کے

اُستاد حدیث اور شیخ صحبت اور مولانا عارف دیک گرانی کے باپ تھے خدمت مولانا عارف انکے مرید تھے قبل اسکے کہ کمال کی صحبت مین پہونچین مولانا امیر اشرف وامیر اختیار الدین سے جو مولانا عارف کے خلفا سے ہین منقول ہو کہ ایک دن حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ ابتداء حال مین ولایت نسف مین قشلاق خواجہ مبارک کی بخدمت مولانا بہاء الدین قشلاقی علیہ الرحمہ پہونچے حضرت مولانا سنے فرمایا تجھ ایسے مرغ کا یار عارف دیک گرانی ہو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ عنقریب اُنکی صحبت میسر ہوتی ہو اور شوق اُنکی ملاقات کا غالب ہوا اور اُسوقت مولانا عارف اپنے گانون مین تھے اور اتفاقاً اُس موقع پر ایک گروہ اصحاب کے ساتھ روئی بوتے تھے مولانا بہاء الدین نے حضرت خواجہ سے کہا اگر تمھین عارف کی چاہت ہو اُسے پکارو وہ ضرور آینگے اور باہر آئے اور پیادہ جاتے تھے اور تین بار عارف آوازدی مولانا عارف نے اُس دوپہری مین روئی بونی چھوڑدی اور یارون سے کہا تم ٹھیرجاؤ کہ مجھے مولانا بہاء الدین بلاتے ہین بہت جلد روانہ ہوئے اور اُس دوپہری مین بیشتر اس سے کہ چولھے پرسے ہانڈی اتارین بعد انکہ آش تیار ہوچکے تھے اُس صحبت مین قشلاق پہونچ گئے اور دیک گران اور قشلاق مین ساٹھ میل کا فاصلہ ہو اور پہلی ملاقات مولانا خواجہ اور مولانا عارف کی اُسی صحبت مین ہوئی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا بہاء الدین قشلاقی علیہ الرحمہ بزرگ تھے اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ شروع ارادت مین آنکے نامحصبت ہوئے مولانا نے فرمایا کہ ہمارا ایک درویش ہو کہ اوس جنگل کی لکڑیاں لاتا ہو اُس سے ملو حضرت خواجہ باہر آئے اور اُس درویش کو دیکھا کہ سوکھے کانٹون کا گٹھا اپنی ننگی پیٹھ پر لادے ہوئے صحرا سے مولانا کے مطبخ مین لایا اور قاعدہ اُسکا یہ تھا کہ ننگی پیٹھ پر کانٹون کا لشتارہ لاتا تھا اور یہ جو مولانا نے حضرت خواجہ کو اُسکی ملاقات کے لیے کہا اُس سے غرض تنبیہ اور آگاہی آپ کے کمال اخلاص پر تھی جو وہ مولانا کی خدمت مین رکھتا تھا اس حکایت کے بعد حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ لوگ ایسی خدمتین اخلاص کے ساتھ کیا کرتے تھے اور فیستی اور نیاز پیش کرتے تھے تو ضرور دولتہاے عظیم کو پہونچتے تھے کہ اُس سے زیادہ کوئی دولت متصور نہین ہو اگر تم ایسی خدمتین نہین بجالاسکتے تو بارے جان رکھو کہ ایسے لوگ بھی ہوئے ہین۔

خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

آپکی ولادت محرم ۷۱۸ھ سات سو اٹھارہ سنہ مین ہوئی ہو اور عمیان خواجہ علی رامیتنی علیہ الرحمہ مین اُس قول کے موافق کہ وفات حضرت عزیزان کی ۷۲۱ھ سات سو اکیس مین ہوئی ہو آپکا مولد اور مدفن قصر عارفان ہو جو شہر بخارا سے تین میل پر ہو عہد طفولیت سے آثار ولایت و انوار کرامت آپ کے ناصیہ مبارک سے روشن تھے حضرت خواجہ کی والدہ سے منقول ہو کہ فرمایا ہو میرا بیٹا چار سال کا تھا تب کہا کہ یہ لاسنے سنگی کا ہے ہمارے بچھڑے کی پیشانی دیگی چند مہینے بعد دیسا ہی بچھڑا دیا اور حضرت خواجہ کو لڑکائی مین فرزندی کی نظر قبول حضرت خواجہ محمد بابا سماسی سے تھی اور بظاہر آداب طریقت کی تعلیم امیر کلال سے چنانچہ خواجہ محمد بابا کے ذکر مین اُسکا اشارہ ہوا ہو مگر درحقیقت آپ اویسی تھے اور حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی روحانیت سے تربیت پائی ہو جیسا کہ اُس واقعہ سے جو

جو ابتدا مین دیکھا ہی معلوم ہوتا ہی اور مقامات مین اُنکی تفصیل مذکور ہی۔ واضح ہو کہ سلسلۂ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ان
خواجہ محمود انجیر فغنوی سے امیر کلال کے وقت تک رحمہما اللہ ذکر خفیہ کو ذکر علانیہ کے ساتھ ایک جماعت نے کہا ہی اور انکو
سلسلۂ شریفہ مین علانیہ خوانان کہتے ہین جب کہ زمانہ حضرت بہاء الدین قدس سرہ کے ظہور کا پہونچا اس وجہ سے کہ حضرت
خواجہ عبد الخالق قدس سرہ سے عزیمت کے ساتھ اسی پر عمل ہوئے ہین ذکر خفیہ اختیار کیا اور ذکر علانیہ سے پرہیز کیا
اور جب کہ اصحاب امیر کلال نے مجلس مین ذکر جہر کا آغاز کیا حضرت خواجہ اُٹھ گئے اور اُس حلقہ سے باہر چلے گئے اور اصحاب
کی خاطر پہ بات بہت گران معلوم ہوئی لیکن حضرت خواجہ نے اسکی پروا کبھی نہین کی اور اس جماعت کے رفع ثقل کے
در پے نہین ہوئے الا امیر کلال کی خدمت اور ملازمت مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتے۔ اور ہمیشہ سر تسلیم آستانۂ ارادت
و متابعت پر رکھے رہے اور امیر یوماً فیوماً حضرت خواجہ کی طرف مزید التفات کرتے تھے یہان تک کہ ایک دن ایک جماعت
اصحاب امیر نے خلوت مین بوجہ غیرت جو انکو تھی حضرت خواجہ کے باب مین کچھ عرض کی اور بعضے صفات اور احوال اُنکے
نقصان اور قصور کی صورت مین ظاہر کیے اور امیر نے اُس خلوت مین کچھ نفرمایا یہان تک کہ ایک دفعہ سب چھوٹے اور
بڑے اصحاب قریب پانسو کے سوفاری مین عمارت مسجد اور جماعت خانہ اور دیگر مکانات کے لیے جمع ہوئے تھے اور
ہر شخص ایک کام مین مشغول تھا جب مسجد کا کام تمام ہوا اور سب اصحاب امیر کے سامنے حاضر ہوئے اُس مجمع مین امیر
نے غمازون کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاء الدین کے حق مین گمان بد کرتے ہو اور غلطی پر ہو کہ اُسکے
بعض احوال کو قصور پر محمول کرتے ہو تمنے اُسے نہین پہچانا ہمیشہ نظر خاص حق سبحانہ کی اُسکے شامل حال ہی اور بندہ گان
حق سبحانہ کے تابع نظر حق سبحانہ کی ہی اسکی طرف مزید التفات کرنے مین مجھے اختیار نہین ہی پس حضرت خواجہ کو جو خشت زنی
مین مشغول تھے بلایا اور اُس مجلس مین اُنکی طرف متوجہ ہو کر کہا فرزند بہاء الدین خواجہ محمد بابا کے حکم کو تمھارے حق
مین بجا لایا کہ انھون نے کہا تھا کہ جسقدر تربیت تیرے حق مین ہم بجا لائے تو فرزند بہاء الدین کے حق مین بجا لانا اور کوتاہی نکرنا ایسا ہی
مین نے کیا اور اپنے سینہ کی طرف اشارت کیا اور کہا تمھارے لیے پستان خشک کین اور تمھاری روحانیت کا پرند
بشریت کے انڈے سے باہر نکل آیا مگر مرغ ہمت تمھارا بلند پرواز واقع ہوا ہی اب اجازت ہی جہان بو تمھارے دماغ مین
پہونچے ترک اور تاجیک سے طلب کرو اور طلبگاری مین اپنی ہمت کے موافق تقصیر نکرو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہی کہ حضرت
امیر کی زبان سے یہ کلمہ نکلا وہی ہمارے مبتلا ہونے کا سبب ہوا اسواسطے کہ اگر اُسی متابعت کی صورت مین ہوتے بلا سے
دور اور سلامت سے قریب ہوتے بعد اُس کلام کے حضرت خواجہ سات برس مولانا عارف کے ساتھ رہے شیخ قثم شیخ
اور خلیل آتا کی خدمت مین پہونچے اور بارہ سال خلیل آتا کے ساتھ رہے اور دو بار سفر حجاز کیا اور دوسری دفعہ حضرت
خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کو ہمراہ لیگئے اور جب خراسان آئے حضرت خواجہ محمد پارسا کو سب یارون سمیت بادیہ کی
راہ سے نیشاپور کیطرف بھیجا اور آپ ہرات آئے خاص اسلیے کہ حضرت مولانا زین الدین ابو بکر تایبادی سے ملاقات

کریں اور تین روز انسے صحبت رکھی اور پھر حجاز کو گئے اور نیشاپور میں اپنے اصحاب سے ملے اور بعد از مراجعت چند روز مرو میں ٹھہرے پھر بخارا آگئے اور آخر زندگی تک وہیں رہے اور آپ کے احوال مفصل مقامات میں لکھے ہیں اور حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ نے اپنے مرض آخر میں اصحاب کو حضرت خواجہ کی متابعت کا اشارہ فرمایا ہے اُس موقع پر اصحاب نے حضرت امیر سے سوال کیا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نے ذکر جہر میں آپ کی پیروی نہیں کی ایسنے فرمایا کہ جو عمل انپر گذرا ہے ہیں بنا بر حکمت الٰہی ہے اُنکا اختیار اُسمیں نہیں ہے بس یہ مصرعہ پڑھا مصرع اے سہ تو من کیم چنانکہ تو داری + خلفاء خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا قول ہے اگر تجھے بغیر تیری خواہش کے باہر لائے ہیں تو مت ڈر اور اگر تو آپ نکلا ہے تو ڈر

حضرت خواجہ کی وفات کی کیفیت اور تاریخ انکے انتقال کی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

مولانا محمد مسکین علیہ الرحمہ نے جو بزرگان وقت سے تھے فرمایا ہے کہ شیخ نور الدین خلوتی بخارا میں فوت ہوئے تھے اور حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ تعزیت کی مجلس میں موجود تھے اور اصحاب تعزیت نے آوازیں بلند کی تھیں اور نالے و نوحہ اور فریاد نالسندیدہ کرتے تھے حاضرین کو اُس سے کراہیت ہوئی اور روکا اور ہر ایک شخص ایک بات کہتا تھا اُسوقت حضرت نے فرمایا جب میرا وقت آخر آئے میں فقرا کو مرنا سکھاؤنگا مولانا محمد مسکین نے فرمایا کہ وہ بات ہمیشہ میرے ذہن میں رہی تا وقتیکہ حضرت خواجہ بیمار ہوئے اور اُس بیماری اخیر میں کاروان سرا گئے اور مرض کی مدت بھر کاروان سرا کے حجرہ میں رہے اور خاص اصحاب آپ کی خدمت کرتے تھے اور آپ ہر ایک کی نسبت شفقت اور التفات خاص فرماتے تھے اور پچھلے دم میں دونوں دست مبارک دعا کے لیے اُٹھائے اور بہت دیر تک اسیطرح رہے پھر دونوں ہاتھ اپنے روئے مبارک پر پھیرے اور دنیا سے رخصت ہوگئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین غجدوانی فرماتے تھے کہ میں حضرت خواجہ کے آخری مرض میں حاضر تھا اور آپ حالت نزع میں تھے انکے سامنے میں آیا جب مجھے دیکھا فرمایا کہ علاء دسترخوان لا اور کھانا کھا اور آپ ہمیشہ علا کہا کرتے اور آپ کے فرمانے کے مطابق تعمیل کی اور دو تین لقمہ کھائے اور اُسوقت کھانا کھا انسکا دسترخوان کو لپیٹا پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ میں نے دسترخوان اُٹھا دیا ہے فرمایا کہ علا دسترخوان لا اور کھا کھا چند لقمہ اور میں نے کھائے اور دسترخوان اُٹھایا پھر دیکھا کہ میں نے دسترخوان اُٹھا ڈالا ہے فرمایا کہ دسترخوان لا اور کھا کھا کہ کھانا خوب کھانا چاہیے اور کام اچھی طرح کرنا چاہیے چار بار تک اسیطرح فرمایا اُسوقت ایک جماعت اصحاب کے دل میں تھا کہ دیکھیے حضرت خواجہ کسکو ارشاد کی اجازت دیتے ہیں اور فقرا کی تربیت کسکو سپرد کرتے ہیں حضرت خواجہ کو معلوم ہوگیا فرمایا کہ اُسوقت میں کیوں مجھے تشویش دیتے ہو یہ امر میرے اختیار میں نہیں ہے جسوقت کہ حق تعالیٰ اُس حالت سے تمکو مشرف کرے وہ حالت حاکم ہے تمسے کہدیگی خواجہ علاء الدین کہ حضرت خواجہ کے خدام سے تھے انھوں نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے آخری مرض میں مجھے قبر کھودنے کا حکم دیا جہان آپکا روضہ ہے اُسکے پورا کرنے کے بعد میں آپکے پاس آیا اور میرے دل میں خطرہ گذرا کہ آپ کے بعد امر ارشاد کا اشارہ کسکو ہوگا یکایک سر اُٹھایا اور فرمایا

کہ سخن دہی ہی جو راہ حجاز مین کہا ہی جس کسیکو ہماری آرزو ہو خواجہ محمد پارسا مین نظر کرے اس کلام کے بعد دوسرے دن رحمت حق سے جا
ملی جو اہین گئے حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانی عطار قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ مین حضرت خواجہ کے انتقال کے وقت سورہ یس
پڑھتا تھا جب آدھے سورہ پر پہونچا انوار ظاہر ہونے شروع ہوئے ہم لوگ کلمہ مین مشغول ہوئے زان بعد حضرت خواجہ کی
سانس منقطع ہوئی سن شریف حضرت کا تہتر برس کا تھا چوہتروین سال وفات کی انتقال آپکا دوشنبہ کی رات تیسری
تاریخ ربیع الاول ۷۹۱ھ سات سوا کانوے مین ہوا ہی لوگون نے حضرت خواجہ کی تاریخ وفات یہ کہی ہی قطعہ
رفت شاہ نقشبند خواجۂ دنیا و دین + آنکہ بودی شاہراہ دین و دولت نقش + مسکن ماوای او چون بود قصر عارفان + قصر عرفان بین تو بہ حساب نقش حق
بادشاہ نقشبند ان شاہ دنیا و دین + چل بسے دنیا سے جنکی راہ تھی حق بین + مسکن و ماوا تھا انکا چونکہ قصر عارفان + قصر عرفان سے لیے تاریخ رحلت لیقین
واقع ہو کہ آپکے افضل اور اکمل خلفا و اصحاب سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار اور خواجہ محمد پارسا قدس سرہما تھے مگر انکے
اصحاب و خدام حد سے زیادہ تھے اور اس کتاب مین انہیں کا ذکر ہوگا جنسے حضرت نے آپکی باتین نقل کی ہین یا جنھون نے آپکو
دیکھا ہی اور ہر چند خواجہ علاء الدین عطار سب اصحاب پر مقدم ہین اور خلیفہ برحق اور قائم مقام مطلق اور تقدیم کے لیے اولے
ہین مگر ذکر انکا خواجہ محمد کے سب یارون کے بعد آئیگا اسواسطے کہ ذکر خواجہ عطار اور انکے خلفا اور اصحاب کا طویل الذیل ہی قدس اللہ ارواحہم

خواجہ محمد پارسا قدس اللہ تعالی سرہ

آپ خلیفہ دوم حضرت خواجہ کے ہین اور بڑے عالم اور پرہیزگار اور یادگار خاندان خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے ہین
اوائل زمانہ مین کہ حضرت خواجہ محمد پارسا نے ملازمت حضرت خواجہ کی کی ایکدن اثناء ریاضت و مجاہدات مین حضرت
خواجہ کی ڈیوڑھی پر آئے تھے اور باہر منتظر کھڑے رہے اتفاقاً ایک لونڈی حضرت خواجہ کی باہر سے گھر مین آئی حضرت خواجہ
نے اُس سے پوچھا کہ باہر کون ہی اُسنے کہا ایک جوان پارسا ہی جو دروازہ پر منتظر کھڑا ہی حضرت خواجہ باہر آئے اور خواجہ محمد
کو دیکھا کہا تم پارسا ہو اُسدن سے کہ یہ لفظ آپکی زبان مبارک پر گذرا مشہور ہوگیا اور خواجہ محمد اس لقب سے مشہور
ہوگئے خواجہ محمد قدس سرہ دوسری بار جو خواجہ بہاء الدین قدس سرہ حج کو گئے ہین ہمراہ تھے فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے
ایام حج مین ایک مخلص کو مراقبہ کا حکم دیا اور خیال مین اپنی صورت کے نگاہ رکھنے کا بھی امر کیا اور فرمایا کہ طریقہ اُسکا جذبہ
ہی اور صفت اُسکی جمال اور جلال کے درمیان ہی اور ذکر کی تلقین بھی فرمائی اور کیفیتون کو اُسکے علم پر حوالہ کیا اور اُس مخلص کو
ہمیشہ حکم دیا کرتے کہ صفت لطف کے ساتھی تمسک اور اعتصام کرو اور فضل کی دید اور جزاء عمل سے قطع نظر کرو اور یہ کہ قول اور فعل
سے جو گذرے اُسکو دریاے نیستی مین پھینک دیا اور سررشتہ دید مقصود کو خوب نگاہ رکھنا چاہیے اور نیز حضرت خواجہ نے اُس
مخلص کے حق مین فرمایا ہی کہ وہ مراد ہی اور کبھی مراد کے ساتھ بصفت مریدی اُسکی تربیت کے لیے معاملہ کرتے اور اوائل مین کہ
اُس مخلص کو امر صحبت کا کیا ایک دن راستہ مین وہ مخلص آپکے سامنے جاتا تھا آپ نے اُسمین نظر کی اور اصحاب کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا کہ اسکے حاضرین مجلس سے ہر ایک شخص حسب حال خود اُس سے سخن سماعت کریگا اور بعض محل مین اُس مخلص کو

بخشش کی نظر سے نفس عطا کیا تاکہ جس کسی سے کہے تاثیر کرے اور جو کچھ کہے وہ ہو اور دوسرے محل پر فرمایا کہ جو کچھ کہتا ہوں وہی حق سبحانہ
کرتا ہی مین کہتا ہون کہ وہ نہین کہتا اور ایک محل پر اُس مخلص کو صفت برخ کی بنظر عنایت کرامت فرمائی اور سلطان برخ ایک سیاہ غلام
زر خرید موسے علیہ السلام کے زمانہ مین ہوا ہی کہ حق سبحانہ کی درگاہ مین درجہ محبوبی رکھتا تھا مشہور ہی کہ برخ بنی اسرائیل مین ایسا
تھا کہ جیسے اویس قرنی اس امت مین تھے اور حضرت نے فرمایا ہی کہ ایک گروہ جو بزرگان سلف سے ایسے تھے کہ بیواسطہ
امور حقیقیہ کو ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے سے معلوم کر لیتے انکو برخیان کے نام سے کہتے اور جو کہ وہ اس صفت پر بعد از ظہور محمدی
صلے اللہ علیہ وسلم تھے انکو اویسیان کے نام سے پکارتے ہین اور نیز حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ راہ حجاز مین
حضرت خواجہ بزرگ نے بہتیں فرمائین اور اُس اثنا مین اُس مخلص کو اصحاب کے سامنے مخاطب کیا جو حق اور امانت کہ علماء
خاندان خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے مجھے پہونچا ہی اور جو کچھ اس راہ مین کسب و حصول کیا اُس امانت کو تجھے
سپرد کیا جسطرح کہ برادر دینی مولانا عارف علیہ الرحمہ نے سپرد کیا اسکو قبول کرنا چاہیے اور اس امانت کو خلق حق سبحانہ
پہونچانا لازم ہی اُس مخلص نے نیازمندی کی اور قبول کیا جب سفر حجاز سے مراجعت کی علی الاعلان اصحاب کے
روبرو اُس مخلص پر نظر موہبت کی اور مکرر کہا کہ جو ہم رکھتے تھے اسکو تم بالکل لیگئے اور اُس دن سے اُس مخلص پر ہر روز نظر عنایت
زیادہ فرماتے تھے اور دوسرے فرمایا ہی کہ جو کچھ مولانا عارف نے اُسکے حق مین کہا وہی ہم بھی کہتے ہین اور اُسی پر قائم ہین لیکن
ظہور اُسکا ہمارے اختیار مین نہین ہی الا آخر حیات مین فرماتے نسبت معنی اور باطنی جسکی طرف پہلے اشارہ کیا ہی قطعی ظہور
کریگی مگر ایک بڑا بھاری پتھر سر راہ ہی وہ اُٹھے — حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ نے یہ بھی فرمایا ہی کہ حضرت خواجہ بزرگ نے
آخر زندگی مین غائبانہ اُس مخلص کے حق مین فرمایا ہی کہ ہم اُس سے ہرگز رنجیدہ نہین ہوئے ہر ایک سے سبب رنجش پیدا
ہوا ہی کہ مصلحتاً چندروز اپنے باطن کو اُس سے ہٹا لیا اب ہمارا باطن اُسکے ساتھ بالکل صاف ہی اور مین اُسی قول پر
ہون کہ جو اُسکے حق مین براہ حجاز اصحاب کے سامنے کہا ہی اور اسوقت بھی اگر موجود ہوتا یا وہ پیشتر سے اُسکے حق مین کہتا اور بہت
نظر شفقت کا اظہار فرمایا اور بہت یاد کیا شکر ہی اللہ تعالیٰ کا اس بیت بہین امید ہاے شاخ در شاخ کرمہاے تو مارا کرد گستاخ
فرمایا ہی کہ حضرت خواجہ بزرگ نے آخر آخر غائبانہ سب کے سامنے اُس مخلص کے حق مین فرمایا ہی کہ ہمارے وجود سے مقصود
اُسکا ظہور ہی اُسے دونون طریق جذبہ اور سلوک مین تربیت کیا ہی اگر وہ مشغول اور متوجہ ہو ایک عالم اُس سے
روشن ہو حضرت فرماتے تھے کہ یہ نقل سطور سے بھی مجھے سنی ہی کہ حضرت خواجہ بزرگ نے خواجہ محمد پارسا کے حق مین قدس سرہما
فرمایا ہی کہ مقصود ہمارے وجود سے ظہور محمد ہی فرماتے تھے کہ یہ عبارت الہام پر مشتمل ہی حضرت محمد پارسا قدس سرہ نے
حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے مرض اخیر مین بہت حاضری کی ہی صبح شام خدمت مین پہونچے ایک دن نہایت مہربانی کی
اور فرمایا کہ تمھین اسقدر ملازمت کی حاجت نہین ہی ایک دن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی اولاد سے بعضے
محلہ خواجہ کفشیر مین سمرقند کے حضرت کی خدمت مین آئے تھے آپنے اُنپر بہت التفات کیا اور انکی تعظیم و توقیر مین افزائش کی

اثناے صحبت مین کہا کہ ایک عزیز نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کو خواب مین دیکھا جب کہ انتقال ہو چکا تھا آپ سے
پوچھا کہ کیا عمل کرون تا کہ نجات ملے فرمایا اُس عمل مین مشغول ہو جیسے کہ دم آخری مین مشغول ہوا چاہیے یعنے جسطرح کہ نفس اخیر
مین ہمہ تن حق سبحانہ کی طرف حاضر اور آگاہ ہوا چاہیے ہمیشہ اسیطرح رہو ازان بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ
جد بزرگوار تمھارے اس طرح کے ہوتے تھے کہ ایک دن حضرت بہاؤ الدین قدس سرہ اٹھ کر باغ کے لب حوض آئے اور دیکھا
کہ آپ پانی مین پانون رکھے ہوئے مراقبہ مین مشغول ہین اور آپ سے غائب حضرت خواجہ نے اسیوقت تہ بند باندھا اور
پانی مین اتر کر اپنے روے مبارک کو انکی پشت پا پر رکھا اور کہا الٰہی بحرمت اس پانون کے بہاؤ الدین پر رحمت کر حضرت
نے اس بات کے پیچھے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اُس عمل کے سوا جو نفس اخیر
مین کرنا چاہیے کیا عمل کیا کرتے تھے کہ اس درجہ کو پہونچے ہین ۔

سن خوارق عادات قدس سرہ اگرچہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کا مرتبہ اس سے بڑھکر ہی کہ خرق
عادت کے ساتھ انکی تعریف کرین یا انکی کرامات ظاہر کرین لیکن ہرگاہ دو تین نقل اس سلسلہ شریف کی ثقہ لوگون سے
سُنے مین آئی تھین ایسلیے لکھنے مین گستاخی کی ۔ بندہ مخدوم فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنے
آثار تصرفات کو ہمیشہ دوسرون کی نظر سے پوشیدہ کرتے رہتے اور اسکے اخفا مین کمال ساعی رہتے لیکن بسبب
ضرورت کبھی ایک قدر اظہار کیا ہے اسوجہ کہ اسکے اخفا سے ایک طرح کی اہانت آپ کے مشائخ سلسلہ سند کی
ہوتی تھی اور سبیل جمال اس واقعہ کی صورت یہ ہی کہ قدوۃ المحدثین شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ
مرزا الغ بیگ کے زمانہ مین سمرقند آئے تھے اور ماوراء النہر کے محدثون کی تصحیح اور تحقیق سند کے اندر مشغول تھے بعض اہل
حسد اور غرض نے آپ سے عرض کی کہ حضرت خواجہ محمد پارسا بخارا مین بہت سی حدیثین نقل کرتے ہین اور انکی سند کی صحت
معلوم نہین ہی اگر آپ تحقیق فرمائین تو بعید نہین شیخ اسکی تحقیق کے درپے ہوئے اور میرزا الغ بیگ کو اسپر لائے کہ ایک قاصد
بخارا مین بھیجا اور حضرت خواجہ سے آنے کی درخواست کی تب شیخ نے خواجہ عصام الدین جو شیخ الاسلام سمرقند تھے اور
تمام مدرسہ دانشمندون کا ایک مجمع اکٹھا کیا اور ایک مجلس عالی ترتیب دی اور حضرت خواجہ وہان آئے شیخ نے
اُس مجلس مین آپ سے التماس کی تو ایک حدیث اپنے اسناد سے روایت کی شیخ نے فرمایا کہ اس حدیث کی صحت مین
کچھ کلام نہین ہی مگر یہ اسناد میرے نزدیک ثابت نہین اُس کلام سے حاسد لوگ خوش ہوئے اور باہم اشارہ آنکھ سے
کرنے لگے حضرت خواجہ نے وہی حدیث دوسرے اسناد کے طریق سے بیان کی شیخ نے اُن اسنادون مین بھی وہی بات کہی حضرت
خواجہ سمجھ گئے کہ جو اسناد وہ بیان کرینگے مسموع نہوگی تھوڑی دیر مراقب ہوئے اور سکوت کیا بعد ازان شیخ کیطرف
رخ کرکے کہا کہ آپ فلان سند کو اہل حدیث کے کتب سے مسلم رکھتے ہین اور اسکے اسناد کو معتبر شمار کرتے ہین شیخ نے
فرمایا کہ ہان اسکے تمام اسناد معتبر اور معتمد ہین اور اسمین کسیکو محققان فن حدیث سے شبہہ اور وسواس نہین ہی اگر تمھاری

حدیث کے اسناد اُس مسند سے ہوں ہمیں کلام اسمین نہین ہی پس حضرت خواجہ نے خواجہ عصام الدین کی طرف رخ کرکے فرمایا کہ آپکے
کتب خانہ مین فلان طاق کے اندر فلان اور فلان کتاب کے نیچے یہ مسند جسکا مین نے نام لیا اُسکی یہ تقطیع اور اُسکی جلد
ایسی بلکہ ہی اور اُس مسند مین اسقدر اوراق کے بعد فلان صفحہ مین یہ حدیث اور یہ اسناد کہ مین نے بیان کمین تفصیل وار
مذکور اور مسطور ہین عنایت کرکے ایک شاگرد کو اپنے خدام سے بھیجیے تاکہ اُسکو جلد حاضر کرے خواجہ عصام الدین تردد مین تھے
اسمین کہ یہ مسند وہان ہی یا نہین اور مجلس اس سخن سے نہایت درجہ متعجب اور متحیر متامل اور متفکر ہوئے اسلیے کہ سب جانتے
تھے کہ حضرت خواجہ ہرگز خواجہ عصام الدین کے کتب خانہ مین نہین گئے پس خواجہ نے اپنے خاص ملازمان سے کسیکو بڑی
عجلت کے ساتھ بھیجا کہ اُن نشانون کو ملاحظہ کرکے اگر ملے تو لے آئے وہ شخص گیا اور مسند کو اُسی صفت سے کہ نشان دیا تھا پایا
اور مجلس مین لایا اور وہ حدیث اُسی صفحہ مین کہ اشارہ کیا تھا مع اُس طریق اسناد کے بے تفاوت مسطور تھی ایک
شور اہل مجلس سے بلند ہوا اور شیخ مع علما متعظم حیرت زدہ ہو گئے اور خواجہ عصام الدین کو اورون سے زیادہ تحیر اور تعجب تھا
اسواسطے کہ وہ اسکا یقین بھی نہ رکھتے تھے کہ یہ مسند اُنکے کتب خانہ مین ہی جب یہ قصہ مرزا الغ بیگ کے سامنے عرض ہوا وہ بھی
حضرت خواجہ کے بلانے سے شرمندہ اور منفعل ہوا اور یہ تصرف کہ حضرت خواجہ سے اس مجلس مین واقع ہوا اُنکی زیادہ شہرت
کا سبب ہوا اور اُس زمانہ کے اکابر اور اعیان کو آپ سے اور ہی عقیدہ پیدا ہوا ۔ مولانا عبد الرحیم میشانی رحمہ اللہ کہ
ملازم حضرت خواجہ اور برادر رضاعی اور ہم سبق خواجہ برہان الدین ابو نصر قدس سرہ کے تھے انھون نے فرمایا کہ اُن دنون
مین کہ مرزا خلیل پسر میر محمد جہانگیر کہ فرزند امیر تیمور کے ہین سمرقند مین بادشاہ تھے اور مرزا شاہرخ خراسان مین سے تھے
حضرت خواجہ کبھو کبھو مسلمانون کے کامون کے خاطر رقعہ میرزا شاہرخ کو لکھا کرتے مرزا خلیل کو برا معلوم ہوا آخر کار اہل
حسد کی چغل خوری سے برہم اور متغیر ہوا چنانچہ ایک آدمی بخارا مین آپ کے پاس بھیجا کہ آپ براہ عنایت جانب دشت
تشریف لیجائین امید ہی کہ وہانکے لوگ آپ کی برکت قدم سے مشرف باسلام ہون حضرت خواجہ نے فرمایا بہت اچھی بات
ہی اول مزارات کی زیارت کرین پھر روانہ ہون اور اُسیوقت گھوڑا طلب کیا مولانا عبد الرحیم نے کہا کہ مین آپکے گھوڑے کو
زین لگاکر سامنے لایا فی الفور آپ سوار ہوئے اور ہم ایک گروہ خدام کے ساتھ چلے پہلے قصر عارفان کو حضرت خواجہ
بزرگ قدس اللہ سرہ کے مزار پر گئے جب مزار پر سے باہر آئے آپکے بشرہ مبارک سے آثار ہیبت اور عظمت کے نمایان
تھے وہان سے سوخار گئے اور تھوڑی دیر سید امیر کلال کی قبر پر توقف کیا جب اُنکے مزار سے واپس آئے گھوڑے کو
ایک کوڑا مارکر ایک ٹیلے کے اوپر ہانکا اور جانب خراسان رخ کرکے یہ بیت پڑھی **بیت** ہمہ راز بیر و زبر کن
نہ زبر ماند و نہ زیر + تا بدانند کہ امروز درین میدان کیست **ترجمہ** سب کو زیر و زبر چھوڑ نہ زیر اور زبر +
تاکہ سب جانین کہ میدان مین بھی ہی آج کوئی + اور وہان سے پھر بخارا مین آئے اُسیدم ایک نشان میرزا شاہرخ کا
میرزا خلیل کے لیے پہونچا مضمون یہ کہ ہم ابھی پہونچتے ہین چاہیے کہ میدان جنگ قرار دے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ آہن

نشان کو مسجد جامع مین بر سر منبر پڑھین پھر سمرقند مین میرزا خلیل کے پاس بھیجا اور میرزا شاہرخ اُس نشان کے پیچھے پہونچا اور مرزا خلیل کو قتل کر ڈالا نفحات الانس مین مذکور ہی کہ حضرت خواجہ کے مریدون سے ایک شخص نے نقل کی ہی کہ جب حضرت خواجہ اخیر دفعہ سفر حجاز کا قصد کرتے تھے تو رخصت کے وقت مین نے کہا خواجہ آپ گئے فرمایا کہ ہم گئے اور ہم گئے اسکی وجہ یہ تھی کہ اُس سفر مین وفات پائی خواجہ ابو نصر قدس سرہ سفر حجاز مین اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے فرماتے تھے کہ جس وقت میرے والد نے انتقال کیا آپ کے سرھانے حاضر نہ تھا جب حاضر ہوا انکا روے مبارک کھولا تاکہ دیکھون آنکھین کھولین اور تبسم کیا قلق اور اضطراب زیادہ ہوا پائنتی آیا اور اپنے چہرہ کو تلوے پاؤن پر رکھا آپ نے پاؤن کھینچ لیے واضح ہو کہ سفر خواجہ محمد پارسا دو بار سفر مبارک مین گئے ہین پہلی دفعہ حضرت خواجہ بزرگ کے ساتھ تھے اور وہ دوسرا سفر حضرت خواجہ بزرگ کا تھا اور دوسری دفعہ ماہ محرم الحرام ۸۲۲ھ آٹھ سو بائیس تھے کہ طواف بیت اللہ الحرام اور زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت سے گئے اور بخارا سے باہر آئے اور براہ نسف سے صغانیان ترمذ اور بلخ و ہرات کیطرف بقصد زیارت مزارات متبرکہ روانہ ہوئے اور سب سادات مشائخ اور علمانے آپکے قدم شریف کو مغتنم جانا اور بڑے اعزاز و اکرام سے ملاقات کی اور جب نیشاپور پہونچے حرارت ہوا اور خوف راہ کا پاربیچ کر ہوا اور سفر الحجاز ادون مین سستی آئی مولانا جلال الدین رومی کا دیوان فال کے لیے کھولا یہ بیتین نکلین **ابیات** روید ای عاشقان حق باقبال ابد ملحق ؛ روان چون شیر بیچون سوی برج سعود مبارکباد تان این رہ بتوفیق امان اللہ ؛ بہر شہری بہرجائی بہر دشتی کہ میباشید + اور نیشاپور سے گیارھوین جمادی الآخر اس سال کو حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جس وقت مکہ معظمہ مین صحت اور عافیت کے ساتھ پہونچے اور حج کے ارکان ادا کیے آپکو ایک مرض لاحق ہوا چنانچہ طواف وداع عماری مین کیا اور وہان سے مدینہ کی راہ لی اور اشارت اور بشارت پائی چوبیسوین تاریخ بدھ کے دن مدینہ پہونچے اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے نوازشین پائین اور جمعرات کو رحمت حق سے جا ملے مولانا شمس الدین محمد فناری رومی اور اہل مدینہ و قافلہ نے جنازہ کی نماز پڑھی اور شب جمعہ کو اُس منزل مبارک مین نزول کیا اور قبہ شریف امیر المومنین عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے جوار مین دفن ہوئے اور حضرت شیخ زین الدین الخوافی قدس سرہ مصر سے سنگ سفید ترشوا کر لائے اور لوح قبر بنائی اور اُسکے سبب تمام قبور سے ممتاز ہی مشہور ہی کہ سن شریف تہتر سال کم و بیش تھا اور بعضے افاضل نے آپ کی تاریخ وفات مین کہا ہی قطعہ

محمد حافظ امام فاخرہ ‖ من کان یسمع قول الحق من فیہ
اذا سألت لتاریخ فوتہ منا ‖ فقال فصل الخطاب اشارۃ فیہ

۸۲۲ھ

خواجہ ابو نصر پارسا رحمۃ اللہ تعالی علیہ

یہ صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد پارسا کے ہین اور لقب شریف آپ کا حافظ الدین برہان الدین ہی حضرت مخدوم نفحات الانس مین لائے ہین کہ حضرت خواجہ ابو نصر نے پایہ علوم شریعت اور رسوم طریقت کو اپنے والد بزرگوار تک پہونچایا تھا اور نفی وجود اور ترجیح موجود مین آپ سے بڑھ گئے تھے اور اپنے حال کے اخفا مین ایسے تھے کہ ہرگز اُنسے ظاہر نہین ہوتا تھا

کہ ایک دن بھی اس راہ مین قدم رکھا ہو اور اس گروہ کے علوم بلکہ تمام علوم سے کچھ بھی جانتے ہون اگر کوئی اُنسے سوال کرتا فرمانے کہ کتاب مین دیکھونگا جب کتاب کھولتے اُسی جگہ نکل آتا جہان وہ مسئلہ ہوتا ایک ورق ادھر یا ادھر بس اس سے زیادہ نہین - ایک معمر پیر عزیز پیر خلیفہ مشہور جو خدام آستانہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ سے تھے اور حضرت کے ساتھ بہت سے ہے اور برسون خواجہ ابو نصر کی خدمت مین بسر کی اور اُس خانوادہ بزرگ سے نسبت رکھتے تھے ہرات مین آئے ایک دن فرماتے تھے کہ مخدوم زادہ خواجہ ابو نصر حافظ الدین سے مین نے سنا ہی کہ فرمایا مین نے اپنے والد بزرگوار سے یہ بیت سنی ہی **بیت** نکوئی ورز و خرسندی نکو بین باش و نکو ظن * کہ درین چار چیز آمد کلید شادمانیہا ترجمہ بھلائی اور خوشی کو سلے بھلا دیکھ اور بھلا ظن کر + کہ ان چارون مین ہی کنجی خوشی اور شادمانی کی + ایک دن ہرات کی جامع مسجد مین طلبہ کی جماعت کے ساتھ پیر خلیفہ کے گردا گرد ہم بیٹھے تھے اور وہ سیرت خواجگان علی الخصوص حضرت خواجہ پارسا اور خواجہ ابو نصر قدس سرہما سے کچھ تذکرہ کر رہے تھے اسی اثنا مین کوٹھے پر حجرہ کے اذان ظہر کی کہی بعضے سامعین بے ادبانہ قطع سخن کرکے تازہ وضو کرنیکے لیے اٹھ کھڑے ہوئے وہ بولے کہ حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ سے بیا سنا ہوا ہی **بیت** نماز را بحقیقت قضا بود لیکن + زمان صحبت ما را قضا نخواہد بود + ترجمہ نماز کی بحقیقت قضا ہو لیکن بس :- قضا نہوگی ہمارے زمان صحبت کی + حضرت خواجہ ابو نصر کی وفات ۸۶۵ھ سنہ ہجری مین ہوئی اور اُنکی تاریخ وفات یہ قطعہ

خواجہ اعظم ابو نصر آنکہ شد | تکیہ گاہش مسند دار البقا
سر او چون با خدا پیوستہ بود | زین سبب تاریخ شد سر خدا

خواجہ محمد فغاتری رحمۃ اللہ تعالے علیہ

آپ جملہ مقبولان و منظوران حضرت خواجہ بزرگ سے تھے اُنکا مولد فغاتری ہی جو ایک بڑا قصبہ سمرقند اور بخارا کے درمیان اور بخارا کے مضافات سے ہی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا محمد ایک جوان بہت باجمال تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے اُسکو صید کیا تھا اور نظر عنایت و شفقت سے قبول فرمایا اور آپنے حضرت خواجہ بزرگ کے حکم سے بعد آپ کے وصال کے ملازمت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی بہت کی فرماتے تھے کہ مین نے اُنکی ملازمت کی ہی حضرت خواجہ بزرگ کی برکت نظر اور حضرت خواجہ محمد پارسا کے اثر صحبت سے نسبت جمعیت حاصل کی تھی وہ کہتے تھے کہ بہت بار ایسا ہوتا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا عشا کی نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلتے اور مسجد کے دروازہ پر سینہ مبارک کو عصا لگاتے اور کھڑے ہوتے اور اصحاب سے دو تین بات کرنے بعد ازان سکوت فرماتے اور سکوت مین آپے سے غائب ہوجاتے اور وہ غیبت دیر تک رہتی اور آپ اُسی طرح عصا پر سہارا کیے رہتے اُسوقت تک کہ موذن صبح کی اذان دیتا پھر مسجد مین آتے حضرت فرماتے تھے کہ اس قسم کی مشغولیان خواجگان سلسلہ قدس اللہ ارواحہم سے عجیب غریب نہین ہین یہ حالت دوام مشغول سے آسان ہوجاتی ہی اور کلفت عمل کی اُسکے باعث دور ہوجاتی ہی واللہ اعلم

خواجہ مسافر خوارزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ تعالیٰ کے ملازمان مخلص سے تھے آپ کے انتقال کے بعد انھین کے اشارہ سے ملازمت حضرت خواجہ محمد پارسا مین رہے حضرت نے انکو دیکھا ہو اور انکی صحبت مین رہے فرماتے تھے کہ پہلے مرتبہ جو مین ہرات کی طرف گیا اور مین خواجہ مسافر کے ساتھی ہوا اور وہ دراصل خوارزم کے تھے اور سن رسیدہ ہوگئے تھے نوے برس کی عمر کے شاید ہون بہت سے بزرگ درویشون کی صحبت پائے تھے اور اس کام کا مشرب انکا کھا دہ کہتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی صحبت مجھے ہوئی اور انکی خدمت مین مین نے کی لیکن سماع کیطرف مجھے بہت میل تھا ایک روز آپ کے اصحاب کے ساتھ مین نے اتفاق کیا کہ قوال اور دف والی اور نے نواز جمع کرین اور حضرت خواجہ کی مجلس مین مشغول ہون دیکھین کیا فرماتے ہین ایسا ہی کیا گانے بجانے والے ہم لائے اور حضرت خواجہ اس مجلس مین بیٹھے اور کچھ نہ منع کیا اور آخر مین فرمایا کہ ہم یہ کام نہین کرتے اور نہ ہم انکار کرتے ہین اور حضرت خواجہ مسافر سے نقل فرماتے تھے کہ وہ کہتے تھے ایک دن حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ عمارت بنواتے تھے اور تمام اصحاب آپ کے چھوٹے سے لیکر بڑے تک جو موجود تھے بڑے اہتمام سے مٹی گارے کے کام مین مصروف تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اسدن گلزار مین تھے جب آفتاب سر پر آیا اور ہوا بہت گرم ہوئی حضرت خواجہ نے اصحاب کو اجازت دی کہ آرام کرین ہر ایک نے ہاتھ پانون دھوئے اور سب سایہ مین گئے اور سونے لگے اور حضرت خواجہ محمد پارسا بھی گلزار کے کنارہ گارے مین پانون بھرے دھوپ کے اندر سو گئے اس عرصہ مین حضرت خواجہ آئے اور سب یارون پر گذر کیا جب خواجہ محمد پارسا کے پاس آئے اور انکو اس کیفیت سے سوتے دیکھا روے مبارک انکے پانون پر ملکر فرمایا کہ خداوندا بحرمت اس قدم کے بہاء الدین پر رحمت کر

مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے ہین اور عالم ظاہر اور باطن کے اصل مین موضع چرخ کی ولایت غزنین سے ہین اور قبر مبارک آپ کی ہلغتو مین جو حصار کے دیہات سے ہے آپ نے فرمایا ہے کہ قبل اسکے حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی ارادت حاصل کرون حضرت سے صحبت اور اخلاص تمام مجھے تھا اور جب کہ بخارا کے اکابر علما سے فتوی کی اجازت پائی ارادہ کیا کہ اصلی وطن کو واپس جاؤن ایک دن مجھے اتفاق ملاقات کا آپ سے ہوا بہت سی تواضع اور تضرع کی کہ میرا خیال رکھین فرمایا کہ اسوقت جو وطن کا قصد کیا ہمارے پاس آئے ہو مین نے کہا خدمت کا دوستدار ہون فرمایا کیا سبب مین نے کہا یہ کہ بزرگ ہوا اور سب خلائق کے مقبول ہو فرمایا کہ دلیل اس سے بہتر چاہیے شاید کہ یہ قبول شیطانی ہو مین نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ جب کبھی حق سبحانہ ایک بندہ کو اپنی دوستی مین قبول کرتا ہے اسکی دوستی اپنے بندون کے قلوب مین ڈالتا ہے آپ مسکرائے اور فرمایا کہ مین عزیزان ہون اس بات سے آپ کی میرا حال دوسرا ہوگیا اس جہت سے کہ ایک مہینے پیشتر مین نے خواب دیکھا تھا کہ مجھے کہتے ہین مرید عزیزان ہو مین وہ

خواب بھول گیا تھا جب آپنے یہ سخن فرمایا تو مجھے وہ خواب یاد آیا حضرت خواجہ سے عرض کی کہ خاطر شریف میری طرف سے کھینچے فرمایا
ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان سے خاطر طلب کی تھی فرمایا خاطر مین غیر نہین ہے تا کوئی چیز ہمارے
پاس چھوڑ جاؤ کہ جب اُسے دیکھوں تم یاد آؤ پھر فرمایا کہ تمھارے پاس کوئی چیز نہین ہے کہ ہمارے پاس چھوڑو ایک کلاہ مبارک
اپنی مجھے دی کہ اسے رکھ چھوڑو جب اس کلاہ کو دیکھو گے مجھے یاد کرو گے اور جب یاد کرو گے مجھے پاؤ گے اور فرمایا کہ اس سفر مین
ضرور مولانا تاج الدین دشتی کولکی سے ملاقات کرنا کہ وہ اولیاء اللہ سے ہین میرے دل مین آیا کہ ارادہ میرا بلخ کا ہے اور اس
راہ سے وطن جانا ہوا ان بلخ کہان اور دشت کولک کہان اسکے بعد مین بلخ کو گیا اتفاقا ایک ضرورت پیش آئی اور
ایسی صورت ہوئی کہ بلخ سے دشت کولک کو جانا پڑا اور حضرت خواجہ کا اشارہ مجھے یاد آیا تعجب ہوا اور مولانا تاج الدین
کی صحبت مین آیا اور مولانا کی ملاقات کے بعد رابطہ حضرت خواجہ کی محبت کا قوی ہوا اور ایک ایسا سبب ہوا
کہ مین نے پھر بخارا مین آپ کی ملازمت مین مراجعت کی اور یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ارادت حضرت خواجہ کی کرون علاوہ
مین ایک مجذوب تھا جس سے مجھے بہت عقیدہ تھا سر راہ بیٹھا دیکھا اُس سے مین نے کہا مین جاؤن کہا جلد جاؤ اور اسنے
آگے بہت سے خطوط زمین پر کھینچے اپنے دل مین کہا کہ ان خطوط کو شمار کرون اگر فرد ہون تو اس خواہش کی حقیقت
پر دلیل ہوگی کہ ہر آئینہ اللہ فرد ہے اور فرد کو دوست رکھتا ہے جب شمار کیے فرد نکلے پورے یقین پر مین حضرت خواجہ
کے پاس گیا اور ارادت کی اور مجھے وقوف عددی تلقین کیا اور فرمایا جب تک ہو سکے عدد فرد کی رعایت کر یا اشارہ
ان خطوط کی طرف کیا کہ مین نے اپنی دلیل بنائی تھی اور نیز حضرت مولانا یعقوب قدس سرہ نے اپنی بعض تصنیفات
مین لکھا ہے کہ جب عنایت بےغایت حق سبحانہ سے خواہش طلب اس فقیر مین پیدا ہوئی فضل الٰہی کے عصاکش نے
حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرہ کی صحبت مین کھینچا بخارا مین آپ کی ملازمت کرتا تھا اور آپ کے کرم عام سے
التفات پاتا تھا حتی کہ بہدایت الٰہی سے یقین حاصل ہوا کہ آپ خواص اولیا سے ہین اور کامل مکمل بعد از اشارات غیبی
اور واقعات کثیرہ کے کلام اللہ سے فال مین نے لی اور یہ آیت نکلی کہ اولئک الذین ہدیہم اللہ فبہداہم اقتدہ اور آخر
روز فتح آباد مین کہ اس فقیر کا مسکن تھا متوجہ مزار شیخ سیف الدین باخرزی رحمہ اللہ بیٹھا تھا کہ اچانک قبول الٰہی کا
قاصد پہونچا اور باطن مین بیقراری پیدا ہوئی حضرت خواجہ کا ارادہ کیا جب قصر عارفان مین پہونچا جہان آپ کا
گھر رکھتا حضرت خواجہ کو سر راہ منتظر دیکھا بڑی خوبی سے ملاقات کی بعد از نماز صحبت رکھی اور آپ کی ہیبت
غالب ہوگئی تھی اور بولنے کی طاقت نہ رہی اس اثنا مین فرمایا کہ حدیث مین ہے۔ العلم علمان علم القلب فذلک علم نافع علم
الانبیاء والمرسلین وعلم اللسان فذلک حجۃ اللہ علے ابن آدم امید ہے کہ علم باطن سے بہرہ تجھے پہونچے اور فرمایا کہ اذا جالستم اہل الصدق
فاجلسوا ہم بالصدق فانہم جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم وینظرون الی ہممکم اور ہم مامور بخود نہین کسیکو ہم قبول نہین کرتے آج کی
رات دیکھین کیا اشارہ ہوتا ہے اگر تجھے قبول کرے ہم بھی قبول کرینگے اور وہ شب میرے اوپر ایسی سخت گذری کہ اپنی عمر بھر

شب مین نے نہین بسر کی تھی کہ سعادت کا دروازہ کھلے ہوئے ہو جب آپکے ساتھ صبح کی نماز مین نے پڑھی فرمایا کہ مبارک ہو
کہ قبولیت کا اشارہ ہوا ہم کسیکو کم قبول کرتے ہین اور اگر قبول ہم کرتے ہین تو دیر مین قبول کرتے ہین کہ کوئی کیونکر آوے اور
وقت کیونکر ہو بعد ازان سلسلہ اپنے مشائخ کا حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ تک بیان کیا اور مجھے وقوف
عددی کے ساتھ مشغول کیا اور فرمایا کہ شروع علم لدنی کا یہ سبق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت خواجہ بزرگ قدس
سرہ کو پہونچا بعد ازان چند بار اور آپ کی ملازمت مین بیٹھا یہان تک کہ مجھے بخارا سے اجازت سفر کی ہوئی فرمایا کہ جو ہمسے
تجھے پہونچا ہے بندگان خدا کو پہونچا تا کہ سعادت کا سبب ہو حضرت فرماتے تھے کہ مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ حضرت
خواجہ بزرگ نے مجھے حکم دیا کہ خواجہ علاء الدین عطار کے مصاحب ہو حضرت خواجہ کی وفات کے بعد چند روز مین ختلان مین
رہا اور حضرت خواجہ علاء الدین چغانیان مین مقیم تھے مجھے خط لکھا کہ وصیت حضرت خواجہ کی ایسی تھی کہ ہم دونون
باہم رہین اب کیا صلاح ہے بموجب خط کے مضمون سے خبر ہوئی مین چغانیان آیا اور انکی خدمت مین رہا یہان تک کہ
خواجہ نے وفات پائی تین دن کے بعد مین نے سفر کیا اور غلغو کیطرف چلا آیا حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ اوائل احوال
مین چند روز جامع مسجد ہرات مین اور چند روز ملک مصر مین تحصیل علوم مین مشغول رہے حضرت فرماتے تھے کہ مولانا
یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ چند روز کہ ہرات مین رہا خواجہ عبداللہ انصاری کے خانقاہ سے جو بازار ملک مین ہے کھانا کھاتا
تھا اس سبب سے کہ اسکی وجہ مین وسعت ہے اور اصل وقف مین بھی احتیاط کی ہے اور حضرت فرماتے تھے کہ مدرسہ غیاثیہ کے
وقف سے بھی کھانا چاہیے اسواسطے کہ اسکی اوقاف مین بھی احتیاط مرعی رکھی ہے اور صالح پرہیزگار وہان رہتے ہین
اور اسکی اوقاف سے پرہیز نہین کیا اور حضرت مولانا یعقوب قدس سرہ سے نقل کرتے تھے کہ وہ فرماتے تھے کہ
شہر ہرات مین موقوفات اسکے سے تین جگہ کے سوا کوئی چیز نہین کھا سکتے خانقاہ خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہ
مین اور خانقاہ ملک مین اور مدرسہ غیاثیہ مین دوسری جگہ کہ وقف مین تردد ہو تو نہین ہے اسیواسطے اکابر ابرار المہر
قدس اللہ ارواحہم نے اپنے مریدون کو سفر ہرات سے منع کیا ہے اسواسطے کہ حلال مال کم ہے جب سالک حرام مین پڑے
رجع القہقری عاد المشوم الی طبعہ طبیعت کیطرف الٹا پھرتا ہے اور راہ راست کے چلنے سے منحرف ہوتا ہے اور نیز حضرت فرماتے
تھے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ شیخ زین الدین خوافی رحمہ اللہ کے ساتھ مصر مین ہم سبق تھے اور مولانا شہاب الدین
سرامی رحمہ اللہ کی کہ علماء کبیر زمانہ سے تھے شاگردی کرتے تھے اور باہم یکجہتی رکھتے تھے ایکدن مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ نے
مجھے پوچھا کہ تو خراسان مین رہا ہے کہتے ہین کہ شیخ زین الدین خوافی مریدون کے خواب کی تعبیر کرتے ہین اور اُس سے بہت
بڑا اعتبار حاصل کرتے ہین مین نے کہا ہان ایسی ہے مولانا نے دست مبارک ڈاڑھی مین کیا اور باتون کے بعد آپکو غیبت ہوئی اسکا قاعدہ
یہ تھا کہ بار بار غائب ہوتے تھے اور اس غیبت مین انکا سر مبارک آگے کو جھکا چنانچہ مین بازو سے سعید کے انگلیون کے بیچ مین رکھنے لگا ایک
ساعت بعد سر اٹھایا اور یہ بیت پڑھی بیت چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

مولانا ناصر الدین عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ قدس سرہٗ

اگرچہ اس حیثیت سے کہ حضرت کو نسبت ارادت مولانا یعقوب علیہ الرحمۃ سے ثابت تھی مناسب تھا کہ حضرت کا ذکر مولانا کے بعد ہوتا لیکن ہرگاہ آپ کا احوال اول سے آخر تک انواع حکایات و روایات پر صفات آبا و اجداد اور اقربا اور اولاد حضرت اور بدایت احوال واطوار اور صحبت مشایخ کبار اور معارف ولطائف سے کہ مجالس مین حضرت سے بواسطہ مسموع ہوئے اور شرح تصرفات اور خوارق عادات کہ آپ سے ظہور مین آئے اور ذکر تاریخ وفات اور کیفیت انتقال دار الآخرۃ پر مشتمل تھا اسواسطے بعد از اختتام اس مقالہ کے جسمین ذکر سلسلہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہو شرح احوال حضرت کا اس کتاب سے مقصود ہے تین مقصد اور خاتمہ مین لکھا جائیگا جیسا کہ اس رسالہ کے دیباچہ مین فہرست اسکی تحریر ہوئی ہو۔

خواجہ علاء الدین غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگ اجلہ اصحاب حضرت خواجہ بزرگ سے ہین آپکا مولد موضع غجدوان ہو اور آپکا مزار خیل مزرہ مین جو ایک موضع شہر بخارا سے دکھن کیطرف عیدگاہ کے قریب ہو اور اُسکے کنارہ ایک ٹیلا ہو اور آپ اُس ٹیلے کے نیچے مدفون ہین آپ سولہ برس کے سن مین امیر کلان کی صحبت مین رہتے جو امیر کلال کے بڑے اصحاب سے تھے قدس سرہا اور اُنھون نے ذکر کی تعلیم پائی چنانچہ پہلے امیر کلال کے ذکر مین آچکا ہو حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین نے وقت شباب مین بھی حضرت خواجہ بزرگ کی شرف ملازمت اور قبول پایا ہو اور آخر حیات تک آپ کی خدمت اور ملازمت مین رہے ہین بعد نقل حضرت خواجہ انھین کے اشارہ سے بقیۃ العمر حضرت خواجہ محمد پارسا اور خواجہ برہان ابو نصر قدس اللہ ارواحہما کے مصاحب رہے ہین اور اُن بزرگوارون نے انکی صحبت کو غنیمت جانا ہو حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ کو استغراق تمام تھا نہایت شیرین کلام کبھو ایسا ہوتا کہ بات کہتے کہتے آپ سے غایب ہو جاتے اور فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین کے موافق مشغول اور کام کا حریص مین نے کم دیکھا ہو چونکہ مشغولی بہت تھی گویا کہ عین نسبت ہوگئے تھے جسوقت محمد پارسا قدس اللہ سرہ سفر حجاز کو گئے ہین چاہا تھا کہ خواجہ علاء الدین کو ساتھ لیجائین اور اُس وقت مین آپ بڑی عمر کے ہوگئے تھے اور کم وبیش نوے برس کو پہونچے تھے اور آثار ضعف اور پیری بہت ظاہر ہوگئے تھے اکابر سمرقند سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت خواجہ سے مین نے درخواست کی کہ خواجہ علاء الدین جہت پیر ضعیف ہوگئے ہین اور اُنسے خدمت نہین ہوتی اگر اس سفر سے معذور رکھئے تو سزاوار ہو حضرت نے فرمایا کہ ہمارا کام اُنسے نہین ہو بجز اسکے کہ جب انکو ہم دیکھتے ہین نسبت عزیزان سے یاد آتی ہو اور یہ مدد اور تقویت بخشی تمام ہمارے لیے ہو حضرت خواجہ علاء الدین فرماتے تھے کہ جب سے مین اپنے تئین جانتا ہون اتنی دیر کہ ایک چرا چونچ مین پانی رکھے مجھے غفلت نہین ہوئی نہ سوتے نہ جاگتے حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ علاء الدین کو نہایت استغراق تھا جسوقت

مین بخارا پہونچا وہ نوے برس کے تھے ملازمت انکی مین کرتا تھا ایک دن قصر عارفان مین حضرت خواجہ بزرگ قدس
اللہ سرہ کی زیارت کی نیت سے پیادہ پا گیا اور واپس آدھی دور گیا تھا کہ خواجہ علاء الدین ملے اور فرمایا مجھے خیال تھا
کہ شب کو آپ وہان رہینگے اسلیے ہم بھی انکی ہمراہی مین دوبارہ مزار پر آئے عشا کی نماز پڑھنے کے بعد فرمایا کہ ایک
مرد نیاز مند ہو چاہیے کہ شب بیداری کرو اور سو نجاؤ اور عشا کے بعد صبح تک بیٹھے اس طرح سے کہ ایک پانون سے دوسرا
پانون نہ بدلا حضرت فرماتے تھے کہ ایسی نشست بآرام بے جمعیت تمام ممکن نہین ہے بے کمال جمعیت کے قوت بشری وفا نہین کرتی
کہ کوئی کبھی مین ایسا بیٹھے اور فرمایا کہ شیخ مزار ایک مرد فقیر تھا دو پیالہ دلیہ کے لایا اور بڑا پیالہ خواجہ کے سامنے لایا آپ
سب نوش کر گئے اور سونے کے وقت سے صبح تک بیٹھے رہے کہ باہر آنے اور وضو کرنے کی احتیاج نہوئی حضرت فرماتے
تھے کہ اس وجہ سے کہ مین پیادہ مزار پر آیا اور آدھی راہ سے پھر پلٹ کر حضرت خواجہ کے ساتھ واپس گیا نہایت تکان مجھکو
تھی لیکن موافقت کی ضرورت سے بیٹھا پر آدھی رات کے بعد بیٹھنے کی طاقت نرہی بہتر جانا کہ مین اٹھون اور آپکی
خدمت کرون جب خدمت شروع کی خواجہ نے فرمایا ایک بار اٹھلتے ہو مین نے کہا بیٹھنے کی طاقت نہین رہی مین نے
جانا کہ سبکبار رہون اور آرام پاؤن حضرت فرماتے تھے کہ سمرقند مین میری آنکھ درد کرنے لگی چالیس روز ملول ہو گیا
نکلنے کا ارادہ کیا ہر چند مولانا سعد الدین نے منع کیا مگر مین نے نمانا اور بخارا کی طرف چلا خواجہ علاء الدین غجدوانی کی ملاقات
کی بہت تمنا تھی اسواسطے کہ اوصاف انکے بہت سنے تھے اور اتبک انکے دیدار مبارک نہ دیکھے تھے جب بخارا پہونچا انکے
باہر نکلا ایک مسجد دیکھی اسکے اندر گیا ایک پیر روشن کو وہان بیٹھے دیکھا میرے باطن کو اسکی صحبت کے لیے کشش زبردست
ہوئی آگے بڑھا مجھے خوب دریافت کیا تین روز تک متصل مین جاتا تھا تیسرے روز فرمایا کہ تین روز ہوئے کہ آتے ہو اور ہمسے
صحبت رکھتے ہو مقصود کیا ہے اگر اسلیے آئے ہو کہ شیخی اور کرامات دیکھو تو جو چاہتے ہو یہان نہین ہے اور اگر ہماری صحبت کا تمھارے
اوپر اثر پڑتا ہے اور اپنے مین تفاوت پاتے ہو پھر تم مبارک ہو یا فرمایا کہ تجھے مبارک ہو بعد ازان یہ رباعی جو حضرت عزیزان کیطرف
منسوب ہے پڑھی رباعی باہر کہ نشستی ونشد جمع دلت + وز تو نرمید زحمت آب و گلت + از صحبت او اگر تبرا نکنی
ہرگز نکند روح عزیزان بحلت + اور یہ پیر خواجہ علاء الدین غجدوانی تھے قدس سرہ اور بھی حضرت فرماتے تھے کہ ابتدائے حال مین مجھے
عجب اضطراب تھا جب تک خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت مین نہین پہونچا آرام نپایا حضرت فرماتے تھے
کہ اوائل ارادت مین عزیزون کی صحبت مین بہت جاتا تھا بعضے ایک طریقہ سے مشغول کرتے تھے کہ نسبت حضور اور
جمعیت جلد ظاہر ہوتی ہے جب آثار اس حضور کے ظہور مین آتے دوسرے امر مین مشغول کرتے اور اس جمعیت کا اثر جاتا رہتا
اور تفرقہ پیدا کرتا اسلیے مین نے بہت سرگردانی اٹھائی اور اسکا سبب مجھے معلوم نہوتا تھا آخر معلوم ہوا کہ مقصود
انکا یہ تھا کہ یہ طریقہ بہت کمیاب اور عزیز ہے جلد معلوم نہوگا اور جمعیت بآسانی میسر نہوگی جس وقت بخارا مین خواجہ
علاء الدین سے ملا انکی صحبت بزرگ سے وہ تفرقے دور ہوئے اور طریق روشن ہوا اور پھر بھی حضرت نے

فرمایا کہ پہلے میرا یہ عقیدہ تھا کہ حصول مقصود ایک عزیز کامل کے التفات سے وابستہ ہی ایک نظر اور التفات مین کامل کی
میسر ہو جائیگا جب خواجہ علاء الدین کی خدمت مین پہونچا فرمایا جو تمھین معلوم ہوا ہی چاہیے کہ اسمین مشغول ہو سعی اور اہتمام
کو بڑا دخل ہی جو چیز بلا کوشش اور اہتمام کے حاصل ہوتی ہی اُسکو بقا اور دوام نہین ہی اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ چالیس
دن خواجہ علاء الدین سے ملاقات اور اختلاط رہا ایک دن کمال تصرف اور برکات مجلس شریف حضرت خواجہ بزرگ
قدس سرہ کو یاد کیا اور آخر مین کہا صحبت عزیزان وقت بھی غنیمت ہی اگرچہ اُنکے مرتبہ کے نہون اور فرمایا کہ حضرت خواجہ
بزرگ فرماتے تھے کہ بزرگون کا قول ہی گربہ زندہ بہ از شیر مردہ۔ اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ
کی وفات مین خواجہ ابو نصر پارسا علیہ الرحمۃ نے وعظ کہا ہی اور اُس اثنا مین کہا کہ خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ ہمارے
ہمسایہ تھے اور ہم اُنکے سایۂ عنایت اور برکت وہمت مین امن اور آسودگی کے ساتھ رہتے تھے اسوقت وہ جوار رحمت
حق سبحانہ سے جاملے اب محل اسکا ہی کہ ہم خائف رہین۔ مولانا بدر الدین صرافانی نام ایک عزیز جو خواجہ علاء الدین
قدس سرہ کے مرید تھے اور بخارا کے محلہ صرافان مین رہتے تھے اُنھون نے حکایت کی کہ جب خواجہ علاء الدین علیہ الرحمۃ
نے حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ قدس سرہ کو اجازت دی خواجہ علاء الدین سے مین نے کہا کہ آپ نے حضرت
خواجہ کو جلد اجازت دیدی فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ ہمارے پاس کامل آیا اور ہمارے پاس سے کامل گیا مولانا بدر الدین
ہمیشہ بخارا سے حضرت کی ملازمت مین سمرقند آیا کرتے اور بعضے اصحاب سے کہا کہ جب حضرت خدمت خواجہ علاء الدین
سے جدا ہونے اور چلے گئے خواجہ نے فرمایا سبحان اللہ یہ نہ خواجہ عبید اللہ ہی بلکہ یہ خواجہ بہاء الدین ہین کہ دوسری
دنیا مین ہزار کمال زیادہ کے ساتھ آئے۔

شیخ سراج کلال پرسی رحمۃ اللہ علیہ

آپکا مولد پرس ہی جو قصبہ وابکنی کا موضع اور چار شرعی کے قریب شہر بخارا سے ہی ابتدائً امیر حمزہ فرزند امیر کلال کے مرید تھے مگر
آخر کو اصحاب حضرت خواجہ بزرگ مین داخل ہوئے جب ملازم امیر حمزہ کے تھے بڑی ریاضت اور مجاہدے کیے ایکبار اُس
درمیان مین غیبت ہوئی کہ تین شبانہ روز آپ سے بیخبر رہے امیر حمزہ کو اُس حال سے خبر کی فرمایا کہ جاؤ اُسکے کان مین کہنا
کہ امیر حمزہ کہتا ہی کہ جہان پہونچے ہو وہان سے اُلٹے پھر آؤ جب یہ بات اُسکے کان مین کہی ایک لحظہ بعد اُسمین حس حرکت
پیدا ہوئی اور ہوش مین آئے حضرت نے شروع مین اُنکو دیکھا ہی اور اُنسے صحبت رکھی فرماتے تھے کہ مین بائیسوین سال
مین تھا کہ سمرقند سے بخارا کا ارادہ کیا اور راہ مین شیخ سراج الدین پرسی کے گانون مین پہونچا بہت چاہا کہ اُنکے پاس ہون
مگر جی نہ چاہا اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ اس باغ مین آؤ اور سیر کرو اور ایسا جانو کہ خراسان اور عراق اور سب
مقام سیر کر آئے مین نے سر جھکا لیا چونکہ رہنے کی دل مین نہ تھی بخارا کی اجازت چاہی اور دو تین دن کہ شیخ سراج الدین
کے پاس مین رہا اُنکے احوال کو دیکھا کرتا دن کو پیشہ کلالی مین مشغول رہتے اور شب کو بہت بیٹھتے جسطرح کہ بیٹھتے

دوسرے پاؤنکو نہین بدلتے اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ مولانا سراج الدین ہروی سمرقند مین آگئے تھے اور مدرسہ مرزا الغ بیگ
مین مدرس ہوئے وہ کہتے تھے کہ مین نے شیخ سراج الدین پرسی کو دیکھا ہو باوجودیکہ علم کم تھا انکی مجلس اور انکی باتون مین
اسقدر نمک اور حلاوت دیکھی کہ اکثر دانشمندون اور درویشون مین نہین تھی اور مولانا سراج الدین ہروی نے بہت درویش
دیکھے تھے اور اس طبقہ کی ملازمت بہت کی کتاب مفاحص خواجہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ سے پڑھی تھی اور اس وجہ سے
کہ شیخ سراج الدین سے ملاقات تھی اور انکے کلام مین حلاوت اور مجلس مین لطافت تو خانوادۂ خواجگان قدس اللہ
ارواحہم سے انکو بہت عقیدہ تھا حضرت فرماتے تھے شیخ سراج الدین پرسی اس سلسلہ سے تھے جب کوئی انکی صحبت
کا ارادہ کرتا اسیوقت گھر مین جھاڑو دیکھتے یا جھاڑو انکے ہاتھ مین ہوتی تھی انسے مین نے اسکا بھید پوچھا تو کہا جن سے مجھے
ایک نسبت ہو کہ جب مہمان آنے والا ہوتا ہے وہ پیشتر خبر کر دیتا ہو اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ شیخ سراج الدین پرسی کہتے
تھے کہ ایک دن شیخ ابوالحسن عشقی کے اصحاب کی جماعت سے میری ملاقات ہوئی انھون نے یہ تصور کیا کہ شاید اسکی خواہش
مجھے ہو کہ انھین اپنا مرید کرون کہنے لگے اے شیخ اب بہت وقت اپنا ضائع مت کرو کہ ہم شیخ ابوالحسن کی بیعت اور
تعریف سے بیان تک بھرے ہوئے ہین اور اشارہ اپنے گلو کی طرف کیا دوسری کسی چیز کو ہمارے اندر گنجائش نہین
ہو تم سے کب ممکن ہو کہ اپنے تئین گنجائش دو مجھ مین غیرت نے اسپر رکھا کہ انکے باطن مین تصرف کیا گیا کہ سب نے گریبان چاک
کر ڈالے اور زمین مین لوٹنا شروع کیا اور دیر تک بیہوش پڑے رہے پھر ایسا تصرف کرنا چاہیے تھا کہ اپنے ہوش مین
آوین جب وہ ہوشیار ہوئے نہایت ارادت اور نیاز کے راستہ پر آئے مین نے کہا کچھ مضائقہ نہین ہو ہم اور
تمھارے شیخ ابوالحسن ایک ناودان سے پانی پیتے ہین بعضے عزیزون سے ایسا سنا ہو کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس
اللہ سرہ ابتدائے احوال مین شیخ سراج الدین سے بہت صحبت رکھتے تھے اور یہ طریقہ ذکر لا الہ الا اللہ کا جو انکے رسالہ
مین مذکور ہو شیخ سراج الدین رحمہ اللہ سے سیکھا ہو یعنے الف لا کا ایک سر کو ناف سے اعتبار کرتے ہین اور کرسی
لا کو پستان راست پر اور الف کے ایک سر کو قلب صنوبری پر اور الہ کو متصل کرسی کے جو پستان راست پر ہو ختم
ہو اور الا اللہ محمد رسول اللہ کو متصل قلب صنوبری کے اعتبار کرتے ہین اور اس شکل کو اس کیفیت سے نگاہ رکھتے
ہین اور ذکر مین طریقہ مقررہ کے ساتھ مشغول ہوتے ہین ۔

مولانا سیف الدین مناری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ قصبہ منارکے مین جو ولایت فرکت کا ایک گانون ہو اور وہ قصبہ آباد ہو سمرقند اور تاشکند کے درمیان اور
بارہ میل تاشکند سے دور ہو یہ مولانا بڑے اصحاب خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے ہین اور علم ظاہر و باطن کے
عالم۔ واضح ہو کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی ملازمت مین چار مولانا سیف الدین تھے ایک محبوب ایک
مقبول ایک مقہور ایک مردود اور ہر ایک کے احوال سے تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہو۔ انھین سے مولانا سیف الدین

کہ محبوب قلوب تھے وہ مولانا سیف الدین مناری ہین حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو انکی طرف توجہ خاطر اور التفات
بہت تھا اور جب تلک حضرت خواجہ حیات تھے مولانا آپ کی ملازمت مین رہے اور آپکے بعد آپہی کی اشارت سے حضرت
خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی خدمت اور ملازمت مین گذران کی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا سیف الدین مناری
علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ کی ملازمت سے پیشتر درس وتدریس علوم متداولہ مین مشغول تمام تھا اور مولانا حمید الدین شاشی علیہ
شریف مولانا حسام الدین کی جو امیر حمزہ کے خلفا سے تھے اور ذکر انکا ہوچکا ہے شاگردی کرتے رہے اور جب حضرت
خواجہ قدس سرہ کا شرف قبول پایا علوم رسمی کے مطالعہ سے منہ پھیرا فرماتے تھے مولانا حمید الدین کے مرض الموت مین
انکے سرہانے مین حاضر تھا مولانا حمید الدین کو اضطراب عظیم تھا مین نے کہا مخدوم یہ کیا قلق اور اضطراب ہے وہ
علوم کہ ہمین ہمیشہ اُسکے ترک تحصیل پر ملامت کرتے تھے اور طعنہ دیتے تھے کیا ہوئے مولانا حمید الدین نے فرمایا کہ ہم سے
دل مانگتے ہین اور احوال دل اور ہمارے پاس وہ نہین ہین اسواسطے اضطراب ہے حضرت نے فرمایا کہ صحت مزاج
کے حال مین حضور دل کا ملکہ ہوا ہوگا بیماری کے وقت کہ سب قواے دماغی اور طبعی ضعیف ہوگئے ہین اور تنزل پر آگئے
کسب جمعیت اور حضور دل بہت ہی دشوار اور سخت مشکل ہے اور سر اُسکا کہ اہل اللہ بیمارون کے سرہانے آتے
ہین یہ ہے کہ انکی صحبت شریف کے ذریعہ سے ایک بوجھ بیماری سے اٹھتا ہے اور کسیقدر علائق اُسکے کم ہوجاتے ہین اور
نیز حضرت فرماتے تھے کہ جن لوگون کے اس طریق مین کلام بلند تھے دنیا سے جانے کے وقت انکو بہت عاجز ہم
دیکھتے تھے اور نہایت درماندہ پاتے تھے سب معارف اور حقائق اُسوقت برطرف تھے جو امر کہ اُسکا حصول
تکلف اور عمل سے ہو بیماری اور ہجوم اعراض وامراض اور ضعف مین کیونکر میسر ہو علے الخصوص جسوقت کہ روح بدن سے
مفارقت کرے سخت ترین شدائد ومحن ہے اسواسطے کہ اُس محل مین تکلف اور تعمل کی طاقت نہین ہے اور یہ بھی حضرت
فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوافی کے انتقال کے وقت شیخ بہاء الدین عمر و مولانا سعد الدین کاشغری کے ہمراہ مین
حاضر تھا اور مولانا خواجہ کہ مولانا رکن الدین کے مریدون سے تھے اور ایک غلام کہ انکا خادم تھا حاضر اور کوئی دوسرا نہ تھا
مولانا رکن الدین جو امام غزالی کی تحقیقات نظر مین نہین لاتے تھے اُس وقت مین سوا بیان اعتقاد اور اجراء کلمہ توحید کے
اور کچھ انکو کام نہ تھا تمام دنیا کے کام اور بیان فضل وکمال ہیچ ہوگئے تھے دوم مولانا سیف الدین کہ حضرت خواجہ بزرگ
کے مقبول تھے وہ مولانا سیف الدین خوش خوان بخاری تھے اور انکی حاضری کا سبب حضرت خواجہ قدس سرہ
مین یہ تھا کہ ایک وقت بخارا سے تجارت کے طور پر خوارزم گئے وہان حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ
کی صحبت مین پہونچے اور آپ کی مجلس مین اُنپر بڑا اثر پڑا جب بخارا مین واپس آئے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ
کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور آپ کی قبولیت کی سعادت پائی اور آپ سے طریقہ حاصل کیا اور بڑی جہد و
جد سے مشغول رہے اور تمام تر ہمت سے نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی طرف متوجہ ہوئے اور دوستان

قدیم کا اختلاط اور یاران قدیم کی انبساط ترک کی اور تیسرے مولانا سیف الدین جو معتقد حضرت خواجہ کے ہوئے مولانا سیف الدین بالاخانہ مین اور وہ اہی علماء بخارا سے تھے اور یہ مولانا سیف الدین بالاخانہ اور خواجہ حسام الدین یوسف کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چچا تھے دونون مصاحب رات دن مولانا سیف الدین خوش خوان کے تھے جب مولانا سیف الدین خوارزم سے واپس آئے اور طریقہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کا اختیار کیا تو بالکل قدیم یارون سے ملنا چھوڑ دیا ایک دن خواجہ حسام الدین یوسف اور مولانا سیف الدین بالاخانہ بالاتفاق مولانا سیف الدین خوش خوان کے گھر آئے اور انسے خلوت مین کہا کہ ہم یاران قدیم ایک دوسرے کے تھے اور ایک دوسرے کی صحبت سے صبر نہ تھا اور حقوق صحبت ہمارے درمیان مین ثابت ہین اگر نسیم سعادت تمھارے دماغ مین پہونچی ہی تو صحبت اور محبت کا اقتضا یہ ہے کہ ہملوگ بھی اُس سے آگاہ کرو شاید کہ ہم بھی اُس سعادت سے مشرف ہون بعد از مبالغہ اور اصرار تمام کہا کہ اس ولایت مین اس صحبت اور ان کی بیعت کے ایک عزیز ہین اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی طرف اشارہ کیا کہ انکی صحبت شریعت میں آثار سعادت اور انوار ہدایت بہت ہین مولانا سیف الدین بالاخانہ نے کہا ہان ایسے ہی ہین ایک روز وہ میرے سامنے آئے اور نئی پوستین پہنے تھے میرے دل مین گذرا چاہیے کہ آپ یہ پوستین مجھے دیدین فی الفور مجھے دیدی اور مین انکی جمعیت پر گواہی دیتا ہون پس مولانا سیف الدین خوش خوان سے کہا اٹھو اور ہمین انکی خدمت مین لیچلو تب تینون حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی صحبت مین آئے اور خواجہ حسام الدین یوسف اور مولانا سیف الدین بالاخانہ نیز آپ کے طریقہ اور قبول نسبت کے شرف کو فائز ہوئے لیکن انجام کار مولانا سیف الدین بالاخانہ سے ایک ترک ادب ہوا تھا کہ حضرت خواجہ کے موجب کراہت اور غبار خاطر مبارک ہوا اور وجہ سے آپ کے ترف صحبت سے محروم اور مہجور اور مقہور ہوگئے ہین اور انکی مہجوری اور مقہوری کا باعث یہ ہوا کہ ایک روز حضرت خواجہ جا رہے تھے ایک کوچہ مین جاتے تھے اور مولانا سیف الدین بالاخانہ آپکی ملازمت مین تھے ناگاہ شیخ محمد حلاج سامنے سے ظاہر ہوئے اور وہ حضرت خواجہ کے زمانہ مین ایک شیخ معتبر تھے اور بہت لوگ اُسکے مرید تھے اور حضرت خواجہ کے منکروں سے تھا جب وہ نزدیک پہونچا حضرت خواجہ نے باقتضاے کرم اور مروت کے اُسکی طرف توجہ کی اور اُسکے گذرنے کے وقت پانچ چھ قدم مشایعت جتنی کی تھی اور مولانا سیف الدین نے اُسپر اکتفا نہ کی اور اپنے تئین درمیان لایا اور چند قدم زیادہ مشایعت کی حضرت خواجہ کو اُس بےادبی سے جو اُس سے ظہور مین آئی بڑی غیرت آئی اور نہایت متغیر ہوئے اسکے بعد جو مولانا سیف الدین پلٹ کر آپ تک پہونچے فرمایا کہ حلاج کی تونے مشایعت کی اور اس بےادبی سے اپنے تئین برباد کر دیا اور بخارا کو خراب اور ایک عالم کو تونے ویران کیا حضرت خواجہ کے تغیر اور قہر و غضب کے بعد انھین چند روز مین مولانا سیف الدین بالاخانہ نے وفات کی اور تماق کہ اورنگ سے آیا اور بخارا کا محاصرہ کیا اور بہت آدمی

قتل ہوئے اور وہ نواح بہت ویران ہو گئے ' بعضے مخدوم حضرت سے نقل کرتے تھے کہ فرمایا ہی شیخ محمد حلاج کے سات
خلیفہ تھے اول اُنمین کا شیخ اختیار اور آخری اُنمین کا شیخ سعدی پرسی تھا شیخ اختیار نے اوائل مین حضرت خواجہ بزرگ قدس
سرہ کی بہت ملازمت کی ہی اور ارادت اور اخلاص اُسکو بہت تھا اور اچنبھے کی بات یہ ہی کہ حضرت خواجہ کی صحبت پاکر آخر کو
ترک ملازمت سعادت کی اور شیخ محمد حلاج کی صحبت کیطرف رخ کیا اور اُسکا مرید ہوکر تمام و کمال طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ
ارواحہم کا بیان کرتا اور اُنکی نسبت شریفہ کی تقویت کرتا۔ اور حضرت بھی فرمایا کرتے کہ مین نے برادر طریقت شیخ اختیار کو
دیکھا ہی ایک بوڑھا باشندہ تھا شیخ حاجی نام اور وہ بھی ایک خلفاء شیخ محمد حلاج سے تھا اور مردمین سکونت رکھتا تھا کبھی پانی
کو سوت اور مصالح کام اپنے کے لیے جاتا اُس کام کے سوا جسکے لیے وہ جاتا نہین جانتا اپنی نسبت سے آگاہ تھا اور اُسکے
غیر سے غافل ہرگز داہنے اور بائین التفات نکرتا اور ہمیشہ قدم پر نظر رکھتا۔ اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ شیخ پرسی
کہ خلیفہ آخرین شیخ محمد حلاج کا تھا اوائل حال مین حضرت خواجہ بزرگ کا منظور اور مقبول تھا لیکن آخرمین ایسی
صورت واقع ہوئی کہ وہ بھی چلا گیا اور شیخ محمد حلاج کا مرید ہو گیا اور مین نے اُسے دیکھا تھا بہت بوڑھا ہو گیا تھا شروع
مین جبکہ حضرت خواجہ بزرگ کے پاس تھا عالم سن تھا اور آپ نے اُسکو ملازم والدہ یا اپنی والدہ کلان کا کہ بہت معمر اور مسن
تعین کیا ہی اور حضرت خواجہ کا ایک باغ تھا زرد آلو کی فصل مین باغ کے اندر جا کر چاہا کہ زرد آلو ے باغبان نے روکا
شیخ سعدی نے کہا ای باغبان توڑا نا سمجھ آدمی ہی حضرت خواجہ خدا کو ہمسے دریغ نہین رکھتے تو زرد آلو دریغ رکھتا ہی
جب یہ بات حضرت خواجہ تک پہونچی اُسکا بہت استحسان کیا اور آپکی نظر عنایت شیخ سعدی کی طرف زیادہ ہوئی لیکن
آخرمین عجب ایک صورت واقع ہوئی کہ شیخ سعدی نے حضرت خواجہ سے حج کرنے کی اجازت چاہی اور یہ
حضرت خواجہ اور اصحاب کے نزدیک پسند نہ آئی ہرچند منع کیا باز نرہا اور جب سفر حجاز سے واپس آیا حضرت خواجہ
سے التفات نہ پایا شیخ محمد حلاج کے پاس گیا اور اُسکا مرید ہو گیا۔ چوتھے مولانا سیف الدین جو آخر کو مردود ہو گیا مولانا
سیف الدین خوارزمی ہی کہ شروع احوال مین حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے میان مخلصان سے تھا آخر کو
ایک عجیب و غریب صورت ظاہر ہوئی کہ شرف صحبت اور خدمت حضرت خواجہ سے محروم و مہجور ہو گیا اور آپکے دل
مبارک سے گر گیا بعض مخدوم نے حضرت سے نقل کی ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ سبب اُسکی مردودی اور دور افتادگی
کا یہ ہی کہ وہ کبھی کبھی تجارت کا کام کیا کرتا اور بخل و امساک سے خالی نہ تھا ایک روز حضرت خواجہ کی دعوت مع اصحاب کی
اور اپنے مکان پر لیگیا اور حضرت خواجہ اور اُنکے اصحاب کا داب یہ رہا ہی کہ ہر ایک طعام کے بعد شیرینی یا میوہ حاضر
کیا کرتے اور جبس کھانے کے بعد شیرینی یا میوہ نہوتا اُس طعام کو ناقص کہتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ طعام بے دم ہوا
اتفاقاً حضرت مولانا سیف الدین اُس روز کھانا کھلانے کے بعد کچھ شیرینی یا میوہ نہ لائے حضرت نے برسبیل
خوش طبعی اور انبساط کے فرمایا کہ مولانا سیف الدین کھانا تمھارا ابارے بے دُم ہوا اُسکو اس بات سے کراہت معلوم

ہوئی اور حضرت خواجہ اُسے پا گئے فرمایا کہ اگر تمہیں بارہ ہزار دینار سرمایہ روزگار ہو تو کیسا ہو اور مجھکو ایسی جاگیر خاطر ہمیشہ رہا کہ
اگر سرمایہ میرا بارہ ہزار دینار ہو جاوے تو خوب ہے بعد ازآن حضرت خواجہ نے خاطر شریف اسکی طرف سے اٹھائی اور اُسکو آگی صحبت
مین اقبال نہ رہا اور آپ کی مجلس شریف کا انجذاب جاتا رہا اور حرص تمام مال دنیاوی کے جمع کرنے مین اُسکے باطن کے اندر
جاگزین ہوئی کہ طلب دنیا مین بے آرام ہو گیا اور حضرت کی خدمت اور ملازمت ترک کر دی اور ہمہ تن تجارت کی طرف توجہ
ہوا ایک دن مرو اور ماخان کی راہ مین ایک کاروان کے ساتھ ایک سبزہ زار نہایت سبز و خرم کے کنارے پہونچا اور وہان
کاروان اُترا تھا اور اُسنے خوشی اور سرور کی وجہ سے سبزہ پر لوٹ کر کہا کہ بے شیخی ہی کیا اچھی چیز ہے حضرت فرماتے
تھے کہ مولانا سیف الدین خوارزمی نہایت بے لطف آدمی تھا کہ ایسی صحبت کی دوری اور مہجوری سے اُسپر اثر اور
الم نہین ہوا اور یہ بھی حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرا شخص ملازمان حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے ادب
اور خدمت کے ترک کے باعث مردود ہوا وہ مولانا سیف الدین مناری کا بھانجا مولانا شمس الدین فرکتی ہے مولانا
سیف الدین کے دو بھانجے تھے ایک مولانا محمد کہ جوان عالم اور متقی اور گوشہ نشین تھا اور حضرت خواجہ کے مقبولون
سے ہے اور آپ کے ظل عنایت اور تربیت مین مشغولی تمام رکھتا تھا اور دوسرا مولانا شمس الدین کہ ایک جوان
طالب علم تھا اور حضرت خواجہ کی خدمت اور ملازمت مین بسر کرتا تھا ایکبارگی اُس سے اہمال اور سستی خدمت
مین ظاہر ہوئی کہ اُسکی شامت سے نظر مبارک سے گر گیا اور پھر فلاح اور بہتری نہ دیکھی اور وہ اسطرح ہوا ہے کہ ایک روز
حضرت خواجہ کے یہان مہمان عزیز آترے تھے اور آب روان درکار تھا مولانا شمس الدین کو فرمایا کہ جلد جا کر دستہ
روان کو بند کرو اُسنے کوتاہی اور کسل و سستی اختیار کی بہت دیر کے بعد آپ کے سامنے آکر کہا کہ ضعف کے سبب جو
میرے اوپر چھا گیا پانی نہ لا سکا حضرت خواجہ قدس سرہ کو اُس توقف اور تقصیر سے کہ اُس سے ظہور مین آئی کراہیت عظیم
ہوئی فرمایا کہ مولانا شمس الدین اگر تو اپنا گلا کاٹتا اور خون اپنا اُس ندی مین بہاتا تیرے لیے اس سے بہتر ہوتا جو تو پیغم
لایا اُس فروگذاشت کے بعد اُسکو دماغی مرض لاحق ہوا حضرت خواجہ کی ملازمت سے نکل کر فرکت مین اپنے ماموں مولانا
سیف الدین مناری کے پاس گیا اور اپنا حال عرض کیا حضرت مولانا نے فرمایا کہ خواجہ علاء الدین عطار کی خدمت
مین جا اور استدعا کر شاید کہ آپ تیرے اوپر رحم کرکے تیری سفارش کرین اور امید ہے کہ اُنکی برکت مشغولی سے حضرت
خواجہ تیرا قصور معاف کرین مولانا شمس الدین فرکتی اپنے ماموں کے فرمانے کے موافق عمل کرکے بخارا مین گیا خواجہ محمد پارسا
کے حضور مین اپنا عرض حال کیا آپ نے فرمایا کہ یہ کام ہمارے بس کا نہین ہے خواجہ علاء الدین کی خدمت مین جاؤ
وہ پھر فرکت مین آیا مولانا سیف الدین نے کہا کہ مین نے تجھے خواجہ علاء الدین کی خدمت مین بھیجا تھا تو دوسری
جگہ کسواسطے گیا تیری گرہ وہین کھلیگی مولانا شمس الدین پھر بخارا مین آیا اور خواجہ محمد پارسا کی خدمت مین حاضر ہوا
آپ نے پھر خواجہ علاء الدین کا حوالہ کیا اس مرتبہ جو فرکت مین آیا پھر اپنے ماموں کے پاس نگیا بعد ازآن ایسا

مبہوت اور ایسا فنا ہوا کہ کوئی معلوم اسکی خاطر میں نرہا تا بحدیکہ نام اپنے فرزندون کا نہ جانتا تھا اور اس مولانا شمس الدین کو خواجہ عماد الملک سے بہت دوستی تھی جو حضرت کے اقربا سے تھے اور ذکر انکا انکا خواجہ کلان ہمین جانتے انکو انا کہا کرتے حضرت اس حکایت کی نقل کے بعد فرماتے تھے کہ اولیا کی خاطر کا حفظ اور انکے احکام کا انقیاد اور انکی اشارت کا انتقال سب طالب اور صادقون پر واجب ہو اور انکے امر کی تقدیم تمام مراد اور مقاصد پر نہایت لازم ہو۔ حضرت مولانا عبد العزیز بخاری علیہ الرحمہ کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے ملازمان و خدام سے تھے فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ اور انکے اصحاب طالب صحبت کو چاہیے کہ تین ادب نگاہ رکھے اول یہ کہ ہرچند کام مقبول انکے نزدیک اُس سے ظاہر ہو چاہیے کہ ہزار دو ہزار بار بہرحتی سے نیست نہ ہو جاوے اور اپنی ذات سے زیادہ کوشش خدمت مین چاہیے دوم یہ کہ ہرچند عمل اُس سے ایسا صادر ہو کہ انکے رد کا محل ہو چاہیے کہ نا امید نہو اور خوب دل کو اپنے قبضہ اور قابو مین رکھے تاکہ متردد نہو اور کسی دوسری طرف نہ جاوے تیسرے جو مراد اور حکم کہ فرماوین جلد بسرگرمی اُسپر قیام کرے تاکہ کامیاب ہو ورنہ بے نصیب رہیگا

خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ تعالی سرہ

آپکا نام محمد بن محمد بخاری ہی اصل انکی خوارزم سے ہی خواجہ محمد کے تین بیٹے تھے خواجہ شہاب الدین اور ... اور خواجہ علاء الدین جب خواجہ محمد نے وفات پائی خواجہ علاء الدین نے باپ کے ورثہ سے کوئی چیز ... قبول نکی تھی اور ... مدارس بخارا سے ایک مدرسہ مین تحصیل علوم کی جب خواہش طریق حق کی آپکی خاطر سے سرزد ہوئی تو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور علوم رسمی کے ... حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے آپکو شرف ... قبول کیا اور طریقہ تلقین کیا اور عمل باطنی ... مقامات مین مذکور ہی کہ حضرت خواجہ اوائل حال مین خواجہ علاء الدین کو مجلسون مین اپنے پاس بٹھلاتے اور ... انکی طرف متوجہ ہوتے حضرت خواجہ کے بعض محرم نے اس بات کا سوال کیا فرمایا کہ اسے مین اپنے پاس بٹھلاتا ہون تاکہ ... اسکو نہلانے انکے نفس کا بھیڑیا اسکی لحظات مین ہی ہر لحظہ اسکے حال کی جستجو کرتا ہون چاہتا ہون کہ ایک مظہر ہو جاوے مولانا علاء الدین نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی ابتداء ملازمت مین شیخ محمود آہنین نے مجھسے سوال کیا کہ دل تیرے نزدیک کس کیفیت سے ہی مین نے کہا اسکی کیفیت مجھے معلوم نہین اُسنے کہا دل میرے نزدیک ماہ سہ روزہ کے مثل ہی بعد ان مین نے تعریف اور تمثیل اسکے دل کی نسبت حضرت خواجہ کے سامنے عرض کی فرمایا وہ درویش اپنے حال کی نسبت بیان کرتا ہی اور حضرت خواجہ اس محل مین کھڑے تھے اپنے قدم مبارک کو میرے قدم پر رکھا مجھے بڑی کیفیت پیدا ہوئی کہ سب موجودات کو اپنے اندر مشاہدہ کرتا تھا جب اُس حال سے باہر آیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نسبت یہ ہی نہ وہ پس دل کے حال کو تو کب ادراک کر سکتا ہی دل کی بزرگی بیان مین نہین آتی اور سر اس حدیث کا کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن غوامض اسرار ایک باتون سے ہی جو شخص دل کو پہچانے سو پہچانے حضرت خواجہ اپنے ایام حیات مین بہت

طالبوں کی تربیت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے حوالہ کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ علاء الدین نے بہت بار ہمارے اوپر سے سبک کر دیا ہے لاجرم انوار ولایت اور اسکے آثار تمام و کمال اُنسے ظہور میں آتے ہیں اور اُنکی صحبت اور حسن تربیت سے بہت طالب بعد اور نقصان سے قرب اور کمال کو پہونچے ہیں اور مرتبہ تکمیل کا کمال پایا ہے منقول ہے کہ بخارا میں جماعت علماء کے درمیان رویت اور عدم رویت حق میں بحث واقع ہوئی اور حضرت کو خواجہ علاء الدین سے پورا عقیدہ تھا جماعت کے ساتھ آپ کی ملازمت میں آئے اور صحبت کو عرض کیا اور کہا آپ حکم بنا ہمارے درمیان حکم فرمائیے حضرت خواجہ نے منکران رویت کو جو مذہب معتزلہ کیطرف مائل تھے کہا تم تین روز متواتر ہمارے سامنے آؤ اور صحبت میں طہارت کامل سے بیٹھو اور چپ رہو تاکہ اسکے بعد ہم حکم کریں یہ لوگ تین روز برابر حضرت خواجہ علاء الدین کی خدمت میں آیا کیے اور چپ رہے آخر روز سوم اُنکی ایسی کیفیت ہوئی کہ بیخود ہو گئے اور زمین پر بیہوش لوٹے اور ہوش میں آکر اُٹھے اور کان پکڑ کے نہایت نیازمندی کی کہ ہم ایمان لائے اس پر کہ رویت حق ہے اور زاں بعد حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کی ملازمت اپنے اوپر واجب کی اور آپ کے آستانہ کے ملازم ہوئے کہتے ہیں اُس مجلس میں بعضے اصحاب خواجہ نے یہ بیت پڑھی تھی **ب** کورے آنکہ گوید ت بندہ بحق کجا رسد برکف ہر یکے بنہ شمع صفا کہ ہمچنین + **ترجمہ** کوری ہو اُسکی جو کہے بندہ خدا کو پہونچے کب + ہاتھ پہ رکھ ہر ایک کے شمع صفا کہ اسطرح + حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے خط مبارک سے دیکھا گیا کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ مرض اخیر میں فرماتے تھے کہ حق سبحانہٗ کی عنایت سے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی نظر سے اگر ہم چاہیں تمام عالم مقصود حقیقی کو پہونچ جائیں **بیت** گرنہ لوٹے دل اور زبان راز + قفل دنیا تمام دیتا کھول حضرت فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کو توجہ اور مراقبہ میں غیبت بہت ہوتی تھی اور حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کو شعور اور وقوف تمام ہوتا اور اس صفت شعور اور صحو کو غیبت اور سکر سے اتم اور اکمل بیان کیا ہے ۔ اور یہ بھی حضرت نے فرمایا ہے کہ بعد از وفات حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے سب اصحاب نے خواجہ علاء الدین سے بیعت کی ہے اسوجہ سے کہ اُنکی شان بلند تھی حتے کہ خواجہ محمد پارسا قدس اللہ ارواحہم نے بھی ۔

من نفائس انفاسہ الشریفہ قدس اللہ سرہ مخفی نرہے کہ بعضے کلمات قدسی حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے جو صحبت کی مجالس میں فرماتے تھے حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے قلم بند کیے ہیں اور چاہتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ کے مقامات سے ملادیں لیکن میسر نہوا اُنمیں سے بعضے یہ ہیں کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے خط مبارک سے نقل ہوئی تیمناً اور تبرکاً ستائیس رشحوں میں اس مجموعہ کے اندر لکھے جاتے ہیں ۔

رشحہ ۱ فرماتے تھے کہ ریاضت سے مقصود تعلقات جسمانی کا نفی کلی اور دور کرنا ہے اور توجہ کلی بہ عالم ارواح اور عالم حقیقت کا ہے ۔ مقصود سلوک سے یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور کسب سے اُن تعلقات سے جو مانع راہ ہیں گذرے

اور ہر ایک تعلق کو اپنے اوپر ظاہر کرے جس سے کہ گذر جاسے علامت اسکی ہو کہ وہ تعلق مانع نہین ہو اور غالب نہین آیا اور جس کسی مین ٹھہرے اور خاطر اُسمین لبتہ دیکھے جانے کہ وہ مانع راہ ہو اُسکے قطع کی تدبیر کرے ہمارے حضرت خواجہ احتیاطاً جب نیا کپڑا پہنتے اول کہتے کہ یہ فلانے کا ہو اور مثل مستعار پہنتے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ تعلق پیر مرشد اگرچہ حقیقت مین غیر ہو اور آخر مین نفی کرنا چاہیے لیکن ابتدا مین سبب وصول ہو اور اُسکے ماسوا کے تعلق کو نفی کرنا لازم ہو ہمگی وجود اور اُسکی رضا طلب کرنی چاہیے اور محل مین اُسکے ماسوا کو نفی کرے جبتک محل مین نفی وہ ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ بزرگ مشائخ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے کہا ہو کہ توفیق سعی کے ساتھ ہو اسیطرح روحانیت مرشد کی طالب کے لیے طالب کی سعی کے متعلق ہو کہ جو مقتدا کے اوپر سے ہو یہ بات بغیر سعی کے بقا نہین پاتی اسواسطے کہ مقتدا کی توجہ طالب کے ساتھ چند روز سے زیادہ تر ہو ظاہر ہو کہ مقتدا غیر کے ساتھ کب تک متوجہ رہ سکتا ہی یہ لطیفہ تھا کہ مولانا داورک نے جو قدیم اصحاب حضرت خواجہ بزرگ سے تھے علیہ الرحمہ شروع ہی سے مجھے سعی کا حکم کیا اور توفیق رفیق ہوئی حتی کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت مین تمام اوقات سعی کے ساتھ صرف ہوئی اور اصحاب سے کسیکو مین کم جانتا تھا کہ پورا ایک دن سعی کے ساتھ بسر کرتا ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کبھی ایسا ہوتا ہو کہ سعی اور توجہ کے درمیان ایک حال طالع ہوتا ہو اور طالب اُسے دیکھتا ہو مگر نہین جانتا کہ کیا دیکھتا ہو اور کس چیز سے دیکھتا ہو اپنے مین نظر کرتا ہو اپنے کو کم دیکھتا ہو تو حیرت مین ہوتا ہو اور پھر وہ حال حجاب مین ہوجاتا ہو اور طلوع اُسکا مایۂ حدیث نفس ہوجاتا ہو چاہیے کہ اُس حال مین قصور اپنا دیکھے اور اُس حجاب ہونے پر راضی ہو اسواسطے کہ مراد محبوب ہو اور مقتضا اُسکی عزت کا ہو کہ توجہ کے ساتھ اُسکی قید مین نہو اسواسطے کہ مصرعہ دام بشر لائق این صید نیست + حتے کہ وہ پھر طلوع کرے یہان تک کہ حال قوی ہوجاے اور بقا پاے اور پھر جد وجہد مین لگے دو تین دن سے زیادہ زحمت نہین ہو اسکے بعد سعی ملکہ ہوجائیگی اس حد تک کہ طالب اپنے اختیار سے فنا اور فناء فنا کو پہونچتا ہو۔

رشحہ فرمایا ہو کہ جب ملک اور ملکوت طالب پر پوشیدہ ہو اور فراموش ہوجاے فنا ہو اور جب ہستی سالک سالک پر بھی پوشیدہ ہوجاے فناء فنا ہو مولانا نے اس بات مین امتحان کیا ہیبت اُسپر غالب ہوئی زاری کی تب ہیبت اُس سے دور ہوئی اس گروہ کا امتحان جائز نہین رکھا ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جب طالب مرشد کے حکم اور اُسکی مدد سے اپنے تئین ہر ایک چیز سے خالی کرے جو محبت مرشد سے مانع ہوتی ہو طالب کے دل مین مرشد متمکن ہوجاتا ہو پس اُس سے قابل فیض الٰہی اور احوال غیر متناہی کا مورد ہوجاتا ہو درحقیقت فیض الٰہی مین کوتاہی اور کمی نہین ہو طالب کی طرف سے قصور ہو جب طالب کے موانع کو دور کردیا تو ایک حال اُسپر طلوع کرے بواسطہ روحانیت مرشد کے کہ وہ حال محل حیرت ہو اور کسی وجہ سے ادراک اُس وجود اور

حقیقت کا نہین کر سکتا رب نزدیکی تحیر افیک کلمت اختیار کے آدمیون مین بہت ہی چونکہ موانع طبیعت کے اصل ہوئے ہین تو قوت اختیار اور جہد بسیار سے اُن موانع کا رفع کرنا چاہیے فرشتے اگرچہ طاعت پر پیدا کیے گئے ہین اور مخالفت مینے معصوم قصداً او فعلاً ہین مگر خوف او خشیت مین مثل ہین اعتبار تمام اختیار کے واسطے ہی سعادتمندین اور متفاوت مین فی ہین درنزل ہین

رشحہ فرماتے تھے کہ طالب اپنی ناچاری اور عجز کو مرشد کے آگے ہمیشہ مطالعہ کرے او یقین کرے کہ مقصود حقیقی کا وصول میسر نہین ہوتا الا مرشد کی طرف سے اور اُسکے استرضا کے ذریعہ سے او ہمیشہ طریقے اور ورداسے اپنے اوپر بند دیکھے او اپنے ظاہر و باطن کو بالکل اُسکے فدا کرے اور مرشد کامل کی علامت یہ ہی کہ طالب ہرچند عالم او عارف ہو اور جو کچھ جانتا او کرسکتا ہی وہ سلوک مین کوشش کرے او بعد اسکے حضور یا غیبت مین مرشد کی روحانیت کیطرف توجہ کرے وہ کوششین اُسکی بالکل موہوم ہنگی اور اپنے کام کی فرو بستگی اور بیحاصلی کو قبل اسکے کہ توجہ مرشد کرے خوب دیکھے اور دریافت کرے اور بالتحقیق دیکھے او خواہ کتنے ہی منازل قطع کرے وہ تمام بمقابلہ مطالعہ کمال مرشد اور اُسکی رشحات کی قوت سیر کے طیران سے بمد جذبات الٰہی مبدل ہوگئی ہی نہایت قلیل پائیگا جسے کہ اُسکے سالہا سال کی سیر مرشد کی ایک ساعت کو نہین پہونچ سکتی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ امید اسکے سوا نہین ہی کہ علی الدوام ہر لحظہ اپنے افعال کا قصور دیکھے اور قصور کے بارمین درآوے اور شکستگی اور درماندگی سے ملاحظہ کرم اور الطاف کا کرے او محض لطف و عنایت کی طرف پناہ اور التجا لیجا دے او حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے اس صفت کا امر فرمایا ہی کہ مجھے ہمیشہ اس صفت مین رکھتے ہین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ طالب کو چاہیے ہمیشہ غیبت او حضور او ظاہر و باطن مین رضاے مرشد کی طلب مین کوشش کرے اور صرف عنایت الٰہی سے محل اُسکی نظر رضا کا پاتا ہی اُس محل نظر رضا کا پانا اور شناخت کرنا اور اسکے موافق عمل کرنا جسیا کہ محل نظر رضا کا واقع ہوا اور وہ نظر رضا بقا پاوے نہایت دشوار ہی مگر آسان ہی جب کہ توفیق حق سبحانہ رفیق ہو کہ ہر آئینہ وہ آسان ہی اُس شخص کو جسکو اللہ عزوجل آسان کردے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ طالب پر یہ واجب ہی کہ تمام امور دینی اور دنیوی کلی اور جزوی مین بے اختیار نسبت مرشد او مرشد کو لازم ہی کہ اُسکے احوال کی جستجو کرے اور وقت کے صلاح کی نسبت اُسکو ہر کام مین حکم دے اور اُسکے امور کو اُسکے بہتر کرے تاکہ مرشد کے اختیار سے اُسمین شروع کرے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اہل علم کی جانب کو رعایت کرنا اور اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا چاہیے ور اہل طریق سے ہر ایک کے ساتھ بنسبت اُسکے حال کے سخن کہنا چاہیے اور صاحبدلون کی رعایت خاطر اور پرہیز اُنکے آزار سے کرنا لازم ہی اور اس گروہ کے ساتھ درونی ہونا کام کو دشوار کرتا ہی کہ درونی کام باریک ترین انکے ساتھ خلطہ اور دوستی کرنا اسوقت فائدہ بخشتا ہی اور مزید احوال کا سبب ہی کہ اُس مخالطت کے باعث آداب صحبت کو اُنکے زیادہ بجا نہین او بتغیر عادت

کرین ورنہ زیادہ خطر کا سبب ہوجاتا ہی مصرع بے ادب را بارنے و با ادب بودن خطاست + خطاے ادب کیا ہی
ظہور ہستی اپنی کا ادب کے ساتھ دیکھنا۔

رشحہ فرماتے ہین کہ افضل اور اکمل احوال نسبت مین تفویض کے اندر کوشش کرنا ہی تمام انبیا اور اولیا آخر تک اسی قاعدہ پر قائم رہے ہین بندہ کو چاہیے کہ ہمیشہ احوال ظاہری و باطنی کی نسبت ہر لحظہ باطن مین کسب تفویض مین رہے ہر قسم کا اختیار کہ اس سے سرزد ہوا ہی تفویض کے ذریعہ سے اسکو اپنے سے کرتا ہی اور جانتا اور پہچانتا ہی کہ حق سبحانہ کا اختیار اُسکے لیے بہتر ہی اُسکے اختیار سے جو اپنے واسطے ہو اور یہ بھی طالب کے ذمہ ہی کہ مرشد کی نسبت مدام حضور و غیبت مین بہ نسبت احوال باطنی اُسی تفویض کے کسب مین رہے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ صفت بیماری کے دیکھنے سے مقصود ظہور صفت تضرع اور زاری کا ہی اور توبہ اور رجوع بحق سبحانہ و تعالی اور اُس دید کی صحت کی نشانی یہ ہی کہ میل اُسکا مناجات کی طرف ہو نہ خرابات کی طرف فالہمہا فجورہا و تقوٰیہا …س مین حکمت یہ ہی کہ جو میل رضا دیکھے تو شکر کرے اور اُسپر چلتا رہے اور اگر مرضا کی طرف جھکاو دیکھے تضرع اور زاری کرے اور حق سبحانہ کیطرف رجوع کرے اور بے نیازی کی صفت سے ڈرے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ سابق کی عنایت ازلی کو دیکھنا چاہیے اور اُس عنایت بے علت کی امیدواری اور طلب سے ایکدم غافل نہونا چاہیے اور بے نیازی سے بچے رہنا اور حق سبحانہ کے اندک کو بزرگ سمجھے اور استغناے حقیقی کے ظہور …

رشحہ فرماتے تھے کہ ولایت وہان ثابت ہوتی ہی جہان اُسکا اُسپر نہ چھوڑین اگر قصور گذرے تو باز خواست ہو … کریمہ مین الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون فرماتے تھے کہ ان لوگون کو ظہور طبیعت کا خوف نہین ہی بموجب اسکے کہ الفانی لا یرد الی اوصافہ یعنے شخص فانی اپنے اوصاف کی طرف اُلٹا نہین پھیرا جاتا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ باطن مین اللہ کے ساتھ متمسک اور قرار گرفتہ رہنا چاہیے اور ظاہر مین حقیقت حبل اللہ یعنے کلام اللہ ان دو صفت کا جامع ہونا کمال ہی بیت بیع صورت با چنین معنی ارزت + نیست ممکن جز ز سلطانے شگرف ترجمہ

ایسی صورت ایسے ہی معنی ارزت + وہی پاوے ہو جو سلطان شگرف +

رشحہ فرماتے تھے کہ بڑے مشائخ قدس اللہ تعالی ارواحہم کے مزارون سے زائرین کو اسقدر فیض ملسکتا ہی کہ اُس بزرگ کی صفت کو پہچانتا ہی اور اُسی صفت مین توجہ کی اور اُسی صفت مین در آیا اگرچہ مشاہد مقدسہ مین قرب ظاہری کے بہت کچھ آثار و اخبار ہین لیکن درحقیقت ارواح مقدسہ کی توجہ کو ظاہری بُعد مانع و مزاحم نہین حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی حیثما کنتم درود بھیجو میرے اوپر جہان کہین تم ہو دلیل اس کلام کی ہی اور اہل قبور کی مثالی صورتون کا دیکھنا اسکے مقابل کم معتبر ہی کہ اُنکی صفت کو اُس توجہ اور زیارت مین پہچانے اسکے سوا خواجہ بزرگ قدس سرہ فرماتے تھے حق سبحانہ کا مجاور ہونا خلق اللہ کی مجاورت سے اولے ہی اور یہ بیت اکثر آپ کی زبان پر گذرتی تھی

بیت تو تا کے گور مردان را پرستی + بگرد کار مردان گرد و رستی ترجمہ طواف گور مردان یار کب تک طواف کار مردان ہو ربائی + اکابر دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابر کی زیارت سے مقصود تو یہ حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہونی چاہیے اور روح اس برگزیدہ حق کو وسیلہ کمال توجہ کا کرنا چاہیے خلق اللہ کے ساتھ تواضع کی حالت میں بظاہر تواضع با خلق ہے حقیقت میں حق سبحانہ کے ساتھ ہے اسواسطے کہ تواضع با خلق بہت ہی پسندیدہ بارگاہ خدا عز و جل اس وجہ سے کہ انکو آثار قدرت حکمت کا مظہر دیکھے اور صنعت مبدع کی بنا پر تواضع ہے۔

رشحہ ۱۸ فرماتے تھے کہ طریقہ مراقبہ کا طریق نفی اور اثبات سے اعلیٰ ہے اور جذبہ سے قریب تر ہے طریق مراقبہ سے مرتبہ وزارت اور تصرف کو ملک و ملکوت میں پہونچا سکتے ہیں اور خطرات سے آگاہی ہوتی ہے اور جسکو نظر سے دیکھنا اور کسی کے باطن کو روشن کرنا مراقبہ سے اور ... اور دوام جمعیت خاطر اور دوام توجہ الی قلوب کا ملکہ اسی سے حاصل ہے اور اس معنی کو جمع اور قبول کہتے ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ ابتدا میں جب توجہ ہم جا ہوا اسباب سے ہر ایک کے ساتھ اشتغال بباطن کیا جاتا تھا اپنے اختیار سے اپنے باطن کی آزمایش کے لیے کہ آیا اس صفت کو بقا ہے یا نہیں اس شغل نے کیا فائدہ کیا اور وہ ملکہ باقی رہا۔

رشحہ ۱۹ فرماتے تھے کہ خاموشی چاہیے کہ تین علت سے خالی نہ ہو یا خطرون کی نگاہداشت یا ذکر دل کا مطالعہ کہ گویا ہوا ہو یا احوال کا مشاہدہ جو دل پر گذرتے ہیں۔

رشحہ ۲۰ فرماتے تھے کہ خطرات مانع نہیں بچانا انسے دشوار ہے اختیار طبعی جسکی نفی میں بیس برس ہم رہے اچانک خطرہ اسکی نسبت گذرا اگر ٹھہرا انہیں خطرات کو روکنا سخت کام ہے اور بعضے اسپر ہیں کہ خطرات کا اعتبار نہیں مگر چھوڑنا چاہیے کہ مستقر ہو جاوے اسواسطے کہ استقرار اسکا مجاری فیض میں سد راہ ہوتا ہے لہذا احوال باطنی کی ہمیشہ جستجو کرتے رہنا لازم ہے اور سانس کے مارنے سے اپنے تئین خالی کرنا اور مرشد کے حضور و غیبت میں ظاہرا ان خطرات کے نفی کے لیے ہے جو باطن میں متمکن ہو گئے ہیں اور سبب یہ ہے کہ ہر معنی ایک صورت کے لباس میں ہوتا ہے ہر وقت اپنے تئین خطرات مانع سے جو متمکن ہو گئے ہیں خالی کرنا چاہیے۔

رشحہ ۲۱ فرماتے تھے کہ اگر حیات باقی ہے انشاء اللہ عز و جل پہلا طریقہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کا از سر نو زندہ جاری کرنا چاہیے کہ تربیت کے لیے ہر ایک خطرہ پر مواخذہ کرنا اچھا ہوتا ہے اور آخر حیات میں اظہار ملال کرتے تھے اس اشتغال سے جو تربیت خلق میں رہا اسواسطے کہ جو کچھ انکو پہونچتا ہے اسکی رعایت نہیں کرتے۔

رشحہ ۲۲ حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے بارہا نقل کرتے تھے کہ عبادت کے دس حصہ میں نو حصہ انہیں کے طلب حلال ہے فرماتے تھے کہ کسب کی صورتون میں سے کسانی اور باغبانی اس زمانہ میں نسبت تجارت کے نزدیک تر ہے۔

رشحہ ۲۳ فرماتے تھے کہ اہل اللہ کے ساتھ مدام صحبت رکھنا عقل معاد کی ترقی کا سبب ہے۔

رشحہ ۲۴ فرماتے تھے کہ صحبت سنت ہو کہ ہر روز یا دوسرے روز اس گروہ سے صحبت رکھنی چاہیے اور حفاظت انکے آداب کی کرنی لازم ہے اور جو ظاہری بُعد واقع ہو ہر مہینے یا دوسرے مہینے اپنے ظاہری اور باطنی احوال سے مکتوبات کی عبارت اور اشارت سے اطلاع دینی چاہیے اور اپنے تئین اُنکی طرف توجہ سے مشغول ہونا تا غیبت کلی واقع ہو۔

رشحہ ۲۵ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کی صحبت مین لوگون نے کہا کہ مطلوب نہایت باعظمت ہے آپکے طلب کی ہمکو زبان نہین وہ طلب بھی آپ کی عنایت سے ہے فرمایا تا خیر زبان قابلیت کی وجہ سے ہے حاصل کرتے ہین اور انکو دیتے ہین اور نہین پہچانتے اور نہین جانتے کہ کہان سے ہے۔

رشحہ ۲۶ فرماتے تھے کہ مین ضامن اسکا ہوتا ہون کہ جو اس طریق کی تقلید کرے البتہ تحقیق کو پہونچیگا اور فرمایا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے مجھے اپنی تقلید کا امر کیا اور جس چیز مین اُنکی پیروی کی اور اب کرتا ہون ہر آئینہ اثر اور نتیجہ اُسکا بالتحقیق مشاہدہ کرتا ہون۔

رشحہ ۲۷ فرماتے تھے کہ اس گروہ کو مقام تلوین کے سوا نہین شناخت کر سکتے اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ انکو مقام تمکین مین نہین پہچان سکتے جب کسی نے انکو حالت تمکین مین پایا اور تقلید اعمال کی سے بہرہ رہا بلکہ زندیقی کے بڑے خطرہ مین گر گیا مگر یہ کہ عنایت فرمائین اور اپنے تئین اُسے دکھلائین۔ ختم ہوا کلام آپکا قدس سرہ۔ مخفی نرہے کہ تلوین مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم کی اس سے عبارت ہے کہ سالک کا دل اُن احوال مین جو اُسپر گذرتے ہین پھرتا اور گھومتا رہے۔ اور بعضون نے کہا کہ دل کا کشف واحتجاب مین گردش کرتا ہے اس سبب سے کہ صفات نفس کبھو غائب اور کبھو ظاہر ہوتے ہین اور البتہ سالک کو اس مقام مین شناخت کر سکتے ہین باینجہت کہ احوال اُسکے صفات متقابلہ مین جیسے قبض اور بسط و سکر وصحو وغیرہ رنگ بدلتے رہتے ہین اور تمکین اُنکی اصطلاح مین اس سے عبارت ہے کہ ہمیشہ کشف حقیقت کا انکو ہوتا ہے باینوجہ کہ دل اُنکا موطن قرب مین مطمئن ہے اور البتہ اس مقام مین سالک کو نہین پہچان سکتے اسواسطے کہ صاحب تمکین مرتبہ علم سعہ کو پہونچ گیا ہے اور کھانے پینے اور خرید و فروخت اور سونے اور جاگنے اور تمام صفات بشری مین مثل اہل ظاہر ہو گیا ہے اور اہل تمکین کی تقلید امور طبعی اور ترک ریاضت اور مجاہدات مین باعث خطر زندیقی کا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے لیکن جب کہ تلوین کو اس معنی مین لین جو اصطلاحی قطب الموحدین غوث المحققین شیخ محی الدین بن العربی کا ہے اور اُنکے مقلدین کا قدس اللہ ارواحہم تو اصحاب تلوین کی معرفت صاحب تمکین کی شناخت سے مشکل تر ہے اسواسطے کہ حضرت شیخ قدس سرہ اپنے اصطلاحات مین لائے ہین کہ اکثر مشائخ کے نزدیک تلوین ایک مقام ناقص ہے لیکن ہمارے نزدیک سب مقامات سے افضل اور اکمل ہے اور بندہ کا اسمین وہی حال ہے جو حق تعالیٰ نے اپنی شان مین فرمایا ہے کل یوم ھو فی شان ترجمہ ہر روز وہ ایک شان مین ہے۔ اور تمکین ہمارے نزدیک تلوین مین

تلوین اور مستقر ہوتا ہی۔ حضرت اُستاذی مولانا رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ قدس سرہ نے جو فرمایا ہی کہ تلوین ہمارے نزدیک کامل ترین مقامات ہی وہ نہین ہی کہ ہر وقت سالک ایک تجلی منجملہ تجلیات سے نہایت سے مشرف ہو یا ہر دم اسکو ایک ادراک ادراکات بعیدۂ غایت سے معلوم ہو بلکہ مراد یہ ہی کہ حقیقت آدمی کی بے رنگ اور اصل کے مطابق ہو جاوے کہ عبارت ذات بحت بے کیف دکہے ہی یعنی جہان کہ کل یوم ہو فی شان واقع ہی وہان بھی ہر وقت اُسکی حقیقت سے ایک رنگ نکلتا ہی اور اُسے اپنا تابع کرتا او نسبت اُسکی حقیقت کے سب رنگون سے برابر ہو جاتی ہی بلکہ ہر لحظہ کسی ایک ایک رنگ پر شیونات الٰہی سے عمل کرتا ہی اور در حقیقت خود بے رنگ ہو جیسا کہا ہی بیت ہم رنگ من سنگ من معنیست ز قیدنام ونی قید تزل زشب یارق + اور شک نہین کہ ایسے شخص کا شناخت کرنا جو سب رنگ سے ہی اور سب رنگون سے اسکی نسبت برابر ہو در حقیقت خود بے رنگ ہو مشکل ہوگا صاحب تمکین کی شناخت سے جو ہمیشہ ایک مرتبہ مین مقیم اور ایک رنگ پر ثابت ہی اور مستقیم واللہ اعلم

حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے مرض اور وفات کا بیان

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے خط مبارک سے دیکھا گیا ہی کہ حضرت نے آخری مرض مین اصحاب کو فرمایا ہی کہ نسبت تفرقہ ظاہر کے جو میرے اوپر گذرتا ہی اپنے حال کو اُسپر قیاس نکرو حضور ظاہری اور باطنی کی رعایت کرو ہر چند پریشان ہو اور فرمایا کہ دوست عزیز گئے اور جاتے ہین اور تحقیق وہ عالم بہتر اس عالم سے ہی سبزہ زار نظر آیا ایک نے کہا اچھا سبزہ ہی فرمایا خاک بھی اچھی ہی اس عالم کی کچھ رغبت نہین رہی اسکے سوا کہ دوست آوین اور مجھے بیادین شکستہ ہون اور پلٹ جائین۔ اور اسی مرض مین اصحاب سے فرمایا ہی کہ رسم وعادت کو چھوڑ دو اور جو خلقت کی رسم ہی اُسکے خلاف کرو اور ایک دوسرے کے موافق رہو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت رسوم وعادات بشری کے دور کرنے کے لیے ہی ہر ایک دوسرے کے مقابل ہو اور دوسرے کا اثبات کرو اور سب کامون مین عزیمت کے ساتھ عمل کرو اور حتے الامکان عزیمت سے نہ پھرو صحبت سنت مؤکدہ ہی اس سنت پر ہمیشہ رہو خصوصًا اور عمومًا اور کبھی ترک صحبت نکرو اور جو باتین کہی گئین اُنپر اگر مستقیم ہو ایک نفس کی استقامت تمھارے کو ایسی حاصلات ہوگی کہ میری تمام عمر کی حاصلات ہی اور احوال تمھارے ترقی پر ہونگے اور اگر ان وصایا کو چھوڑ دوگے تو پریشان ہوگے۔ اور اس عرصہ مین کلمہ توحید کو چلا کر کہنا شروع کیا اور آخر عمر مین اصحاب کے روبرو میری نسبت (خواجہ پارسا) فرمایا کہ بائیس برس سے زیادہ ہوگئے کہ میرے اُسکے درمیان دوستی للہ فی اللہ ہی تحقیق وہ نہ بدلیگی اور میرے غائبانہ میرے حق مین فرمایا کہ مین اس سے راضی ہون جیسے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے۔ اور ایک شب میرے اور اُنکے ایک بات ہوئی تھی اور آپ نے مجھے باطن کی نسبت سے مشرف کیا تھا اور اتحاد مین بات کہی اور وہ بات قاب قوسین اوادنے کے مناسب تھی چلتے وقت وہ رات یاد کی اور کہا میرے اور اُسکے درمیان ایک شب ایک بات ہوئی ہی اور وہ جانتا ہی اور کوئی اُس بات کو نہین جانتا اور اس اثنا

اُکید رضا کے لیے یاد کیا اور فرمایا کہ اگر صورت کسی عتاب کی تھی اُسکا باعث محبت اور شوق تھا اور آخری مرض مین
مجھے بہت یاد کیا خلاصہ یہ کہ آپ کی خاطر مبارک کو میری طرف پورا التفات تھا اور مجھے جو امید داری ہے اُس بات
سے ہے اور آخری مرض مین آپ کی باتین رضا و وجد محبت و شوق مین رہین اور کبھو نصیحت اور حکمت اور دعائے
خیر خلق مین تھین اُنھین سے جو آپ کی زبان پر گذرین یہ بیت ہے نظم مانیستانیم و عشقت آتش ست + منتظر کان آتش
اندر سے رسد + ترجمہ ہم نیستان اور ترا عشق آگ ہے + دیکھتے ہین ہم کب آتش لگے + اور مرض کی شدت مین بار بار
فرماتے تھے کہ مین خدمت مین ظاہر باطن کا پہلوان رہا ہون ہل من مزید ہل من مزید کہتے ہے اور کچھ زیادہ ہے اور کچھ زیادہ
کثرت سے کہتے تھے اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کو موجود دیکھتے تھے اور اُنکے ساتھ باتین کہین اور سنی ہین اور اپنی
بے اختیاری جانے اور رہنے مین بیان کی ہے میرے جانے اور رہنے مین دو فریق ہوئے ہو ایک بات پر ہو کہ مین بھی
اُسیر ہوا اور مرض سے دس پندرہ دن پیشتر جانا اختیار کیا ہے اور تاکید فرمائی کہ اس اختیار سے نہ پھرینگا اور سبب
اُنکی شکستگی کا سخت درد سر اور درد کمر تھا اور آپ کے دم ٹوٹنے کا وقت شروع روز دوشنبہ دوسری ماہ رجب
سنہ ہجری تھا اور ذوالقرار کہ سفر کرنا نماز عشا کے بعد چہار شنبہ کی شب بیسوین رجب واقع ہوئی اور روضہ شریف
آپکا موضع توجغانیان مین ہے اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ تعالے سرہ نے لکھا کہ ایک درویش نے علم رہا تھا
اور دل انشان حضرت خواجہ قدس سرہ کے چالیس روز کے قریب بعد وفات آپ کے شب شنبہ اٹھائیسوین شعبان
کو سال مذکور سے حضرت خواجہ کو واقعہ مین دیکھا فرمایا جو کچھ ہمین عنایت فرمایا بالاترُس سے ہے جو اعتقاد محبان کا ہے اور
فرمایا جو کچھ تھا تم مین چھوڑ آیا ہون ایک سوزن آپ کے سامنے تری تھی اُٹھائی وکڑی کی اور فرمایا اس بات کا مظہر
شخص یہ ہے جو اس سوزن کے سرے پر سیدھا کھڑا ہوا اور کسی طرف کو نہ جھکے اور یہ بھی حضرت خواجہ نے لکھا ہے
کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس اللہ سرہ شروع شعبان سنہ سات سو چھیانوے مین سات برس قبل از وفات جغانیان سے بخارا
کو چلے اس نیت سے کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ کی زیارت کرین اور اٹھارہ دن کے بعد پہونچے اور اوائل
شوال مین مراجعت کی عید الفطر کی شب کو بخارا مین تھے ایک نے آپ کے درویشون سے اُس رات واقعہ مین دیکھا
کہ ایک نہایت بڑی بارگاہ ہے اور حضرت خواجہ علاء الدین حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ تعالی سرہما کے ساتھ اُس بارگاہ کے پاس ہین
معلوم ہوا کہ وہ بارگاہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے حضرت خواجہ بزرگ اُس بارگاہ مین حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو گئے اور بعد ایک عرصہ کے باہر آئے بہت ہشاش و بشاش تھے اور فرمایا کہ مجھے یہ مرتبہ ملا
کیا کہ جو شخص میری قبر سے سو فرسنگ کے اندر ہر طرف سے ہو اُسکی مین شفاعت باذن الٰہی کرون اور عطار کو چالیس
فرسنگ کے اندر کے لیے جو اُسکی قبر سے ہو مرتبہ شفاعت دیا اور میرے محبان و تابعان سے ادنے درجہ والے کو اُسکی
قبر سے ایک فرسنگ کے اندر کا مرتبہ شفاعت دیا۔

خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ نواسہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرہ کے اور فرزند بزرگوار حضرت خواجہ علاء الدین عطار
کے اور آپکے ثمرۂ شجرۂ ولایت کے ہین اور صغر سن مین منظور نظر عنایت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے ہوئے تھے مشہور
ہے کہ ایک روز خواجہ حسن لڑکون کی جماعت کے ساتھ باغ فراز مین کھیلتے تھے اور ایک گوسالہ پر سوار ہوئے تھے
اور لڑکے آس پاس دوڑتے تھے اسی درمیان حضرت خواجہ بزرگ وہان پہونچے اور آپکو لڑکون کے ساتھ اس
صورت سے دیکھا فرمایا کہ قریب ہے کہ یہ لڑکا سوار ہو اور شاہان باشوکت اسکی رکاب مین پیادہ دوڑین اور یہ صورت
ہوئی کہ جب خواجہ حسن خراسان مین آئے اور بلغ نا غان مین میرزا شاہرخ سے ملاقات کی مرزا نے ایک خچر لطور پیشکش
اور تحفہ کے پیش کیا اور بہایت خلوص سے جو مرزا کو آپ کے ساتھ تھا چاہا کہ خود آنکو سوار کرائین مرزا آگے آیا اور
ایک ہاتھ مین رکاب خچر کی لی اور دوسرے ہاتھ سے اسکی باگ پکڑی اور آپ کو سوار کرایا اس موقع مین خچر
نے سرکشی کی اور میرزا اسکی باگ پکڑے ہوئے چند قدم آپ کی رکاب کے ساتھ دوڑا اسکے بعد خچر ٹھہرا آپ اترے
اور بخارا کی طرف رخ کرکے نیازمندی اور تواضع کی اور حکایت ایام طفلی کی اور سوار ہونا گوسالہ پر اور وعدہ حضرت خواجہ
کا آپ کے لئے کہ شاہان ذی شوکت میری رکاب مین دوڑینگے مرزا سے نقل کی اور خچر کی سرکشی کا بھید ظاہر ہوا اس
حکایت کا سننا اور اس صورت کا دیکھنا حاضرین کی زیادت الیقین کا حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی نسبت ہوا
حضرت مخدوم نفحات الانس مین لائے ہین کہ حضرت خواجہ حسن بڑا جذبہ رکھتے تھے اور صفت جاذبہ کے ساتھ جسوقت
کہ چاہا ہے تصرف کیا ہے اور اسکو مقام حضور اور شعور سے اس عالم مین کیفیت بیخودی اور بے شعوری کے ساتھ پہونچایا ہے
غیبت و فنا کا ذوق کہ بعضے اہل سلوک کو شاذ و نادر بڑے مجاہدہ کے بعد میسر ہوتا ہے چکھایا ہے اور ماوراء النہر اور
خراسان مین کیفیت انکے تصرف کی طالبان ویزایران مین مشہور رہی جو شخص آپ کے معانقہ سے مشرف ہوتا
گر پڑتا اور دولت غیب اور بیخودی کی حاصل ہوتی ایسا سنا ہے کہ ایک دن صبحکو گھر سے باہر آئے اور ایک کیفیت
غالب تھے تھے جسکی نظر آپکے اوپر پڑ گئی کیفیت بیخودی اسے حاصل ہوئی اور بیخود گر پڑا آپکے درویشون سے ایک شخص صحبت
مبارک کی غنیمت سے ہرات پہونچا آثار جذبہ و بیخودی و حیرت کے اس سے ظاہر تھے کبھی جو بازار دن مین ہوکر نکلتا ایسا
معلوم ہوتا کہ اسکو امر باطنی پکڑے ہوئے ہے اور خلق کی آمد و رفت اور انکی گفتگو سے اسکو خبر نہین ہے ایک عزیز یہی
سلسلہ کا تھا کہ مین انکی خدمت مین جایا کرتا فرماتے تھے کہ اس درویش کا کام صرف یہ تھا کہ صورت خواجہ حسن کا
مراقبہ کرتا اور اسے نگاہ رکھتا اس نگاہداشت کی برکت سے آپ کی صفت جذبہ نے اسمین سرایت کی ہے
حضرت خواجہ حسن نے ایک شخص کے التماس سے جو اکابر وقت سے تھا اور آپ کی نسبت کمال اخلاص
اسکو تھا طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایک مختصر کتاب لکھی ہے اور اسمین سے بعض یہ ہین جو برسم تیمن و تبرک لکھے جاتے ہین —

رشحہ جاننا چاہیے کہ طائفہ علائیہ کا طریق سلوک تمام مشائخ کے اطوار سے بالاتر ہے قدس اللہ ارواحہم اور قریب راستہ مطلب اعلےٰ کیطرف ہے کہ وہ اللہ سبحانہ تعالی ہے اسواسطے کہ وہ اُٹھانا پردہ تعینات کا چہرۂ ذات احدیت سے ہے جو سب مین سرایت کیے ہوئے ہے اور وہ پردہ برداری محویت اور فنا در وحدت سے ہے یہان تک کہ اُسکے جلال کی روشنی تابان ہو اور اُسکے ماسوا کو جلاوے ۔ اور درحقیقت مشائخ دیگر کی نہایت سیر کی ہدایت طریقہ ہے کسواسطے کہ اول انکی آمد صد فنا مین ہے اور سلوک انکا بعد از جذبہ ہے یعنے تفصیل توحید مجمل کا آدم و عالم کی پیدائیش سے یہی مقصود ہے۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون ترجمہ نہین پیدا کیا مین نے جنات اور انسان کو اسلیے کہ میری عبادت یعنے میری شناخت کرین جب چاہین کہ اس نسبت شریفہ کے ساتھ مشغول ہون تو اول چاہیے کہ اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت لی ہے خاطر مین لاوین تاکہ وہ نسبت بیخودی کی پیدا ہو پھر اُس بیخودی کا ساتھی ہو کر اُس صورت اور خیال سے کہ روح مطلق کا آئینہ ہے نقطۂ قلبی کی طرف متوجہ ہون اور اپنے تئین اُس بیخودی کے حوالہ کرین اور جسقدر اُس نسبت کی قوت زیادہ ہوگی شعور اُسکا اس عالم سے کم ہوتا جائیگا اسی کو عدم اور غیبت کہتے ہین اور اسی سبب سے کہا ہے بیت نیستی کا جو کر سکے تو وصل + کام مردون کا کر سکے تو اصل + اور جب اس بیخودی کو پہونچ جاے کہ وجود غیر کا شعور اصلا نہ ہے فنا اسکو کہتے ہین حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ فرماتے ہین بیت سپاس آن عدمی راکہ ہست ما بربود + ز ذوق آن عدم آمد جہان جان ہو جولا پھر کجا عدم آمد وجود گم گردد + زہی عدم کہ چہ آمد وجود از و افزون ترجمہ عدم جو لیگیا ہستی ہماری کا شکر اسی عدم سے کہ ذوق سے جہان جان جولان کہین عدم آیا وجود ہوا بس گم + عجیب عدم کہ بڑھا اسکے باعث اپنا وجود + اور حال عدم کی ترقی اور اس نسبت کی افزونی اور ظہور صفت بیخودی کے مقدمہ مین حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا ہے مصرع دران وجود ر آن بیخودی دہ اگر خطرہ تشویش دے تو حضرت مرشد کے خیال کے حاضر کرنے سے امید ہے کہ دفع ہو ورنہ چاہیے کہ تین بار سانس کو زور سے چھوڑین جس طرح کہ دماغ سے کسی چیز کو نکالتے ہین اُسکے بعد بطریق مذکور مشغول ہون اور اگر خطرہ الساہی بار بار آوے تو چاہیے کہ تحلیہ بطریق مذکور کرکے تین بار کہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ یا ذکرہ اللہ قولا و فعلا و خاطرا و سامعا و ناظرا لا حول و لا قوۃ الا باللہ اور دل کو زبان کے موافق کرے اور دل مین یا فعال کے ذکر سے مشغول ہو اور وسوسون کے دفع کا بڑا قاعدہ ہے اس نسبت کی مہارت اسطرح کرنی چاہیے کہ کسی طرح اس نسبت سے خالی نہو اور ایک دم کو غافل نہو پھر اُسی طریقے سے کام کرے اور ہمیشہ حاضر رہکر گوشہ چشم دل کو اُس نسبت پر رکھے بازار مین اور آمد و رفت و خرید و فروخت کھانے اور سونے مین اُسوقت تک کہ یہ صفت ملکہ ہوجاے اور جب کبھی چاہے کہ کسی مہم مین مشغول ہو تو نہایت زاری سے اپنے حضرت جامعہ مین یہ دعا پڑھے اللہم کن وجہتی فی کل وجہۃ و مقصدی فی کل قصد و غایتی فی کل سعی و ملجای و ملاذی فی کل شدۃ و ہم و وکیلی فی کل امر و تولنی تولی محبۃ و عنایۃ فی کل حال حضرت خواجہ حسن قدس سرہ

جیسا کہ طریقہ سلسلۂ خواجگان کا ہے قدس اللہ ارواحہم بار بیماران اپنے اوپر لیتے تھے اور جس سفر مبارک حجاز کے ارادہ سے شیراز میں آئے ہیں ایک شخص کو وہان کے اکابر سے جو آپ کے ساتھ اخلاص تمام اسکو تھا ایک مرض لاحق ہوا حضرت خواجہ اسکی زیرباری میں بیٹھے اور وہ تندرست ہوگیا اور خواجہ بیمار ہوئے اور اُسی مرض میں رحلت کی اور آپکا انتقال شب دوشنبہ شہر ذیحجہ سنہ آٹھ سو چھپن میں ہوا اور آپ کی نعش مبارک شیراز سے ولایت چغانیان میں جہان وطن آپ کے والد کا ہے لیگئے ہیں اور آپ کا فرزند بزرگوار حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کی دختر سے تھا خواجہ یوسف عطار علیہ الرحمہ کہ اُنکو شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کے ساتھ خط کتابت رہی ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کی مجلس میں ذکر ہوتا تھا کہ بعضے بزرگان طریقت قدس اللہ ارواحہم نے ذکر کے وقت حبس نفس کا حکم دیا اور اسکو ذکر کا شرط کیا ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ حبس نفس ہنود کا طریق ہے اس طریق کی جو کچھ شرط ہے حبس نفس ہے حبس نفس ہے یہ بات خواجہ یوسف علیہ الرحمہ تک پہونچی کہ شیخ بہاء الدین عمر نے اُس طریق کو علاج کیا ہے حضرت شیخ کو لکھا کہ ایسا سنا گیا ہے کہ آپنے حبس نفس کے طریق کی نفی کی ہے اور فرمایا ہے کہ کسی نے مشائخ طریق قدس اللہ ارواحہم سے اسکا حکم نہین دیا حالانکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے اور اُنکے خلفا قدس اللہ ارواحہم نے طریقہ ذکر مین حبس نفس کا ارشاد کیا ہے کیا بات ہے کہ آپ نے اُسکی نفی کی۔ حضرت بہاء الدین عمر قدس سرہ نے خواجہ یوسف علیہ الرحمہ کے جواب مین ایسا فرمایا ہے کہ ہمارا مقصود اس بات سے نفی اُنکے طور کی نہ تھی اور جواب مین اجمال اور ابہام فرمایا ہے۔

شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ

یہ خواجہ حسن کے بڑے اصحاب اور خلفا سے ہین ورزش نسبت مین اُنکا طریق رابطہ رہا ہے ایک دن حضرت قاسم تبریزی قدس سرہ کی ملازمت مین آئے حضرت سید نے اُنسے کہا وہی نسبت اور طریقہ تمہارا خوب ہے اور اُسکی ورزش طریق رابطہ کو پسند فرمایا ہے حضرت نے ایک دن اُس مجلس مین کہ بہت آدمی تھے فرمایا کہ ابتدا مین ہمکو اتفاق صحبت کا ایک شیخ کے ساتھ ہوا فرمایا کہ ہم اُسکا نام نہین لیتے اور اُس مجلس مین ملاحظہ کے سبب نام اُسکا نہ لیا لیکن خارجاً معلوم ہوا کہ وہ شیخ عبد الرزاق تھے اور چاہتے تھے کہ میری نسبت تصرف ظاہر کرے اور دست برد ہے صحبت بہت خالی تھی اور بہت آدمی بزرگ موجود تھے مین نے اپنے کو اپنی نسبت پر مقرر کیا اور اپنی نسبت کو خود مضبوطی سے نگاہ رکھا وہ اس بات کو پاگیا اور زیادہ تصرف کے درپے ہوا اور دونون آنکھین میرے اوپر جمادین اور سراپا میری طرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ میرے اوپر بار ڈالے مین نے سبقت کی اور میرے شانہ پر اور دست مبارک بائین شانہ پر رکھا م ایک بار تھا اُسکے حوالے کیا اور چونکہ مراد اُسکی تصرف کا دور کرنا دل مین تھا پیش لگیا اور تو بھی اُسکے کچھ اثر نہوا بار اُسکے اوپر پڑا ایسا متاثر ہوا کہ پسینا اُسکی پیشانی پر آگیا سر سے ہوا مین کچھ [illegible]

کہ پیرا و عزیز تھا آخر کو مین نے اسکے حوالے کیا تا کہ جو تصرف وہ چاہے کرے وہ اس بات پر حاضر ہوا پھر تصرف کے درپے ہوا
با انہمہ کام نکر سکا مجھے شرم آئی کہ تو یا منفعل ہو مین اسیوقت اُٹھا اور باہر چلا آیا

مولانا حسام الدین پارسا بلخی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

یہ حضرت خواجہ علاءالدین عطار کے خلفا سے ہین اور آغاز احوال مین حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہ کی
صحبت مین مشرف بشرف قبول تھے لیکن حضرت خواجہ نے اُنکی تربیت خواجہ علاءالدین کے حوالے کی اور
وہ آپ کی ملازمت مین درجۂ تکمیل و اکمل کو پہونچے آپ مین کمال پرہیزگاری اور تقوے اور رعایت آداب
شریعت تھی اور اپنے احوال و اوقات کی محافظت مین اہتمام تمام رکھتے تھے حضرت فرماتے تھے کہ جب ہرات
سے مین مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کی صحبت کے ارادہ سے چلا بلخ مین آپ سے ملاقات ہوئی بہت خواہش
کی کہ طریقہ خواجگان بیان کرین اور اُنسے طریقہ لون ہرگاہ کہ مولانا یعقوب کی ملازمت کی نیت تھی مین نے قبول
نکیا بہت مبالغہ کیا خاطر اُسطرف نگئی آخر فرمایا مجھے اسقدر مجال دو کہ اس طریق خاص کا بیان کرون شاید کہ
کسی وقت تمھاری خاطر کہ بعضے کو اس طریق سے تربیت کرو اور ممکن ہی کہ لوگ تمسے اس طریق کی خواہش
کرین خیر تمھین معلوم رہے اسکے بعد وہ طریق بیان کیا اور فرمایا کہ بہت آدمیون کی استعداد اس طرح کی ہوتی
ہی کہ اس نسبت پر تھوڑے عرصہ مین اسقدر جمعیت حاصل ہو جاتی ہی کہ بہت مدت مین اس نسبت بغیر
حاصل نہین ہوتی اور اس طریق کا جاننا تمکو ضرور ہوگا اتفاقاً جب تاشکند مین پہونچا ایک جماعت آئی اور مجھسے
طریق خاص کی خواہش کی معلوم ہوا کہ مولانا حسام الدین اسیوجہ سے وہ تمام اصرار فرماتے تھے اور یہ بھی
حضرت نے فرمایا کہ مولانا حسام الدین کے اوقات شیخ بہاءالدین عمر ملکہ شیخ زین الدین خوافی کے اوقات سے
باوجود کثرت اوراد و اذکار اُنکے زیادہ مستحکم تھے کمال سعی اور اہتمام رعایت اوقات اور احوال کی حفاظت مین کرتے
تھے صبح سے عصر کے وقت تک سوا وقت قیلولہ کے تجویز کی تھی کہ لوگ آپ کی ملازمت مین آمد رفت کرین اور نماز عصر
کے بعد سے صبح تک کوئی شخص اُنکے پاس نہ جاتا اُنکے اوقات بہت مضبوط اور محفوظ تھے نماز تہجد اور اشراق
و چاشت اور تمام سنتون کو لازم رکھتے تھے اور یہ عبادات اور تمام آداب شریعت خاطر جمعی کے ساتھ اُنکو حاصل تھے
اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا حسام الدین کہتے ہین ہرچند جمعیت خاطر ہو لیکن وقت طعام بسم اللہ کہنا منافی
نہین اور چاہیے کہ ترک نہو۔ اور حضرت سے سنا ہی کہ فرماتے تھے مولانا حسام الدین سے مین نے پوچھا کہ ابتداے
کار مین طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے اندر ذکر کا ارشاد کسواسطے کیا ہی آپ نے جواب دیا کہ اس مقام پر
ذکر درجات کی بلندی کے سبب ہی

مولانا ابوسعید رحمہ اللہ

یہ خواجہ علاء الدین عطار کے اصحاب عظام سے ہین حضرت خواجہ کے انتقال کے بعد خواجہ حسن کی خدمت اور صحبت مین رہے ہے حضرت فرماتے تھے کہ سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی نظر ہمیشہ مبدء پر تھی اور معنی توحید کا اُنپر غلبہ تھا جو حادثے اور حادثے اس عالم کے پیدا ہوتے حضرت سید آپ کو مشرب توحید کے موافق اُنپر چھوڑ دیتے اور اُسکے مقتضا پر معاملہ اس سخن کی تقریب سے فرمایا کہ جس عرصہ مین حضرت خواجہ حسن عطار قدس سرہ خراسان مین آئے تھے اور ہرات مین حضرت سید قاسم قدس سرہ کے لنگر مین گئے اور اُنسے ملاقات کی اور حضرت مولانا ابوسعید بھی خواجہ حسن کی ملازمت مین تھے جب حضرت سید کی صحبت مین بیٹھے مولانا ابوسعید کی خاطر مین آیا کہ حضرت سید کے باطن مین تصرف کرین اور اس مقام مین جو کر مستعد اس کام پر ہوئے حضرت سید واقف ہوئے کہ مولانا ابوسعید کا داعیہ تصرف ہوا ہے کہ اہل توحید کا مشرب ہوا ہے یعنی حضرت مولانا ابوسعید کے واسطے چھوڑ دیا اور اُنکے تصرف پر راضی ہوے حضرت مولانا نے پورا تصرف کیا اسواسطے کہ حضرت سید کو ایک ذہول اور غفلت ہوئی اور ایک ساعت خوب اپنے سے غائب رہے افاقہ کے بعد سر اُٹھایا اور حضرت مولانا ابوسعید سے کہا بارک اللہ بارک اللہ کرم آپنے کیا اور عنایت فرمائی حضرت خواجہ حسن اور مولانا ابوسعید دونون اُس صورت سے شرمندہ اور منفعل ہوئے ہین اور جب باہر آئے خواجہ حسن نے مولانا ابوسعید کو اُس بے ادبی پر ملامت کی ہے

خواجہ عبداللہ امامی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اصحاب حضرت خواجہ علاء الدین سے ہین قدس سرہ فرمایا کہ اول بار جو مین حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کی صحبت مین ہوا یہ بیت پڑھی مثنوی رو دوگم شو وصال اینست وبس + گم شدن گم کن کمال اینست وبس ترجمہ جا گم اسمین ہو کہ ہو یہ ہی وصال + تو نرہ اصلا کہ ہو یہ ہی کمال + آپ نے ایک بڑے سادات کے التماس سے طریقہ خواجگان مین رسالہ مختصر نہایت مفید لکھا ہو کہ اُسمین سے بعض معنی یہ ہین جو تبرکًا لکھے جاتے ہین رشحہ طائفہ علائیہ کی توجہ کا طریقہ اور اُنکی نسبت باطنی کی پرورش کا ایسا ہو کہ جب چاہین کہ اُسکے ساتھ اشتغال کرین پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت پائی ہو خیال مین لائین یہان تک کہ حرارت کا اور اُنکی کیفیت معہودہ کا اثر پیدا ہوا اور اُسکے بعد اس خیال کو نفی نکرین بلکہ اُسنے نگاہ رکھین اور آنکھ کان اور سب قوے کے ساتھ متوجہ بقلب ہون کہ وہ حقیقت جامعہ انسانی ہو اور مجموعہ کائنات کا علوی وسفلی اُسکا مفصل ہو ہرچند وہ حلول سے اجسام مین منزہ اور مبرا ہو لیکن ہرگاہ اُسکے اور اس قطعہ لحم صنوبری کے درمیان نسبت ہو تو اس صنوبری کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور چشم وفکر وخیال اور جمیع قوے کو اُسپر جھکا دینا لازم ہو اور اُسکا حاضر ہونا چاہیے اور دل کے دروازہ پر بیٹھنا اور ہمکو شک نہین کہ اس حالت مین کیفیت غیبت اور بیخودی کی مُنہ دکھلانا شروع کریگی اُس کیفیت کو ایک راستہ فرض کر لینا چاہیے اور اُسکے پیچھے پیچھے جانا اور جو فکر پیش آوے اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے

اُسکی نفی کرنی چاہیے اور اُس جزوی کے ساتھ مشغول نہونا اور اُس جگہ مین بالکل گرفتاری جب تلک وہ نفی نہو التجا
اُس شخص کی خدمت سے کرنی چاہیے اور اُسکو نگاہ رکھنا اور جسوقت وہ نسبت پھر پیدا ہو اُسوقت خود وہ صورت
نفی ہوجاتی ذکر چاہیے کہ شخص متوجہ اُسکو نفی نکرے اور اگر بالفرض وہ صورت وسوسہ کی دور نہو چند بار اسم جلالہ
کے ساتھ بسبب معنی دل مین مشغول ہو کہ البتہ دفع ہوگی اور اگر اُس سے بھی دفع نہو چند بار تامل لا الہ الا اللہ مین کرے
اس طریق سے کہ لا موجود الا اللہ تصور کرے اور وہ وسوسہ جو تشویش دیتا ہے خواہ کسی قسم کا ہو چونکہ ایک موجود ہی
موجودات ذہنی سے بالتحقیق اُسکو حق سبحانہ کے ساتھ قائم دیکھے بلکہ عین حق جانے اسواسطے کہ باطل بھی بعضے
ظہورات حق سے ہے اور شک نہین کہ اس تامل مین ذوق آوے اور نسبت عزیزان کو قوت حاصل ہو اور اُسوقت
اُس فکر کو بھی نفی کرے اور حقیقت بیخودی کی طرف متوجہ ہووے اور اُسکے پیچھے جائے اور اگر لا الہ الا اللہ کے دل مین کہنے
سے بھی حضور نہو اور وسوسہ چند بار جہر سے کہے اور الا اللہ کو مد دے اور بڑھا کے اور دل مین اُتار جاوے اور اُس شغل
مشغول ہو کہ بہت ملول نہو جائے اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا ترک کرے اور جانے کہ جب تک غیبت اور بیخودی
اور نسبت عزیزان ترقی مین ہو حقائق اشیا مین فکر کرنا اور جزئیات مین دھیان لگانا عین کفر ہے مصرع
باخودی کفر و بیخودی دین ست ترجمہ باخودی کفر بیخودی دین ہے + بلکہ اسما و صفات حق سبحانہ مین بھی اُسوقت
فکر نکرنا چاہیے اور اگر ہو سکے بھی تو اُنکو نفی کرنا چاہیے اُن طریقون سے جو مذکور ہوے اگر کوئی کہے کہ اس صورت مین
نفی حق لازم آتی ہے ہم جواب دیتے ہین کہ حق کو حق کے لیے نفی کر سکتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے فرمایا
ہے پس اگر فکر حق صرف مین ہو ہر چند نفی اُسکی کرو چاہیے کہ زیادہ ہو اسواسطے کہ حق کسی کی نفی سے منتفی نہیں ہوتا اور نہ زائل
ہوا اور نیز اس طائفہ علیہ کی روحانیت کا مطلب توجہ نیستی ہے کہ وادی حیرت کی سرحد ہے اور انوار ذات کی تجلی کا
مقام ہے اور وہان توجہ نہین رہتا اور اسماء صفات مین فکر بیشک اس مرتبہ سے ادنیٰ ہے اور چاہیے کہ بازار مین
اور گفتگو مین اور کھانے اور پینے اور سب حالات مین اپنی اُس حقیقت جامعہ کو نصب العین کرے اور اُسکو ظاہر
جانے اور جزوی صورتون کے ساتھ اپنے حضرت جامعہ سے غافل نہو بلکہ سب چیزون کو اُسکے ساتھ قائم جانے
اور کوشش کرے کہ اُسکو تمام بھلی اور بُری چیزون مین مشاہدہ کرے تا کہ اُس جگہ پہونچے کہ اپنے تئین سب مین
دیکھے اور تمام اشیا کو اپنے جمال باکمال کا آئینہ سمجھے بلکہ سب کو اپنے اجزا جانے مصرع نیک و بد سب جزو مین دو رویش کے
اور بات کہتے وقت بھی چاہیے کہ اس مشاہدہ سے بیخبر نہو بلکہ گوشہ چشم دل اُسکی طرف ہو اگرچہ ظاہر مین دوسری
چیزون مین مشغول ہو بیت از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش + اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جہان ترجمہ
اندرون سے آشنا باہر سے بیگانہ کی شکل + اس طرح اچھی روش ہوتی ہے کم دنیا مین بس + اور ہر چند صحبت زیادہ ہے نسبت
قوی تر ہوتی ہے جب اُس مرتبہ کو پہونچے کہ دل اور زبان مین فرق نکر سکے اور خلق اُسکے حجاب حق سے اور حق اُسکا

حجاب خلق سے ہو اُسوقت ممکن ہے کہ صفت غضب سے اور اشخاص میں تصرف کرے اور اجازت ارشاد اور دعوت خلق حق
کی اُس شخص کو ہو جو اس مرتبہ کو پہونچے اور چاہیے کہ اپنے تئین غصہ کینہ سے نگاہ رکھے کہ غصہ ہوا باطن کو نور معنی سے
خالی کرتا ہے اور اگر غصہ واقع ہو یا قصور ہو جائے کہ کدورت سخت طاری ہو اور سررشتہ نسبت کم یا ضعیف ہو جائے
تو غسل کر ڈالے اور اگر قوت مزاج وفا کرے تو ٹھنڈے پانی سے کہ بہت صفائی دیتا ہے ورنہ گرم پانی سے اور
کپڑے پہنے اور خالی جگہ میں دو رکعت ادا کرے اور چند بار سانس زور سے کھینچے اور اپنے تئین نالی کرے اور پھر
اُسی طریق سے متوجہ ہو اور نماز میں بھی اپنے دونوں جامع کے سامنے تضرع وزاری کرے اور بالکل اُسکی طرف
متوجہ ہو اور جانے کہ حقیقت جامعہ تمام ذات وصفات الٰہی کی مظہر ہے کہ حق سبحانہ نے اُسمیں حلول کیا ہے بلکہ ایسی
ہے کہ جیسی صورت آئینہ میں ہو پس یہ عجز اور نیازمندی حق سبحانہ کے سامنے ہوگی

شیخ عمر بازیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کے اصحاب سے ہیں اور آپ مقبول کمال آپ کے تھے حضرت نے
انکو دیکھا ہو اُسے نقل فرماتے تھے کہ شیخ عمر کہتے تھے مشائخ عراق نے مشائخ خراسان کو خط بھیجا کہ
ہمارے جو احوال و مواجید ہیں اُنکے معانی کی تعبیر ان الفاظ سے کی ہے تحصیل میں کیا کلام ہے اور چند الفاظ کہ اہل مجاہدہ ومکاشفہ
کے اصطلاحی ہیں لکھ بھیجے خراسان کے مشائخ نے یہ صورت ماوراء النہر کے مشائخ سے عرض کی اور اُنھوں نے
مشائخ ترک سے پوچھا مشائخ ترک نے فرمایا ہم یہ نہیں جانتے ہمارا جواب یہ ہے کہ بارچہ بخشی بزیتمان وبارچہ بغدادی
پزیتمان یعنے سب خوب ہیں ہم بُرے ہیں سب گیہوں ہیں ہم بھوسہ ہیں یعنے اصل کام اس طریق میں نقصان نفی وجود ہے

مولانا احمد مسکہ رحمہ اللہ

یہ منجملہ اصحاب حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے ہیں اور آپ کے ملازم اور خدام آستانہ سے حضرت نے
فرمایا کہ ایک دن مولانا محمد مسکہ نے ابتدائی احوال میں حضرت خواجہ سے اجازت مانگی کہ بدخشان میں اپنے عزیز
اقارب کے ملنے کے لیے جاوے اور بدخشان سے پھرنے کے وقت راستہ میں ایک جگہ پہونچے کہ ایک غول صحرائی
لڑکوں کا پانی میں اتر کر نہا رہا تھا مولانا احمد کو وسوسہ انکے دیکھنے کا ہوا اور یہ دغدغہ اُسپر غالب ہوا
اور اُسکو بیقرار کردیا اُسکی خاطر میں آیا کہ ایکبار دیکھوں اور اس تشویش سے خلاص ہوں آگے جاکر ایک لحظہ
اُنکو دیکھا اور پھر آیا اور جب حضرت خواجہ کی صحبت سے مشرف ہوا اتفاقاً ایک جمع کثیر اور مجلس بزرگ منعقد ہوئی
تھی حضرت خواجہ برسر جماعت مولانا احمد کیطرف متوجہ ہوئے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم میں محاسبہ ہے اُس
زمانہ سے کہ ہمارے سامنے سے گئے اور واپس آئے اس مدت میں جو کچھ تمھارے اوپر گذرا اُسکو بسبیل اجمال
بیان کرو مولانا احمد بیان کرچلے اور بہت کچھ کہا جب نظارہ دختران کے قصہ پر پہونچے تو اُسکو بیان نہ کرسکے حضرت

خواجہ نے فرمایا کہ کچھ باقی رہا ہو جو تم نے نہین کہا البتہ کہنا چاہئے چارہ نہین ہو اور اگر تم نہ کہوگے ہم کہدینگے اور تمکو
رسوا کرینگے مولانا احمد نہایت مضطرب ہوتے اور کوئی علاج بجز افشا اُس راز کے نہ دیکھا آخر الامر نہایت شرمندگی
سے تمام تر قصہ بیان کیا حضرت خواجہ نے مولانا احمد سے منھ پھیرا اور فرمایا کہ جوان گرم رد کو دیکھو مولانا احمد
کہتے تھے کہ مین اُس مجلس مین دہشت اور خجالت سے ایسا ہوگیا کہ نشان میری ہستی سے باقی نہ رہا تمام وجود میرا
گویا کہ جان آنکھین سے نکل گئی اور بالکل اپنے سے مین خالی ہوگیا

درویش احمد سمرقندی رحمہ اللہ

کنیت اُنکی ابوالیامن ہو اور لقب جمال الدین اور نام اُسکا احمد بن جلال الدین محمد سمرقندی اگرچہ
درویش احمد ظاہر مین مرید شیخ زین الدین الخوافی قدس سرہ کا ہو اور حضرت نے اُسکے لیے اجازت نامہ لکھا ہو اور اُسکے
آخر مین اپنا نام مبارک اور تاریخ کتب ایسی لکھی ہو کتب ہذہ الاحرف العبد الفقیر الی الکرم الوافی زین الخوافی
ثبتہ اللہ علی قوانین اہل الطریقۃ واوصلہ الی ذروۃ مقامات الکمل من ارباب الحقیقۃ تذکرۃ للولد الاعز البیار
احمد السمرقندی فتح اللہ علیہ ابواب الحقائق وعرفہ التمییز بین الدرجات والدقائق فی رجب سنۃ احدی عشرین
وثمانمائۃ فی بعض نواحی ہرات صینت عن الآفات لیکن حسب حقیقت مشرب اہل توحید وجود اُسپر غالب تھا
اور خاندان خواجگان سلسلہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم سے تولا اور محبت کرتا تھا اور سفر خراسان وعراق اور
حجاز اور ماوراء النہر سے پیشتر حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی صحبت مین اکثر حاضر ہوتا رہا اور حضرت
کی مجلس شریف کی برکات سے بہرہ مند بخوبی تمام ہوا اور بعد از مفارقت صوری اور مہاجرت ضروری
کے ہمیشہ آپ کی صحبت اور خدمت کے جاتے رہنے پر اظہار حسرت اور ندامت کرتا رہا جیسا کہ اُن خطوط مین جو اُسکو
لکھے یہ مضمون واضح ہو اور اُنھین مکتوبات سے یہ مکتوب خط مبارک درویش احمد سے شہادت کے واسطے
نقل ہوا ہو وہذا ہو المکتوب ایدہ سبحانہ تعالی مشرقیان ومغربیان گیتی را الفرجہ عزا وتلالہ غرہ مصفا آن نور دیدہ مردم عالم کہ مردم
دیدہ خواص انام مست تجلی الانوار السبحانی ومنبع مہبط آثار رحمانی پرتو شعاع خلق ارواح شبنم ہوا سے
اربعین مصباح المستبدع سلالتہ من العنصر العظیم المستخرج فصالتہ من اروقۃ الکریم نضیر ریاض التحقیق قطرہ
حیاض التوفیق عنوان صحائف الطریقۃ لمعان لوائح الحقیقۃ شہاب فلک الدرایۃ دری سماء الولایۃ دائرۃ نقطۃ
الالباب نقطۃ دائرۃ الاقطاب سکینۃ قلوب العاشقین علاء الحق والملۃ والدین شمس الاسلام والمسلمین المخصوص
بالطاف رب العالمین مخدوم کہ زجاجہ دل محبان بفروغ زیت وجود او نور علی نور ست وخطبہ بدر بلت لسان
صدق فی الآخرین بمور واذکار او مذکور البسہ اللہ لباس المجد والجلال واسکنہ مقاعد الابدال براہ شعاد سعادت
جاودانی ومربع اقبال نامتناہی ارزانی دارد وہو المجیب لمن دعاہ والقادر علی القبول والاعطا

نظم خدای عزوجل نور این سعادت را + چو آفتاب بر ایوان آسمان دارد + صحیفة تکتبی ارق من نسیم الاسحار +
وحدیقة حبی اریج من شمیم الازهار + ادای اقصے غایات العبودیة ومدی نهایات العبودة ازین خفیفض نیازمندان
ذره معانی نازکستند معالی واعزازست تبلیغ می افتد شعر الا یا نسیم الریح من ارض بابل تحمل الی اهل الخیام سلامی + وعرضه
امیدمندان استان کاخیم گردلی و روحانی دعوه ووثقی زمنی نزانی که فیض اعتصام حبل متین آسمانی است آن دودمان
آفتاب اضاءت که شمع هدایت سراسر جهان در ظلمات ثابت ست بیت لقاء هم عصمة الدنیا وعند هم + صحف
علے سنیة الایام منسدل + مسکین غریب شکسته تنها بنده مخلص محب متخصص که غریق بحار فراق و حریق نوائر اشتیاق
است امید که کمینه نعلین بردار آن عتبه است بچهره مینے زمین آن درگاه که نمونه عتبه عرش است بسیار و بنا تبتین مژه گوشهٔ
و دامن چهره رنگار خاک آن سرکوی دولت که موقف سبا است بختیاران و مطاف کرامت نیک بختان است
می روید و طلب حضرت حاشیه آن بساط مبارک که بوسه جاے طبقه اهل السعادت می بوسد و در قبول خدمتگاری
مساعدت انبیاء اولیا بعادات الرحمن علیهم در قدس اسرار و احمیم تشفیع می ورد که درین مدت تقصیر علے الدوام
جوامع همت و دوافع نهمت بر آن مقصور بوده است که بهر نوع که دست دهد خویشتن را در آن صف نعال جای ساخته آید
لیکن چون حول احوال و معقد آمال و آجال حجاب موانع و نقاب تعذر در روے کار این بیچاره کشیده است
و زنجیر تقدیر سلسله مشیت در زندان حرمان و هجران محبوس گردانیده جز صبر و تسلیم روے ننموده است بیت
الیسی زجیران … هم نمی تواند زد + که نقشبند حوادث ورای چون و چراست + ما کل ما یتمنی المرء یدرکه تجری
الریاح بما لا تشتهی السفن + روز و شب بادم آتشین صباح و آه عنبرین مراح رواح گاه هوار آگاه آتشین می بسته آ
و صبا را … تحریر میداده که این چنین قدر … وقت دگر این شکسته افگنده که بعد از آن که آفتاب سعادت بر سر این مخلص تافت و همای
عزت سایه همت بر این محروم انداخت و در کنف سایبان اهل الحق مظله مدتی مدید طفیلی بوده … بعد نور … در مطرح آثار
انوار حضور شهد حق و مشرح الصحار النظار حقیقت است الذی یقصد الیه القاصدون والصادقون و یغبطا الاولون والآخرون
روزگار مطالعه آیات بینات الهی نموده شواهد اعجاز دلائل اعجاز نامتناهی مشاهده کرده براهین ساطعه و حجج واضحه
ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علے قلب بشر از حجب غیب و استار لاریب نظاره کرد ناگاه دست نامرادی رقم
مباینت بر لوح آن ملازمت کشید و کارگذاران این خیمه آبگون که فراشان کلمه ابداعیان کن فیکون انداخته این
گدای بر راحله فراق بر بستند و از آن مرکز عز و اقبال که محل اعلای کلمة الحق است در اکناف آفاق و اطراف اقطار
پریشان کردند بیت وان کنت لا ارضی بوصل منقطع + فها انا راض بوالتی فی خیالها + بیت یارب چه عهد بود که عهد وصال جان
در گلشن امید نسیم شمال بود + آسوده بود دل ز فراق و بسوخت جان + هر دم ز دوست تازه نوید جمال بود + گیتی چنان
ربود ز ما عهد آن وصال + گفتی مگر در آئینه جان خیال بود + امید از مکون کون و مکان و مقدر کن فکان آنست که کمیا

دیگر خاک آن درگاہ کہ کحل الجواہر اہل دید است بزودی در دیدہ ستمدیدہ کشیدہ آید والکنون کہ میدان حیات تنگ شد دعای
رحیل مقرعہ تحویل خواہد جنبانید و آفتاب جان روی بمغرب اہد خواہد آورد و مرغ آتشی از دامگاہ اقفسے پرواز خواہد کرد و طائر
ہمایون عرشی این قفس چار در فرشی را پدرود خواہد نمود و چنانکہ ہست دبود و خواہد دست تولا در دامن عاطفت آنحضرت
زدہ آید و بوسیدن آن پای کہ تاج سروران است کار آن سرای ساختہ آید انشاء اللہ العزیز **بیت**
سر رشتہ بدست تست من دست آموز + چون سوی خودم کشی لبسر بازم **بیت** چنین کہ من ز فراقت بسر درآمدہ ام
گرم تو دست نگیری کجا توان برخاست + علیہ اعتمادی فی ہذہ الامنیۃ وعلیہ التوکل وبہ استعین آری اگر در نماز در
اول تحریم و تکبیر دل حاضر باشد در آخر تسلیم جان ناظر عیبہا و غفلتہا کہ در میانہ رود آنرا اکرم عمیم بعفو در پیگیرند و آن طاعت
شکستہ بستہ را در می پذیرند کرم از آن بیشتر نتواند بود و رحمت از آن فزون تر صورت نتواند بست شفقت بر فرو ماندگان
از آن وافر تر تصور نتواند کرد انشاء اللہ و سہ این چند سطر کہ رقعہ نیاز است و بعرق تشویر و قلم دہشت بر بیاض خجالت ثبت افتادہ
در آن حضرت محلے یابد و فتراک قبول این فرو ماندہ را دست آویزی تو نامزد شود **بیت** جارت سلیمان یوم العرض قبرۃ
اتت بہ جاء جراد کان فی فیہا + ترنمت بلطیف القول واعتذرت + ان الہدایا علے مقدار مہدیہا + ہدیہ ردمکن اگر کا
کہ پای ملخی تحفہ بر سوی تخت سلیمان آرد حالیا روی نیاز بر آستانہ بے نیاز می مالد و زار زار بہ درد دل می نالد باشد کہ
بحکم العود احمد از این سوی دری بگشاید و از آن جناب اشارتے آید کہ عود + احمد و آ اعود اسلے دہائے عود مصرع
باز آ کہ در نیاز میانم داشت + **بیت** شود میسر آیا در نہان ایم + کہ باز با تو دمی شاد مانہ بنشینیم + بگوش دل سخن
دلکشای تو شنوم + بچشم جان رخ راحت فزای تو بینیم + اگرچہ درخور تو نیستم قبولم کن + اگر بدم من و گر نیک چون کنم انیم +
خدام آنحضرت و ملازمان آنجناب یالیتنی کنت معہم فافوز فوزا عظیما علے الخصوص خواجہ نیک بخت مقبول آنحضرت خواجہ
کافور سلمہ اللہ با جمیع اہل بیت از مخلصان دعا و تحیت قبول فرمایند و آرزومندی زیادہ از آن دانند کہ بتحریر بیان آن
توان کرد **بیت** و توجع الایام کو رس فراقنا + للہ بجت الآفاق شہب الذوائب + فی غرۃ محرم سنۃ اثنی وعشرین و
وثمانمائۃ تسوید این لدعام ناتمام بتطویل انجامید و سیاقت این نیاز نامہ بکثرت شد ولیکن غمزدگان فراق و ماتم رسیدگان
اشتیاق را معذور باید داشت **بیت** نہ چندان آرزومندم کہ وصفش در بیان آید + وگر صد نامہ بنویسم حکایت بیش از آن آید
ہموارہ سدہ عالیہ مقصد ارباب سعادت باد بمنہ و یمنہ حضرت فرماتے تھے کہ شیخ زین الدین الخوافی علیہ الرحمۃ
اوائل مین درویش احمد سمرقندی کے ساتھ بڑا اہتمام رکھتے اور اُسکے کام چلانے مین خاطر متوجہ کرتے اور اسکو
جامع مسجد کے ہرات ایک حجرہ مین واعظی پر مقرر کیا تھا اور ہفتہ عشرہ شہر مین ٹھہرتے اور اُسکی مجلس مین آتے اور
اہل شہر کو اُسکے وعظ سننے کی ترغیب فرماتے اور اُسکی مجلس کی جمعیت مین بڑا اہتمام رکھتے اور لوگون کو امر کرتے کہ
اُسکے ہاتھون پر بیعت کرو چند روز کے بعد درویش احمد سے بہت رنجیدہ ہوئے اور اُسکی تکفیر کی اور لوگون کو

اُسکی مجلس سے نفرت دلاتے اور بہت منع کرتے اور بالکل اُس سے دل ہٹا لیا اور اُنکے رنج خاطر کا سبب یہ تھا کہ درویش احمد بر سر منبر حضرت سید قاسم قدس سرہ کے ابیات بہت پڑھا کرتے اور آخر مجلس مین بھی فرماتے تا کہ قوال اشعار سید قاسم کے گاتے تھے اور ہر چند حضرت شیخ اُسکو روکتے باز نہ آتا اور اس جہت سے درویش سے وہ نہایت رنجیدہ خاطر ہوگئے تھے یہان تک کہ درویش کی مجلس وعظ مین سات آٹھ آدمی سے زیادہ نرہے حضرت نے فرمایا کہ رنجش اور غضب حضرت شیخ کے بعد از ان ہوئی ہو کہ مین ہرات سے جانب حصار وطن کے حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ کی ملازمت کو گیا تھا اور تین مہینے اُس سفر مین رہا جب ہرات مین پھر آیا درویش کی صورت حال اور حضرت شیخ کا غضب اور کیفیت اُسکے وعظ کی اس نہج پر کہ واقع ہوا تھی مین نے سُنی مجھے بہت ملال ہوا اور اُسوقت مجھے درویش سے چندان آشنائی نہ تھی ایک دن ایک دروازہ سے شہر مین آتا تھا درویش چلا وا اپنے سامنے آیا اور گھوڑے سے اُترا اور کہا آپ کی صحبت کی نیت سے مین اپنے گھر سے نکلا ہون چاہتا ہون کہ آپ کے حجرہ مین آؤن اور درد دل جو ہے عرض کرون اور اُسوقت حجرہ کی کُنجی حضرت مولانا سعد الدین کاشغری کے پاس تھی دل مین کہا شاید کہ حضرت مولانا مل جائین تب درویش کے ساتھ اپنے حجرہ کیطرف جو مدرسہ غیاثیہ مین تھا روانہ ہوا اور اُسنے گھوڑا اپنے گھر بھیجدیا اور راستہ مین حضرت مولانا سعد الدین ملے ہم سب حجرہ مین آئے اور جب بیٹھے بات کرنے سے پہلے درویش نے رونا شروع کیا پھر اظہار ملال کی شکایت کر کے تمام قصہ بیان کیا کہ مجھے ایسی اور ایسی ایذا پہونچائی اور میری مجلس وعظ مین کوئی نرہا اور اثنا کلام مین بھی بہت رویا پھر کہا مین اپنے کام مین نہایت حیران تھا ایک عزیز نے مجھے کہا کہ تیرے کام کی کشود اگر ہی تو فلان شخص سے ممکن ہو اس امر عظیم کی سربراہی دوسرے کے ہاتھ سے نہوگی اور اُسی دوست نے مجھے آپ کے لیے امر کیا ہو اب مین نے اپنا دست نیاز آپ کے دامن عنایت مین دیا ہے حضرت نے فرمایا کہ قصہ درویش کی سماعت اور اُسکی گریہ وزاری سے مین نے اپنے دل سے بڑا رنج معلوم کیا اور بیرادل اُمڈا چلا مین نے دیکھا کہ خاطر بے اختیار درویش کی طرف متوجہ ہوئی اور اُسطرف مشغول ہوئی مین نے کہا مضائقہ نہین ہے تم فلانی مسجد مین آؤ اور وعظ کہو ہمارے دل مین آیا ہے کہ البتہ تمھاری مجلس کو جمعیت اور کثرت پہلے سے زیادہ ہوگی درویش خوش ہو کر اُٹھا اور اُس مسجد مین کہ اشارہ ہوا تھا وعظ کہنا شروع کی بعد از چند روز لوگون نے اسقدر ہجوم کیا کہ وہانسے مسجد وسیع مین جانا پڑا اُسی وجہ سے تین چار مسجد مین گئے بعد از ان اجتماع اور غوغا اسدرجہ کو پہونچا کہ خواہ نخواہ مسجد جامع مین جانا پڑا اجامع مسجد مین خلق کا انبوہ اسقدر ہوا کہ ہر مجلس مین چند نوبت درویش کہتا تھا خدا اُسکو بخشے کہ نزدیک تر بیٹھو ہر چند آدمی ایک دوسرے سے ملکر بیٹھتے تھے درویش کی آواز مجلس کے کنارہ تک نہین پہونچتی تھی اس غوغا اور ازدحام کی خبر حضرت شیخ زین الدین خوافی کے کان مین پہونچی ہر چند اُنھون نے مقابلہ مین کوشش کی پیش رفت نہوئی اور مجلس درویش کی کثرت زیادہ ہوئی اور لوگون مین مشہور ہوا کہ ایک ترکستانی جوان نے شیخ زین الدین خوافی سے معارضہ کیا اور بازی لیگیا اسکے بعد شہر ہرات مین ہم مشہور ہوگئے شیخ کے

مریدجہان ہمکو دیکھتے باہم کہتے کہ انھون نے درویش احمد کی مدد کی اور اُسکی مجلس کو رواج دیا فرماتے تھے کہ اول مقابلہ کہ
جوانی مین ہمنے کیا شیخ زین الدین خوافی سے کیا اور غالب آئے اور فرماتے تھے کہ طفولیت سے پھر میرا طریقہ اسطرح رہا
ہو کہ کوئی لڑائی اور عناد مین غالب میرے اوپر نہین ہوا جسنے مجھے جنگ کی اُسکا کام نہوا اور فرماتے تھے کہ میرزا
سلطان ابوسعید کہتے تھے کہ خواب مین نے دیکھا تھا کہ اولیا کی ایک جماعت نے مجھسے کہا کہ خواجہ عبید مین بڑی قوت
ہو اُس سے لڑائی اور عداوت نہین کرسکتے جس طرف وہ ہو اور جو اُسکا دل چاہے وہی ہوتا ہو فرمایا کہ سچ خواب
دیکھا تھا مین [illegible] سے جانتا ہون کہ جسنے مجھسے لڑائی کی مغلوب ہوا اور اُسکی نہین کچھ چلی حضرت خواجہ عبد الخالق
غجدوانی کے خاندان اور ملازمون سے کسیکو لڑائی کی مجال نہین ہو البتہ وہ غالب ہین حضرت درویش احمد کی
[illegible] کے بہت معتقد تھے فرمایا کرتے کہ درویش احمد کے وعظ کیطرف میری خاطر بہت مائل تھی بہت اچھی باتین کہا کرتا
اُسکی مجلس وعظ مین شیخ ابوحفص حداد و شیخ ابوعثمان حیری ہوتے چاہیے تھے اور کبھی فرماتے کہ اسکی مجلس مین شیخ
ابوالقاسم جنید اور شیخ ابوبکر شبلی حاضر ہوتے تو سزاوار تھا کہ اسکے حقائق بلند کو سنتے ایک دن اپنی مجلس وعظ مین
سخنان بلند اور باریک کہتے تھے ایسا پایا کہ بعضے منکران مجلس کہتے ہین کہ ایسی باتین کسلیے کہنی چاہیین جو کوئی سمجھے
فی الفور کہنے لگے کہ اس سبب سے کہ تو لیت ہوا اور اس گروہ کے سخن عالی کو تو نہ سمجھے کہان سے معلوم ہوا کہ مجلس کے
سب حاضرین ایسے ہی ہین شاید کہ اس مجلس مین ایسے لوگ ہون کہ یہ سخن اُنکی نسبت لذت دیتے ہون جب [illegible] شکل کم سمجھ
اور پست ہی بنا چاہیے اور حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ درویش احمد برسر منبر نہایت اونچی باتین کہہ رہے تھے اور نظامی لوگ
طعن و انکار سے زبان کھولتے تھے اور اُنکی طرف سے جواب معتقدون کا یہ تھا کہ یہ سخن اُنکے بے اختیار آتے ہین وہ
بعضے اہل مجلس کی استعداد کے موافق کہے جاتے ہین اُنکا کوئی اختیار اور گناہ نہین ہو اور حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک
مین اُسکی مجلس مین حاضر تھا اُسنے ایک سخن نہایت درجہ بلند اور لطیف ظاہر ہوا اور وہ اس سخن پر تفاخر کرتے تھے
اور اپنی استعداد دستہ پیدا ہوئے جانتے اہل مجلس پر بہت احسان رکھا اور کہا [illegible] ہی ہون [illegible] سے حقائق
غیبی اور معارف لاریبی تمھارے کان مین پڑتے ہین اور تحسین اُنکی قدر نہین اور اُسکے شکر سے عہدہ برآ نہین ہوتے اور اس
مضمون کو دو بار لکھا اور حد سے زیادہ احسان رکھا اور اس باب مین بہت ہی مبالغہ کیا مجھے بہت ناپسند آیا مین
کہا کیونکر ثابت ہوا کہ یہ سخن تیری حقیقت سے پیدا ہوا ہو کیون نہین اسپر حمل کرتا کہ اس مجلس مین شاید بعضے ہون کہ اُنکی
استعداد مبدء فیاض سے ان باتون کا جذب کرتی ہو اگر اہل مجلس کی قابلیات اور استعدادات نہون تم کچھ نہین کہہ سکتے
میرے گرد جبہ تھا مین نے اُسکے گریبان مین اپنا سر کرلیا اور انگوٹھے اپنے کانونمین دے رکھے اور حبس نفس کرلیا اور کہدیا تیری
بات نہین سنتا دیکھون کسطرح تو معارف کہیگا فوراً حصر یعنی بند اور عاجز ہوگیا اور سخن کا راستہ اُسپر مسدود ہوگیا
ہرچند کوشش کی کہ بات کہے میسر نہ آئی جانا کہ یہ بندش کہان سے ہو منبر ہی سے کہنا شروع کیا کہ یہ کیا بات ہو

ایک فقیر پر راہ سخن کو بند کر دیا اور سامعین کو محروم کرنا آخر چارہ نہ دیکھا منبر سے اُتر آیا اور مین نے اپنے کو لوگون مین اُسکی
نظر سے چھپا دیا اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ درویش احمد بہت دلیر تھا اپنی وعظ مین کہتا تھا کہ ایک دانشمند اور عالم
جلدی سے نماز ادا کرتا ہے اور تحمل اُسے نہین کہ امام سلام پھیرے جلد مسجد سے نکلتا ہے جامہ ہاے نوع بہ نوع پہنتا ہے دربار علیکہ اور
فیروز شاہ مین گئے کے مانند پھر کہا استغفر اللہ استغفر اللہ اگر قیامت کے دن حق سبحانہ سوال کرے کہ جو گناہ ہرگز آدم
سے نافرمانی اور گناہ نہین ہوا اُسکے نام کا ایسے نافرمان گروہ پر کسواسطے اطلاق کیا کیا جواب دیگا ملک بس ہگان مثل علیکہ
و فیروز شاہ کے جو زندگی مین قوت رکھتے ہین اس جماعت کو یہ قوت نہین ہے جو کچھ اُنھون نے زندگی سے پیدا کیا
ہے اور جو مردار اُنھون نے جمع کیا اُسپر یہ لوگ اکٹھے ہوئے ہین اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ ایک دن درویش احمد
اپنی وعظ مین فرماتے تھے کہ بعد ازین چندروز وعظ نہ کہونگا اسواسطے کہ وعظ علے الدوام دو قسم کی ہے کہ لوگ کہہ سکتے ہین
ایک یہ ہے کہ بسبب متابعت شریعت بالکل آپ سے رستگاری پائی ہو اور نفس کے آثار دواعی سے اُسمین کچھ باقی
نہین رہا نہ رعونت اور نہ حظ نفس اور طلب نفع باعث نہو بلکہ حقانیت محض اور شفقت بر مردم باعث ہو دوم وہ
شخص کہ اُسکو آخرت اور حق سبحانہ سے کچھ غرض نہو اور اُس عالم کے اسباب مہیا کرنے کی فکر رکھتا ہو بلکہ اُسکا رخ ہمیشہ
خلق کیجانب ہو اور دنیا کے حلوا کا پورا کرنا اور رعونت نفس ہو اور حظ اسکا ہو یعنی قسم اول سے نہین اسواسطے کہ آثار
نفس کی بقایا میرے اندر بہت ہین اور مین معترف ہون کہ میری طبعی خواہشین تمام و کمال دور نہین ہوئین اور دوسری
قسم سے بھی نہین ہون اسواسطے کہ امور آخرت کا ملاحظہ اور اُس عالم کے تہیہ اسباب کا غم مجھے بہت ہے پس چندروز وعظ
مین نے کہی چندروز اور نہین کہتا ہون —
رشحہ درویش احمد علیہ الرحمۃ کے خط مبارک سے دیکھا گیا ہے کہ مجموعہ مین لکھا ہے کنت فی القدس متوجہا الے حضرۃ القدوس
سمعت منہ جل طرہ یقول جنتنی قلت کیف الجنۃ یا رب قال جل و علا بخلو سرک عن غیری والتوجہ بالکلیۃ الی
و سمعت فی درویش آباد فی الیقظۃ کلاما روحانیا بکلام روحانی یقول این خود کہ گوئی من ذات شریفم نیست ازین عبارت
آن فہم کردہ شد کہ یعنی بعضے میگویند کہ وجود مقید عین وجود مطلق است یعنے وجود مخلوق عینا وجود خالق است چنین
نیست تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا الحمد للہ کہ مشاہدہ معلوم ہوا کہ وجود خالق منزہ ہے اسماسے کہ عین
وجود موجودات کا ہوا اور اُس روز بعد از حلقہ اور ذکر کے مشاہدہ کیا گیا کہ ایک نور ہے پھیلا ہوا اور تمام کائنات اُس
نور علمی کے پرتو مین مثل ایک ذرہ کے ہے یہ واقعہ وہ ہے کہ جس طرح ایک ذرہ نے شمس وجود کے نور سے نمود پائی ہے اور اُس سے
ظہور پایا بعینہ نسبت تمام موجودات کی آفتاب حقیقی سے ایسی ہی ہے اس حیثیت سے کہ شمس حقیقی کے نور سے ظاہر
ہوئے اور اُسی کے ساتھ قائم ہین اور اس فقیر کو عروج اور تجرید کرامت کی اور وہ عروج ذات حق مین تھا سبحانہ و
تعالی اور اُس تجرید اور معراج مین فرق ذات حق اور ذات اس فقیر مین وہ تھا کہ ذات حق کو نہایت نہ تھی اور

ذوات اس سلسلہ کو شہود تھی آیت ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم نے اسی مقام سے خبر دی ہے اس بزرگ نے اپنے مناجات میں جو کہا ہے لیس بینی وبینہ فرق الا انی تقدمت بالعبودیۃ اور شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری قدس اللہ تعالی روحہ کو خواب میں دیکھا گیا کہ فرمایا ہمارے اور تیرے درمیان میں فرزندی ہے جیسا کہ ابی اور تری درمیان میں اور حضرت درویش احمد نے ان باتوں کے اخیر میں یہ ابیات لکھے تھے اشعار عشقم کردہ کون سکا نم پدید نیست

کنعای مترم از تمام ہم پدید نیست ⁂ زاہد و غمزہ سر دو جہان صید کردہ ام ⁂ منگر بدان کہ تیر و کمانم پدید نیست ⁂ چون آفتاب در رخ ہر ذرہ ظاہرم ⁂ از غایت ظہور عیانم پدید نیست ⁂ گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم ⁂ وین طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست

سید شریف جرجانی رحمہ اللہ تعالی

آپ جملہ منظوران و مقبولان حضرت خواجہ علاء الدین عطار سے ہیں قدس اللہ تعالی سرہ حضرت مخدومی قدس سرہ نفحات الانس میں لاتے ہیں کہ اس نقیر نے بعض عزیزوں سے سنا ہے کہ قدوۃ العلماء المحققین و اسوۃ الکبراء المدققین صاحب التصانیف الفاخرہ و تحقیقات رائقہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار کے سلک اصحاب میں منسلک ہوئے ہیں اور آپ کے خدام والازمان سے نیاز اور اخلاص رکھتے ہیں انھون نے بار بار کہا ہے کہ جب تک میں شیخ زین الدین علی کلان کی [illegible]ت میں نہیں پہونچا جو مشائخ شیراز سے ہیں رفض سے خلاص نہوا اور جب تک میں حضرت علاء الدین عطار سے نہ ملا خدا کو نہ پہچانا۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ میرے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ میں مدرسہ دارالشفاء میں رہتا تھا حضرت سید شریف بھی وہان رہتے تھے سردی کے موسم میں ننگے پانوں بغیر کفش پہنے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کی ملازمت میں اولاد صاحب ہدایہ کے مدرسہ میں آتے تھے مجھے بھی ساتھ لاتے بہت دیر تک ہم بیٹھے رہتے تب فرصت اور اجازت اندر جانے کی ہوتی صبح نہار کے وقت ملازمان حضرت خواجہ تکلف کے کھانے مثل کیچی اور مرغ اور دیگر تکلفات تیار کرتے مولانا بہاء الدین اندہاتے جو علماء متقی سے تھے کبھی کبھی اس مجلس شریف میں آتے تھے ایکبار صبح کو یہ کھانے لائے انکی خاطر میں گذرا کہ سحر کو درویش لوگون کا یہ تکلف کس قسم کا ہے اور کیا ضرور ہے کہ اسقدر تکلف کریں حضرت خواجہ کو انکی ضمیر پر اشراف ہوا فرمایا کہ مولانا بہاء الدین کھانا نوش کرو اگر حلال ہوگا تو نہ رنگ نکلیگا۔ اور حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ نے حضرت سید شریف کو مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ کی صحبت کا حکم فرمایا ہے اور حضرت سید حضرت خواجہ کے فرمانے کے موافق حضرت مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمہ کی ملازمت بہت کرتے رہے۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب حضرت سید شریف حضرت خواجہ علاء الدین کی صحبت میں آئے اور حضرت خواجہ نے انکو قبول فرمایا انھون نے حضرت خواجہ سے التماس کی کہ مجھے کسیکی صحبت کا اصحاب سے حکم ہو کہ [illegible] صحبت سے مجھے اہلیت ان مجالس کی حاصل ہو اور اہل اس نسبت سے مناسبت پیدا ہو حضرت خواجہ نے انکو میرے حوالہ کیا اور حضرت سید بعد از فراغ درس آتے اور ہمارے سامنے بیٹھتے اور سکوت کرتے ایک روز بیٹھے ہوئے تھے [illegible]

مین تھے اچانک بیخودی اور بے طاقتی اُنسے ظاہر ہوئی چنانچہ عمامہ اُنکے سر سے گر پڑا ہم اُٹھے اور عمامہ اُنکے سر پر رکھا جب اپنے حال مین آئے اُس بیخودی کا سبب مین نے پوچھا کہا بہت مدت سے آرزو تھی کہ مجھکو ایسی آرزو ہو کہ ایک ساعت ایسا میسر ہو کہ نقوش علمی سے پاک ہو اور ایک وقت اپنی معلومات کے اندیشہ سے خلاصی چاہتا تھا اسوقت اس صحبت کی برکت سے وہ بات حاصل ہوئی اُسکی لذت کے ذوق وافر سے مجھے یہ بیخودی ہوئی اور مجھے یہ سب ازلی سعادت ہوئی حضرت مولانا شریف علیہ الرحمۃ نے اوقات مفارقت و محرومی ملازمت حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ مین خطوط اور رقعہ حضرت کی خدمت مین بھیجے ہین اور اُنمین سے یہ مکتوب ہین کہ تیمناً اور تبرکاً لکھے جاتے ہین۔

مکتوب اول حضرت حق سبحانہ و تقدس سایہ ارشاد پناہی بندگی حضرت قطب الاقطاب مخدوم و ظہیر قدوۃ الابرار سلطان المحققین و برہان المدققین واقف الاسرار و قدوۃ الاخیار مرشد الخلائق و موضح الطرائق ظل اللہ علی العالمین و ملجا الطلاب و المسترشدین اعلی اللہ تعالی امرہ و شانہ را بر مفارق انام الی یوم القیام ممدود و مبسوط داراد این ضراعت از مقام معلوم بر فروغ گردانیدہ ذہن الملتفات خاطر ندارد کیمیا خاصیت آن درگاہ مستظہر بودہ می باشد رعایۃ الحق آنست کہ سعادت پابوس و شرف ملازمت عتبہ علیہ باحسن احوال میسر گردد دیگر احوال ظاہر و باطن موجب حمد و ثنا است و اعتصام کلی بکرم عزیزان است و تمسک بعروۃ الوثقی نسبت ایشان والحمد للہ علی ذلک مخدوم زادگان علی الاطلاق علی الخصوص و الخلوص نادر الآفاق کریم الشمائل و الاخلاق تاج الملۃ و الدین خواجہ حسن احسن اللہ احوالہ بلقاء ربہ دعا قبول فرمایند ملازمان سدہ علیا و مبارزان میدان بقا بعد الفنا مولانا صلاح الدنیا و الدین و مولانا کمال الدین ابو سعید و سائر خوان صفا دعوات مشتاقانہ قابل نمایند والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و تحیاتہ۔

مکتوب دوم قطعہ و من عجب انی احن الیہم + و اسال عن اخبارہم وہم معی + و تشتاقہم عینی وہم فی سوادہا + و یطلبہم قلبی وہم بین اضلعی + شعر ای صورت تو صورت الطاف الٰہی + در صورت تو معنی حق نامتناہی + خاک کف تا بوسیدہ این بیت را تکرار میکند کہ بیت و لو ان لی فی کل منبت شعرۃ + لسانا اثبت الشکر کنت مقصرا + الطاف و اعطاف بندگی مخدوم مخدوم زادہ احسن اللہ احوالہما بی صحبت مشاہدہ میرود الموجہ اعتنا و الطاف خاطر فیاض آن حضرت میداند و ہر لحظہ امید داری در زیادت است حق سبحانہ و تعالی سایۂ ارشاد پناہی را بر سر کافۂ انام مستدام دارد و مخدوم زادگان علی الخصوص خواجہ تاج الملۃ والدین خواجہ حسن و ملازمان عتبہ علیہ علی الخصوص مولانا صلاح الملۃ و الدین و مولانا کمال الدین ابو سعید مع سائر الابرار و الاخیار بدعوات مخصوص اند والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مولانا نظام الدین خاموش رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ افضل اور اکمل اصحاب حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے ہین اور آپ کے ذکر کو تیمناً لانے کا سبب یہی ہے کہ جو خواجہ بزرگ اور خواجہ علاء الدین قدس سرہما کے ذکر مین بیان ہوا خدمت مولانا نظام الدین نے حضرت

خواجہ بزرگ کو ایام تحصیل مین ایک عالم کی صحبت مین نواح بخارا کے اندر دیکھا تھا بعد ازان حضرت خواجہ علاء الدین کی صحبت مین داخل ہوئے ہین حضرت فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ قبل اسکے کہ مین حضرت خواجہ علاء الدین کی ملازمت کرون اور آپ کی خدمت سے مشرف ہون مجاہدہ اور ریاضت میری بہت تھی اور آثار ریاضت و خوارق عادات اکثر دیکھے جاتے تھے چنانچہ کبھی بعضی مسجدون مین پہونچتا کہ مقفل ہوتین اور مین چاہتا کہ اندر جاؤن قفل کو اشارہ کرتا وہ کھل جاتا اور اسکے مثل بہت سی چیزین ظاہر ہوتین جب سننے مین آیا کہ حضرت خواجہ علاء الدین سمرقند مین تشریف لائے ہین خواہش ہوئی کہ انکی ملازمت مین پہونچون جس وقت انکے مکان پر گیا اول مولانا ابوسعید سے ملاقات ہوئی اُنھون نے فرمایا مولانا بہت پاکیزہ ہو وقت اسکا آیا کہ اس پاکیزگی اور زہد سے درگذرو مجھے اس بات سے کراہیت ہوئی اور میری خاطر مین گرانی آئی جب حضرت خواجہ کے روبرو ہوا انھون نے بھی وہی بات فرمائی کہ مولانا بہت پاکیزہ ہو وقت اسکا آیا کہ اس پاکیزگی اور زہد سے درگذرو لیکن مجھے حضرت خواجہ کی بات سے کوئی کراہیت اور گرانی نہوئی بلکہ جو کراہیت کہ حاصل ہوئی تھی دور ہوگئی مین جان گیا کہ انکا مطلب کیا ہی اور حق سبحانہ کی توفیق سے اُنکی خدمت مین آیا بعضے اکابر سے منقول ہی کہ کہا ہی ایک روز حضرت مولانا نظام الدین کی خدمت مین بیٹھا تھا ایک کنیز ملیحہ کہ آپ کی مملوکہ تھی ہمارے سامنے کسی کام کے لیے آئی خاطر مین گذرا کہ آیا حضرت مولانا اس کنیز مین ملک یمین کے طور سے کوئی تصرف کرتے ہین یا نہین فی الحال آپ نے فرمایا کہ اپنے دل کو اس قسم کی چیزون سے آلودہ نکرنا چاہیے اہل اللہ پالیتے ہین کہ ہر ایک خاطر مین کیا گذرتا ہی حق سبحانہ بہتر اور بہتر اہل اللہ جانتا ہی واللہ چالیس سال ہوئے کہ مجھے احتلام نہین ہوا ہی سبب یہ کہ ایک روز جماعت روحانیان میرے لیے نازل ہوئین اور کہا تجھے رعایت اپنی لازم ہی کہ احتلام نہو اسواسطے کہ تجھے اُس کے باعث رجعت قہقری اور تراجع ہوتا ہی اس جہت سے چالیس سال ہوئے کہ رعایت اس بات کی ہی اور ستر و برس سے مجھے حاجت غسل نہین ہوئی حالانکہ بی بی والا تھا —

ذکر حضرت مولانا کی لطافت اور صفائی باطن کا رحمہ اللہ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی لطافت حد کمال پر تھی اور لوگون کے احوال و اوصاف و اخلاق سے بہت جلد اُنپر اثر پڑتا تھا اور دعوے بزرگی کرتے تھے اور سچ ایسا ہی تھا کہ کوئی چیز اپنی نہین جانتے تھے جو کچھ اوقات و احوال واقع ہوتے کہدیتے تھے یہ فلان کی نسبت ہی اور وہ فلان کی صفت اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت مولانا فرماتے تھے خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ایک طریقہ جو اُنھون نے مقرر کیا ہی یہ ہی کہ جو شخص آتا ہی وہ پہلے ہی جان لیتے ہین کہ اُسکے آنے کے بعد کیا خاطر مین آیا جو کچھ خاطر مین پیدا ہوا وہ وصف اور نعت اُس شخص کی ہی چونکہ اُنکا دل کمال صفائی کے سبب خالی ماسوا سے ہی جو کچھ ظاہر ہوتا ہی اُنکی طرف منسوب نہین ہی جو کچھ ظاہر ہوا اگر ایمان و اسلام سے

تعلق رکھے نماز روزہ اور تحصیل علوم دینی اس طریق سے تعبیر کرتے ہین کہ نسبت مسلمانی و دیانت و نسبت علمی ظاہر ہوئی اور اگر
محبت اور عشق ظاہر ہوتا ہی کہتے ہین کہ نسبت جذبہ ظاہر ہوئی اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین تاشکند
مین ہمارے یہان مہمان تھے اور ہم اُنکے قدوم کو غنیمت جانکر ہمیشہ اُنکی خدمت مین رہتے تھے ایک روز اُنکے سامنے ہم بیٹھے تھے
اچانک فرمایا آہ آہ نسبت گرانی ظاہر ہوئی غالبًا فلان شخص آتا ہی اور ایک امیر روشناس کا نام لیا سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ شخص آیا خدمت مولانا نے فرمایا آہ خوب آئے تمھاری نسبت تم سے
پہلے آئی تھی اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا نظام الدین نوے سال کے ہو چکے تھے اور آخر حیات مین اُنکو یہ
جو اُنکی نسبت مین تھے یا اُن لوگون کا طور اُنکے نزدیک پسندیدہ نہ تھا اگر دور سے دیکھتے تو کہتے فلان شخص آتا ہی اور بار لاتا ہی
اور اُسکے بار کا ثقل مجھے خراب کریگا جاؤ اور اُس سے معذرت کرو اور واپس کر دو ایکبار مین اُنکی صحبت مین بیٹھا تھا کہ
ایک شخص شیخ سراج نام جو شاش مین رہتا تھا آیا اور بیٹھا اور حضرت مولانا کی نظر جو اُس پر پڑی ریاضت کی نشانی اُسکے
بشرہ مین معلوم کی الحمد للہ چند آئی الحمد للہ بہت کہی اور خوشی ظاہر کی لیکن مین اس شیخ سراج کو پہچانتا تھا وہ ایک
نہایت خود پسند اور اولیا کا منکر اگرچہ بظاہر ریاضت کرتا تھا مگر اپنے سوا کسی دوسرے کو نہین پسند کرتا تھا بلکہ کہتے
تھے کہ بزرگان دین کو گالیان بھی دیتا تھا خدمت مولانا الحمد للہ کہتے تھے اور مین کہتا تھا کہ ابھی معلوم ہو جائیگا کہ یکایک
حضرت مولانا مضطرب ہوئے فرمایا کہ برخیز برخیز برخیز جلد اُسکو اپنی مجلس سے نکالدیا اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ ایکدن
حضرت مولانا کے پیٹ مین درد ہوا بہت درد اور دکھ ظاہر کیا آخر تلاش کی تو اُنکے بیٹے نے آش آرد اور سیب کچے پکے
کھائے تھے اور اُسکے پیٹ مین درد ہوا تھا اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ ایکبار کوئی آیا کہ مولانا نظام الدین کو ایک مرض
لاحق ہوا ہی اور اُسوقت تاشکند کے مکان ہمارے ہین مہمان تھے عجلت سے اُنکے پاس مین گیا دیکھا کہ آگ جلائی ہی اور سب
کپڑے اُنکے اُتارے ہین اور کئی آدمی اُنکو دبائے ہوئے ہین اور خدمت مولانا کو جنبش عظیم ہی اور کانپ رہے ہین اور
دانتون سے دانت بج رہے تھے جیسا کہ تپ لرزہ مین ہوتا ہی اور اُس جنبش کو سکون نہ تھا اور مین یہ حال دیکھکر نہایت [illegible]
ایک ساعت مین بیٹھا دفعتہ ایک شخص آپ کے اصحاب سے جو آپ کے ساتھ نہایت ربط رکھتا تھا اور کبھون بیچارے
آگیا تھا باہر سے آیا کپڑون کے ساتھ کہ ٹھنڈی ہوا کے وقت بھجی کی نہر مین گر پڑا تھا اور بہت سردی کھائی تھی اور بہت
لرزتا تھا خدمت مولانا نے اُسے دیکھا اور چلائے کہ مجھے چھوڑدو اُسے گرم کرو کہ یہ اُسکا جاڑا ہی جو مین کھاتا ہون اُسکی صفت
حال ہی کہ مجھ مین سرایت کرگئی جب تر کپڑے اُسکے اُتارے اور دوسرے کپڑے اُسے پہنائے اور اُسکو گرم کیا تب [illegible]
سکون ہوا اور اپنے حال پر آئے اور اُنھے کچھ تشویش نہ تھی حضرت سے سنا ہی کہ فرماتے تھے ایک روز مولانا کے سامنے
بیٹھا تھا آپ کے ہاتھ مین ایک کتاب تھی اچانک بوجہ گریہ عظیم آپ پر مستولی ہوا فرمایا آہ مجھے کیا ہوا ہی شاید کہ ابتدا
پڑا حضرت نے کہا خدمت مولانا سے یہ بات عجیب تھی چاہیے تھا کہ دریافت کرنے وہ نسبت مجلس کے مبتدی کی تھی کہ انعکاس کے

طریق پر اُنسے ظاہر ہوئے حضرت خواجکلان رحمہ اللہ فرزند بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے اپنے والد شریف سے نقل کرتے تھے کہ اُنھون نے فرمایا کہ ایک روز مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کے پاؤن کی اُنگلی مین آبلہ پڑگیا تھا اور زخم ہوگیا ایک خادم سے کہا کہ مرہم تیار کر کہ اس زخم پر رکھون وہ مرہم لایا اور اُنکے پاؤن کی اُنگلی پر رکھا ایک ساعت بعد فرمایا کہ دماغ کو وہ تشویش پیدا ہوگئی جو لوگون کو بھنگ پینے سے ہوتی ہے شاید اس مرہم مین کوئی جزو اُسکا تونے ملا دیا خادم نے کہا ہان فرمایا بس اُسکی کیفیت کا اثر ہے کہ میرے دماغ مین سرایت کرگیا ہے فوراً اُسے دور پھینکا اور اس قسم کی حکایات مولانا سے بہت منقول ہین کہ اُن سب کا ذکر مفصل کرنا موجب طول ہے ناچار اس مجموعہ مین اسی قدر پر اختصار کیا۔

ذکر آپ کے بعضے قوتہاے باطن کا رحمہ اللہ

حضرت مخدوم قدس سرہ نفحات الانس مین لائے ہین کہ جناب مخدومی خواجہ عبید اللہ ادام اللہ تعالے بقاہم نے فرمایا کہ مولانا نظام الدین نے کہا کہ ایک بزرگ سمرقند کا بیمار ہوا جو ہمارے ساتھ اخلاص محبت و ارادت وافر رکھتا تھا اور قریب مرگ ہوگیا اُسکے فرزندون اور متعلقون نے بہت نیازمندی کی مین مشغول ہوا دیکھا کہ اُسکا امکان بقاء حیات نہین ہے مگر اپنے ضمان مین اُسے لیلیا صحت ہوگئی چند روز بعد ہماری نسبت ایک تہمت لگی جو ہماری اہانت اور ذلت کی باعث ہوئی اُس شخص کے مقدور مین تھا کہ اس باب مین سعی کرے اور اُسے دفع کرے مگر اپنے کو اُسنے روکا اور اُسپر آمادہ نہوا خاطر ہماری کو اس سے کوفت ہوئی اُسے اپنی ضمان سے نکالدیا گرا اور مرا واضح ہو کہ وہ بزرگ سمرقند کا جسنے مولانا کے بارہ مین خموشی اختیار کی خواجہ عصام الدین شیخ الاسلام سمرقند کا تھا اور وہ تہمت اور اہانت کہ حضرت مولانا کو پہونچی آپ کے فرزند کے سبب تھی کہ دعا اور عزیمت خوانی اور تسخیر جن کے ساتھ منسوب تھا اس جہت سے بیگیات معظمہ مین آتا جاتا تھا اور اہل غرض سے ایک جماعت نے اُسکو بعضے اہل حرم کی محبت سے نسبت کی اور تہمت اُسپر رکھی اور تھوڑا سا وہ حال میرزا الغ بیگ کے کان تک پہونچایا حسب مت مولانا کا فرزند فرار ہوگیا اور اثر شامت اُس شقاوت اور تہمت کا خدمت مولانا مین بھی سرایت کرگیا میرزا الغ بیگ کو غیرت آئی اور نہایت غضب سے خدمت مولانا کو طلب کیا قاصدون نے ننگے سر گھوڑے پر اُلٹا سوار کیا اور میرزا الغ بیگ کے پاس لیگئے اور آپ باغ میدان مین نیچے ہوئے اور سر آگے جھکائے ہوئے مراقبہ مین تھے کہ میرزا الغ بیگ آپ کے سامنے سے گذرا نہین اُٹھے ازان بعد میرزا نے آپ کو بلایا اور غصہ کی باتین کرنی شروع کین مولانا نظام الدین نے فرمایا کہ ان سب باتون کا جواب ایک کلمہ ہے جو کہتا ہون مین مسلمان ہون اگر یقین ہو خوب وربنہ جو تیری خاطر چاہے حکم دے میرزا پر اُس سخن کا اثر فی الحال ہوا اور کہا آپ کو چھوڑ دو حضرت فرماتے تھے کہ اس بے ادبی کے بعد میرزا الغ بیگ کو شکست اور تشویش بہت پہونچی اور اسی علت مین عبد اللطیف میرزا پسر اُسکا آیا اور اُسے قتل کیا اور یہ بھی حضرت فرماتے تھے کہ مولانا نظام الدین بہت باقوت تھے

ایک شخص کی بدی آپ کے سامنے لوگون نے کی تھی آپ متاثر اور متغیر ہوئے ایک خط دیوار پر کھینچا وہ شخص اُسیوقت
مر گیا مولانا محمد روجی کا اکثر اصحاب حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ سے تھے اُنھون نے نقل کی کہ حضرت
مولانا ہمارے فرماتے تھے کہ ایک دن مین خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کے سامنے بیٹھا تھا اور مولانا سعد الدین
نور جود الشمند ان صاحب تقریب سے اور مولانا کے مخلص تھے اُنھون نے آپ کے سامنے ایک طالب علم کی بہت
شکایت کی کہ خدمت مولانا کی نسبت بے ادبی غیبت اور تہمت اور خباثت و اہانت آسنے کی اور اسقدر کہا
کہ حضرت مولانا متغیر ہوئے اتفاقاً اسی اثنا مین وہ طالب علم خبیث منکر دور سے ظاہر ہوا مولانا سعد الدین نے اُسکو حضرت
مولانا کو بتایا کہ یہی خبیث منکر ہی کہ جاتا ہی اور وہ بے ادبانہ آپ کے سامنے سے گذرا خدمت مولانا پر غضب مستولی
ہوا ایک لکڑی سے قہر کی صورت دیوار پر کھینچ دی وہ خبیث فی الفور گرا اور بیہوش ہوا اور حضرت مولانا
گھر مین چلے گئے اور لوگ اُسکے پاس گئے کہ دیکھین کیا حال ہوا مردہ تھا۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت مولانا
ایکبار پانی کے بربے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے وضو کرتے تھے اور کسی نے کسان کے پانی کو کھولا تھا وہ دہقان
جلدی سے آیا حضرت مولانا کو اُس بربے پر بیٹھا دیکھا سمجھا کہ پانی اسی شخص سے کھل گیا ہی اور پیچھے سے تیز دوڑ کر
آیا اور بے ملاحظہ ہاتھ آپ پر مارا اور آپ کو سر کے بل اوندھا پانی مین گرا دیا جب آپ پانی مین گرے سر آپکا
پانی مین گھس گیا وہ دہقان فی الفور پانی کے کنارے پر گرا اور مر گیا اور ایک معتقد آپ کا تھا اُسنے ایکبار کہا مین
چاہتا ہون کہ آپ کے لیے ایک باغ تیار کرون ایک مدت بعد آیا کہ آپ اپنے باغ کو نہین دیکھتے اور آپ کو وہان
باغ مین لایا ایک چار دیواری تھی کہ اُسکے آدھے مین آپ کے لیے باغ بنایا تھا اور اُسمین کچھ اہتمام نہین کیا تھا
اور دوسرے آدھے کو جو اپنے لیے بنایا تھا خوب آباد کیا تھا جب مولانا وہان آکے نصف باغ کہ اُس شخص کے
تعلق تھا مولانا کی نظر مین بہتر معلوم ہوا یکایک آپ کے اندرون سے ایک آواز نکلی کہ ہمیر اور یہ آواز ہرگز منقطع
نہین ہوتی تھی یہ چند جو کسکے لیے بوئے ہین وہ شخص گرا اور مر گیا حضرت حکایت کرتے تھے کہ بعد ازان کہ حضرت خواجہ
علاء الدین قدس سرہ نے خدمت سید شریف کو قبول کیا اور آپ حسب اشارت حضرت خواجہ مولانا نظام الدین
سے بہت صحبت رکھتے تھے چنانچہ پیشتر بیان ہو چکا ہی بعضے اہل غرض نے حضرت خواجہ سے عرض کی کہ مولانا
نظام الدین کو داعیہ شیخی اور بزرگی کا ہی اور اُس باب مین بہت سی باتین کہین کہ سبب غبار خاطر شریف حضرت
خواجہ کا ہوا اور خدمت مولانا بہت بار مین ہوئے اور جب دو تین بار یہ عیب جوئی واقع ہوئی اور آپ کی رنجش خاطر
نہایت درجہ کو پہونچی مولانا کو طلب کیا اور چاہا کہ ایک نوع کا تصرف کرین اُسوقت آپ چغانیان مین اور مولانا
سمرقند مین تھے جب حضرت خواجہ کا حکم پہونچا مولانا بے توقف روانہ ہوئے اور خدمت سید شریف بھی اُنکی ہمراہ
ہو گئے تھے خدمت مولانا دراز گوش پر سوار تھے اور خدمت سید شریف ایک اشتر پر ناگاہ اشتر سید کو راہ مین جو کرکا

عارضہ ہوا ایسا کہ مطلقاً امکان سواری نرہا اور راہ میں بیکار ہوگیا خدمت مولانا نے سید کو دراز گوش پر اپنے بٹھلایا
اور آپ اسوجہ سے کہ کم زور جثہ کے تھے اُس اشتر بیمار پر سوار ہوئے وہ اشتر فی الحال روان ہوا جب سید نے یہ کرامات
مولانا سے دیکھی اشتر کو بطریق نیازمندی پیشکش کیا اور مولانا بدستور اشتر پر سوار چغانیان میں آگئے بعضے اصحاب نے
اس صورت کو بھی حضرت خواجہ تک پہونچا دیا کہ یہ دلیل دوسری اس بات پر ہی کہ مولانا کو داعیہ شیخی اور بزرگی کا ہی
یہ ہی کہ آپ اشتر پر سوار ہوئے اور سید کو دراز گوش پر بٹھلایا اور اُسکو مرید اپنا کیا تا آنکہ راہ میں اشتر بطریق معاملہ
اُنکے پیشکش کیا یہ مجموعہ حضرت خواجہ کے لیے بڑے ثقل کا سبب ہوا جب مولانا اور سید حضرت خواجہ کی ملازمت
میں پہونچے اور مجلس میں بیٹھے سب اصحاب کہتے تھے یہ وہ دن ہی کہ جو کچھ حضرت خواجہ نے مولانا نظام الدین کو دیا ہی لینگے
اتفاقاً اُسدن نو جاتی تھی اور صحبت کو طول ہوا جب آفتاب بلند ہوا سب آدمی اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت خواجہ اور مولانا
دونوں دھوپ میں مراقبہ اور توجہ کی صورت پر مقابل بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مراقبہ بعیر تک رہا حضرت مولانا نظام الدین
فرماتے تھے کہ مین نے اُس مراقبہ مین اپنے کو مثل کبوتر پایا اور حضرت خواجہ کو مثل شاہباز کہ میرے پیچھے پرواز کرتا تھا جہان مین بھاگا ذہن میرے پیچھے
تھے آخر مضطر ہو کر پناہ بحضرت رسالت لیگیا صلے اللہ علیہ وسلم یکایک اُسوقت بارگاہ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئی اور مجھے آغوش
عنایت اور حمایت مین لیلیا اور مین انوار لانہایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین محو ہوگیا حضرت خواجہ جب یہان
پہونچے اُنھین مجال تصرف نرہی حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے خدمت خواجہ کو خطاب پہونچا کہ نظام الدین ہمارا
ہی اُس سے کسیکو کام نہین حضرت خواجہ نے سر اُٹھایا اور بڑی کیفیت سے اُٹھے اور گھر مین گئے اُس غیرت سے تھوڑے
روز بیمار ہوگئے اور کسی نے اُسکا سبب نجانا ازان بعد حضرت خواجہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ کے مزار پر گئے
اور خدمت مولانا نظام الدین کو بھی اشارہ کیا کہ ساتھ رہو خدمت مولانا حضرت خواجہ کے فرمانے کے موافق حضرت
خواجہ محمد کے مزار کو گئے اور حضرت خواجہ نے سواری اُنکو نہ دی کہ سوار ہون باوجودیکہ حضرت مولانا پیر و ضعیف تھے
پیدل حضرت خواجہ کے پیچھے کہ ترمذ کو جاتے تھے اور بڑی محنت سے ترمذ پہونچے جب حضرت خواجہ مزار پر پہونچے مزار کو
خالی پایا بعد از جستجو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ محمد کی روح پر فتوح مولانا نظام الدین کی پیشوائی کو گئی ہی اور روضہ
خالی چھوڑا حضرت خواجہ سے فرمایا کہ حق سبحانہ کو جسکی نسبت عنایت ہو ہم کیا کر سکتے ہین اُسکے بعد مولانا نظام الدین پر بہت مہربانی
کی اور وہ کدورت بالکل دور ہوگئی۔ اور یہ بھی حضرت نے حکایت کی ہی کہ حضرت مولانا نظام الدین ولایت شاش مین آئے
تھے اور ہمارے یہان مہمان رہے اور ہم اکثر اوقات اُنکی خدمت مین بسر کرتے ایک روز ہم اُنکی صحبت مین بیٹھے تھے کہ ملا
زادہ فرکتی چند کھال بکرے کی دباغت کی ہوئی برسم نیازمندی آپ کی خدمت مین لائے ہمنے ذمہ کیا کہ آپ کے لیے
پوستین سلوائینگے جب کہ پوستین دوزون کے سامنے لیگئے اُنسے معلوم ہوا کہ گریبان کو پوست اور چاہیے اُسکی تلاش
کرنے لگے ہوا سرد تھی مولانا زادہ نے آپ کے سامنے بطریق دل لگی کے کہا کہ خواجہ پوستین کی تیاری مین دیر کرتے ہین

یہ بات کہتے تھے کہ مولانا کے باطن میں نہایت تغیر ہوا اور فرمایا کہ اہمال ہر بارے اہمال کسیکو نسبت سے خارج کرتا ہی
یہ بات کرنے لگے کہ جس زمانے میں ہم سمرقند میں تھے خواجہ عصام الدین کو سخت مرض ہوا اور مرنے کے قریب ہوگئے
بال بچے اُنکے ہمارے پاس آئے بہت گڑگڑائے کہ خواجہ کی بالین پر ہم جائیں ہم گئے اور دیکھا کہ خواجہ داروگیر
میں ہیں اُنکا بار اُٹھانے میں [illegible]ل کیا اُسکے لڑکوں نے حد سے زیادہ عاجزی کی اور مبالغہ کیا اور ہمکو پناہ گردانا خاطر
اُسپر ہماکر اور اپنے کو نایب کر خواجہ کو انسے ضمان حیات میں لیلیا اور اپنی نسبت میں اسکو لیا خواجہ کو صحت ہوگئی چند عرصہ
بعد ایک بڑا واقعہ ہمارے سامنے آیا کہ ہاتھ اور گردن ہماری باندھ کر سر برہنہ بازاروں میں گشت دیکر میرزا الغ بیگ کے
سامنے لیگئے اور خواجہ عصام الدین اُسوقت شیخ الاسلام سمرقند کا تھا اور اُسکی طاقت میں تھا کہ ہماری میرزا سے سفارش
کرے اور مدد ہو پہنچائے اُسکی خودداری اور اہمال سے ہمیں غصہ اور غیرت آئی ہمنے اپنی ضمان سے نکالدیا جب نسبت سے
خارج ہوا فوراً گرا اور مرگیا بعد تقریر اس حکایت کے فقیر کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا خواجہ آگاہ ہو کہ تم بھی لب تک سے نکلے
یہ بات ہوا ایک ثقل عظیم اپنے اندر میں نے دیکھا چنانچہ اُنکی مجلس سے بمشکل اُٹھ آیا اور چونکہ میں آپ کا [illegible] تھا
شیخ خاوند طہور اور شیخ عمر باغستانی کے مزار کو گیا قدس سرہما اور اُنکی قبر کے نزدیک بیٹھا اور باطن میں ان سے
عرض حال کیا اور ان سے مدد چاہی اُس نشست اور توجہ میں ایسا معلوم ہوا کہ اُن عزیزوں کی مدد [illegible] سے بر راجع
ہو رہی اور مفقود ہی کہ وہ بار جو حضرت مولانا نے فقیر کیطرف متوجہ کیا تھا اُنھیں پر پڑا اور مجھسے وہ ثقل دور ہوا میں اُٹھا اور
خدمت مولانا کو چاہا جوں ہی آپ کے سامنے پہونچا دیکھا کہ مولانا بدستور بیٹھے ہیں اور مولانا زادہ فرکتی اور ایک
جماعت اصحاب کے ساتھ صحبت گرم ہی اور کوئی تشویش نہیں ہے میں بھی بیٹھ گیا تھوڑا دیر ہوا کہ تحقیق معلوم
ہوا تھا کہ وہ بار مولانا کی طرف کیا سبب کیا ہے کہ اُنکا اثر ظاہر ہوا اسی سمے میں ہوا کہ یکبارگی مولانا چلائے کہ گھوڑا
ٹھو بار گرا اور مجھے پکڑا اور پھر میں اُٹھ کر ا ہوا اور وہ بستر مرض پر گرے اور اُسی مرض میں دنیا سے گئے حضرت نے اُس
عاملہ میں مولانا قاسم علیہ الرحمۃ کو جو حضرت کے بڑے اصحاب سے تھے خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی عیادت
کے لیے تعینات کیا تھا خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مولانا نظام الدین اس مرض میں بہت روتے تھے
اور کہتے تھے کہ خواجہ نے ہمکو بڑھاپا پایا اور جو کچھ اس مدت العمر میں تب پیدا کیا تھا سب لیلیا اور ہمکو آخر کار مفلس کردیا
باوجودیکہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ نے جو قوت اور کمال تصرف کی تھی اُس سے ہرچند سعی کی کہ اس فقیر کی نسبت
میں تصرف کریں لیکن نہ کرسکے۔ مخفی نرہے کہ لفظ نسبت اور لفظ بار دو کلمے ہیں جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی
عبارات و اشارات میں بہت آتے ہیں سو کبھی نسبت کہتے ہیں اور اس سے طریقہ اور کیفیت مخصوصہ اور معہود اس
گروہ عالی کی مراد لیتے ہیں اور کبھی صفت غالب اور ملکہ نفس کشی ارادہ کرتے ہیں اور کبھی بار لیتے ہیں اور گرانی نسبت
چاہتے ہیں جیسا کہیں کہ فلان بار لاتا ہے یا فلان نے ہمکو بار میں کیا جب کسی سے ملاقات کریں کہ انکے طریقہ سے مناسبت

رکھتا ہو اور اُسکی نسبت سے متاثر ہوتے ہین ہرچند وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم و تقوےسے ہو اسواسطے کہ نسبت
ان عزیزون کی سب نسبتون سے اوپر ہو اور جو چیز اُسکے سوا ہی انکا بار خاطر ہی اور کبھی لفظ بار کا کہتے ہین اور اُس سے
کوئی مرض یا عارضہ ارادہ کرتے ہین جیسا کہ کہین فلانے نے فلانے کا بار اُٹھایا ہی یا فلان نے بار فلان پرڈالا اور دفع مرض
یا حوالہ مرض ہوتا ہی اور واضح ہو کہ دفع مرض اور حوالہ مرض طبقہ خواجگان کے ساتھ مخصوص ہی قدس اللہ ارواحہم والد
اس فقیر کے علیہ الرحمۃ فقیر سے کہتے تھے کہ تو شب جمعہ اکیسوین جمادی الاول ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ مین پیدا ہوا اور اُس شب
کی صبح کو ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ سے سفر حجاز کی نیت سے سبزوار مین اور اُنھین
سے وارد ہوئے اور چند روز ہمارے گھر ٹھہرے اور ہم اُس صبحکو جمعہ کی تجھے ہاتھون پر لیکر اُنکے سامنے لیگئے تجھے اُنھون
نے لیا اور داہنے کان مین اذان اور بائین مین اقامت کہی اور تیری پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا یہ لڑکا ہمارا ہی اُنکے
روز بعد تجھے پسلی کا عارضہ ہوا اور ڈاکٹرون کی وہ مہلک بیماری ہی ہم ڈرے جب وہ مرض زیادہ ہوا دوسری بار تجھے
اُنکے سامنے ہم لیگئے اور مرض تیرا بیان کیا فرمایا کچھ خوف نہین اور پھر تیرے تئین اُٹھا لیا اور اپنی گود مین رکھا اور سر سے
پانون تک تیرے اوپر ہاتھ پھیرا اور کہا اس سے بہت کام ہین تم خاطر جمع رکھو اُسکے بعد پھر اثر اُس مرض کا تجھپر ظاہر نہوا
اور جب اُس دیار کے طالبان و مستعدان نے اُس عزیز کے حال سے تھوڑی اطلاع پائی صحبت اُسکی غنیمت
جانکر خدمت مین آئے ایک دن آپ نے فقیر سے پوچھا کہ فلان جوان اسی شہر کے بزرگ زادون سے کہ ہمارے
ساتھ زیادہ التفات رکھتا ہی چند روز ہوئے کہ نظر نہین آتا کیا اسکا سبب ہی مین۔ کہا کہ ایک ہفتہ سے دانتون کے
درد عظیم مین پڑا ہی اور اُسکا منھ ایک طرف سے ورم کر آیا فرمایا کہ وہ جوان ہونہار ہی چلو اُسکی عیادت کرین آپکے ساتھ
اُس سیدزادہ کے سرھانے ہم گئے دیکھا کہ منھ پر ورم بستر پر پڑا ہی اور نہایت درد سے بخار مین روتا ہی بعد از پرسش
تھوڑی دیر خاموش رہے اور ایسا معلوم ہوا کہ اُسکے مرض کی طرف متوجہ ہوئے ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا وہ
درد آپ کے دانتون مین آگیا تھا اور اُسی طرف آپ کے منھ پر ورم ہو گیا درد دندان اور حرارت اور منھ پر ورم لیے
اُٹھے اور اُس جوان نے صحت کامل پائی اور گھر کے دروازے تک آپ کے ساتھ آیا اور آپ دو ہفتہ درد دندان مین
مبتلا رہے حضرت فرماتے تھے کہ جو کچھ اکابر خاندان سے خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے منقول ہی کہ بار مردم مین آتے
ہین دو صورت سے ایک ہوتی ہی ایک یہ کہ جسوقت آشناے عزیز کو مرض اور ملال یا گناہ کی گرفتاری عارض ہو
یہ حضرت وضو کرنے اور نماز پڑھتے اور تضرع و زاری کرتے ہین اور حضرت حق سبحانہ سے درخواست کرتے ہین
کہ اُسے اس عارضہ سے پاک صاف کرے اور دوسری صورت یہ ہی کہ صاحب مرض یا معصیت اپنے تئین جانتے
ہین اور اُسکے بجاے اپنے کو اثبات کرتے ہین اور بعد از طہارت و نیاز تمام کے تضرع و زاری کرتے ہین اور صدق و
اخلاص توبہ و انابت کے ساتھ رجوع کرتے ہین اور اُسقدر خاطر مشغول کرتے اور ہمت مصروف کرتے ہین کہ

اُسکو بالکل اُس گرفتاری سے خلاصی میسر ہوتی ہے اور فرماتے تھے کہ ایک وقت جو بیمار و عزیز بیمار ہے اُسکو ہمت سے مدد کرنا بہت خوب ہے مدد دو قسم کی ہوتی ہے ایک یہ ہے کہ ہمت تمام کمال مصروف ہو کہ مرض دور ہو جاوے اور دوسری یہ ہے کہ غرض کے وقت خاطر کو پراگندگی بہت ہوتی ہے اور بآسانی خاطر جمع نہین ہوتی ہمت سے مدد کرین کہ خطرات پراگندہ دور ہوں تاکہ جو اصلی مقصود ہے نصیب العین ہو

حضرت مولانا سعدالدین کاشغری قدس اللہ سرہٗ

آپ ابتداء حال مین اشتغال تحصیل علوم کا رکھتے تھے اور کتب متداولہ تحصیل کی تھین اور ظاہری جمعیت بھی انکو تھی جب اس طریق کا شوق کیا ترک اور تجرید کر کے مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت مین داخل ہوئے حضرت خواجہ کلان ولد عزیز حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کے فرماتے تھے کہ ہمارے والد کہتے تھے کہ قریب سترھوین سال مین تھا کہ والد مجھے اپنے ساتھ سفر مین لیگئے اور آپ ہمیشہ تجارت مین مشغول رہتے تھے اور اطراف وجوانب مین کسب معاش کے لیے آمدرفت رکھتے تھے اس سفر مین مجھے لیگئے تھے ایک لڑکا نہایت صاحب جمال بھی مجولی ساتھ تھا مجھے اُس سے محبت کا تعلق ہو گیا ایک شب کاروانسرا کے گھر مین باہم تھے ہم پہلو سوئے جب شمع گل ہوئی اور لوگ سو گئے میری خاطر مین آیا کہ اسکا ہاتھ پکڑون اور اپنی آنکھ اُسپر ملون ابھی ہاتھ نہین بڑھایا تھا کہ مین نے دیکھا گھر کا ایک گوشہ شق ہوا اور ایک مرد باہیبت شمع روشن ہاتھ مین اُس شگاف سے باہر آیا اور ہماری طرف گھور کر دیکھا اور جلد گذر گیا اور دوسرا گوشہ اُس گھر کا شق ہوا اور اُس شگاف سے باہر نکل گیا اور غائب ہو گیا حال میرا متغیر اور مین متنبہ ہوا اور وہ تعلق زائل اور یہ بھی حضرت خواجہ کلان نے نقل کی کہ والد ہمارے بارہ برس کے تھے کہ اپنے باپ کے ساتھ سفر مین گئے تھے ایک روز کاروانسرا کے دروازے پر بیٹھے اور سوداگرون کا ایک گروہ اُسکے قریب باہم محاسبہ اور مناقشہ کرتے تھے اور اُنکی گفتگو دوپہر تک طول ہوا آخر والد پر گریہ مستولی ہوا اور بےاختیار روئے اسقدر کہ وہ جماعت اپنی گفتگو سے باز ہو کر اُنکی طرف متوجہ ہوئی اور پوچھا کہ تمکو کیا ہوا کہ بے وجہ روتے ہو فرمایا کہ صبح سے اسوقت تک مین موجود ہون کہ تمکو خدا اپنے سے کچھ یاد نہ آئی ازبسکہ تمھارے اوپر مجھے رحم آیا بےاختیار رو دیا۔ جب آپ کو تحصیل علوم کے بعد اس طریق کا ذوق پیدا ہوا تو خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کی ملازمت مین آگئے اور برسون اُنکی خدمت اور ملازمت مین رہے اور چند سال بعد اُنکی اجازت سے مبارک سفر کا ارادہ کر کے خراسان مین آئے اور ہرات کے مقام مشائخ وقت کی صحبت مین پہونچے جیسے حضرت سید قاسم تبریزی اور مولانا ابویزید پورانی اور شیخ زین الدین خوافی اور شیخ بہاءالدین عمر قدس اللہ اسرارہم اور حضرت سید قاسم قدس سرہ کے حق مین فرماتے تھے کہ یہ گرداب معانی عالم ہین اسوقت مین تمام حقائق اولیا اُنکے پاس جمع ہین اور مولانا ابویزید پورانی قدس سرہ کے حق مین کہتے تھے کہ اُسکو خدا سے کوئی کام نہین ہے جو کام کہ ہے خدا کو اُسکے ساتھ ہے اور شیخ بہاءالدین عمر قدس سرہ کے حق مین فرماتے تھے آئینہ انکا

ذات کے مقابل پڑا ہی ذات کے سوا کوئی چیز اُسکے شہود مین نہین ہی اور حضرت زین الدین کو کمال تشرع کے ساتھ تعریف
کرتے تھے خدمت مولانا علاء الدین کہ آپ کے اصحاب کبار سے تھے کہتے تھے کہ ہمارے حضرت مخدوم مولانا سعد الدین
فرماتے تھے کہ اول اول کہ مین ہرات آیا ایک شب واقعہ مین ایسا دیکھا کہ بڑا مجمع تھا تمام اولیاء ہرات موجود تھے
مجھے اُس مجلس مین لائے اور سب حاضرین پر مقدم بٹھلایا الا دو شخص ایک شیخ ابو عبد اللہ طاقی اور دوم خواجہ عبد اللہ انصاری
انتہی کلامہ اور مولانا علاء الدین کے سوا دوسرے سے مسموع ہوا کہ حضرت مولانا سعد الدین رح نے فرمایا کہ جب
اس واقعہ سے مین باہر آیا اثر غرور کا اپنے اندر پایا مین اُٹھا اور اُس آدھی رات کو ہر طرف جاتا تھا اور اُس رعونت
کے رفع کے لیے علاج کی جستجو کرتا تھا اچانک ایک بچھو نے بڑی شدت سے ایک ڈنک میرے پانوٗن مین
ایسا مارا کہ صبح تک مین جلاتا رہا اور اُس درد و محنت مین اُس رعونت سے خلاص پائی ۔ حضرت مخدوم قدس
سرہ نفحات الانس مین لائے ہین کہ ہمارے حضرت مولانا کہتے تھے کہ بعد از چند سال جو حضرت مولانا نظام الدین قدس
سرہ کی ملازمت مین گذرے مجھے خواہش ہوئی کہ زیارت حرمین شریفین کی کرون زادہما اللہ شرفا وتکریما آپ
مین نے اجازت چاہی فرمایا کہ ہرچند دیکھتا ہون تجھے امسال حاجیون کے قافلے مین نہین پاتا ہون اور پہلے اس سے
بہت واقعات مین نے دیکھے تھے کہ اُنسے مجھے وہم تھا اور آپ نے کہا کہ مت خوف کر جب تو جاتا ہی اُن واقعات
کو شیخ زین الدین کی خدمت مین عرض کر کہ مرد متشرع اور جادہ سنت پر ثابت ہی اور میرا دادا آپ کی خدمت
شیخ زین الدین خوافی تھے رحمۃ اللہ تعالے کہ اُسوقت خراسان مین بمقام ارشاد اور شیخی کے متعین تھے جب
مین خراسان پہونچا جیسا کہ حضرت مولانا نظام الدین نے کہا تھا حج کو میرا جانا ملتوی ہوا اُسکے بعد بس بعد
میسر ہوا اور جب مین شیخ زین الدین کی خدمت مین پہونچا اور وہ واقعات بیان کیے آپ نے کہا کہ ہمسے بیعت
کر لو اور ہماری قید ارادت مین آؤ مین نے کہا ایک بزرگ جنسے مین نے یہ طریقہ لیا ہی ابھی قید حیات مین ہین
آپ امین ہین اگر آپ چاہتے ہین کہ اس گروہ کی طریقت مین ایسا جائز ہی تو ایسا کرون آپ نے کہا استخارہ
کرو مین نے کہا مجھے اپنے استخارہ پر اعتماد نہین ہی آپ استخارہ کرین کہا تو استخارہ کر مین بھی استخارہ کرتا ہون
جب رات ہوئی مین نے استخارہ کیا تو دیکھا کہ ایک گروہ خواجگان زیارت گاہ ہرات مین کہ حضرت شیخ اسوقت
وہان تھے آئے اور درختون کو اُکھیڑتے تھے اور دیوارون کو گراتے تھے اور قہر و غضب کے آثار آپ مین ظاہر تھے
مین سمجھا کیا اشارہ منع کا ہی کہ دوسرے طریق کے اندر داخل ہون مین نے بخت ہو پانوٗن پھیلائے اور آرام سے سو رہا
جب صبح کو شیخ کی مجلس مین آیا بغیر اس بات کے کہ مین اپنا واقعہ بیان کرون کہا طریق ایک ہی اور سب ایک کی
طرف پھرتے ہین اپنے اُسی طریق مین مشغول رہو اگر کوئی واقعہ یا کوئی مشکل پیش آوے تو ہمسے کہنا جسقدر ہمسے ہوسکیگا
ہم تمھاری مدد کرینگے ۔ حضرت مخدوم قدس سرہ نے نفحات الانس مین اس سے زیادہ نہین بیان کیا اور حضرت

شیخ کے استخارہ کا اشارہ نہین کیا قدس سرہ لیکن بعضے بزرگون سے ایسا سنا گیا کہ حضرت شیخ نے وعدہ کے موافق
استخارہ کے لیے شب کو توجہ کی ایک درخت بہت بلند دیکھا کہ اسکی ڈالیان بہت ہین حضرت شیخ نے چاہا کہ ایک ٹہنی
ڈال اُس درخت سے توڑ لین اور الگ کرین ہرچند سعی کی اور زور کیا وہ شاخ ہاتھ نہ لگی جب صبح کو حضرت مولانا
سے ملاقات کی فرمایا کہ طریق ایک ہی تم اپنے اُسی طریق سے مشغول رہو۔ حضرت مولانا شمس الدین روحی علیہ الرحمہ
کہتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا نے فرمایا جب مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کی خدمت سے سفر حجاز کی اجازت
چاہی کہا کہ مین نے قافلہ کو بادیہ مین دیکھا اور تو اُنمین نہین تھا مین خاموش ہو رہا اور چند روز بعد مین سنپھر اجازت
چاہی کہا کہ جاؤ لیکن ہماری وصیت قبول کرو ہرگز وہ کام نکرنا جو ہمنے کیا اور ہم پشیمان ہوئے اور یہ شرمندگی قیامت
تک لیجاوینگا جسوقت کہ قہر الٰہی کا نشان تجھسے ظاہر ہو اُس قوت قہریہ کو استعمال نکرنا جیسا کہ ہمنے کیا خواجہ عصام الدین
اور بعضے منکر اور نااہل لوگون سے اور یہ قصہ مولانا نظام الدین کے ذکر مین جہان اُنکی باطنی قوتون کا بیان ہوا ہی مفصل
لکھا گیا اور حضرت مولانا سعد الدین نے فرمایا کہ مین نے یہ وصیت اُنسے قبول کی اور چند روز بعد مجھے ایسی کیفیت
پیدا ہوئی کہ جسکی آنکھ میرے اوپر جاتی گر پڑتا اور فی الفور بیہوش ہو جاتا او جو میرے پاس آتا وہ مرجاتا اور مین اُس کیفیت
کے ظہور کرتے ہی گھر کے گوشہ مین داخل ہوا اور چودہ[۱۴] رات دن باہر نہین آیا اور جو کوئی دور سے نظر آتا اور میری
ملاقات چاہتا مین ہاتھ سے اشارہ کرتا اور روک دیتا اور اپنے پاس آنے ندیتا اُس وقت تک کہ وہ حالت او کیفیت ظاہر ہو
از فوائد انفاس او قدس اللہ سرہ حضرت کے اجل اصحاب سے ایک نے بعض کلمات قدسی آپ کے
جمع کیے ہین تھوڑے اُنمین سے تسو[۱] رشحہ کے اندر لکھے جاتے ہین۔

رشحہ[۱] فرمایا ہی کہ جو کام فرضی کرو اُس سے مشغول بحق ہونا آسان تر ہی اسواسطے کہ جو چیز ہی اول اُسکو ڈھونڈھتے
ہین اُسکے بعد پاتے ہین اور حق سبحانہ کو اول پاتے ہین اور پھر ڈھونڈھتے ہین اگر نہ پاتے تو کب خواہش کرتے مصرع
تا تو نہ بینی جمال عشق نگیرد کمال + ترجمہ دیکھے نہ تو گر جمال عشق نہ پاوے کمال + یہ سخن جو حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ نے فرمایا اُسکے یہ معنی ہین کہ اول حق تعالی بندہ کے باطن پر صفت ارادی کے ساتھ جسکو تجلی ارادی کہتے ہین
ظہور کرتا ہی اُسکی وجہ اُسکے بعد حق سبحانہ کا طالب ہوتا ہی پس اس صورت مین یافت مقدم طلب پر ہوتی ہی اور دوسرا مصرع اسی
بیت کا یہ ہی مصرع ے شنوی وصف حال راست نیاید شنید ترجمہ سنتا ہی تو وصف حال راست نہو گی شنید
رشحہ[۲] فرمایا ہی کہ کوئی شخص جو ایک کو دوست رکھے یہی چاہتا ہی کہ سب کوئی اُسے چاہین اگرچہ غیرت محبت
اسکی مقتضی ہی کہ محبوب کو مخفی رکھے مگر غایت محبت سے اسکی سعی مین ہی کہ کوئی اُسکا منکر نہو وہ نہین جانتا کہ کیا کہے
اور کیا حیلہ کرے کہ سب اُسکے طالب اور معتقد ہون جس طرح بنے اور جس صفت سے ممکن ہو محبوب کی تعریف
کرے تاکہ اُسکے طالب ہون۔

رشحہ فرمایا ہو کہ جسوقت کسی حال کے سبب بال تیرے بدن پر متغیر اور متاثر ہون اُس حال کے نیچے جانا چاہیے
رشحہ فرمایا ہو کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ بندہ اور حق سبحانہ کے درمیان مین پردہ یہی عالم کی صورتونکا دل مین منقش ہوتا ہو اور یہ نقش ہونا پراگندہ صحبت اہیر اور دید رنگ واشکال گوناگون سے زیادہ ہوتا اور دل مین گھر بناتا ہو بڑی محنت اور مشقت سے اُسکو دور کرنا چاہیے اور دوسری کتابون کے مطالعہ اور رسمی باتون کے کہنے سننے اور متفرق کلمات سے وہ نقوش زیادہ ہوتے ہین اور اچھی صورتون کے دیکھنے اور ساز اور نغمات خوش کے سننے سے وہ نقش جنبش اور تموج مین آتے ہین اور ہرگاہ یہ سب چیزین حق سبحانہ کی دوری اور غفلت کے اسباب ہین انکا نفی کرنا واجب ہو پس چاہیے کہ اُن چیزون سے جو خیال کو ترقی دین قطعاً پرہیز اور صاف دل سے جناب حق سبحانہ کے جناب مین توجہ کرے اللہ تعالیٰ کا طریق اسپر جاری ہو کہ یہ مقصود بلا محنت و مشقت اور ترک لذات شہوات حسی کے حاصل نہین ہوتا ہو راحت کہ چاہتے ہین آخرت مین ہو دو تین روز اس سرائے فانی مین رنج اُٹھا پھر ہمیشہ عیش کر یہ نہین کہ اس عالم کو اُس عالم سے کوئی نسبت نہین ہو گویا ایک لق و دق بیابان مین خشخاش کا ایک دانہ گرا پڑا ہو۔
رشحہ بہار کی فصل تھی اور آپ کے اصحاب سے ایک صاحب نے بعضے رسالے لکھے خواہش تھی کہ جسوقت تمام ہون تو سیر کرے اس اثنا مین آپ کی ملازمت کی یہ رباعی مشہور تھی کہ رباعی بایار بگلزار شدم رہگذرے + بر گل نظرے فگندم از بیخبری + دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا + رخسارہ من اینجا و تو در گل نگری + پھر فرمایا کہ اگر سیر کو تو جاتا ہو اور سیر سے لطف حاصل کرتا ہو حق سبحانہ سے تو غافل ہو اور اگر تجھے حظ نہین ہو تو کس طرح جاتا ہو اور بہت سے رسالے لکھتا ہو اگر تو عمل کرنا چاہتا ہو تو ایک سخن بہت ہو کہ خدا کے ساتھ مشغول رہ اور اگر تو عمل نہین کیا چاہتا کسلیے تو لکھتا ہو اور فرمایا ہو کہ ایک نہین اور ہزار آسانی یہ سخن سب جگہ کام دیتا ہو جو چیز غیر حق ہو نہین کی اور فرصت پائی۔
رشحہ فرمایا ہو کہ حضرت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ خاموشی مفید تر کلام سے ہو اسواسطے کہ ہر سخن سے حدیث نفس پیدا ہوتی ہو اور فیض الٰہی ہرگز منقطع نہین مانع اُسکے اُس فیض کے دریافت حدیث نفس ہو اولیاء اللہ کی صحبت کے ذریعہ اپنے دل کو حدیث النفس سے بچانا چاہیے اسواسطے کہ ان حضرات کا ایک گوش ہو کہ اُس حدیث کو اُن کان سے سنتے ہین اور اُنکے وقت کو تشویش دیتا ہو جو شخص ایک کتاب کے دیکھنے مین مشغول ہو اگر ایک آدمی کوئی سخن کہے اُسکے وقت مین تشویش دیتا ہو بلکہ ایک مکھی اگر ورق پر آن بیٹھتی تو مشوش ہوتا ہو وہ جماعت کہ علی الدوام توجہ اور مشغولی جناب حق سبحانہ مین رکھتی ہین ضرور حدیث نفس اُنکو تشویش مین ڈالتی ہو اور نہین چھوڑتی کہ مشغولی کرین ایک شخص جو روتا ہوا لڑکا اُسکے پاس ہو اور رونا اُسکا تشویش وقت کا باعث ہو کہتے ہین کہ پستان اُسکے منہ مین دے کہ خاموش ہو کوئی ہونا چاہیے کہ پستان ذکر دل کے منہ مین دے تاکہ شیر معنوی پینا شروع کرے اور ذکر کرنے مین

اذے اور خیالات اور حدیث نفس سے خلاص ہو پھر بعض کے حال کی نسبت ذکر کرنا بھی حدیث نفس ہے۔
رشحہ ۷ ایک دن اصحاب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یاد رکھو اور جان لو کہ حق سبحانہ اس عظمت اور بزرگی کے ساتھ تمسے بہت
نزدیک ہے اور اس اعتقاد پر قائم رہو کیونکہ یہ بات ہرچند تمکو معلوم نہو لیکن ہمیشہ خلا و ملا مین با ادب رہنا چاہیے جب
تنہا گھر مین ہو تب بھی پانوٗن نہ پھیلاؤ اور پاخانہ مین شرمندہ اور سر جھکائے اور آنکھ بند کیے بیٹھو ظاہر اور باطن مین
خدا کے ساتھ سیدھے رہو جب ان آداب پر قائم ہو یہ بات تمکو رفتہ رفتہ معلوم ہوگی چاہیے کہ ہمیشہ اپنے کو آداب ظاہری
اور باطنی کے ساتھ آراستہ رکھو آداب ظاہری یہ ہے کہ شریعت کے امر و نہی کے ساتھ قیام کرو اور مدام باوضو رہو نفل
پڑھو اور بات کم کہو اور سب امور مین حاجتمند اپنے کو جانو اور سلف صالح کے آثار کا تتبع کرو اور آداب باطن
بہت دشوار ہین سے ضرورتر ان آداب سے یہ ہے کہ دل کو اغیار کے خطرون سے نگاہ رکھو خیر اور شر دونون برابر ہین اس
بارہ مین کہ حق سبحانہ کے لیے موجب حجاب ہین۔

رشحہ ۸ فرمایا ہے کہ حق سبحانہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مراقبہ کا طریقہ تعلیم کیا ہے جہان کہ فرمایا ہے ما تکون
فی شان وما تتلوا منہ من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شہودا اذ تفیضون فیہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ حق سبحانہ نے
فرمایا ہے اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کیا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جناب حق سبحانہ مین مشغول رہو حق
سبحانہ بندہ پر سب چیزون سے نزدیک تر ہے اور نزدیک تر کہنے سے بھی نزدیک تر ہے اسواسطے کہ حال قرب مین
عبارت نہین سماتی جب کہ قرب کو عبارت مین لاوین بُعد ہو جاتا ہے قرب یہ نہین ہے کہ تم کہو ہم اُس سے نزدیک
ہین یا اُس سے عبارت کر سکین قرب وہ ہے کہ تو اُسمین گم ہو جاوے اور غیر اپنے کو اُسمین تو گم کرے اور تجھے نہ معلوم ہو
کہ تو کہان تھا اور کہان سے تو آیا اور مطلق اُسے تو عبارت نکر سکے۔ کسی بزرگ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا
کہ فلان شیخ قرب سے بات کہتا ہے بزرگ نے اُس سے کہا کہ جب تو اُس بزرگ کے پاس جاوے کہہ کہ اس جا ہم
ہین قرب بعد ہے قرب عبارت تیرے ہونے سے ہے وہان عبارت کو گنجائش کہان ہے۔

رشحہ ۹ فرمایا ہے کہ ہر نفس مین ایک گنج گذرتا ہے واقف ہونا چاہیے حق سبحانہ حاضر اور ناظر ہے چاہیے کہ حق سبحانہ سے
شرم رکھے اور اُس سے بیخبر نرہے حق سبحانہ نے ملامت اور سرزنش کی ہے ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ ایک آدمی
کے اندر دو دل نہین ہین کہ ایک کو دنیا مین اور ایک کو حق سبحانہ مین مشغول رکھے آدمی کے اندر ایک دل ہے اگر
دنیا مین مشغول رکھے حق سبحانہ سے بے بہرہ رہے اور جو حق سبحانہ مین مشغول رکھے اُسکے دل سے ایک روزن
حق سبحانہ کی طرف کھل جاتا ہے اور اُس روزن سے فیض الٰہی کا آفتاب چمکنا شروع کرتا ہے آفتاب جو طلوع کرتا ہے
پورب سے پچھم تک جو ذرہ ہے اُسکے نور سے بہرہ پاتا ہے اور نور اُسکا سب پر چمکتا ہے اگر ایسا گھر ہو کہ اُسمین روزن نہو
تو بیشک اُس نور سے بے بہرہ رہیگا پس اگر دل حاضر ہے تو اُسکا حضور اُس روزن کے موافق ہے اُس راستے

نور فیض وجود اُسے پہونچیگا اور جو غافل ہو وہ نور اُس سے آگے گذر جائیگا بیت دوست بہر لحظہ در تو نظر میکند + چون تو از و غافلی از تو گذر میکند + ترجمہ دوست ہر ایک لحظہ مین تجکو نظر کرتا ہی + جب کہ تو غافل ہی یار تجھسے گذر کرتا ہی +
رشحہ ۱۰ فرمایا ہی کہ طاعات بہشت مین جانیکے سبب ہین اور طاعت مین ادب کرنا حق سبحانہ کے قرب کا سبب ہی مشائخ کامل قدس اللہ اسرارہم اسپر ہین کہ ابتدا مین چاہیے کہ اپنے باطن کو صاف کرے اور تصفیہ اور تزکیہ میشغول ہو تاکہ دوام مراقبہ حاصل ہو ورنہ جو کچھ اعمال صالح سے کرتا ہی پانی خاک مین ملاتا ہی مصرع ہر چہ گیرد علتی علت شود + ترجمہ علتی جو چیز لے علت وہ ہو + ایک جولاہہ کے شاگرد سے کم نہونا چاہیے کہ ایک مدت چاہیے کہ تانا گاجو رنا سیکھے دوسرے کام ابھی کہان ہین طالب کو چاہیے کہ حد و کد سے کوشش کرے تاکہ خطرون کے دور کرنے مین استاد ہو اور جانے کہ کس طرح نفی کرنی چاہیے اور ابتدا مین چاہیے کہ کسی چیز مین مشغول نہو مگر نفی خطرات مین جو لوگ کہ رسالے مطالعہ کرتے ہین اور وہان سے باتین انتخاب کرتے ہین کچھ فائدہ نہین یہ سب بیکاریان ہین راہ حق سبحانہ کی اور کام اُسکا جاننا اور کرنا ہی نہ کہنا اور سُننا اگر کوئی بادشاہ بغداد کے سامنے بیٹھا ہو اور بادشاہ کے حضور مین ہمیشہ رہسکتا ہو اور بادشاہ نے ایک خط شام کو بھیجا ہو اُس خط سے غیر حاضر لوگ فائدہ اُٹھائینگے نہایت درجہ کا جاہل بے عقل اور غافل ہوگا جو حضور بادشاہ سے باختیار خود دور جائے اور اُس خط کے پڑھنے کو بغداد سے شام کی طرف روانہ ہو۔
رشحہ ۱۱ فرمایا ہی کہ جو کوئی ایک جگہ ہو وہ سب جگہ ہو اور جو سب جگہ ہی وہ کسی جگہ نہین۔
رشحہ ۱۲ فرمایا ہی کہ پرہیز واسطے بہتر ہی جو کوئی بیکھائے اقسام و انواع کی بیماریان اُسے ہوتی ہین دفع مرض کے لیے دوا کھائے تب صحت پائے جب صحت پائے پھر پیٹ بھر کھانا شروع کیا پھر دوا کھائی دور اچھا ہوا اسی طرح چند مرتبہ اعادہ کیا انجام کو وہ دوا اُسے ضرر کلی پہونچائے اسی طرح جس کسی نے گناہ کیا اور پھر توبہ کی پھر گناہ کیا پھر توبہ کی اور پھر گناہ کیا یہ توبہ کہ اُسے گناہ سے بالکل باز نرکھے اور اُسمین اثر عظیم نکرے مثل گناہ دیگر ہی یہی وجہ ہی کہ اہل اللہ نے پرہیز کلی اختیار کیا اور سب ترک کیا اور حق سبحانہ سے مشغول ہوئے کہ ایسا نہو مرض غفلت مین موت آجائے۔
رشحہ ۱۳ فرمایا ہی کہ حضرت جنید قدس سرہ نے کہا ہی کہ مراقبہ مین اُستاد میرے ایک بلی تھے ایکبار مین نے ایک بلی دیکھی کہ ایک چوہے کے سوراخ کے سرے پر بیٹھی اور ایسی متوجہ اُسپر ہوگی کہ بال اُسکے کے اعضا حرکت نہین کرتے تھے تعجب سے اُسکو مین دیکھ رہا تھا دفعتہً میرے سر مین ندا کی کہ ای کم ہمت مین تیرے مقصود مین ایک موش سے کم نہین ہون تو میری طلب مین بلی سے کمتر نہو اُسدن سے مین اندر مراقبہ کے گرا بیت والی کہ مرا یار چہ گفتہ ہست امروز + جز یاکسے درمنگر دیدہ بجز وز + ترجمہ یار نے کیا آج مجھسے ہی کہا کیا جانے تو + جز ہمارے غیر کو مت دیکھنا گر مانے تو +
رشحہ ۱۴ فرمایا ہمیشہ یاد حق سبحانہ مین رہو اُس حد تک کہ اپنے سے غائب ہو جاو حق سبحانہ سب سے لطیف تر ہی جس کسیکو لطافت زیادہ ہی حق سبحانہ سے مشغولی کے لیے سزاوار زیادہ ہی۔ جولاہہ اور موذن دو نوا اُس شخص سے لطیف تر ہین جو حمام مین کوشا

ہوتا ہو انسے خس کشی نہین ہوتی پھر پرواز انسے لطیف تر ہو اُسکو تحمل نہین ہو کہ جولانگری اور موزہ دوزی کرے ملائک
پرواز مین سے لطیف تر ہین پرواز ی نہین کرسکتے پھر وہ جماعت کہ جناب حق سبحانہ مین مشغول ہین سب سے لطیف تر ہین
انکو یہ مہلت وفراغ نہین ہو کہ غیر حق سبحانہ کے ساتھ مشغول ہوں اگر کوئی کہوے تو اُسکو خوش نہین آتا کہ اُس سے آنکھین
اور سجدہ مین جاوین پسند نہین آتا کہ سر اُٹھاوین یہ گروہ سب سے لطیف تر ہین اسکا تحمل انکو نہین کہ ایک پلک مارنے
مین بجز حق سبحانہ سے مشغول ہون انبیا انکے حال پر غبطہ کرتے ہین کہ اس سبب سے کہ انکے درجہ اور کمالات انبیا
کے درجہ اور کمالات سے زیادہ ہین لیکن انکو ایک شرف حال ہو کہ ہمیشہ حضرت حق کے قرب مین ہین اور حق تعالے
نے انکو نظر خلق سے پوشیدہ رکھا ہو اور ہمیشہ کے لیے انھین اپنے مین مشغول کیا بادشاہ اسو ممالک اپنے ایک مقرب کے
سپرد کرتا ہو اور وہ بادشاہ کے حکم سے ممالک مین تصرف کرتا ہو اور دوسرا آفتابہ بردار ہو کہ بادشاہ کو وضو کراتا ہو اور
ہمیشہ بادشاہ کے سامنے ہو اگرچہ ممالک مین تصرف کرنے والا بادشاہ کے نزدیک مقرب تر اور برگزیدہ تر اور درجہ اسکا بلند
ہو اور البتہ اگر قابلیت اُسکی بڑھکر ہوتی ممالک مین متصرف ہوتا لیکن آفتابہ بردار کو یہ شرف ہو کہ مدام قرب بادشاہ
مین ہو اور خدمت خاص اُسکی کرتا ہو اور دوسرے کے ساتھ مشغول نہین ہو ورنہ وہ کہان اور مملکت مین متصرف کہان
جو متصرف ممالک کا ہو بوجہ قرب دوام اور خدمت بادشاہ کے آفتابہ بردار پر رشک رکھتا ہو۔

رشحہ حضرت مولوی رومی قدس سرہ کے اس بیت کے معنی مین فرمایا ہو **بیت** ای دیدہ عجائب ہا بنگر عجب انیست این
معشوق بر عاشق بے دو سنہ و باوے سنہ ہو کہ اگر کوئی ہزار سال پرواز کرے بے وسے بنہ و باوے سنہ کے معنے بیاوسے
پس کیونکر قرب حق سبحانہ تعالے کو پا سکتا ہو لیکن اگر سعی کرے اور حد سے زیادہ مشغول ہو حق سبحانہ اسقدر
ادراک اور یقین اُسکو عطا فرماتا ہو کہ اس معنی کو دریافت کرتا ہو کہ حق سبحانہ بغیر اُسکے نہین رہا اور اُسنے غفلت کی
اہل معدکو یقین حاصل ہوتا ہو کہ بود و وجود حق سبحانہ مین کسیطرح کا شک اور تردد نہین رہتا جس طرح سے کسیکو اپنے
بود و وجود مین شک نہین ہرچند کپڑے پہنے اور آنکھین بند کرے اپنے وجود کو گم نہین کرتا اور نہین بھولتا اور
شک مین نہین کرتا —

رشحہ فرمایا ہو کہ جب ذکر حرف اور آواز عربی و فارسی کے لباس سے معرا ہو اور تمام جہات سے اُسوقت شجریت
کے مقام کو پہونچتا ہو اور سبب اوقات اُس سے طالب ثمر کھا سکتا ہو تو تی اکلہا کل حین ذکر دانہ کی مثال ہو کہ معرفت
کا درخت اُس سے پیدا ہوتا ہو جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہو مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ جس طرح درخت دانہ سے پیدا
ہوتا ہو توحید خالص کہ لباس حرف وصوت سے عربی فارسی کے اور شکل و رنگ اور کیف وکم اور جمیع جہات سے مجرد
اور معرا ہو مضمون کلمہ سے ظاہر ہوتی ہو۔

خوارق عادات آپ کے قدس سرہ حضرت مولانا علاء الدین کہ بڑے اصحاب حضرت مولانا سعد الدین

سے تھے اور ذکر انکا آپ یکا فرماتے تھے کہ مین بیمار تھا حضرت مولانا میری عیادت کو آئے صفہ کے کنارے بیٹھے اور تھوڑا مراقبہ
کیا اور سر مبارک لٹکا دیا اور اُس صفہ کی چھت مین سر مبارک کے اوپر ایک کھڑکی تھی یکایک ایک چوہے نے اُس دریچہ
کے کنارے سے تھوڑی خاک چھنکائی اور آپ کی گردن اور گریبان پر گری سر اُٹھایا اور اوپر کو دیکھا اور پھر مراقبہ
مین گئے اُس چوہے نے تھوڑی اور خاک گرائی پھر آپ نے دیکھا اسیطرح تین بار یہ صورت ہوئی چوتھی بار دیکھا اور
غضب ہو کر کہا ای بے ادب چوہے تب اُٹھے اور باہر گئے اور مین اپنے بچھونے پر بیٹھا تھا اور اُس صورت سے
بہت شرمندہ تھا تھوڑی دیر مین دیکھا کہ اُس دریچہ مین ایک بلی آئی اور گھات مین بیٹھی اچانک چوہے نے تھوڑی
خاک ڈالی وہ بلی جھپٹی اور اپنے پنجے سے چوہے کو اُس سوراخ سے باہر نکالا اور مار ڈالا اور تھوڑا اُسمین سے کھایا اور مین
گنتی کرتا رہا اُس بلی نے اُس روز اٹھارہ چوہے اُس سوراخ سے باہر نکالے چبائے اور چھوڑ دیے اور چلی گئی
مولانا علی برادر مولانا علاء الدین نے کہ وہ بھی حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مخلصان خاص سے تھے
نقل کی ہے کہ بزازی کی دوکان مین رکھتا تھا ایک دن ایک پیادہ تحصیل کنندہ ایک دہانید کی چٹھی لایا اور سختی اور
جہالت شروع کی اور اُسوقت مجھے اُسکے روپیہ دینے کی مقدرت نہ تھی متحیر ہوا کہ کیا کرون ایسے قریب حضرت
مولانا آگئے جب وہ تشدد اُس سے دیکھا تو آپ اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا ہئی داد زبان اپنی نگاہ رکھ جونہین آپکا
ہاتھ اُسکے شانہ پر پہونچا بیہوش ہوگیا اور زمین پر لوٹنے لگا اور دیر تک اُسی حال مین پڑا رہا اور آپ میری دکان کے
دروازہ پر بیٹھے رہے جب اپنی اصلی حالت پر آیا بڑی عاجزی کے ساتھ اُٹھا اور آپ کے قدمون پر گر پڑا اور
منھ آپ کے پشت پاے پر رکھا اور اُس نوکری سے توبہ کی اور اس طریق کیطرف متوجہ ہوا۔ اور اُسنے نقل کی
ہے کہ لڑکون کی مان حمل سے تھی اور چار مہینے حمل پر ہوئے تھے ان ایام مین قصد اسقاط حمل اُسنے کیا اور بچہ
جاتا رہا اور وہ قریب مرگ ہوگئی اور حال اُسکا متغیر ہوا مین گھبرا کر آپ کے پاس دوڑتا آیا دیکھا کہ بہت سے علما اور
فضلا آپ کے پاس جمع ہین اور آگے جانے اور بات کرنے کی طاقت نہین حیران ہوا اور کوئی چارہ نہ جانا جب آپکی
نظر میرے اوپر پڑی اُسیوقت اُٹھے اور گھر کی طرف روانہ ہوئے اور اصحاب کی ایک جماعت آپ کے پیچھے آتی
تھی اس درمیان مین مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا اُس ظالمہ سے کہدو کہ ایکبار پہلے فلان تاریخ کو تونے یہ حرکت
کی تھی اور تجھے مین نے معاف کیا تھا اس دفعہ بھی معاف کرتے ہین اگر بار دیگر یہ ظلم تجھسے صادر ہوگا تو اپنی سزا پائیگی مین خوش
ہو کر آیا پھر جب گھر مین پہونچا دیکھا کہ اُسکی حالت اچھی ہوگئی اور اُس مرض سے نشان باقی نہ تھا اور قصہ اُس
سے مین نے نقل کیا روئی اور کہا سچ فرمایا ہے اُس تاریخ ایکبار قصد کیا تھا اور مرنے سے بچی پھر خدا سے قول
قرار کیا کہ پھر ایسا قصد نکرونگی۔ حضرت مولانا علاء الدین نے کہا کہ اُسوقت کہ مین حضرت مولانا کی خدمت مین
تھا ایک دن قاصد ولایت قہستان سے آیا اور مان باپ کا خط لایا کہ مجھے بڑی تاکید سے بلایا تھا کہ شادی

بیاہ کردین اس صورت سے مین بہت ملول ہوا کہ بیاہ واحضرت کی ملازمت سے علیحدہ ہون اپنے دل مین کہا کہ جب آپ خط کے مضمون سے اطلاع پائینگے ہرآئینہ مجھے محفوظ رکھینگے اور مجھے قہستان نجانے دینگے جبکہ آپ کے سامنے مین گیا ابھی خط کا مضمون عرض نہ کیا تھا کہ فرمایا ہرگاہ اصرار کے ساتھ بلایا ہے تو جانا چاہیے مین متحیر ہوا اور بغیر کئے چارہ ندیکھا جب کہ مان باپ کی خدمت مین پہونچا اُسی ہفتہ مین میرا نکاح کردیا اور آٹھ برس مین وہان رہا لیکن اس مدت مین ہمیشہ آپ کی خدمت کی طرف متوجہ رہا اور باطن شریف سے فائدہ حاصل کرتا رہا اور اُس شہر مین ایک ظالم جو والی تھا کہ مال و اخراجات کی توجہ مین بہت زیادتی میرے اوپر کرتا تھا اور ظلم و بیداد حد سے زیادہ کرتا تھا اور مین نہین جانتا تھا کہ کس طرح اُسکے ظلم کو دور کرون آخر حضرت مولانا کی طرف بباطن متوجہ ہوا اور استغاثہ کیا ایک شب خواب مین آپ کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ مین ہے اچانک وہ ظالم مقابل آیا آپ نے تیر کمان مین رکھا اور کھینچی اور اُسکی طرف پھینکا جب مین جاگا اپنے آپ کہا کہ دیکھیے کیا بلا اُس کمبخت پر آئیگی دوسرے دن مین اُسکے پاس گیا اور کہا تیار رہ کہ تیری بلا تجھ پر آئیگی ہنسا اور ٹھٹھا مارا اور بے ادبانہ باتین کہین تین روز بعد آدھا بدن اُسکا فالج سے رہگیا اور پھر نہ اُٹھا۔ اور یہ بھی حضرت مولانا نے فرمایا کہ جن ایام مین مین قہستان مین تھا ایکبار میرے پھوڑا اُٹھا تھا ایک دن اونچے درخت پر پتی توڑ رہا تھا اور اُس کام کے درمیان نسبت رابطہ کی ورزش کر رہا تھا یکایک شاخ جسپر میرا پانون تھا ٹوٹ گئی اور مین درخت کے اوپر سے علیحدہ ہوا دیکھا کہ حضرت مولانا ہمارے سے ظاہر ہوئے اور ہوا سے مجھے لپک لیا اور صحیح سالم مجھے زمین پر رکھدیا اس طرح کہ میرے کسی عضو مین چوٹ نہ لگی یہ بات مین چھپائے رکھتا تھا اور جب آپ کی ملازمت سے مشرف ہوا چاہا کہ قصہ اُس حال ظالم کے اوپر فالج اور درخت سے لپٹنے گرنے کا کہون قبل میرے کہنے کے فرمایا کہ ظالمون کا گرنا اور ہے اور مظلومون کا گرنا اور ہے۔ اور یہ بھی حضرت مولانا فرماتے تھے کہ ابتدا اسے حال مین جب حضرت مولانا نے مجھے ہرات مین ذکر دل کی تعلیم کی فرمایا کہ میرے سامنے چند ذکر کہو مین نے شروع کیا اور دل کو ذکر مین مشغول کیا فرمایا کہ ایسے ذکر نکرو اور دل کو ذکر مین حرکت مت دے بلکہ مفہوم ذکر کو دل پر محمول کر اسوقت تک کہ دل مفہوم ذکر سے اثر پاکر خود متحرک ہو پھر کام کو اسپر چھوڑ دے اور جس وقت کہ آپنے میرے دل کی حرکت سے خبر دی مجھے عقیدہ نہ تھا کہ تمام روے زمین مین کوئی ایسا شخص ہوگا کہ آدمی کے باطن اور خلق کے احوال دل سے آگاہ ہو کہ اسی بیچ تعجب مین اور حیرت مین پڑا اور ذکر سے باز رہا اسی کے قریب فرمایا کہ تو کیا حیران ہو رہا ہے خدا کی قسم بلخ مین میرا ایک بقال مرید ہے جو بارہا چال کے پیچھے کھڑا ہوا اور مین یہان اُسکے دل کو اُس سے بہتر جانتا ہون اس بات کے سننے سے مجھے بڑی کیفیت پیدا ہوئی پھر آپکا دامن مضبوط پکڑا۔ خدمت مولانا محمد رحمہ سے کہ حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی کے چھوٹے بھائی تھے منقول ہے کہ فرماتے تھے مین ابتداے حال مین کیمیا کے شغل کا فریفتہ تھا اور اکثر اوقات اسمین صرف کرتا اور بہت تجربہ حاصل کیا تھا اور قریب قریب کام کے نشان مین نے دیکھے تھے مگر

جو حق تھا ظاہر ہوتا تھا اور مین اُسکے شغل اور ترک کے درمیان متردد تھا اور اس وجہ سے نہایت شکستہ دل و پریشان حال تھا ایک دن اس پریشانی اور سرگردانی مین بازار گیا اور جب چار دیواری کے قریب پہونچا اور لوگون کے ازدحام مین آگیا تھا ایک کسی نے پیچھے سے آکر میرے گلے مین ہاتھ ڈالدیا پھر کر دیکھا تو حضرت مولانا سعد الدین تھے مین ٹھہرا اور نیازمندی کی آپ نے فرمایا کہ ہو دا ور بیت کیمیائے ترا کنم تعلیم * کہ در اکسیر و در صناعت نیست * رو قناعت گزین کہ در عالم * کیمیائی بہ از قناعت نیست * ترجمہ تجھکو اک کیمیا کرون تعلیم * نہ وہ اکسیر نا صناعت مین * جا قناعت کر و کہ عالم مین * کیمیا کیا جو ہو قناعت مین * یہ قطعہ پڑھا اور تشریف لیگئے آپ کے جانے پر ارادہ اُس شغل کا بالکل میرے دل سے جاتا رہا اور خاطر اُس وسوسہ سے خلاص ہوئی اور یقین ہوا کہ وہ ایک تصرف تھا کہ محض براہ شفقت آپ سے میری نسبت صادر ہوا۔ حضرت مولانا علاء الدین فرماتے تھے کہ اوائل حال مین جو حضرت مولانا کی صحبت اختیار کی اور آپ نے علوم رسمی کی تحصیل چھوڑ دینے کا اشارہ کیا تمام سبق کہ فن ہیئت اور منطق اور کلام مین تھے بالکل چھوڑ دیئے مگر میر سید اصیل الدین محدث علیہ الرحمہ کے آگے جو کتاب حدیث پڑھتا تھا اور قریب الاختتام تھی اپنے پاس رکھی کہ حدیث کا پڑھنا مانع نہو گا خیر وہ کتاب تمام کر لون صبح ہفتہ کا دن تھا کہ حدیث کا جزو اُٹھایا اور شہر سے محلہ مل کری کو جہان حضرت سید رہتے تھے چلا جب دروازہ ملک سے قدم باہر رکھا پایا کہ میرے پاؤن مین ایک لوہے کی بھاری بیڑی پیدا ہوئی اسقدر کہ قدم مشکل سے اُٹھاتا تھا اس حالت سے مین بہت حیرت اور وحشت مین پڑا اور لوگون کی طرف دیکھتا تھا کہ وہ کیا کہتے ہین دیکھا کہ کوئی شخص اس بات سے آگاہ نہ تھا بڑی مشقت کے ساتھ پل روان سے گذرا اس اثنا مین دیکھا کہ پگڑی میری سر سے کوئی اُٹھا لیگیا اور ننگے سر رہ گیا وحشت اور حیرت میری اور زیادہ ہوئی ایک دو قدم اور رکھے جامہ فرجی میرے شانہ سے اُتار لیا اسی طرح کہ تین قدم پیچھے پاپیچ میرے بدن سے اُترجاتی تھی حتے کہ پگڑی فرجی بند قبا اور پیراہن سب کے گذرے ہوگئے اور مین ایک پاجامہ سے رہگیا اور وہ بھاری بیڑی میرے پاؤن مین تھی اور جوتے سینے والون کے بازار تک مین پہونچا تھا اپنے دل مین کہا اگر ایک قدم اور آگے کو رکھتا ہون تو پاجامہ بھی جاتا ہو اور پھر تو ذلیل ہوگا فی الفور وہان سے آلٹا پھر ا پیراہن میر املا اور میرے بدن مین آگیا اور جس جگہ جو چیز مجھسے گم ہوئی تھی جب میرا قدم وہان پہونچتا تھا وہ چیزین اپنی جگہ آتی تھین جب آستانہ دروازے سے شہر مین قدم رکھا دیکھا کہ وہ بھاری زنجیر میرے پاؤن سے نکل گئی اور غائب ہو گئی فوراً مطالعہ سے نفور بدل آپ کی ملازمت مین پہونچا دیکھا کہ مسجد جامع کے اندر مراقبہ مین مشغول ہین آہستہ گیا اور بیٹھا اچانک سر مبارک اُٹھایا اور میری طرف متوجہ ہوکر مسکرائے آپ کے تبسم سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک تصرف تھا جو آپکی طرف سے واقع ہوا تھا۔ اور یہ بھی حضرت مولوی فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے قبض عظیم طاری ہوا اور سخت حزن نے گھیرا ایسا کہ مین بے اختیار ہو اُٹھا اور حضرت مولانا کے در دولت پر حاضر آیا اور آپ کی

طرف متوجہ ہوکر بدل درخواست وزاری کرنے لگا کہ عنایت فرمایئے اور مجھے اس اندوہ والم سے خلاصی دیجیے اسی حال مین آپ باہر آئے اور آثار بسط اور کشادگی کے آپ سے ظاہر تھے مسکراتے ہوئے آئے اور داہنے ہاتھ سے میرا گریبان پکڑ کے دبایا اور پھر انگشت شہادت کا سرا میری گردن کے کنارے رکھا اُسیوقت میرے باطن مین سرور اور میرے دل مین خوشی اور حضوری حاصل ہوئی اور میرے سینہ مین انشراح پیدا ہوا کہ چار مہینے تک علی الاتصال دل میرا پھول کیطرح شگفتہ ہوتا تھا اور قہقہہ کے ساتھ مین ہنستا تھا اور آثار اُسکے میرے بشرے پر ظاہر تھے اس طرح کہ ہونٹھ میرے ہنسی سے بند نہوتے تھے اور خدمت مولوی نے فرمایا کہ ایک شب اہل رسم وعادت کی ایک جماعت کے ساتھ اتفاق رقص وسماع کا ہوا جب صبح آپ کی خدمت مین آیا ایک گروہ اکابر کا وہان جمع ہوا تھا آپ نے نظر غضب سے میری طرف دیکھا فی الفور پایا کہ ایکبار عظیم میرے اوپر گراجاتا کہ ایک بڑا پہاڑ لاکے اور میرے شانہ پر رکھدیا ہو اسقدر مین جھکا کہ ناک میری زمین کے قریب پہونچی اور جی گھٹنے لگا اور عذاب مین پڑا اور پیشانی سے پسینا ٹپ ٹپ گرنے لگا اور خوف تھا کہ رابطۂ حیات قطع ہو مولانا شہاب الدین احمد بیرجندی علیہ الرحمہ کہ علماء شہر اور آپ کے اصحاب اجل سے تھے اور اسکے بعد ذکر اُنکا آئیگا اُنھون نے جب میری عاجزی اور لاچاری دیکھی آپ سے میری سفارش کے لیے تواضع اور نیازمندی کی آپ نے ایک ساعت بعد مولانا شہاب الدین احمد کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مرد سیراب اور جھری ناپاک کو ایسا پاک کرتا ہے اور ایسا کرتا ہے کہ اچھے آدمی اُسکے کھانے کی رغبت کرتے ہین ہم بھی بعضے نفوس کی پاکی مین اُس سے کم نہین ہین یہ کہکر ہنستا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھا اور ہاتھ پر ہاتھ ملا فی الفور وہ بار میرے شانہ سے اُتر گیا اور وہ گرانی جاتی رہی حضرت اُستادی مخدومی حافظ غیاث الدین محدث علیہ الرحمہ کہ بڑے علماء زمانہ اور اعیان ہرات سے تھے اور حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی نظر کو پہونچے تھے اور شیخ بہاء الدین عمر اور اُنکے والد بزرگوار شیخ نور الدین محمد قدس اللہ روحہما کی بہت ملازمت کی اور سلطان ابو سعید مرزا کا قرب تمام اسقدر رکھتے تھے کہ کبھی کبھی مرزا کے تخت پر بیٹھتے اور اُسکو مثنوی سنایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ ایک دن بمقام مسجد جامع مین حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچا اور اُس مجلس مین بہت سے علماء اور فقراء حاضر تھے اور صف نعال مین سب سے فروتر ایک مرد فقیر قہستانی بیٹھا ہوا تھا اور حضرت سکوت مین تھے اچانک سر اُٹھایا اور اُس مرد قہستانی کو اپنے سامنے بلایا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کے میرے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ اسے تیرے سپرد کیا اسکی حمایت مین تقصیر نکرنا مین نے قبول کیا اور مجھے اور کسیکو حاضرین سے اس سفارش کا راز معلوم نہوا مگر چند سال بعد کہ حضرت مولانا وفات کر گئے تھے اور میرزا سلطان ابو سعید کے زمانہ مین ایک فسق ظاہر ہوا کہ امیرون کی مدد سے لوگون کو تہمت بیہودہ مین کرتا تھا اور زر کثیر لیتا تھا اتفاقاً اُس مرد قہستانی کو پکڑا چونکہ وہ مال نرکھتا تھا کہ خلاص ہوتا قتل کی تجویز اُسکے

لے پہونچی تھی تاکہ اور لوگ ڈرین اور آس پکڑنے والے کا کام پیش جاے اور بازار اُسکا گرم تر ہو آخر مقدمہ یہان تک پہونچا
کہ رسّی اُسکے گلے مین ڈالکر دروازہ عراق پر لائے تاکہ وہان اُسے دار پر لٹکا دین اس اثنا مین میرزا کے پاس سے
مین واپس اپنے گھر کو جاتا تھا دروازہ پر پہونچا اور ازدحام خلائق دیکھا پوچھا کہ یہ کیا ہوتا ہے کہا ایک فقیر کو تہمت جیب کی
مین پکڑا ہے اور چاہتے ہین کہ قتل کرین مین آگے بڑھا جب اُسکی نگاہ میرے اوپر پڑی شور مچایا کہ اے حافظ مین وہ
فقیر قہستانی ہون کہ حضرت مولانا سعد الدین لے جامع مسجد مین آپ سے میری سفارش کی اور فرمایا کہ اسکی
مدد اور حمایت مین کوتاہی نکرنا اور تمنے قبول کیا اب مدد اور حمایت کا وقت ہے جب تیز نگاہ سے مین نے اُسے
دیکھا پہچانا اُسیوقت اُسے مین نے رہا کیا اور وہین سے باگ پھیری اور میرزا کی ملازمت مین گیا اور اُس فقیر کا
قصہ اور حضرت مولانا کی سفارش عرض کی میرزا نے اُس تہمت کرنے والے کو اُس فقیر کے بجاے سزا دی اور وہ فقیر اور
تمام آدمی اُسکے شر سے خلاص ہوئے اور خدمت حافظ نے یہ حکایت بیان کرکے دو بیت مثنوی کی پڑھین مثنوی
از پس صد سال ہر چہ آید برد + پیر می بیند معین مو بمو + گر بمیرد دیدہ او باقی بود + زانکہ دیدش دیدہ خلاق بود
خواجہ شمس الدین محمد کوسوی حضرت مولانا سعد الدین رحمہما اللہ سے بہت صحبت رکھتے تھے آپ کے بعض اجل
اصحاب نے ایسا بیان کیا کہ ایک دن حضرت خواجہ نے حضرت مولانا سے کہا کہ مجھے دو بڑی مشکل حقائق توحید
پیش آئی ہین کہ اُنکے حل کرنے سے عاجز ہون اور کسیکو مین نہین جانتا کہ اُس مشکل کو حل کرے اور اس وجہ سے میری خاطر
زیر بار ہے نیت ہے کہ سفر کرون شاید کسیکو دیکھون کہ یہ بار میری خاطر سے اُٹھاے حضرت مولانا نے فرمایا کہ کل تم صبح ہی اُن مشکلات
کے حل کی نیت سے اس طرف آؤ شاید کہ سفر کی حاجت نپڑے خدمت خواجہ دوسرے دن آئے جس وقت کہ اُنکی نظر حضرت
کے چہرے پر پڑی نعرہ مارا اور بیخود ہو گئے اور عرصہ تک اُس بیخودی مین رہے اور بعد افاقہ کے یہ بیت مثنوی کی پڑھی بیت
اے جمال تو جواب ہر سوال + مشکل از تو حل شدہ بے قیل و قال + پھر سفر کا وسوسہ اُنکی خاطر مبارک سے جاتا رہا
ایک دن ایک محرم نے خلوت مین خدمت خواجہ سے پوچھا کہ آپ کو اُس دن کیا ہوا کہ دیر تک بیہوش پڑے رہے
اور اُسکے بعد سفر ترک کیا فرمایا کہ جب میری نظر مولانا سعد الدین کے داہنے ابرو پر پڑی ایک مشکل میری حل ہوئی
اور جب نظر میری دوسرے ابرو پر آپ کے پڑی دوسری مشکل حل ہوئی اُسکی لذت اور ذوق سے مین نے فریاد کی
اور بیخود گر پڑا۔ نفحات الانس مین مذکور ہے کہ ایک درویش جو آپ کی صحبت مین پہونچا تھا اُسنے حکایت کی کہ مجھے مجلس
وعظ مین کہ درویشون کے معارف بیان ہوتے تھے بہت تغیر ہوتا تھا فریاد اور نعرہ بہت لگاتا اور اُس سے محجوب ہوتا
ایک روز یہ حال آپ کے سامنے عرض کیا کہا جب تجھے تغیر ہو مجھے اپنی خاطر مین لانا چاہیے اور اُسوقت کہ آپ سفر حجاز
مین گئے تھے مجھے ایک مدرسہ مین کہ وہان ایک بزرگ وعظ کہتے تھے تغیر شروع ہوا آپ کی طرف مین نے توجہ کی دیکھا
کہ آپ مدرسہ سے آئے اور میرے سامنے پہونچے اور دونون ہاتھ میرے شانون پر رکھے مین آپ سے باہر ہوا اور بیہوش

آگیا جب مجھے افاقہ ہوا مجلس وعظ برخاست ہوچکی تھی اور مجلس کے لوگ چلے گئے تھے اور دھوپ مجمر آگئی اور وہ روز
آخری پنجشنبہ رمضان کا تھا جسکے بعد عید تک دوسرا پنجشنبہ نہ تھا دہ یاد رکھا کہ جب مکہ سے آپ آئین عرض کرون جب
آپ مکہ سے تشریف لائے اور آپ کی خدمت سے مشرف ہوا اور ایک جماعت آپ کے سامنے تھی مجھسے نہو سکا کہ آپ سے
عرض کرون آپ نے میری طرف رخ کیا اور کہا پنجشنبہ تھا کہ اُسکے بعد عید تک دوسرا پنجشنبہ نہ تھا۔ حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کی وفات ظہر کے وقت چارشنبہ کے دن ہوئی جمادی الآخر کی ساتوین تاریخ اور سن آٹھ سو سات تھے بعض لوگون
سے سُنا ہے کہ حضرت مولانا کی تعزیت کے دن خواجہ شمس الدین محمد کوسوی قدس سرہ نے مجلس کی اور وعظ کہا اثنا
وعظ مین برسر منبر یہ بیت پڑھی بیت گشت خاک آئنہ شد بروزگار + ہم بود دوجہ انی دلبر خاک تودہ شد + حضرت
مولانا سعد الدین قدس سرہ کے دو فرزند بزرگوار تھے ایک خواجہ محمد اکبر معروف بخواجہ کلان کہ حضرت کے اصحاب مین سے تھے
اور دوبار ہرات سے حضرت کی ملازمت مین بمقام ماوراء النہر پہونچے پہلی مرتبہ کہ راقم حروف (مصنف رشحات) حضرت کی آستانہ
بوسی کے لیے متوجہ ہوا قریہ چل دختران مین خواجہ کلان کی صحبت سے مشرف ہوا اور دوسری دفعہ جو حضرت کی ملازمت
مین جاتے تھے جب مجھے دیکھا تعجب سے پوچھا کہ کہان تو جاتا ہے اور کیا ارادہ ہے مین نے مجمل اپنا وسوسہ ظاہر کیا
اور بہت خوشی کی اور فرمایا مناسب ہے کہ تو ہمسے جدا نہو تا کہ باہمی موافقت سے یہ راستہ طے کرین مین نے
قبول کیا اور آپ اسباب اور متعلقان فقیر کو اپنے پاس لوا لائے اور اُس سفر مین شفقت اور عنایت بہت کی جب ہم
بخارا پہونچے اکثر اسباب اور بار برداری خادمان و متعلقان کی وہان چھوڑ کر خواجہ کے ساتھ ہمراہی ایک جماعت
اصحاب حضرت کے جو بخارا کے مزرعون مین رہتے تھے ولایت قرشی کی طرف چلے اور نسف مین حضرت کی سعادت
ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے اور مجلسون مین بہت التفات اور الطاف بیشمار حضرت کا خواجہ کلان کی نسبت
دیکھا جاتا تھا اور بہت تعلیمن مصاحبت اور خصوصیت کی کہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے تحقیق سُنی ہے
ایک دن خلوت مین خدمت خواجہ کو طریق نفی و اثبات کا امر فرمایا اور کہا کہ اس طریقہ سے مشغول رہو اور
جب ہرات کو مراجعت کرو جو شخص تمھارے واسطے آوے اُسکو بھی اسی طریقہ پر لاؤ اور تعلیم ذکر کرو والد بزرگوار
تمھارے مولانا سعد الدین جب ہرات گئے ہین تو اُنکا سلوک ابھی پورا نہین ہوا تھا مگر ہرات مین یار دن کو پیدا
کیا ہے اور اُنکو کام پر مستعد کیا اور خود بھی بہت مشغولی کی ہے تب کام آگے چلا ہے اور سلوک اُنکا انتہا کو پہونچا تمکو بھی چاہیے
کہ کام پر رہو تا کہ مہم پوری ہو پھر یہ مثنوی پڑھی بیت حاصل آمد کہ یار جمع باشی + ہمچو بت گراز حجر یابی تراش + چند
روز کے بعد کہ حضرت نے خواجہ کو اجازت دی کہ خراسان کو مراجعت کرین مجھے بھی واپسی اور والدین کی ملاقات
کا امر فرمایا مین حضرت کی تعمیل ارشاد کے لیے خواجہ کے ساتھ پھر بخارا آیا اور انھون نے چند روز وہان توقف کیا اور
مین اُنکی اجازت سے جلد خراسان کو گیا اور دو ایک مہینے کے بعد وہ بھی ہرات مین آگئے اور ہمیشہ اس ادنے کیطرف

ملتفت تھے اور بہت مہربانی کرنے رہتی کہ پندرہ سال بعد فرزندی اور بندگی مین قبول کیا ایک روز حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ نے ایک تقریب سے خواجہ کلان کی صفت او پاکی طینت مین یہ مصرع پڑھا مصرع خاک او بہتر زخون دیگران + دوسرے فرزند حضرت مولانا قدس سرہ کے خواجہ محمد اصغر مشہور بخواجہ خُرد تھے کہ علوم ظاہری اور اخلاق باطنی سے بہرہ کامل انکو تھا اور دونون خواجہ حافظ کلام اللہ اور دقائق تفسیر اور حقائق تاویل سے آگاہ تھے - وفات حضرت خواجہ خُرد کی ولایت زمین داور مین واقع ہوئی اور ۹۰۶ نوسو چھ تھے اور بعض خادم آنکی نعش کو وہان سے ہرات لے آئے اور تخت مزار پر اپنے والد شریف کے عقب مین مدفون ہین رحمہما اللہ رحمۃً واسعۃً -

مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی

لقب اصلی آپ کا عماد الدین اور لقب مشہور نور الدین ولادت آپ کی خرجرد در جام مین وقت عشا تئیسوین تاریخ ماہ شعبان ۸۱۷ آٹھ سو سترہ مین ہوئی جیسا کہ قصیدۂ رشح بال الشرح حال مین کہ آپ کے دقائق احوال سے بالاجمال مشتمل ہے ایسا فرمایا ہے قطعہ بسال ہشت صد وہفدہ ہجرت نبوی + کہ زد ز مکہ بہ یثرب سُرادقات جلال + ز اوج قلۂ پرواز گاہ عز قدم + بدین حضیض ہوا سست کردہ ام پر و بال + پوشیدہ نرہے کہ نسبت شریف حضرت مخدوم کا شیخ عالم عامل امام المجتہدین وارث علوم انبیا و مرسلین امام محمد شیبانی رحمہ اللہ سے ملتا ہے کہ اعظم مجتہدین سے مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے تھے اور ایک صاحبین سے ہین اور وہ محمد بن عبد اللہ بن طاؤس بن ہرمز شیبانی ہین اور ہرمز ایک بادشاہ بغداد مین تھا اور حضرت عمر بن خطاب کے ہاتھون پر اسلام لایا رضی اللہ تعالے عنہ اور کتاب مصطفے مین ہے کہ امام محمدؒ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ مین قرابت قریبہ تھی اسواسطے کہ وہ محمد الحسن ابن عبد اللہ بن طاؤس بن ہرمز تھے اور وہ ایک بادشاہ تھا جو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھون پر مسلمان ہوا اور ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن طاؤس بن ہرمز ہین آپ کے والد مولانا نظام الدین دشتی اور جد مولانا شمس الدین محمد دشتی مشاہیر اہل علم و تقوی سے ہوئے ہین محلہ دشت سے منسوب محروسہ اصفہان کے کہ باعث بعض حوادث زمانہ وطن مالوف سے ولایت جام مین آگئے اور قضا و فتوی کے عہدہ پر مقرر تھے اور مان باپ آپ کے امام محمد شیبانی کے فرزندون سے ہین اتفاقا کہ مولانا قوام الدین محمد جو فرزندان امام محمد سے تھے انلوگون مین کہ اپنی ولایت سے دیار جام مین آئے ہین انھون نے اپنی دختر مولانا شرف الدین جامی شاہ مفتی فقاہت پناہ سے بیاہ دی اور اُس سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی کہ مولانا شمس الدین محمد دشتی انکو اپنے نکاح مین لائے اور اُس سے مولانا نظام الدین احمد کہ آپ کے والد شریف ہین پیدا ہوئے اور آپ کے آبا جب تک ولایت جام مین ساکن رہے ہین کتاب سجلات اور قبالجات مین عبارت

دشتی لکھتے رہے جب وہان سے اُٹھ آسئے لفظ جامی اُسکے بجاے لکھتے رہے جس سال کہ حضرت مخدومی پیدا ہوئے ہین خاقان مغفور شاہرخ سلطان انار اللہ برہانہ ملک عراق وفارس کی تسخیر پر کامیاب ہوئے ہین ۔

ذکر حضرت مخدومی کی تحصیل علوم کا ابتداے حال مین اور آپکے رجوع کا اہل فضل وکمال سے

جب کہ آپ عہد طفولیت مین اپنے والد شریف کے ساتھ ہرات مین آگئے ہین اور مدرسہ نظامیہ مین اقامت کی اور مولانا جنید اصولی جو علم عربیت مین ماہر اور اُس فن مین شہرت تمام رکھتے تھے اُنکے درس مین آئے اور مختصر تلخیص کے مطالعہ پر مائل ہوئے جب اُس درس مین آئے ایک جماعت شرح مفتاح ومطول مین مشغول تھی آپ باوجودیکہ ہنوز حد بلوغ کو نہ پہونچے تھے اپنے مین اُسکے فہم کی استعداد پائی ہو اور مطول در اُسکے حاشیہ کے مطالعہ مین مصروف ہوئے اُسکے بعد مولانا خواجہ علی سمرقندی کے درس مین آئے جو بڑے مدقق روزگار اور اکمل شاگردان حضرت سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کے تھے ۔ فرماتے تھے کہ وہ طریق مطالعہ مین بے مثل تھے مگر قریب چالیس دن کے اُس سے مستغنی ہو سکتا تھا بعد ازان مولانا شہاب الدین جاجرمی کے درس مین پہونچے جو اپنے زمانہ کے افضل مباحثین سے اور سلسلہ شاگردی حضرت مولانا سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ مین سے تھے فرماتے تھے کہ چند روز اُسکے درس مین جاتا تھا اُس سے دو سخن مین نے سُنے جو کار آمد ہین ایک کتاب تلویح مین کہ بعضے اعتراضات مولانا زادہ خطائی کو دفع کرتے تھے پہلے روز جو دومین روز مقدمہ اُن اعتراضون کے دفع کے لیے ترتیب کیے اُنکو مین نے باطل کیا اور دوسری مجلس مین بڑے تامل کے بعد صورت جواب کی بیان کی کہ فی الجملہ وجہ رکھتی تھی اور دوسرا سخن اُسکا فن بیان مین مطول تلخیص سے تھا کہ مناقشہ کرتا تھا اور ہر چند اُس سخن کا درصل زیادہ وقع اور اعتبار تھا اور کتاب کے لفظ وعبارت سے تعلق رکھتا تھا مگر اُسکی توجیہ مین استقامت تھی بعد ازان سمرقند مین قاضی روم کے درس مین جاتے تھے جو محققان عصر سے تھے پہلی ملاقات مین ایک مباحثہ ہوا جس سے طول ہوا بالآخر قاضی اُنکے سخن مین آیا ۔ مولانا فتح اللہ تبریزی کہ دانشمند تبحر تھا اور میرزا الغ بیگ کے سامنے صدارت کا مرتبہ رکھتا تھا حکایت کرتا تھا کہ اُس مجلس مین کہ میرزا نے قاضی روم کو سمرقند کے اپنے مدرسہ مین بٹھلایا سب اکابر اور افاضل جہان کے اُس مجلس مین حاضر تھے قاضی روم اُس مجلس مین ذکر مستعدان خوش طبع کا کرتا تھا مولانا عبد الرحمن جامی کی صفت مین ایسا فرمایا کہ جب سے سمرقند کی بنیاد ہے ہرگز آج تک اِن جامی کی جودت طبع اور قوت تصرف کے ساتھ کسی نے دریاے آموئیہ سے اس طرف عبور نہین کیا ہے مولانا ابو یوسف سمرقندی جو شاگرد سفر وحضر قاضی روم تھا اُسنے نقل کی ہے کہ جب حضرت مولانا عبد الرحمن جامی سمرقند مین آئے اتفاقاً ایک تذکرہ کی شرح فن ہیئت مین کرتے تھے اور گنے چنے تصرفات جو قاضی نے اُس کتاب کے حواشی پر لکھے تھے اور سالہا قائم رہے ہر روز ہر مجلس مین اُن سخنان مقرر سے ایک دو سخن حک واصلاح مین آتے تھے اور قاضی اُس سے بہت ممنون ہوتا تھا

اور اُن اوقات مین شرح تلخیص حفیمی کو کہ اُسکی فکر کا نتیجہ تھا درمیان مین لایا اور آپ اُسمین تصرفات کرتے تھے کہ ہرگز قاضی کی خاطر مین نہ پہونچے تھے - ایک روز ہرات مین مولانا علی قوشجی ترکون کے ہیئات اور رسم سے ایک عجیب جبّا کمر پر باندھکر آپ کی مجلس شریف مین آیا اور چند شبہہ نہایت مشکل فن ہیأت کے باریک پیش کیے اور آپ نے فور ہر ایک کا جواب شافی دیا چنانچہ مولانا علی ساکت ہوا اور متحیر رہا اور آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا ہو کہ مولانا تمھارے جبّا مین اس سے بہتر کوئی چیز نہ تھی مولانا علی نے بعد ازان اپنے شاگردون سے کہا ہو کہ اُس روز سے مجھے معلوم ہوا کہ نفس قدسی اس عالم مین موجود ہو - بعضے مخدوم فرماتے تھے کہ یہ قوت اس سبب سے ہو کہ مشغول بطریق خواجگان قدس اللہ تعالےٰ ارواحھم مدد بخش تعقل کی اور قوت بخش قوت مدرکہ کی ہو اور کیفیت اور قوت آپ کے مباحثہ کی اور غلبہ اور استیلا آپکے ہم سبقون پر بلکہ اُستادون پر ایک امر مشہور اور ثابت ہو - آپ کے ایام تعطیل فراغ خاطر اور آسودگی حال سے گذرا کرتے اور آپکی طبع زلال اور فکرون مین مشغول ہا کرتی جب کہ درس مین حاضر ہوتے اکثر ہوتا کہ ایک جزو ہم سبقون سے لیا اور ایک لحظہ مطالعہ کیا جب سبق کے لیے حاضر ہوئے سب پر غالب ہوتے مولانا معین تونی کہتے تھے کہ آپ جب مولانا خواجہ علی کے درس مین آتے جو شبہہ کہ مستعدون کی طبیعت کے نتائج سے پیش ہوتا آپ فوراً اُسکو دفع کرتے اور ہر روز دو تین شبہہ وارد اور اعتراض خاص اُس مجلس مین اپنے مطالعہ کے آثار سے چھوڑکر چلے جاتے اور آپ بعضے رسوم علم کے لیے کہ سماع سے وابستہ ہو اہل زمانہ کی مجالس درس مین حاضر ہوتے تھے وگرنہ نفس الامر مین آپ کو کسی کی شاگردی کی احتیاج نہ تھی بلکہ اُس حلقۂ درس کے مدرس پر غالب آتے ایک روز آپ کے معلّم اور اُستادون کا تذکرہ ہوا آپ نے فرمایا کہ ہمنے کسی اُستاد کے سامنے ایسا سبق نہین لیا کہ اُنکو ہمارے اوپر غلبہ اور استیلا ہوا ہو بلکہ ہم ہمیشہ تجاذب کی ہر بحث مین غالب رہے ہین بعض اوقات ہمارے ساتھ برابری کرتے تھے اور کسی کا حق اُستادی ہمارے ذمہ ثابت نہین ہو اور ہم درحقیقت اپنے باپ کے شاگرد ہین کہ اُس سے زبان سیکھی ہو - ایسا دریافت ہوا ہو کہ آپ نے صرف اور نحو اپنے والد سے پڑھی ہو اور اُسکے بعد علوم عقلی اور معارف یقینی مین کسی سے چندان احتیاج نہین ہوئی ایک دن آغاز حال مین حضرت مولانا شیخ حسین اور مولانا داؤد اور مولانا معین کہ اصحاب شریک البحث تھے متفق ہوکر وظیفہ حاصل کرنے کے لیے میرزا شاہرخ کے امراء بزرگ کی ڈیوڑھی مین جاتے تھے کہ آپ کی بھی آستین پکڑکے کشان کشان ساتھ لیگئے اور اُس امیر کی ڈیوڑھی پر انتظار کیا ہو بعد از ملاقات جب باہر آئے آپ نے فرمایا کہ میرا ساتھ تمھارے ساتھ بھی تھا پھر یہ صورت مجھسے ممکن نہین ہو اور اُسکے بعد پھر ہرگز کیسے دروازے پر اہل جاہ و دنیا سے آمدرفت نہین کی اور ہمیشہ فقر و فاقہ کے گوشہ مین ہمت کا پاؤن دامن صبر و قناعت مین لپیٹا ہو یہان تک کہ شیخ نظامی قدس سرہ کے سخن کا مضمون انکے حق مین ظاہر ہوا کہ مثنوی

چون بعد جوانی از بر تو ٭ در کس نرفتم از در تو ٭ ہمہ را بر درم فرستادی ٭ من نمی خواستم تو سیدادی ٭

فرمایا کرتے کہ ہم ایام جوانی مین ذلت اور خواری پر راضی نہین تھے جیساکہ مستعد اور فاضل سمرقند اور
ہرات کے پیادہ ہمراہ رکاب قاضی روم اور مولانا خواجہ علی سمرقندی کے جاتے تھے اور ہم اُنکے موافق
نہ تھے بلکہ ہرگز شاگردون کی عادت کے موافق اُنکے گھر پر حاضری نہین دیتے اور اسی وجہ سے ہمارے وظیفہ
مین نقصان تمام ہوتا تھا۔

ذکر حضرت مخدومی کی صحبت کا حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ مین پہونچنے کا جبکہ علوم کی تحصیل کرچکے اور علماء رسمی کی آمیزش اور اختلاط کو ترک کردیا

آپ کو شروع احوال مین ایک کے ساتھ مظاہر حسن وجمال سے گرفتاری دل تھی اُس تعلق سے خاطر مین
ایک انحراف پیدا ہوا ہرات سے سمرقند گئے اور وہان فضائل اور کمالات کے حصول مین چندروز مشغول
رہے یہان تک کہ ایک شب خاطر آپ کی مفارقت ظاہری اور مزاحمت مہجوری سے مجروح اور دردناک
تھی حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کو واقعہ مین دیکھا اور اُنسے سنا کہ فرماتے ہین جا اور ایسا یار
حاصل کر جو تیرے لیے ناگزیر ہو اور آپ کے اوپر اس واقعہ سے بڑا اثر ہوا اور ایک فکر عظیم خاطر مین پڑی
جلد خراسان کی طرف گئے اور حضرت مولانا کے شرف صحبت و قبول کو پایا اور تھوڑے روز مین صحبت شریف
حضرت سے آپ کو شوق عظیم اور ربودگی قوی حاصل ہوئی چنانچہ ایک بزرگ جو اس طریق مین آپ کے رفیق
تھے متحیر اور متعجب ہوگئے اور فرمایا کہ طریق خواجگان اُنکو جلد اور اثر کیا حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ
جامع مسجد ہرات مین ہرروز نماز کے پہلے اور نماز کے پیچھے یارون کے ساتھ بیٹھا کرتے اور صحبت رکھتے
اور حضرت مخدومی کا اُس مقام سے گذر ہوا کرتا ہر دفعہ کہ وہ گذرتے حضرت مولانا سعدالدین فرمایا کرتے کہ اس
جوان کو ایک عجب قابلیت ہے ہم اُسکے شیفتہ ہوگئے ہین ہم نہین جانتے کہ اُسے کس حیلہ سے صید کرین پہلے روز
کہ آپ حضرت مولانا کی صحبت مین پہونچے گرفتار اُنکے ہوگئے کہ آپ نے فرمایا کہ آج کے دن ایک شہباز ہمارے
دام مین پڑا اور اُسی اثنا مین فرمایا ہے کہ حق سبحانہ نے اس جوان جامی کی صحبت سے ہمارے اوپر احسان کیا
مولانا شہاب الدین محمد جاجرمی نے آپ کی گرفتاری کے بعد جو حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کی صحبت مین ہوئی
ایسا کہا ہے کہ اس مدت پانسو سال مین ایک مرد صاحب کمال دانشمندون مین خاک خراسان سے سر
نکالتا حضرت مولانا سعدالدین کاشغری نے اُسکی راہ ماری مولانا عبدالرحیم کاشغری کہ ہرات کے دانشمند صاحب
توفیر تھے ایسا کہتے تھے کہ جب تک خدمت مولانا عبدالرحمن جامی نے ترک مطالعہ نکیا اور طریق صوفیہ کیطرف
متوجہ نہوئے ہمین یقین نہوا کہ مطالعہ اور تحصیل علوم رسمی سے بہتر کوئی دوسرا کام بھی ہے اور مرتبہ دانشمندی
سے بالاتر بھی کوئی مرتبہ ہوتا ہے۔ آپ نے اس طریق کے ابتدا و شغل مین حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ

سکے امر سے بڑے مجاہدہ اور ریاضتین اختیار کی تھین اور خلق سے نہایت متوحش اور محترز تھے اور تنہائی مین بسر کرتے تھے ناگاہ
کہ خلق مین آئے ہین بول چال روز مرہ کی آپ کی خاطر سے فراموش ہو گئی تھی اور الفاظ مانوس جاتے رہے اور
آہستہ آہستہ وہ الفاظ آپ کی خاطر مین آئے ہین اور ان اوقات کے آخر مین آپ کو جذبہ عظیم پیدا ہوا اور ایک
کیفیت زبردست حاصل ہوئی کہ بے خبر جانب کعبہ متوجہ ہوئے ہین اور کوس تک پہونچے وہان آپ کو افاقہ
ہوا اور ہوشیار ہوئے اور فکر صحبت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی اور شوق آپ کے دیدار مبارک کا عقل پر
غالب ہوا بے اختیار وہان سے ارادہ کی باگ پھیری اور مولانا کی ملازمت کو چلے حضرت مولانا کی ملازمت کے
درمیان آپ نے چند روز فصل بہار مین قصبہ ادہ کی طرف سیر کی ہو حضرت مولانا نے ایک رقعہ لکھا اور انکے
پاس بھیجا اور وہ رقعہ یہ ہو کہ حضرت کے خط مبارک سے نقل ہوا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سلام علیکم و رحمۃ اللہ
و برکاتہ حق تعالی با خود دارد و بغیر خود نگذارد توقع از ان برادر و نور بصر برادر مولانا عبد الرحمن جامی آنکہ این فقیر
حقیر عمر ضائع کردہ را از گوشہ خاطر شریف دور ندارند و اشتیاق غالب دانند نمیدانم کہ چہ نویسم اینہا ہمہ اسم و رسم است
انچہ مقصود است در عبارت نمی آید شیخ احمد غزالی میگوید کہ تعریف این طائفہ کہ سکیم از جہت احتیاج است و ما از جہت
تعطش کہ مراست و عزت و شرفے کہ ایشان راست نمیدانم کہ چہ گویم مصرع رخسار من اینجا و تو بر گل نگری + والسلام
والتحیۃ الفقیر الحقیر سعد کاشغری۔ جب یہ رقعہ آپ کے پاس پہونچا فی الحال اُلٹے پھر گئے اور بعد ازان آپ کی
ملازمت سے علیحدہ نہوئے۔ حضرت مخدومی فرماتے تھے کہ اس طریق کے ابتدا شغل مین انوار ظاہر ہوتے تھے جس طرح
ہمارے حضرت مولانا نے اشارت کی ہم شغل کیا کرتے اور نفی کرتے یہان تک کہ پوشیدہ ہو جاتا ظہور انوار اور
کشف و کرامات پر اعتماد نہین ہو کوئی کرامات اس سے بہتر نہین ہو کہ فقیر کو کسی صاحب دولت کی صحبت مین قبول
اثر اور جذب ہاتھ لگے اور ایک دم اپنے آپ سے خلاص ہو۔ حضرت اُستادی مولانا رضی الدین عبد الغفور
علیہ الرحمۃ والغفران کہتے تھے کہ مین نے آپ سے پوچھا کہ بعض اشخاص پر اس گروہ سے کشف عوالم ہوتا ہو اور بعضے
پر مخفی رہتا ہو اسمین کیا بھید ہو فرمایا کہ طریق دو قسم ہو ایک سلسلہ تربیت کا ہو کہ سالک نے جس راہ سے نزول کیا
اُسی راہ عود کرے اور دوسرا طریق دہ خاص ہو کہ طریقہ ہمارے خواجگان کا ہو قدس اللہ ارواحہم اور اس طریق کے
سالک کا قبلہ توجہ بجز نفس ذات نہین ہو اور اس طریق مین کشف عوالم ضروری نہین ہو۔ اور خدمت مولانا عبد الغفور
فرماتے تھے کہ آپ کی خاطر مشاہدہ وحدت اور کثرت کی طرف کہ مشاہدہ تفصیلی ہو طریق اجمال سے زیادہ مائل تھی۔
فرماتے تھے کہ ہرگاہ اپنے تئین مرتبہ اجمال مین ہم لیتے ہین مغلوب ہو جاتے ہین ولیکن مولانا ہمارے اجمال تفصیل
کی طرف کم جاتے تھے اُنکی جانب استغراق اس امر مین غالب تھے اور فرماتے تھے کہ سر وحدت اور معنی توحید ایسے غالب
آئے ہین کہ اُسکا دفع اپنے سے ممکن نہین جانتا اور اسمین ہمارا کچھ اختیار نہین ہو کہ کوئی چیز پیش راہ اس سے خاطر مین

نہین آتی اس بات نے زیادہ پکڑا ہو۔

ذکر ملاقات حضرت مخدومی کا مشائخ بزرگ سے جو بچپن سے آخر تک ہوئین پوشیدہ

نرہے کہ حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کے علاوہ اور سب اکابر سے آپ ملے تھے اور ملاقات کی تھی سب کے پہلے حضرت خواجہ محمد پارسا ہین قدس سرہ کتاب نفحات الانس مین لکھا ہو کہ جب حضرت خواجہ سفر حجاز کے ارادہ سے ولایت جام سے گذرتے جاتے تھے اور قیاس سے معلوم ہوتا ہو کہ جمادی الاولے کے آخر یا جمادی الآخر کے اول سن آٹھ سو بائیس مین یہ ہوا ہو والد اس فقیر کے نیازمند اور مخلصون کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ آپ کی زیارت کے قصد سے باہر آئے تھے اور میری عمر اُسوقت پانچ برس کی پوری نہین ہوئی تھی ایک نوکر سے کہا کہ مجھے کاندھے پر لیکر آپ کے محافہ پرانوار کے سامنے لایا آپ نے التفات کی اور ایک سیر مصری کرمانی عنایت فرمائی اور آج کے دن اُسے ساٹھ برس ہوے ابتک آپ کی صورت منور کی صفائی میری آنکھون مین اور لذت دیدار مبارک کی میرے دل مین ہو اور حقیقت یہ ہو کہ جو رابطہ اخلاص و اعتقاد و ارادت اور محبت کا کہ اس فقیر کو نسبت بخاندان خواجگان قدس اللہ ارواحہم واقع ہو آپ ہی کی برکت نظر سے ہوا ہوگا اور مجھے امید ہو کہ اسی رابطہ کے یُمن سے انکے زمرہ محبان و مخلصان مین قیامت کو اُٹھایا جاؤن بمنہ وجودہ دوم مولانا فخرالدین لورستانی تھے رحمہ اللہ تعالی کہ اجل مشائخ زمانہ سے تھے نفحات الانس مین لکھا ہو کہ مجھے یاد ہو کہ حضرت مولانا فخرالدین لورستانی رحمہ اللہ خرجرد جام مین کہ اس فقیر کے والد سے متعلق تھے اُترے تھے اور مین اسقدر چھوٹا تھا کہ مجھے اپنے زانو کے آگے بٹھلایا تھا اور اپنی انگشت مبارک سے مشہور نام جیسے عمر اور علی ہوا پر لکھتے تھے اور مین اُسے پڑھتا تھا آپ مسکراتے تھے اور تعجب فرماتے تھے وہ شفقت اور لطف آپ کا میرے دل مین تخم محبت و ارادت اس گروہ کا ہوا اور اسوقت سے بڑھی اور یہی نشو و نما پاتا ہو اور مجھے امید ہو کہ انھین کی محبت میں جیون اور انھین کی محبت مین مرون اور انھین کے محبون کے زمرہ مین اُٹھایا جاؤن اللہم احینی مسکیناً و امتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرۃ المساکین سوم خواجہ برہان الدین ابو نصر پارسا قدس سرہ آپ کو اتفاق صحبت خواجہ ابو نصر کی خدمت مین بہت پڑا ہو۔ نفحات الانس مین لکھا ہو کہ ایک روز آپ کی مجلس شریف مین ذکر حضرت شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ اور انکی تصنیفات کا ہوتا تھا اپنے والد بزرگوار (خواجہ محمد پارسا) سے نقل کی کہ آپ فرمایا کرتے کہ فصوص جان ہو اور فتوحات دل اور یہ بھی فرمایا کہ جو فصوص کو اچھا جانتا ہو اُسکا داعیہ اور شوق متابعت حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قوی ہوتا ہو۔ چہارم حضرت شیخ بہاء الدین عمر تھے قدس اللہ روحہ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ کو استغراق اور استہلاک عظیم تھے اکثر ایسا ہوتا کہ ہوا مین تیز تیز دیکھتے تھے ہر آئینہ ملاحظہ مخلوق از انفاس خلائق کو ملاحظہ کرتے تھے جنکا ذکر آگاہ ہوا ہو اور فرمایا ہو کہ ایکروز حضرت شیخ بمدجنارہ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا اور ایک جماعت شہر سے پہونچی تھی

نام موضع ۱۲

اور آپ کا دستور تھا کہ جو شخص شہر سے آتا اُس سے پوچھتے کہ کیا خبر ہی اُسی قاعدہ پر ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ پوچھا کہ شہر کی تجھے کیا خبر ہی پھر ایک شخص ایک بات کہتا آخر کو مجھسے پوچھا کہ تجھے کیا خبر شہر کی ہی مین نے کہا کہ مجھے کوئی خبر نہین ہو ا کہ راہ مین کیا دیکھا کہا مین نے کچھ نہین دیکھا فرمایا کہ جو شخص فقیر کے پاس جائے چاہیے کہ شہر سے خبر رکھے اور نہ راہ مین کچھ دیکھا ہو لیس یہ بیت پڑھی **بیت** دلا رامی کہ داری دل درو بند + دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند + پنجم خواجہ شمس الدین کوسوی تھے قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ وعظ کہتے تھے اور حضرت مولانا سعد الدین اور مولانا شمس الدین محمد اسد اور مولانا جلال الدین ابو یزید پورانی اور انکے سوا عزیزان دیگر کہ اُسوقت مین تھے آپ کی مجلس مین حاضر ہوتے تھے اور معارف اور حقائق کی آپ کی تعریف کرتے خدمت مولانا شرف الدین علی یزدی رحمۃ اللہ علیہ انکی مجلس وعظ کی ہمین ترغیب دلاتے۔ بعضے عزیزون سے سنا گیا کہ جس روز حضرت مخدومی حضرت خواجہ کوسوی کی مجلس مین قدس سرہ آتے خواجہ فرماتے کہ آج ہماری مجلس مین ایک شمع روشن کی اور حقائق و معارف پہلے سے زیادہ آپ کی زبان پر آتے تھے۔ حضرت مخدومی نے فرمایا ہی کہ خواجہ کوسوی علیہ الرحمہ حضرت شیخ محی الدین کی تصنیفات کے معتقد تھے اور توحید کے مسئلہ کو اُنکے موافق بیان کرتے اور ایسے برسر منبر علماء حاضر کے سامنے ایسی تقریر کرتے کہ اُسپر کسیکو مجال انکار کی نہ تھی اور حقائق قرآنی اور حدیث نبوی اور کلمات مشائخ کے حقائق اور اسرار مین نہایت تیز فہم تھے تھوڑی توجہ مین بہت سے معنی آپ کو القا ہوتے تھے کہ بعد تامل کے بعد اوروں کی خاطر مین کم پہونچے۔ وعظ اور مجلس سماع مین آپ کو وجد عظیم ہوتا اور بیجد نعرہ مارتے اور اُسکا اثر سب اہل مجلس مین سرایت کرتا اور خدمت خواجہ بعض اوقات لوگون کو اُن صفات کی صورتون مین دیکھتے جو اُنکے نفوس پر غالب ہوتین ایکدن کہتے تھے کہ ہمارے اصحاب کبھی کبھی صورت انسانی سے باہر جاتے ہین مگر جلد پھر اُسکی طرف عود کرتے ہین اور دو ایک آدمی کا نام لیا اور کہتے کہ جس وقت میرے سامنے آتے ہین سگان چار چشم کی صورت دکھلائی دیتے ہین اکثر ہوتا کہ آپ کی صحبت مین کوئی چیز کسی کی خاطر مین گذرتی آپ اُسکو ظاہر کرتے اس طرح سے کہ اُسکے سوا دوسرا نہ جانتا ششم مولانا جلال الدین ابو یزید پورانی رحمہ اللہ موضع پوران مین اُنکی خدمت کے لیے بہت جایا کرتے۔ نفحات مین لکھا ہی کہ ایکبار اُنکے برابر مین نماز پڑھ رہا تھا ایسا مغلوب اور فانی اُنکو مین نے پایا کہ گویا اپنی خبر اُنکو کچھ نہ تھی قیام مین جو کھڑے تھے تو کبھی داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر اور کبھی بایان ہاتھ اپنے ہاتھ مین رکھتے ہفتم مولانا شمس الدین محمد اسد تھے رحمہ اللہ کہ آپ اُنسے بہت صحبت رکھتے تھے۔ نفحات مین بھی لکھا ہی کہ ایکبار اُنکے ساتھ مین ایک راستہ پر جاتا تھا باتون باتون مین یہان تک پہونچے کہ کہنے لگے مجھے اس چند روز مین ایک ایسا امر پیش آیا کہ ہرگز مجھے اپنی نسبت اُسکا گمان نہ ہوتا تھا اور امید اُسکی بھی نہ رکھتا تھا ... جمال کے طور پر اشارہ اُسکی طرف کیا اس صورت سے

کہ مین اُس سے جمع کے مقام پر اُسکا تحقق ہونا سمجھا بعضے عارفون نے کہا ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی ذات سے کسی پر تجلّی
کرے تو یہ شخص کل ذاتون موجودات کو اور اُنکے افعال و صفات کو ذات و صفات اور افعال حق سبحانہ کی شعاعون مین متلاشی اور
فانی پائے اور اپنے نفس کی نسبت موجودات کو ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ شخص مدبر اُن موجودات کا ہے اور یہ موجودات
اُسکے ساتھ نسبت اعضا کی رکھتے ہین اور کوئی چیز ان موجودات سے کسی ایک پر نازل نہین ہوتی الا یہ کہ وہ دیکھتا
ہے کہ اس شخص پر نازل ہوئی ہے اور اپنی ذات کو ذات حق واحد اور اپنی صفت کو اُسکی صفت اور اپنے فعل کو
اُسکا فعل دیکھتا ہے اسوجہ سے کہ وہ عین توحید مین مستہلک اور فانی ہوگیا ہے اور استہلاک عین توحید مین اس بات
لازم کر دیتا ہے کہ جو کچھ اُسکے ساتھ منسوب ہے اپنے ساتھ منسوب پاتا ہے اور موجودات کی نسبت اپنے تئین توحید مین
ایسے مقام پر پاتا ہے کہ اس مرتبہ سے بالاتر ہے اور جب کہ بصیرت مشاہدہ جمال ذات قدیم مین منجذب ہوگئی نور
عقل جو اشیا مین فارق تھا اور ممکن اور واجب کو ایک دوسرے سے جدا کرتا تھا غلبہ نور ذات قدیم مین پوشیدہ
ہوگیا اور قدیم و حادث مین جو تمیز تھی مرتفع ہوگئی اسواسطے کہ حق ظاہر ہونے کے وقت باطل ناچیز اور ناپیدا ہوجاتا
ہے اور اس حالت کو اس طائفہ علیہ کی اصطلاح مین جمع کہتے ہین ہشتم ہمارے حضرت تھے حضرت کے اور مخدومی
کے درمیان ملاقات چار مرتبہ ہوئی ہے دو بار سمرقند مین اور تیسری بار ہرات مین کہ حضرت مرزا ابوسعید سلطان کے
زمانہ مین ماوراء النہر سے خراسان مین تشریف لائے تھے اور چوتھی مرتبہ مرو مین کہ جب حضرت حسب درخواست
میرزا سلطان ابوسعید کے مرو مین آئے تھے اور حضرت مخدوم بھی ہرات سے حضرت کی ملاقات کے لیے مرو گئے تو آپکے خط مبارک
سے دیکھا گیا لکھا تھا کہ نواحی مرو مین خدمت خواجہ عبید اللہ مدّ اللہ ظلال جلالہ نے اس کمترین سے پوچھا کہ سن شریف
کسقدر ہے جواب دیا گیا کہ تخمیناً پچپن ۵۵ سال حضرت نے فرمایا کہ پس ہمارا سن بارہ سال زیادہ ہے اور مخفی نہ رہے کہ اس
ملاقات کے پہلے اور پیچھے حضرت مخدوم اور حضرت مین خط کتابت بہت رہی ہے اور آپ کا کمال اخلاص اور اتحاد
حضرت کے ساتھ آپکی تصنیفات نظم و نثر سے سب خاص و عام پر روشن ہے اور شہرت کے سبب احتیاج اُسکے بیان
کی نہین ہے اور خلوص عقیدت اور محبت حضرت کی جو آپ کی نسبت خطوط اور رقعات سے جو آپکو حضرت نے
لکھے ہین ظاہر ہے اُن تمام رقعات اور مکتوبات سے یہ دو رقعہ بسبیل شہادت اور تیمن کے خط مبارک سے اُنکی تصحیح
مین لکھے جاتے ہین۔ رقعہ اولے بعد از رفع نیاز عرضہ داشت این بیچارہ گرفتار ننگ گاہے میخواہم کہ گستاخی
کردہ از خرابی احوال خود نسبت بملازمان آن آستانہ اندکے اعلام کنم لیکن می ترسم کہ از خرابی کہ حال این فقیر است
موجب ملالت باریافتگان نشود ذکر الوحشۃ وحشۃ بہر حال کہ ہست آرزوی آن میباشد کہ نظر بخرابی این درماندہ
نکنند طریقہ ترحم کہ از اخلاق کرام است نسبت باین ضعیف مرعی دارند سبب گرفتاری خود جز آن نمیدانم کہ ہمت
بر کلاہ دیوانہ کریمان و ابرو ❊ بلکہ گستن ساز دسرش را واخرد ❊ والسلام والاکرام رقعہ ثانی عرضہ داشت اینکہ

اشتیاق و آرزومندی عتبہ بوسی بسیار است ہرچند با خود می گویم مصرعہ این کار دولت است کنون تا کرا
رسد + لیکن ہوای آنکہ خود را بران آستان بیند بسیار است امید از الطاف بی نہایت حق سبحانہٗ آنکہ این
فقیر بے بال و پر بے ہمت و قدم را بمحض عنایت قدمے و روزے گرداند تا ہرچگونہ کہ باشد از مضیق حبس خودی
نجات یافتہ متوجہ آستان بوسی تواند شد والسلام - حضرت مخدوم تین مرتبہ سمرقند گئے ہین پہلی دفعہ میرزا
الغ بیگ کے زمانہ مین اور قاضی روم کے درس مین آمدرفت کرتے رہے چنانچہ تھوڑا ذکر ہو چکا ہی اور
دوسرے بار حضرت کی صحبت کے لیے گئے ہین اور اس جانے کی تاریخ شب شنبہ آٹھوین محرم ۸۷۰ھ
سو ستر ہی جیسا کہ خط مبارک سے انکے نقل ہوئی - اور تیسری نوبت بھی حضرت کے ادراک صحبت کے لیے
ہرات سے سمرقند گئے ہین اور اتفاق ایسا ہوا ہی کہ آپ اسوقت پہونچے ہین کہ حضرت نے بسبب ضرورت عمر شیخ میرزا اور
سلطان احمد میرزا پسران سلطان ابوسعید کے بیٹے ہین انکی مصالحت کے لیے ترکستان کا قصد کیا ہی جب تین روز صحبت اور
ملاقات مین گذرے حضرت ترکستان کیطرف گئے اور حضرت مخدوم کو تمام اصحاب اور اعزہ کے ساتھ فاراب کی طرف
روانہ کیا ہی اور مصالحہ کے بعد سلاطین کے ولایت شاش مین آئے اور آپ کو فاراب سے بلاکر تاشکند مین چند شبانہ
روز نادر صحبتین رہی ہین اور مجلسین عالی منعقد ہوائین خدمت مولانا ابوسعید اوبہی رحمہ اللہ کہ حضرت کے اصحاب سے
تھے اور ذکر انکا تیسری فصل مین اس کتاب کے مقصد سوم سے آئیگا اُن صحبتون مین حاضر رہے ہین اُن مجالس کی
کیفیات اور خصوصیات سے حکایتین فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اکثر اوقات حضرت اور مخدوم کے درمیان
صحبت سکوت کے ساتھ گذرتی تھی ور کبھی حضرت باتین کہتے تھے ایک دن حضرت مخدومی نے حضرت سے
کہا کہ ہمین بعضے مقامات فتوحات مین مشکلات ہین کہ اُنکا حل ہونا مطالعہ اور تامل سے میسر نہین حضرت نے
مجھے حکم دیا کہ فتوحات مجلس مین لایا اور حضرت مخدوم نے اس مقام کو جو سب سے مشکل تر تھا نکالکر عرض کیا
اور شیخ کی عبارت کو پڑھا حضرت نے فرمایا کہ ایک دم کتاب چھوڑدو تاکہ مقدمہ بیان کرون پس توقف کیا
اور تمہید مقدمات کر کے بہت سخنان عجیب و غریب کہے بعد ازان فرمایا کہ اب کتاب کیطرف ہم رجوع کرین
جب کتاب کو کھولا اور ملاحظہ کیا گیا مقصود نہایت واضح اور ظاہر تھا حضرت مخدوم کی اقامت حضرت
کی ملازمت مین بمقام تاشکند پندرہ شبانروز رہی ہی بعد ازان اجازت لیکر تاشکند سے سمرقند کیطرف
روانہ ہوئے اور راہ قرشی سے خراسان آگئے اور تاریخ اس سفر کی آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی اسطرح سے
کہ سمرقند کے سفر کے لیے تیسری دفعہ باہر آنا روز دوشنبہ غرہ ربیع الاول ۸۸۴ھ آٹھ سو چوراسی کو تھا اور دوسرے
دوشنبہ کو بار دوم مین تخت خاتون کے نزدیک پہونچے اور پنجشنبہ کو وہان سے کوچ کیا و سہ شنبہ کو اندخو
پہونچے اور جمعہ کو آب آمویہ سے عبور کیا اور پنجشنبہ کو قریہ شادمان مین پہونچنا ہوا اور وہان حضرت سے ملاقات

ہوئی اور پروز یکشنبہ حضرت ترکستان کو روانہ ہوگئے اور ہمکو فاراب کی طرف بھیجا پندرھوین ربیع الآخر کو فاراب سے شاش کی طرف روانگی ہوئی بائیسوین کو شاش پہونچے اور آٹھوین جمادی الاول کو شاش سے خراسان کو گئے اور پندرھوین کو سمرقند مین پہونچے دوشنبہ اکیسوین کو کوچ ہوا اور پنجشنبہ تک شادمان مین توقف ہوا اور دوشنبہ کو قرشی مین پہونچے اور ہلال جمادی الآخر کا شب پنجشنبہ کو قرشی مین دیکھا گیا حضرت مخدوم فرماتے تھے کہ حضرت خطرون کو جلد بسر لاتے ہین اور اگر کوئی چیز آپ کی خاطر مبارک پر گران ہوتی تھی قوت تمام کے ساتھ اُسکو دفع کرتے ہین اور اس گروہ کی باتین جس شیرینی سے کہ حضرت فرماتے ہین کسی سے ہمنے نہین سنین بعض مخدوم سے ایسا سنا ہے کہ حضرت نے بہت سے طالبون کو حضرت مخدوم کی ملازمت مین بھیجا اور اکثر مستعدونکو آپ کی صحبت کی تحریص کرتے پہلی مرتبہ کہ راقم الحروف ماوراء النہر کو جاتا تھا جس رات جیحون کے کنارہ پہونچا خواب مین حضرت کو دیکھا فرماتے ہین عجب ایک بات ہے کہ دریائے نور خراسان مین موجین مار رہا ہے اور لوگ ایک چراغ کا نور لینے کو ماوراء النہر [illegible] ہین جب قرشی مین حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا اکثر رشحات مین فرمایا کہ ہرات مین مشائخ وقت سے کسکو دیکھا ہے مین نے کہا کہ مولانا عبدالرحمن جامی اور مولانا محمد روجی کو۔ فرمایا جس کسی نے خراسان مین مولانا عبدالرحمن جامی کو دیکھا ہو سے دریا کے اس طرف آنا کیا ضرور ہے بعد ازان فرمایا کہ ہمنے سنا ہے کہ خدمت مولانا عبدالرحمن جامی مرید نہین کرتے اور مولانا محمد کرتے ہین مین نے کہا ہان ایسا ہی ہے فرمایا حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے کلمات قدسیہ سے ہے کہ فرمایا شیخی کا دروازہ بند کر اور یاری کا دروازہ کھول خلوت کا در بند کر صحبت کا در کھول خدمت اُستادی مولانا رضی الدین عبدالغفور علیہ الرحمہ نے حاشیہ نفحات کے تکملہ مین لکھا ہے کہ حضرت مخدومی کسیکو تلقین نہین کرتے تھے باآنکہ حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ سے مجاز تھے اور غیب کیطرف سے اذن پائے ہوئے تھے لیکن اگر کوئی سچا طالب آتا اُسے اس طریق سے پوشیدہ آگاہ کرتے تھے اور منشا اسکا کمال لطف آپکا تھا — فرمایا کرتے کہ مجھے بارشیخی کا تحمل نہین ہے لیکن آخر حال مین ارباب طلب کے طالب تھے - فرماتے کہ افسوس ہے طالب نہین نکلتا طالب بہت مگر اپنے حظ کے طالب ہین راقم حروف کے والد علیہ الرحمہ حضرت مخدوم کی ملازمت بہت کرتے اور آپ سے التفات اور اشارت کے ساتھ اس گروہ کے شغل باطنی سے مشرف ہوے تھے کہتے تھے کہ ماہ ذی الحجہ ۸۶۰ھ آٹھ سو ساٹھ مین بمقام مشہد حضرت امام ہمام علی رضا علیہ التحیۃ والسلام کو مین نے واقعہ مین دیکھا روضہ سے قدم باہر رکھا ایک بزرگ میرے سامنے آگئے نہایت نورانی باشکوہ تمام جیہ الجیہ پاک دھویا ہوا پہنے اور تحت بند باندھے ہوئے تھے آپ کے سامنے مین گیا اور سلام کیا اور خوب بنیدی کا جواب دیا التفات کیا فرمایا اس شہر مین تو اب آیا مین نے کہا دو تین روز ہوئے کہ مین آیا ہون فرمایا کہان

اترا ہے کہا مین نے فلان جگہ کہا جا اور اسباب جو تیرے ساتھ ہے لا اور ہمارے گھر اُتر کہ تیرے لیے اچھی جگہ ہمنے مقرر کی
ہے مین نے تواضع سے کہا بندہ ہنوز آپ سے ملازمت نہین کی ہے فرمایا مجھے سعد الدین کاشغری کہتے ہین
تیار ہو اور ہمارے مکان پر پہونچو یہ کہا اور چلے گئے مین جاگا جب دن ہوا شہر کے لوگون سے پوچھا کہ اس شہر
مین کوئی بزرگ اس نام کے ہین کہا کہ شیخ سعد الدین مشہدی ایک مرد زاہد ہے کہ شیخ اور مقتدا ایک جماعت کا ہے
مگر کاشغری نہین ہے مین گیا اور اُسے دیکھا نہ وہ تھا کہ خواب مین اسے دیکھا تھا جب اُسکے پاس سے مین باہر آیا اتفاقاً
ایک قافلہ ہرات کا پہونچا اور اُسمین جان پہچان کے لوگ تھے ملاقات کے بعد اور ہرات کے مشائخ کا حال پوچھنے
کے بعد ایسا دریافت ہوا کہ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ ہرات مین مقتداے خلائق تھے مگر انھین
ایام مین دنیا سے رحلت کر گئے چند روز کے بعد کہ ہرات آیا حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے مزار پر حضرت
مخدوم کی ملازمت مین پہونچا اور خواب جو مین نے دیکھا تھا آپ سے عرض کیا فرمایا تیری خاطر مین اسکی تعبیر کیا آئی ہے
مین نے کہا کہ میری خاطر مین یہ آیا ہے کہ ہرات مین وفات پاؤن اور مجھے اُنکے تحت مزار پر کہ انکا مکان ہے دفن کرین
فرمایا اسکی تعبیر کسواسطے اس وجہ پر متعین کرتا ہے آپ نے تجھے مکان معنوی سے پہلی بات کہ عبارت اُس نسبت
سے ہے کہ آپ اُسمین رہتے ہین دلالت کی ہے کس خواب کا اس طرح پر گمان کرنا بہتر ہے سبب حضرت مخدوم نے
یہ تعبیر فرمائی تو مین نے نیاز مندی تمام سے کہا کہ اب انھون نے رحلت کی اُنکے بجاے آپ ہین اگر یہ طریقہ کا
اشارہ آپ فرمائین غایت درجہ بندہ نوازی ہوگی حضرت مخدوم نے جیسا کہ اُنکی عادت تھی استبعاد کیا
اور اپنے تئین اُس سے دور رکھا لیکن اُس اثنا مین بطریق کنایہ ایک شغل کا اشارہ کیا جبکہ راقم ان اوراق کو
ماہ شعبان سنہ ۹۰۴ نوسو چار مین خواجہ کلان بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی خدمت مین نسبت
دامادی واقع ہوئی اور بندگی مین قبول کیا حضرت والد بزرگوار علیہ الرحمہ نے کہا جو خواب کہ مین نے چالیس سال
پیشتر دیکھا اُسکی تعبیر اب ہوئی۔

ذکر حضرت مخدوم کے کعبۃ اللہ جانے کا اور مختصر بیان اُن واقعات کا جو اس سفر مین پیش آئے

آپ ماہ ربیع الاول سن آٹھ سو ستتر کے درمیان سفر حجاز کو گئے ہین اور اُنکے آنے جانے کی تاریخ تفصیلوار
اس فصل کی اخیر مین آپکے خط مبارک سے نقل ہوگی جس وقت اُس راہ کے اسباب مہیا کرنے مین مشغول
تھے خراسان کے اعیان سے ایک گروہ نے اس ارادہ کے فسخ کے لیے التماس کرکے کہا کہ ہر روز آپ کے
التفات کے ذریعہ سے بہت مہمات مسلمانون کے ساختہ و پرداختہ ہوتے ہین اور ہر ایک مہم جو آپ کے یمن
ہمت سے بادشاہون کے دربار مین سر ہوتے ہین ایک حج پیادہ کے برابر ہے آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا
لیکن حج پیادہ بہت ادا کیے ہین کوفتہ اور درماندہ ہوگیا ہون بعد ازین چاہتا ہون کہ سوار ہو کر حج ادا کرون اور جب

ہرات سے متوجہ ہوئے نیشاپور و سبزوار و بسطام اور دامغان و سمنان و قزوین اور ہمدان سے عبور کیا اور
حاکم ہمدان شاہ منوچہر نام نے اخلاص و نیازمندی بہت کی اور تین شبانہ روز آپ کو اہل قافلہ سمیت ٹھہرایا اور
بادشاہی ضیافتیں بجا لایا اور آپ کی ملازمت میں ایک گروہ کے ساتھ نوکروں اور متعلقوں سے طریق ہمراہی اور
رفاقت مسلوک رکھا اور انکے قافلہ کو کردستان سے سلامت اتار دیا اور بغداد کی سرحد پر پہونچا دیا اور آپ اول
ماہ جمادی الاول بغداد میں نزول کیا اور چند روز بعد بہ نیت زیارت روضہ مقدسہ حضرت امیر المومنین امام حسین
رضی اللہ عنہ بغداد سے حلب کو گئے اور جب کربلا پہونچے یہ غزل انشا فرمائی غزل کردم ز دیدہ پای سوی مشہد حسین
ہست این سفر بمذہب عشاق فرض عین + خدام مرقدش بسرم گر نہند پای + حقا کہ بگذرد سرم از فرق فرقدین
کعبہ بگرد روضۂ او طوف میکند + رکب الحجیج این تذہبون این این + از قاف تا بقاف پر است از کرامتش
آن بہ کہ حیلہ جوی کند ترک شیوہ شین + آنرا کہ بر عناد بود مہد مشکلیست + از موی مستعار چہ حاجت بزیب زین
جامی گدای حضرت او باش تا شود + با راحت وصال مبدل عذاب بین + میران ز دیدہ سیل کہ در مذہب کرم
باشد قضای حاجت سائل واجب عین + پھر بغداد میں آئے اور ان ایام میں عجائب امور جو ظہور میں آئے روافض
کا ہجوم تھا اور انکا اعتراض سلسلۃ الذہب کے بعض ابیات پر تھا اور اس واقعہ کی صورت بالاجمال یہ ہے کہ
فتحی نام ایک شعرخوان جام کا باشندہ کہ برسوں سے آستانۂ دولت حضرت مخدوم کے جوار میں رہتا تھا اور
اس سفر خیر انجام میں ہمراہ تھا ایک دن بعض عوارض انسانی کے جہت سے اسکے اور آپ کے خادم میں گفتگو
ہوئی اور بڑی کدورت اور نزاع تک نوبت پہونچی اور اسنے نہایت سختی طبع اور کثافت ذاتی سے ملازمت آپکی
چھوڑ دی اور ایک جماعت روافض کے ساتھ علاقہ جنسیت اور مناسبت کے سبب ارتباط اور اختلاط قبول
کیا اور اپنا رخت و بار اقامت انکی منزل در بار میں اٹھا لیگیا اور ایک تمثیل کہ آپ نے دفتر اول میں کتاب سلسلۃ الذہب
سے نقل بعض کتب فاضل مفید رحمہ اللہ سے کی ہے اس مضمون کے بیان میں کہ اکثر اہل عالم رو سے عبادت اپنے موہوم
و مخیل کیطرف رکھتے ہیں اس تمثیل کے اول اور آخر حذف کرکے اور چند ابیات کہ اس جماعت کے ماحصل عقیدہ
کے بیان میں تھے جدا کرکے انھیں دکھائے اور ایک رافضی نے کمال تعصب اور اس قصہ کی استواری اور اس
فتنہ کے بڑھنے کے لیے چند بیت ازاد کین اور جاہل اور غالی روافض ہر طرف سے آپ کے اہل قافلہ کی نسبت
رمز و اشارت سے باتیں شور انگیز فتنہ آمیز کہتے تھے یہاں تک کہ ایک دن بغداد کے ایک وسیع مدرسہ میں
مجلس عالی مرتب کی اور حضرت مخدوم نے نشست کی اور قاضی حنفی اور شافعی آپ کے داہنے اور بائیں تھے
اور مقصود بیگ بھتیجے حسین بیگ اور خلیل بیگ سالا حسن بیگ کا کہ حاکم بغداد کی طرف سے تھے انکے مقابل امرا
اور ترکمانوں کے ساتھ بیٹھے اور بغداد کے خاص و عام اس مدرسہ کے در و بام پر ازدحام کر آئے اور کتاب سلسلۃ الذہب

کو سامنے کیا اور مضمون اُس حکایت کا ساتھ ملاحظہ سابق اور لاحق کے سب کے حضور مین پیش ہوا اور آپ نے
بطور خوش طبعی کے فرمایا کہ چونکہ نظم سلسلۃ الذہب مین حضرت امیر اور انکی اولاد بزرگوار رضی اللہ عنہم اجمعین
کی تعریف کی ہے تو خراسان کے سنی لوگون سے مجھے خوف تھا کہ ناگاہ مجکو رفض سے منسوب کرین ہم کیا جانتے تھے
کہ بغداد مین جفاے روافض مین مبتلا ہو جاینگے اور جب اہل مجلس نے مضمون حکایت پر کماحقہ اطلاع پائی انگشت
تحیر دانتون مین لیکر بالاتفاق سب نے کہا کہ ہرگز اس امت مین کسی نے حضرت امیر کو اس خوبی سے نہین سراہا
اور آپ کی اور آپ کی اولاد کی تعریف مین ایسا مبالغہ نہین کیا پھر قاضی القضات حنفی اور شافعی نے سب
بزرگان حاضرے اس حکایت کی صحت پر ایک محضر لکھا اسکے بعد آپ نے قاضیان واعیان کے سامنے اُس
شخص سے کہ سرگروہ اُن روافض کا تھا اور نعمت حیدری نام پوچھا کہ شریعت کی رو سے ہمارے اوپر تیرا حق
رکھتا ہے یا از روے طریقت کہا دونون رو سے فرمایا اول بحکم شریعت اٹھو اور از روے دست موچھا اپنی کو
جو مدت العمر سے نہین چنی اُسکو چن جب آپنے یہ بات کہی اہل شروان کی ایک جماعت جو آپ کی دوستی سے اُس مجلس
مین حاضر تھی چست کرکے گئی اور نعمت حیدری کو لپیٹ گئی اور قینچی کے پہونچنے تک آدھی موچھ اُسکی لاٹھی کی
چھری سے قطع کی اور دوسری آدھی کو قینچی سے کاٹا اور جب موچھ اُسکی بالکل قطع کرلی آپ نے فرمایا کہ ہر گاہ
دست تجھے پہونچا از روے طریقت مردود نظر اہل طریقت کا تو ہوگیا اور لباس فقر تیرے اوپر حرام ہوا اب
بالضرور اپنے کو پیر طریقت کی نظر مین پہونچانا چاہیے تاکہ فاتحہ اور تکبیر تیرے کام مین لادے اور طریقیان کے
قاعدہ کے موافق چاہیے کہ کربلا کو جاوے اور وہان تکبیر سادات سے قبول کرکے پھر بر سر مجادلہ آوے اسکے بعد
نعمت حیدری کے برادر طریقت کو جسنے بعض ابیات ناصواب کی تضمین اور ابیات سلسلہ پر ایزاد کی تھی اور
خشونت اور تعصب مین کوئی سبقت اپنے ہمسرون سے لیگیا تھا سامنے لائے اور عتاب وخطاب کیا اور
آثار قہر وسیاست حاکمانہ اُسکی نسبت ظاہر کیے یہان تک کہ اُس مجلس مین تختہ کلاہ اُسکے سر پر رکھی اور اُسکو
اُلٹا گدھے پر سوار کیا اور تمام اقران واعوان کے ساتھ سزا اور تشہیر تمام کے ساتھ شہر وبازار کے گرد بغداد مین
گشت دیا اور ان وقائع اور جفاے اہل بغداد کے پیچھے آپ نے یہ غزل نظم فرمائی شعر بکشا ای ساقیا لب شط سر سبو
در خاطرم کدورت بغدادیان بشوے * مہرم بلب منہ از قدح می کہ ہیچکس * زانہای این دیار نیرزد بگفتگوے
از ناکسان وفا ومروت طمع مدار * از طبع دیو خاصیت آدمی مجوے * در راہ عشق زہد وسلامت نمی خرند
خوش آنکہ با جفا وملامت گرفت خوے * عاشق کہ زد لقب بہ نہانخانۂ وصال * دارد فراغتے ز نفیر سگان کوے *
بی رنگیست وہے صفت وصف عاشقان * این شیوہ کم طلب ز اسیران رنگ وبوے * جامی مقام راست روان نیست اینطرف
بر خیز تا نہیم بخاک مجاز روے * اور آپ کی مدت اقامت بغداد مین چار مہینے تھی اور بعد عید رمضان

اس سال کے حجاز کیطرف متوجہ ہوئے اور مدینہ منورہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف رخ کیا اور آنحضرت کی نعت مین
نظم لکھی جسکا مطلع اول یہ ہے **نظم** محمل رحلت ببند ای ساربان کز شوق یار + میکشد ہر دم بر ویم قطرہ ہای خون قطار
اور شوال کے آخر مین حریم حرمت نجف قبلۂ عزت وشرف مین پہونچے اور اُس مقام مبارک مین یہ غزل فرمائی **غزل**
قد بدا مشہد مولای نغو اجملی + کہ مشاہد شد از ان مشہد مرا نور جلی + روشن آن مظہر صافی بکست بصد ہلال + آشکار است دران عکس جمال ازلی +
چشم از بہر تو بر روشن نجد ابینا شد + جامی آن دارد اگر کور شود معتزلی + زندۂ عشق تو زدست نمیرد ہرگز + لایزالی بود این زندگی دایم بزلی
در جہان نیست متاعی کہ ندارد بدلی + فاصلۂ عشق تو منقبت بی بدلی + دعوی عشق ترا لکن ای سیرت تو + بفضل یا شبل زیجز دی وعلی +
تشنگی جام ہمی دن ہمہ وندارد چند + چون تو درجام کینہ گفتار مگند بغلی + چون ترا جامی تشنہ شہد محبت نرسید + از شہد نحل چہ حاصل لباس صلے
جامی از قافلہ سالار رہ عشق ترا نہ گر پسند کہ آن کیست علے گوی علی + اور مشہد مقدس اور مرقد منور حضرت امیر کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ
عنہ کی زیارت کرکے ایک قصیدہ غرا آنحضرت کی منقبت مین نظم کیا کہ مطلع اسکا یہ ہے **شعر** اصبحت زائراً لک یا شحنۃ النجف +
بہر نثار مرقد تو نقد جان بکف + اور سید شرف الدین محمد نقیب نے کہ اُسوقت مین سید السادات اور نقیب النقبا اُس دیار کا تھا اپنی اولاد واحفاد کے
تمام کا ساتھ استقبال کیا اور شرائط تعظیم وتوقیر بیش کین اور تین شبانروز آپ کی مہمانداری بزرگانہ کی اور عمدہ خدمت
بجالایا جب ذیقعدہ کا چاند دکھلائی دیا حضرت مخدومی نے اہل قافلہ کے ساتھ قدم بادیہ مین رکھا اور مدینہ منورہ کیطرف متوجہ
ہوئے اور اُس راستہ مین درمیان قصیدہ تصنیف کیا جسمین اکثر معجزات مندرج ہین اور اول مطلع اُس قصیدہ کا یہ ہے **بیت**
بانگ رحیل از قافلہ برخاست خیز ای ساربان + رخت عجم بر راحلہ آہنگ رحلت کن روان + اور دوسرا مطلع اسکا یہ
ہے **بیت** یارب مدینہ است این حرم کز خاکش آید بوی جان + یا ساحت باغ ارم یا فرضۂ روض الجنان + اور بائیس روز
بعد مدینہ مین پہونچے اور شرائط زیارت روضۂ مقدسہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بجالاکر متوجہ مکہ مبارک ہوئے
اور دس روز بعد اوائل ذی الحجہ مین وہان پہونچے اور حرم مین پندرہ روز ٹھہرے اور ادائے مناسک حج الاسلام
اور اُسکے شرائط وآداب اداکرکے پھر متوجہ مدینہ منورہ کے ہوئے اور حالت توجہ زیارت حضرت رسالت صلے اللہ
علیہ وسلم مین یہ غزل فرمائی **غزل** بہ کعبہ رفتم از آنجا ہوای کوی تو کردم + جمال کعبہ تماشا بیاد روی تو کردم +
شعار کعبہ چو دیدم سیاہ دست تمنا + دراز جانب شعر سیاہ موی تو کردم + چو حلقۂ در کعبہ بصد نیاز گرفتم +
دعای حلقۂ گیسوی مشکبوی تو کردم + نہادہ خلق حرم سوی کعبہ روی ارادت + من از میان ہمہ روی دل بسوی تو کردم
مرا بہیچ مقامی نبود غیر تو کامی + طواف وسعی کہ کردم بجستجوی تو کردم + بموقف عرفات ایستادہ خلق دعاخوان
من از دعا لب خود بستہ گفتگوی تو کردم + فتادہ اہل منی در پی منی ومقاصد + چو **جامی** از ہمہ فارغ من آرزوی تو کردم
روضۂ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ملازمت کے بعد توجہ شام کیطرف کی اور دمشق مین چالیس روز ٹھہرے اور قاضی محمد خیضری
جو قاضی القضات اُس ملک کے تھے اور اکمل محدثان روزگار اور حدیث مین نہایت سند عالی رکھتے تھے اُنکے

ساتھ صحبتین رہین اور اُس سے حدیث کی سماعت کی اور سند حدیث کی لی اور قاضی اس مدت اقامت مین آپکے یہان پر مہمانداری اور خدمتگاری جیسی کہ چاہیے بجالائے اِسکے بعد آپ حلب کو روانہ ہوئے اور جب حلب پہونچے سادات اور ائمہ اور فضلات نے وہان کے تحفے اور ہدیے پیش کیے اور اُن ایام مین قیصر روم نے آپ کا آنا خراسان سے حجاز کی طرف سنا تھا بعض اشخاص خاص کو ہمراہ خواجہ عطاء اللہ کرمانی کے جو مدت سے ارادہ آپ کی ملازمت کا کر رہا تھا اور اِس آستانہ پر آمد رفت رکھتا تھا مع پانچہزار اشرفی نقد اور دو ہزار موعود دیگر بنزد خدام آپکے کرکے زبان نیاز و مسکنت سے التماس کی کہ آپ چند روز سایہ التفات ملک روم کی ساحت پر ڈالین اور اُس ولایت کے رہنے والون کو اپنے قدوم شریف سے نوازش فرمائین اور منجملہ اتفاقات حسنہ یہ تھا کہ آپ ہرچند قبل از پہونچنے قاصدان قیصر کے الہام آسمانی کے موافق دمشق سے حلب کو متوجہ ہوئے تھے جب وہ قاصد دمشق پہونچے آپکو نہ دیکھا بہت تاسف کیا اور آپ ہنوز حلب مین تھے کہ دمشق سے خبر پہونچی کہ قیصر کے آدمی آپ کے طلب میں آئے ہین بے توقف حلب سے تبریز کا راستہ لیا کہ مبادا وہ قاصد دمشق سے حلب مین آدین اور آپ کو بالحاح اور ابرام طلب کرین اور جب حلب مین تھے اُس زمانہ مین راستے بوجہ حرب و ضرب لشکرہاے روم و آذربیجان کے انقلاب اور اضطراب مین تھے وہان کا حاکم محمد بیگ نام کہ سردار ترکمانون کا تھا اور حسن بیگ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا بوجہ حسن اعتقاد اور کمال اخلاص کے جو اُسے حضرت مخدوم کے ساتھ رہا مع تین سو سوار مسلح اپنے اقربا اور اتباع کے آپ کے قافلہ کے ساتھ ہوا اور اُس قافلہ کو کردستان اور مواضع خطرناک سے سلامت اُتار دیا اور ولایت تبریز مین پہونچا دیا اور قاضی حسن اور مولانا ابوبکر طہرانی اور درویش قاسم اور شقاول نے کہ بڑے صدر اور ندیم اور مجلس حسن بیگ کے تھے تمام امرا کلان اور اعیان سے اُس دیار کے ساتھ استقبال آپکا کیا اور بڑے اعزاز و اکرام سے آپ کو اچھے عمدہ مکانات مین لیجا کر فرودکش کیا اور باعث ہو کر آپ کو حسن بیگ سے ملاقات کرائی اور حسن بیگ نہایت اکرام اور احترام سے گیا اور تحفے اور ہدیے شاہانہ گذرانے اور بڑے اصرار سے التماس کی کہ تشریف رکھین آپ نے بہانہ کیا کہ ہمکو ملازمت اپنی والدہ عمر رسیدہ کی درپیش ہے اور خراسان کو روانہ ہوئے اور جب ہرات پہونچے میرزا سلطان حسین مرو مین تھا جیسے خبر آپ کے مقدم شریف کی سنی بعضے معتمدان خاص کو تحفہ ہاے لائق کے ساتھ ہمراہ خط کے جو وفور اخلاص اور نیاز پر مشتمل تھا آپ کے واسطے بھیجا اور اُس مکتوب کے شروع مین یہ بیت لکھی تھی بیت اہلا بمقدمک الشریف فانہ + فرح القلوب و نزہتہ الارواح + اور اسی کے قریب رقعہ امیر نظام الدین علی شیر کا پہونچا جسمین یہ رباعی تھی رباعی انصاف بدہ ای فلک مینا فام + تا زین دو کدام خوب تر کرد خرام + خورشید جہانتاب تو از جانب صبح + یا ماہ جہان گرد من از جانب شام +
حضرت مخدوم کے خط شریف سے دیکھا گیا ہے کہ جو ایک کتاب کی پشت پر لکھا تھا کہ اتفاق سفر مبارک کا دار السلطنت

ہرات سے کہ سب آفات سے محفوظ و مصون رہے سولھوین ربیع الاول ۸۷۷ھ آٹھ سو ستتر مین واقع ہوا اور جمادی الاخری کے بیچ کے دنون مین بغداد پہونچنا ہوا۔ نصف شوال کو دجلہ کے کنارہ اتفاق پڑا اور بیسوین دن قافلہ وہان سے روانہ ہوا غرہ ذیقعدہ کو نجف حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے پایان مین آئے اور بائیس تئیسوین کو توفیق نزول کی مدینہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم مین ملی ششم ذی الحجہ کو مکہ شریف مین زادہا اللہ تعالے شرفا پہونچنا ہوا پندرھوین کو شام کیطرف کوچ کی نیت ہوئی چبیسوین کو مدینہ شریف پہونچنا ہوا ستائیسوین کو کوچ محرم کے عشرہ آخر کے درمیان دمشق مین اُترے نماز جمعہ کے بعد ربیع الاول کی چوتھی کو دمشق سے خراسان مین پلٹ آئے اور بارھوین دن حلب اور روز دوشنبہ بستم ربیع الثانی کو بلدہ حلب سے قلعہ بیرہ کیجانب ہم روانہ ہوئے جمادی الاولی کی چوبیسوین کو تبریز مین پہونچے اور ششم جمادی الاخری کو خراسان گئے جبکہ رجب کا ہلال ایک منزل پیشتر ورودز مین ری دکھلائی دیا جمعہ کے دن اٹھارھوین شعبان کو شہر ہرات مین اُترے اور یہ ۸۷۸ھ آٹھ سو اٹھتر مین تھا۔

از نفائس انفاس مسموعہ حضرت قدس سرہ اور رود میں رشحون مین لائے جاتے ہین۔

رشحہ ایک روز کسی تقریب سے فرماتے تھے کہ اصالت اہل تحقیق کے نزدیک نہ وہ ہے کہ آبا و اجداد کسی کے امرا اور وزرا کے جنس سے ہون یا کہ فاسقین ظالم کے سلسلہ مین منتظم ہون بلکہ اصالت عبارت اُس حسن جوہر سے ہے کہ ذات انسانی مین ہوتا ہے جیسی فطرت سلیم اور سرشت پاک اور جو چیز کہ افراد انسانی مین اُسکو لوگ اصل جانتے ہین عین بد اصلی ہے

رشحہ فرماتے تھے کہ بدذات آدمی جب چاہتے ہین کہ کسی کی عیب جوئی کرین اول وہ برائیان کہ خود اُنکی ذات مین موجود ہین اُنکی زبان پر جاری ہوتی ہین اور وہ اُنکی فہم سے نزدیک ترین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ سب فقرا اور سائل پر شفقت اور رحمت کرنی لازم ہے اور برے بھلے سے لقمہ دریغ نکرین اسمین نظر کرنی چاہیے کہ اُنکا پیدا کنندہ کون ہے جنید اور شبلی کی حاجت نہین کہ اُسکے ساتھ احسان کرین اور کوئی عالی ہمت اور پرہیزگار گدائی کو اس شخص کے دروازہ نہ آئیگا گمان سے ثابت ہے کہ اُس گدڑی اور لباس مجہول مین کوئی صاحب دولت نہین ہے اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ اولیاء حق سبحانہ اپنا حال ملکر گداؤن کیصورت مین پوشیدہ کرتے ہین۔

رشحہ ایک دن کسی سے آپ نے پوچھا کہ کس کام مین ہے کہا حضوری مین ہون اور عافیت کے دامن مین پاؤن سمیٹے ہوا اور گوشہ مین فراغت سے بیٹھا ہون فرمایا حضوری اور عافیت یہ نہین ہے کہ تو گاڑھے گزی کے کپڑے مین پاؤن سمیٹے گوشے مین بیٹھے عافیت یہ ہے کہ اپنے آپ سے تو رہا ہوا ہو اسوقت خواہ گوشہ مین بیٹھ یا آدمیون مین رہ۔

رشحہ فرماتے تھے کہ علامت جوانمردی کی وہ ہے کہ ہمیشہ محزون اور غمناک رہے کارخانۂ الٰہی مین فارغ بیٹھنا خوب نہین جس کسیکو حزن اور اندوہ نہین ہے اُس سے بوئے غفلت آتی ہے اور جوکوئی حزن اور اندوہ مین ہو اُس سے بوئے جمعیت اور حضور کی آتی ہے ہمارے خواجگان قدس اللہ تعالی ارواحہم کی نسبت حزن و اندوہ کی صورت مین ظاہر ہوتی ہے۔

رشحہ[۳] محبت ذاتی وہ ہو کہ ایک کا ایک دوست ہو اور اُسکا سبب معلوم نہو اور یہ لوگون مین بہت کم ہو جو شخص کہ اُسکو جناب حق سبحانہ سے ایسی محبت پیدا ہو وسے اُسکو محبت ذاتی کہتے ہین اور یہ بہترین اقسام محبت ہو نہ یہ کہ جب لطف دیکھے دوست رکھے اور جب سختی دیکھے بے میل ہو جاوے۔

رشحہ[۴] کوئی شخص آپ کے سامنے کہتا تھا کہ فلان درویش ذکر جہر بہت کہتا ہو خالی زبان سے نہین معلوم ہوتا فرمایا کہ ای فلان قیامت کے دن وہی ذکر زبانی اُسکو کفایت ہو اُسی ذکر زبانی سے نور پیدا ہوتا ہو کہ تمام صحراے قیامت کو روشن کرے پھر فرمایا کہ کہا ہو ذکر جہر مین ایک خاصیت ہو کہ ذکر خفیہ کو نہین ہو اسواسطے کہ جب نفس مفہوم ذکر کے سمجھنے مین متحقق ہو گیا اولاً متخیلہ اُس لفظ کے تخیل سے اثر پذیر ہوتا ہو دوسرے قوت ناطقہ تکلم سے تیسرے قوت سامعہ سماع سے چوتھے قوت متخیلہ دوسری بار اور اسی طرح نفس اور قوت عقلیہ اور یہ ایک حرکت دوریہ ہو جو موافق حرکت دوریہ وجودیہ کے ہو اور اُسکے ساتھ متحقق ہونے کی طلب مین حرکت معنوی اس حرکت کی نسبت کہ اُس حرکت معنوی کی صورت ہو مددگار اس تحقق کے حصول کی ہو۔

رشحہ[۵] ایک دن ایک شخص نے آپ کی مجلس شریف مین کہا کہ ایک نے اکابر سے لکھا ہو کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہو انا جلیس من ذکرنی ترجمہ مین ہمنشین اُسکا ہون جو میرا ذکر کرے۔ جسکا یہ حال ہو وہ ذکر جہر کیونکر کرے فرمایا کہ جسوقت تسونا شائستہ کلام اور ناخوش فعل اُس سے صادر ہوتے ہین یہ ملاحظہ نہین ہو کسطرح ذکر جہر مین یہ ملاحظہ کرتے ہین حق سبحانہ بظاہر و باطن سب کا محیط ہو ذکر جہر ہی خوب ہو۔

رشحہ[۶] کسی نے آپ سے پوچھا کہ سبب کیا ہو کہ آپ تصوف کم بیان کرتے ہین فرمایا کہ انگاہ کہ یکدیگر را زانی بازی ادم

رشحہ[۷] فرماتے تھے کہ کلمات قدسیہ اولیاء اللہ کے قدس اللہ ارواحہم مشکوٰۃ حقیقت حضرت رسالت ص سے اقتباس کیے ہوئے ہین صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن اور حدیث کی تعظیم واجب ہو تعظیم کلام اولیا بھی لازم ہو انکی باتون کے ساتھ ادب اور حرمت کے ساتھ زندگی کرنی چاہیے تا کہ کوئی شخص اُنسے متمتع حاصل کرے۔

رشحہ[۸] شیخ کمال الدین عبد الرزاق کاشی قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے اپنی ایک تصنیف مین لکھا ہو کہ بسم اللہ ای باالانسان الکامل بعضے علماء وقت کے نزدیک یہ معنی بہت مشکل معلوم ہوئے کہ اس کلمہ کی تفسیر اس عبارت سے کیونکر ہو ایک دن حضرت مخدوم سے عرض کی گئی اور اُس معنی کا انکشاف چاہا گیا فرمایا کہ وہ عبارت تفسیر لفظ اسم کی ہو نہ تفسیر لفظ اللہ کی۔

رشحہ[۱۲] ایک دن فرماتے تھے کہ آج ہماری خاطر مین گزرا اور ہمنے کہین نہین دیکھا کہ مظہر حقیقت عالی کی صورت منعکس ہو آئینہ کے اندر نہ کہ عین آئینہ اسواسطے کہ مظہر وہ ہو کہ حکایت اور نقل کر نیوالا ظاہر حال سے ہو اور اوصاف اور احکام اُسکے اُس مظہر مین ظاہر ہون اور جو سرا آئینہ کی یہ حالت نہین ہو اس بات سے غرض آپ کی دوسری چیز

تھی اس قبیل سے فرمایا۔

رشحہ بعضے عزیز جو آپکی ملازمت مین ہمیشہ حاضر رہتے تھے فرماتے تھے کہ ایک روز ہم خواجہ شمس الدین محمد کوسوی قدس سرہ کی مجلس وعظ مین بیٹھے سر منبر فرمایا کہ مدت ہوئی کہ وہ سخن اہل شرع کا مشکل تھا کہ نامۂ اعمال کا دیا جانا مومن اور کافر سب کی نسبت حق قرار دیا ہی اور کہا ہی کہ اسکا فشار اس طور پر ہوگا کہ جانب راست چپ مین اور جانب چپ راست مین آئے اسواسطے کہ بیتامل یہ صورت عین عذاب کی ہی پس انبیا اور اولیا بلکہ صالحین اور مومنین کے حق مین کیونکر متصور ہو اچانک خاطر مین ایسا آیا کہ چپ اور راست کے لانے اور لیجانے سے غرض یہ ہی کہ جسمانی کو روحانی مین لیجائین اور روحانی کو جسمانی مین لائین اور چونکہ یہ توجیہ جو خواجہ نے فرمائی مجمل اور مبہم تھی لہذا حضرت مخدوم سے پوچھا گیا کہ اس کلام کے معنی کیا ہین۔ فرمایا کہ صوفیہ قدس اللہ ارواحہم برزخ کو قبر کہتے ہین اور برزخ عبارت اُس مرتبہ سے ہی کہ عالم جسمانی اور عالم روحانی کے درمیان واسطہ ہی پس اس کلام کے معنی کہ روحانی کو جسمانی مین لاتے ہین یہ ہی کہ روح کو صورت مثالی کے ساتھ مصور کرتے ہین یعنے اُسکو ایک صورت مقداری پیدا ہوتی ہی جو کم وکیف سے عبارت ہی اور یہ کہ جسمانی کو روحانی کرتے ہین یہان جسم سے مراد وہ بدن نہین ہی جو قبر کے اندر ہی اسواسطے کہ روح مجرد نے اُسے بالکل چھوڑ دیا ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ طائر روح کے لیے جو پہلے اس جسم کثیف سے تعلق رکھتا تھا اور اس حیثیت سے اُسکو مجازاً جسمانی کہا ہی بعد ازان کہ اس جسم کثیف سے مفارقت ہوئی ہی اس انقطاع مین دوسرا متعلق پیدا ہوتا ہی نہایت درجہ لطیف کہ اُس متعلق کی نسبت سے اُسکو روحانی کہتے ہین اور دوسری وجہ اس سخن کے لیے وہ ہی کہ اس عالم مین صفات روحانی صفات جسمانی مین پوشیدہ ہین اور صفات جسمانی ظاہر ہین پس ہر شخص افراد انسانی سے کہ اس عالم کون و فساد مین ہی اور بناؤ بگاڑ اُسکی ذات مین ہی صفات انسانی اُس سے ظاہر ہین اور صفات سبعی اور شہوی مخفی چونکہ یہ منقولہ ہی کہ تمام معانی اُس عالم مین صورت دار ہونگے اس طور پر کہ جو شخص کہ اُسمین کوئی صفت صفات درندہ سے پوشیدہ تھی وہ اس درندہ کی صورت مین ظاہر ہوگا پس ہر آئینہ روحانی جو صفت معنوی پوشیدہ ہی جسمانی ہوجائیگی اور جسمانی کہ وہ انسان کی ایک صفت اب ظاہر ہی روحانی یعنے پوشیدہ اور مخفی ہوجائیگی ان دو وجہ مین جو بیان کی گئین تعذیب نہوگی

رشحہ ایک دن ایک عزیز نے مجلس مین آپ سے یہ حدیث پوچھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ

یوجر ابن آدم فی نفقتہ کلہا الا شیئا وضعہا فی الماء والطین آدمی اپنے نفقات اور مصارف مین آخرت کے اندر اجر اور ثواب پائیگا مگر وہ نفقہ کہ پانی اور مٹی مین خرچ کرے پس اس حدیث کی رو سے لازم آتا ہی کہ مکانات خیر مثل مساجد اور عبادتگاہ اور خانقاہ وغیرہ کے بنانے کا آخرت مین کوئی اجر نہوگا آپ نے فرمایا کہ ہماری خاطر مین اس حدیث کے اور معنی آتے ہین کہ مراد آب وگل سے عالم اجسام ہی مقصود یہ ہی کہ آدمی جو نفقہ کرے

عوض اُسکا پائیگا الا وہ نفقہ کہ اُسمین قصد اور نیت عالم اجسام سے متجاوز نہو اور خاص جسم کے فوائد اور حظوظ اور اُسکے لوازم کے لیے کرے -

رشحہ[۱۲] فرماتے تھے کہ اگر علم اولین وآخرین حاصل کیا ہو دم اخیر مین کوئی علم اُسکی دستگیری نہ کریگا اور تمام معلومات لوح ادراک سے محو ہو جائینگے مگر یہ کہ حضور و آگاہی کا ملکہ حاصل کیا ہو جو کچھ آخری دم مین دستگیری کرتا ہی یہی ہو جو لائق غنیمت ہو چند روز ریاضت کرلینی چاہیے اور ایک گوشہ مین بیٹھنا چاہیے اور ملکہ حاصل کرنا چاہیے کہ خاطر نفی اور اثبات کی مزاحمت سے خلاص ہو -

رشحہ[۱۳] فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایسا شخص مین نے کم دیکھا ہو جسمین ایک قسم کی چاشنی اور قبولیت نہو اس گروہ کی ابتدا اور مشائخ کی انتہا ہو جسکو اس گروہ نے قبول کرلیا بہت کم تر ہو کہ ہاتھ اُس سے اُٹھالین ہرچند نفس وہوا کے غلبۂ احکام سے کنارہ پر جا پڑے پھر اُسے اندر لے لیتے ہین -

رشحہ[۱۴] فرماتے تھے کہ بعض آدمی عجب چیزین کھاتے پیتے ہین جیسے شراب بھنگ اسواسطے کہ انکو خوشی کی ایک کیفیت حاصل ہو جس کسی نے شراب پی تو وہ دائرہ اسلام سے باہر نکل گیا یا رانده ہوگیا کہ خلق خدا اُس سے تشویش مین ہو اور جیسے بھنگ پی گدھا یا بیل ہوگیا کہ سوا شہوت رانی اور کھانا کھانے کے کچھ نہین جانتا اور اس حال کا نام حضور اور کیفیت رکھا ہو کوئی کیفیت ہوشیاری سے بہتر نہین ہو اپنے حال سے آگاہ ہو جو کوئی ان چیزون سے حضور اور کیفیت پیدا کرتا ہو وہ کیفیت بھی اُسکی سرزنش کے لائق ہو اور اسی عالم مین اُسکا اثر اُسکے سرزنش مین ظاہر ہو اور بہت آدمی خوب مبتلا ان چیزون کے ہین -

رشحہ[۱۵] فرماتے تھے کہ پیری آخرت جوانی کی ہو جس طور سے کہ جوانی مین گذرا نتے ہین پیری کے زمانہ مین اثر اُسکا اُسکے چہرہ پر ظاہر ہوتا ہو -

رشحہ[۱۶] ایک دن ایک فضول مردہ دل زہد اور تقوے سے دم مارتا تھا آپ کی مجلس شریف مین آیا تھا کھانا لائے اور اتفاقاً نمکدان حاضر نہ تھا کہنے لگا نمکدان لاؤ تاکہ نمک سے ابتدا کھانے کی ہم کرین آپ نے خوش طبعی سے فرمایا کہ روٹی مین نمک ہو پھر کھانا شروع کیا اس درمیان مین اسیکو دیکھا کہ اُسنے روٹی ایک ہاتھ سے توڑی اُس سے تعرض کیا اور کہا روٹی ایک ہاتھ سے توڑنی مکروہ ہو آپ نے فرمایا کھانا کھانیکے وقت لوگون کے منھ اور ہاتھ کی طرف دیکھنا مکروہ زیادہ ہو وہ خاموش ہوا پھر تھوڑی دیر کے بعد باتین کرنے لگا اور کہا کھانا کھانے کے وقت بات کرنی سنت ہو آپ نے فرمایا کہ بہت بک بک کرنا مکروہ ہو زان بعد آخر مجلس تک خاموش رہا -

رشحہ[۱۷] ایک دن کسی نے آپ سے التماس کی کہ مجھے آپ ایسی تعلیم کرین کہ باقی عمر اُسکے اندر مین مشغول رہون فرمایا کہ کسی نے ہمارے حضرت مخدوم مولانا سعد الدین قدس سرہ سے یہی درخواست کی تھی آپ نے دست

مبارک بائین پہلو پر رکھا اور قلب صنوبری کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسمین مشغول رہو کہ کام یہی ہے یعنے وقوف قلبی کو
اپنے اوپر لازم کرو اور اسی معنی کے متضمن وہ رباعی ہے جو آپ نے فرمائی ہے رباعی ای خواجہ کہ گوی اہل دل منزل کن
درپہلوی اہل دل دلے حاصل کن ÷ خواہی بینی جمال محبوب ازل + آئینۂ تو دل است رو در دل کن ـ
خوارق عادات آپ کے سے یہ ہین قدس سرہ ایک عزیز عالم متقی کہ سفر حجاز مین ہرات سے آپ کے
ساتھ گیا تھا اُسنے کہا مین بغداد کے مقام مین بیمار ہوگیا اور مرض میرا بڑھ گیا اور اسمین شدت ہوئی اور آپ نے
کچھ عرصہ مین پوچھا اور اس سبب سے مین نہایت ملول تھا ایک دن یارون مین سے ایک شخص آیا جلدی سے اور
کہا ابھی تیری عیادت کو آپ آتے ہین اُس خوشخبری سے مجھے ایک کیفیت پیدا ہوئی اور طبیعت مین قوت آگئی کہ
تکیہ سے سر اُٹھایا اور اپنے بچھونے پر بیٹھا اچانک آپ تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھے اور میرا حال پوچھا اور
فرمایا کہ تیری بیماری کو طول ہوگیا مین نے یہ مشہور بیت پڑھی بیت گر بر سر بیمار خود آئی بعیادت +
صد سال بامید تو بیمار توان بود + آپ نے خوش ہوکر فرمایا کہ ہمارے اوپر تو بیت پڑھتا ہے پھر ذرا متبسم
ہوئے اور چپ رہے اُسوقت میری پیشانی پسیجی آپ نے سر اُٹھایا اور میری پیشانی پر پسینے کے قطرے
دیکھے فرمایا کہ تکیہ رکھ شاید کہ اس پسینے سے مرض مین کمی ہو مین نے تکیہ لیا آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے
میرے آدمیون نے زیادہ کپڑے اُڑھائے اور پسینا بہت آیا اور اُسی دن تپ جاتی رہی تین دن بعد مین اُٹھ کھڑا
ہوا اور آپ کی خدمت مین گیا ایک شخص نے بندگان صالح سے کہ وہ بھی آپ کے ساتھ سفر حجاز مین تھا حکایت
کی کہ مراجعت کے بعد جب ہم حلب مین پہونچے ہر شخص ایک مکان مین اُترا مین سرائے مین ٹھہرا اور بیمار ہوگیا
اور ایسا کمزور ہوگیا کہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور ساتھی مجھے ناامید ہوگئے گرمی کے دن تھے اور گھر کا دروازہ
بند اچانک دیکھا کہ کسی نے دروازہ کیقدر کھولا کہ پگڑی کا گوشہ دکھلائی دیا مگر نسمجھا کہ کون شخص ہے اپنے دل
مین کہا شاید میرے یارون مین سے کوئی ہے کہ میری خبر لینے کو آیا ہے اور اس خیال سے کہ مین سو رہا ہون ٹھہر گیا
ہے کہ مبادا جاگ اُٹھے مین بولا کون ہے آؤ اور یہ مین جانتا تھا کہ آپ کو میرے مرض کی خبر ہے مگر یہ گمان نہ تھا کہ میرے
دیکھنے کو آئینگے جب دروازہ کھلا دیکھا کہ آپ کے چہرہ کے نور سے گھر روشن ہوگیا مجھے کیفیت پیدا ہوئی
چاہا کہ اُٹھون اور اپنے مین اُٹھنے کی طاقت پائی اور حال یہ تھا کہ اس مدت مین مجھے جنبش کی مجال نہ تھی فرمایا کہ
بیٹھے رہو مین اُسی طرح بیٹھا رہا آپ آگے اور میرے پاس بیٹھے اور فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے مجھے اُس تخفیف سے
کہ آپ کے دیدار کے سبب سے حاصل ہوئی تھی یہ بیت آپ کی تصنیف سے خاطر مین آئی اور پڑھی بیت
خوش ہست از یاد تو پیوستہ جامی + دلے اکنون بدیدار تو خوشتر + پھر ادا ہنا ہاتھ پکڑا اور آستین
سیر می وہان تک چڑھائی کہ وضو کا پانی پہونچے اور اپنی گود مین رکھا اور چند بار اپنے دست مبارک وہان پر

پھیرا جیسے کسی کو نماز کا وضو کراتے ہین اور اُسی طرح میرا ہاتھ آپ کی گود مین تھا کہ آپ خودی سے غائب ہوگئے
مین نے بھی آپ کی موافقت سے آنکھین بند کر لین اور متوجہ ہوا عرصہ ہو چکا تھا مین نے آنکھ کھول کر آپ
اُس خود رفتگی سے باہر آئے یا نہین دیکھا کہ ابھی آنکھین بند ہین پھر مین نے بھی آنکھین بند کر لین جب ایک گھنٹہ
گذر گیا سر اُٹھایا اور میرا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ طبیبون نے کونسا شربت تجویز کیا ہے
مین نے کہا رُب بہی اور اُسوقت طلب مین رب بہی نہین ملتا تھا کہا ہم تیرے لیے شربت بہی بھیجتے ہین اور
اُسے مجھے اور رب بہی بھیجدیا مین نے اُسی وقت اپنے اندر تخفیف پائی اور تین دن بعد مرض کل دور ہوگیا
کہ نشان تک نہ رہا حضرت مولانا رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران فرماتے تھے کہ ایک دن مین
آپ کے حجرہ مین گیا ہر آئینہ آپ کا وقت مشغول تھا جب بیٹھے دریافت ہوا بڑا رنج ہوا اور تمام اعضا مین گرانی
ظاہر ہوئی ایسی کہ بیٹھنے کی طاقت نہ رہی اُٹھا اور باہر آیا یہ حالت ایسے مرض کی باعث ہوگئی کہ حکیم لوگ مایوس
ہوگئے اور ساتوین روز بڑا قلق اور اضطراب تھا اور حال متغیر ہوگیا یہانتک مرنا ٹھہر گیا آپ کے دیدار مبارک کی
مجھے آرزو ہوئی میرے سرہانے آئے جسوقت کہ کسی عضو مین مجال حرکت کی نہ تھی بڑی تشویش سے مین نے
اپنا عرض حال کیا و تلقین شغل کی درخواست کی جو کچھ اشارہ کیا اُسمین مشغول ہوا اور آپ کی صورت کا بھی تصور
کیا اور آپ بھی متوجہ ہوئے ایک لحظہ بعد وہ کیفیت آثار پر آئی اور حالت خوش سے بدل گئی اور اُس حالت
کی لذت کل قوے اور اعضا کو سوجھی چنانچہ مین اُٹھا اور دو زانو ہو بیٹھا جب آپ نے سر مبارک اُٹھایا
مجھے بیٹھے دیکھا فرمایا کہ تشویش کی بات نہین ہے فاتحہ پڑھی اور چلے گئے مین نے حجرہ کے در تک آپ کی مشایعت
کی اور وہ مرض اُسی روز بالکل جاتا رہا اور بخیر گذرا جب اس ماجرے کو چند سال ہوگئے ایک شخص صاحب
حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہ سے حضرت کے تصرفات کی حکایتین بیان کر رہا تھا مین نے یہ سرگذشت
اُس سے بیان کی وہ گیا اور آپ سے بیان کر کے خواہش کی کہ تفصیل اُسکی کیا ہے فرمایا کہ جب صورت حال
اور غلبہ اُسکے مرض کا ہمنے سنا تو رنج ہوا اُسکے سرہانے گئے اور مشغول ہوئے کہ اُس سے بار اُٹھا لین
مین نے پایا کہ اُس سے مرض اُٹھا اور ہماری طرف پھرا ہمنے تضرع کی کہ ہمین اس بار کا تحمل نہین ہمسے بھی دگذرا
ایک عزیز اعیان ولایت گیلان سے بیمار ہوا اور قریب مرگ ہوگیا چنانچہ اُسکے یار احباب کنبہ اور قبیلہ سبنے
گریبان چاک کر ڈالے شور غل مچایا اور تجہیز و تکفین کی تیاری کرنے لگے اچانک اُس موقع پر حس و حرکت کے
آثار اُسمین پیدا ہوئے اور تھوڑا افاقہ اُس سکرات سے ہونے لگا اور اُسی دن بستر سے کمال صحت اور
عافیت کیساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور جو لوگ کہ اُس حالت سے خبردار تھے حیران اور متعجب ہوئے اور کسی نے اُسکی
حقیقت حال سے اطلاع نہ پائی بعد چندے محرم اور مخصوص لوگون سے اُسنے یہ حکایت کی کہ اُس شدت اور

اضطراب مرض مین کہ روح میری مفارقت کے قریب تھی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی ظاہر ہوئے اور التفات
کی کہ میرا مرض جاتا رہا اس واقعہ کے بعد اُس عزیز گیلانی نے بیس ہزار دینار گیلانی کی قیمت کا اسباب نفیس
صوف اور کتان وغیرہ سے بطریق معاملہ گویان کے آپ کے پاس بھیجا اور بعد نہایت نیاز مندی کر کے
التماس طریقت کی اور آپ نے ایک مختصر رسالہ مفید طریق خواجگان قدس اللہ تعالے ارواحہم کے طریق
مین لکھا اور اُسکے لیے بھیجا اور اُس رسالہ کے آخر مین یہ لکھا ہے کہ اس قسم کی باتون کا کہنا اور لکھنا اِس
فقیر کا طریقہ نہ تھا مگر چونکہ اُس طرف سے بوے اخلاص دماغ ذوق مین پہونچی باعث تقریر اور تحریر ان مضامین
کی ہوئی رباعی ۔ با انیہمہ بے حاصلے وہیچ کسے + در راہ رہ بیار سائی و بوالہوسی + دادیم نشان زر گنج مقصود ترا
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی + اسی واقعہ کے مثل دوسرے شخص کو عزیزون بلخ سے پیش آیا اور ایک جماعت
جنے اُس عزیز کو دیکھا اور اُس سے قصہ کو سنا حکایت کرتی تھی مکہ کے راستہ مین ایک عرب نے کرایہ پر اپنے
اونٹ آپ کو دیے تھے اُسنے آپکے عمدہ خاص اونٹ کی طمع کی اور بڑے مبالغہ اور اصرار کے ساتھ آپ سے خریدا
اور جو دل مین آئی قیمت دیکر لادا دس روز کے بعد اونٹ بیابان مین تھک گیا اور ایک ریتیلے ٹیلے کے
نیچے مرگیا وہ عرب آپ کے پاس آیا سختی اور بیحیائی سے کہنے لگا کہ تمھارا اونٹ عیب دار اور بیمار تھا جو میرے ہاتھ
بیچا اور آپ کے مُنھ پر بہت سخت سست کہا اور بے ادبیان کین اور روپیہ اپنا کمال اصرار سے لیگیا آپ نے فرمایا
کہ اس عرب مین تغیر ہوا ہے غالباً اُسکی موت قریب ہے جب مکہ شریف سے اُلٹے پھرے اور اُسی ٹیلے کے تلے پہونچے
عرب گرا اور مرا اور اُس ٹیلے کے نیچے دفن ہوا ایک گروہ اصحاب جو کہ سفر حجاز مین آپ کے ہمراہ تھے کہنے لگے کہ فتنہ سواد خونین
جو بغداد مین روافض سے جاملا اور وہ سب فتنہ و فساد برپا کیا اور مردود نظر سعادت اثر کا ہوا بغیر حج ادا کیے بغداد
سے تبریز کو پلٹ گیا اور آپ ہنوز مکہ شریف سے اُلٹے نہ پھرے تھے کہ اُسنے تبریز مین شام کے وقت اپنے گھوڑے
کو جو دیے تھے گھنٹہ بھر پیچھے آیا اور توبڑہ مین ہاتھ ڈالا کہ گھوڑے نے سب جو کھائے یا نہین اُسیوقت گھوڑے نے
مُنھ کھول کر اُسکی انگشت شہادت دانتون مین پکڑ کے جڑ سے اُکھیڑ لی اور اُسکی شدت الم سے مرگیا اور سختی اور بدبختی
سے جان دی ۔ خدمت مولانا شمس الدین محمد روجی علیہ الرحمہ نے جو بڑے اصحاب حضرت مولانا سعد الدین سے
تھے ایسا فرمایا ہے کہ ایک روز مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی کے ساتھ ہم رود مالان کے کنارہ بیٹھے تھے برسات کا
پانی چڑھا دپر تھا ایک ماہی مردہ پانی کے اوپر تیرتی آئی آپ نے اُسے پانی کے اوپر سے اُٹھا لیا اور اُسپر دست مبارک
پھیرتے تھے اور اُسمین زندگی کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا ایک لحظہ بھر کے بعد ہلنے لگی اور اپنی طبیعت کے برخلاف
آپ کی گود کی طرف جھکی اور اُسی طرح آپ کی بغل مین تھی جب تک ہم شہر کو گئے آپ نے گود سے اُسے زمین پر
رکھدیا اور اُٹھے وہ سراسیمہ آپ کے پیچھے دوڑی بہت دور ہمارے پیچھے دوڑا کی اور وہان تک پہونچی کہ

سوار و پیادہ کی کثرت سے ہم اسکی نظر سے چھپ گئے وہ بھی غائب ہو گئی - ایک جوان صاحب جمال کہ چندے
آپ کا منظور نظر تھا اُسنے حکایت کی کہ ایک دن مین آپ کے ساتھ سیر کے لیے موضع سیاوشان گیا تھا اور بہت
اصحاب اور نوکر ہمراہ تھے جب رات ہوئی اور سونے کا وقت آیا ہر ایک شخص ایک گوشہ مین لیٹ رہا اور آپنے ایک
بڑے مکان کے ایک گوشہ کو پسند کیا اور تکیہ لگایا اور ایک بڑی شمع صبح تک وہان روشن رہی اور مین بھی
اسی مکان کے ایک گوشہ مین سو رہا کہ آپ سے بہت دور تھا جب دو تین گھنٹے گذرے بے سبب مین جاگا اور
اپنے تئین اس ہیئت سے بیٹھا دیکھا کہ جس طرح نماز کے تشہد مین بیٹھتے ہین اچنبھا ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا
کہ یہ کیا حالت ہی پھر مین سو رہا اور اب بھی اسی ہیئت مین اپنے کو بیٹھا دیکھتا ہون جب خوب مین نے دیکھا پایا
کہ آپ اپنی جگہ دو زانون مراقب بیٹھے مین مین نے پھر تکیہ لگایا اور سو رہا تھوڑی دیر گذری تھی کہ پھر بے سبب
جاگا اور اسی طرح اپنے کو دو زانون صورت پر بیٹھا پایا زیادہ حیرت ہوئی اور اس شب کو چند بار یہ صورت
ہوئی آخر کار جانا کہ آپ کی توجہ خاطر کے سبب سے ہی باہر آیا اور وضو کیا اور صبح تک آپ کے سامنے
دو زانون بیٹھا رہا آپ کے مخلصون سے ایک عزیز نے نقل کی ہی کہ میرا ارادہ ہوا کہ شہر سے مزار جاؤن اور دین
سکونت کرون جب آپ کے سامنے گیا اور اپنے ارادہ کو ظاہر کیا فرمایا کہ بہت مناسب ہی شہر سے جلد باہر جاؤ
اور جلد آنے مین دیر نکرو کہ فرصت غنیمت ہی اور حادثے گھات مین لگے ہین اور ایسا اہتمام کیا کہ خادم کو بلایا اور
منزل تجویز کر دی اور بار دیگر جلد آنے کی تاکید کی جب مین شہر آیا بعض موانع کے سبب وہ ارادہ پورا
نہوا اس سے باز آیا ایک ہفتہ بعد چور گھر مین آئے اور ہزار شاہ رخی جو نقد تھین وہ مع دیگر اسباب جو گھر مین تھا
بالکل لیگئے اور مجھے تباہ کر دیا - ایک دن حضرت مولانا سیف الدین احمد شیخ الاسلام ہرات کے تمام شاگردون
کے ساتھ آپ کی صحبت شریف مین آئے اور آپ نے کھانا کھلا کر قوالون کو حکم دیا کہ اُس محفل مین غزلین گائین
ساز بجائے اور راگ راگنی سنائین اتفاقاً دو تین روز اُس صحبت کے بعد حضرت مخدوم زیارت گاہ کیطرف سیر کے
طور پر گئے اور وہان شیخ شاہ سے جو مشائخ پرہیزگار سے تھے ملاقات کی اور خبر صحبت شیخ الاسلام اور اُس
مجلس کے گانے بجانے کی آپ کے جانے سے پیشتر شیخ شاہ کو پہونچ چکی تھی اُس صحبت مین شیخ نے آپ سے
کہا کہ تم مقتدائے علمائے عالم کے اور پیشوائے عارفان عرب و عجم کے ہو یہ کیا بات ہی کہ آپ کی مجلس شریف مین
مزامیر بجاتے ہین اور گانا گاتے ہین جب شیخ نے یہ اعتراض کیا آپ اُنکے کان کے قریب سر لیگئے اور ایک حرف علم
حقائق سے انکے کان مین کہا کہ اہل مجلس سے کسی نے اُسکے مضمون پر اطلاع نہین پائی دفعۃً شیخ سے ایک فریاد
نکلی اور بیہوش گر پڑے تھوڑی دیر بعد جب اپنے حال پر آئے آپ کے سامنے بہت نیازمندی کی اور پھر اُس
قسم کی باتین نہین کہین آنحضرت فقیر کے والد علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ ایک روز بعضی تفسیرین سامنے رکھی تھین اور

اس آیہ کریمہ لہم اللیل نسلخ منہ النہار مین غور کر رہا تھا کہ یکایک میری خاطر مین آیا کہ اس آیت کی تاویل یہ
کرسکتے ہین کہ نہار سے نور وجود مراد لین اور لیل سے ظلمت عدم چاہین یعنے جس وقت کہ نور وجود انسے دور ہو
عدم کی تاریکی مین ہین بعد از ظہور اس معنی کے نیت کی کہ یہ صورت آپ کے حضور مین عرض کرون دوسرے دن
ملازمت کی نیت سے آپ کے سامنے مین گیا جب بیٹھا فرمایا کہ تمکو تفسیرون کے مطالعہ مین کسیوقت ایسا
ہوتا ہی کہ بعض آیات قرآنی مین معنی جو مناسب مشرب اس گروہ کے خاطر مین آتے ہین کہ کتب قوم مین تمھاری
نظر سے نہین گذرے بیان کرو مین نے اُن مقدمات کی شرح مین قیام کیا اور آپ نے تحسین فرمائی ۔ ایک
فاضل دانشمند نے کہ حضرت مخدوم کے اعلیٰ شاگردون سے تھے ایسا فرمایا کہ ایک دن آپ کی ملازمت کا قصد
کیا شہر سے جو سر مزار کو چلا شہر کے باہر نزدیک لنگر مولانا محی الدین کے ایک جوان صاحب جمال سامنے آیا
ایک دو نظر بے اختیار اُسکی طرف پڑین اسی حال کے قریب ایک شخص گذرتا تھا کہ نمکین نمدے کی پوشاک
اُسکے کاندھے پر تھی اُسکے ایک نمدے کا گوشہ ایسا میری داہنی آنکھ مین لگا کہ مین نے جانا ایک تیر میری آنکھ پر مارا
بہت عرصہ تک لنگر پر بیٹھا رہا اور آنکھ سے بہت پانی نکلا ازان بعد آپ کی ملازمت مین گیا مین نے دیکھا کہ ایک
جماعت عزیزان کے ساتھ مجلس کے در پر بیٹھے ہین مین بھی بیٹھ گیا ایک لحظہ کے بعد سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا
کہ ایک درویش نے حرم کے طواف مین ایک جوان صاحب جمال کی طرف نظر کی اچانک ایک ہاتھ پیدا
ہوا اور اُسکے مُنھ پر ایسا طمانچہ مارا کہ ایک آنکھ اُسکی پانی ہوکر اُسکے مُنھ پر گر پڑی پس ایک ہاتف نے آواز دی
کہ نظرۃ بلطمۃ ان زدت زدنا یعنی ایک نظر پر ایک طمانچہ اگر زیادتی تو کریگا ہم بھی زیادہ کرینگے یہ سخن تقریر کرکے میری
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آنکھ کو نگاہ رکھنا چاہیے تاکہ ہاتھ نگاہ رکھین ۔ ایک عزیز نے اہل علم و صلاح سے کہ حضرت مخدوم
سے اخلاص اور آمد و رفت رکھتا تھا کہا کہ ایک روز آپ کی ملازمت کی نیت سے مین سر مزار گیا اور آپ محل سرا مین تھے
اور ایک عزیز صوفیہ سے اُسوقت آپکا منتظر بیٹھا تھا اور ہر طرف کی بات ہو رہی تھی کہ اثنائے سخن مین حضرت شیخ
محی الدین بن العربی قدس سرہ سے نقل کی کہ انھون نے فرمایا ہی کہ ہر سال بارہ مہینے کی مدت گذرنے مین روزہ کی
فرضیت بارہ ماہ سے ایک ماہ مین وارد ہوئی ہی اور جو کوئی مہینہ ہو بے تعین و تخصیص کے محسوب ہی اور ماہ رمضان کی
خصوصیت نہین ہی مین یہ نقل سنکر بہت ملول اور متاثر ہوا اسواسطے کہ حضرت شیخ محی الدین سے پورا عقیدہ
میرا تھا اور اُس سے ایسی باتون کے سننے پر راضی نہ تھا فی الحال اُس مجلس سے مین اُٹھا اور حضرت مخدوم کی بغیر ملاقات
حاصل کیے شہر مین واپس آیا اور وہ عزیز بھی آپ سے بغیر ملے میرے پیچھے سے باہر آیا مین دوسرے دن اس بات
کی تحقیق کے لیے آپکی خدمت مین گیا اور قبل از میرے بیان کے آپنے ہر قسم کے مقدمات کے القا سے زبان کھولی
اور کلام کی روانی بیان پر ختم ہوئی کہ فرمایا ہمکو اپنے فقہائے زمانہ کے طور و طریق سے راضی ہونا چاہیے کہ حدیث

شیخ محی الدین قدس سرہ نے کتاب فتوحات مکیہ مین بعض فقہاے زمانہ کے مذہب مین ایسا لکھا ہو کہ فلانے وقت مین فقہاء مصر کے زمرہ سے ایک شخص نے سلطان وقت کی راے کی مصلحت سے، روزہ فرض کے باب مین اسکی صورت کے مثل سے فتوے لکھا — مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی اولاد مین سے ایک عالم عارف روم سے خراسان آیا تھا اور چند گاہ حضرت مخدوم کی ملازمت مین رہا اور آپ اسکے اوپر بہت التفات رکھتے تھے اور اُسکے لیے سر مزار پر ایک علٰحدہ مکان مقرر کیا تھا فرماتے تھے کہ ان ایام مین ایک شب حضرت مخدوم ہمارے مکان پر تشریف لائے پہلے عشا کی نماز پڑھی اور اُنکی خدمت مین صبح کے وقت تک صحبت بطریق سکوت کی اور وہ شب میرے اوپر ایک نفس کے مثل گذری کہتے تھے کہ ہر آئینہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ایسا ہو کہ جب تک کسی کے حال پر التفات نہین کرتے اُسے کچھ حاصل نہین ہوتا اُسنے حکایت کی کہ ایک رات ایک معاملہ مین پڑا۔ تاریکی بہت تھی اور منھ برس رہا تھا بیقراری کی حالت مین توجہ آپ کی طرف کی راہ روشن ہوگئی اور تاریکی کی تشویش سے مجھے خلاصی ہوئی —

حضرت مخدومی کی وفات کی تاریخ مین اور آپکے شجرہ ولایت کے ثمرات یعنے اولاد کی طرف ایما مین ہو ہرگاہ مولوئی شاکر مولانا رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ و الغفران حاشیہ نفحات الانس کے تکملہ مین جو حضرت مخدوم کے فضائل و شمائل کے ذکر مین ہو آپ کے انتقال کی کیفیت تفصیل وار لائے ہین اور وہ ایک مشہور کتاب ہو اور اسکے مضامین افواہ عام مین ہین لہذا یہان پر مجملاً بیان ہوتا ہو جاننا چاہیے کہ آپ کے مرض کی ابتدا روز یکشنبہ تیرھوین محرم الحرام ۸۹۸ھ آٹھ سو اٹھانوے سے تھی اور جمعہ کی صبح کو کہ چھٹا دن آپ کے مرض کے شروع کا تھا نبض آپ کی ساقط ہوئی اور جب بانگ سنت نماز جمعہ کی دی آپ کا نفس مبارک منقطع ہوا اور دنیا سے عالم بقا کو رحلت کی فضلاء وقت اور شعراء زمانہ نے آپ کے مرثیہ اور تاریخ وفات مین قصیدے اور قطعات اور رباعیان بہت کچھ لکھین ازانجملہ دو قطعہ ہین قطعہ اولے غوث آفاق حضرت جامی + کان فی مقلۃ الوریٰ نورا + چون عنان تافت از دیار فنا + کرد در کعبۂ بقا ادرا + سال و ماہ وفات روزش بود + ہژدہم روز ماہ عاشورا + قطعہ ثانی جامی کہ بود بلبل جنت قرار یافت + فی روضۃ مخلدۃ ارضہا السما + کلک قضا نوشت روان بر در بہشت تاریخہ و من دخلہ کان آمنا + واضح ہو کہ خدمت خواجہ کلان فرزند بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے دو صاحبزادیان رکھتے تھے ایک حضرت مخدوم کے نکاح مین آئین اور دوسری راقم حروف کے حوالے ہوئین اور اس کی بابت کہا گیا تھا قطعہ دو کوکب شرف از برج سعد ملت و دین + طلوع کرد و برآمد بسان تیر زشست ازان یکے لقب گشت بیت عارف جام + وزین ضعیف دبال صفی شد اوج شرف + اور حضرت مخدوم کے اُس لڑکی سے چار پسر پیدا ہوئے پہلا فرزند ایک دن سے زیادہ نہ جیا اور کسی نام سے مسمے نہوا اگر دوسرے فرزند

آپ کے خواجہ صفی الدین محمد تھے اور ایک سال بعد فوت ہوئے اور آپ اُسکے مرنے سے نہایت مغموم ہوئے چنانچہ
اُس مرثیہ سے کہ اُسکے واسطے لکھا ہی اور پہلے دیوان مین مرقوم ہے معلوم ہوتا ہی اور اتفاقات عجیبہ سے یہ ہی کہ لقب اُسکا
جو صفی ہی اُسکی وفات بعد تخلص اس فقیر کا کیا اور لقب اس فقیر کا کہ فخر ہی اُسکی ولادت کی تاریخ کی تھی چنانچہ اِس رباعی
مین کہ آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی نظم فرمایا رباعی فرزند صفی دین محمد کہ جہان ٭ شد زندہ بادجنانکہ بن غدیجا
چون شد بوجود او جہان فخر کنان ٭ شد سال ولادت وی از فخر عیان ٭ اور اُسکی وفات بعد امیر نظام الدین
علی شیرنے اُسکی تاریخ وفات مین یہ فقرہ چار کلمہ پر مشتمل بنا کر حضرت مخدوم کے پاس بھیجا ہی کہ لابقاے حیات شما باد
لکم تیسرا فرزند آپ کا خواجہ ضیاء الدین یوسف تھا اور تاریخ اُسکے ولادت کی جیسا کہ آپ کے خط مبارک سے
دیکھی گئی اِسطرح پر ہی کہ ولادۃ فرزند ارجمند ضیاء الدین یوسف انبتہ اللہ نباتا حسنا فی النصف الاخیر من لیلۃ الاثنا
التاسع من شہر شوال سنۃ اثنین وثمانین وثمان مائۃ ایک دن حضرت مخدوم مزار مین پانی کے لب حوض کے
قدیم کے شمال مین واقع ہی بیٹھے تھے ایک خادم خواجہ ضیاء الدین کو کاندھے پر لیے ہوئے محل سرا سے باہر
آیا اور عینا اُسوقت پانچ برس کے ہونگے جب پاس آ گئے تو کہا بابا خواجہ عبید اللہ کو مین نے نہین دیکھا
آپ مسکرائے اور فرمایا کہ خواجہ کو دیکھا ہی مگر تجھے یاد نہین پھر فرمایا کہ ان اوقات مین ایک شب ایسا خواب مین دیکھا
کہ حضرت خواجہ عبید اللہ اس موضع مین آئے ہین اور اُس رواق کیطرف اشارہ کیا جو مسجد کے شمال کو واقع ہی
بالاخانہ
اور مین ضیاء الدین یوسف کو ہاتھون پر لیے آپ کے سامنے گیا اور کہا امیدوار ہون کہ اس لڑکے پر نظر عنایت ہو
اور اسے التفات وقبول سے مشرف فرمائین حضرت خواجہ نے اُسے میرے ہاتھ سے لیلیا اور اپنا مُنھ اُسکے مُنھ پر
رکھا اور ایک نہایت سفید چیز اپنے دہان مبارک سے اُسکے مُنھ مین گرائی چنانچہ مُنھ اُس سے بھر گیا اور کچھ زیادہ
ہوئی اسکے بعد اُسے میرے ہاتھ مین دیدیا اور مین سوتے سے جاگا اور اس خواب کا مضمون دیباچہ خردنامہ سکندری
مین حضرت کے مناقب کے درمیان نظم کیا ہی - اور چوتھا فرزند خواجہ ظہیر الدین علیہ تھا کہ خواجہ ضیاء الدین یوسف
کی پیدائش سے نو سال بعد پیدا ہوا اور تاریخ اُسکے ولادت کی جیسا کہ آپ کے خط مبارک سے نقل ہوئی یہ ہی
(ولادت فرزند ارجمند ظہیر الدین علیہ وسط وقت الظہر من یوم الخمیس خامس محرم سنۃ احدی وتسعین وثمانمائۃ انبتہ
اللہ نباتا حسنا ورزقہ اللہ سعادۃ الدارین بمحمد وآلہ الطیبین الطاہرین) اور قریب چالیس روز کے بعد مرگیا
اور آپ نے اُسکی تاریخ ولادت اور وفات مین یہ دو قطعہ نظم کیے قطعہ فرزند ظہیر دین پنجم ز محرم ٭
در منتصف ظہر شد آرام دل ما ٭ جز ذلک علیہ نشد از غیب اشارت ٭ جستیم چو نامش ز رقم نامہ اسما
ملفوظ ز علیہ چو شمارند نہ مکتوب ٭ تاریخ ولادت بودش ذلک علیہ قطعہ اخری نور دیدہ ظہیر دین کہ فتاد ٭
دادن و بردنش بہم نزدیک ٭ بود برقی ز آسمان کرم ٭ زادن و مردنش بہم نزدیک

مولانا عبد الغفور رحمہ اللہ

آپ کا لقب رضی الدین ہے شہر لار کے تھے اُس دیار کے بزرگون سے سنا گیا کہ اولاد سعد عبادہ رضی اللہ عنہ سے تھے جو بڑے انصار سے ہین اور قبیلہ خزرج کے سردار ہین اور آپ بڑے تلامذہ اور اصحاب حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ سے تھے اور تمام اقسام علوم عقلی اور نقلی مین یگانہ زمان اور فرزانہ دوران تھے اور آپ نے اکثر تصنیفات حضرت مولانا کے سامنے پیش کین اور حضرت مولانا نے بعد از مقابلہ شرح فصوص الحکم کے آخر کتاب مولوی مین یہ کلمات قدسیہ لکھے تھے کہ تمت مقابلۃ ہذا الکتاب بینی وبین صاحبہ وہو الاخ الفاضل والمولے الکامل ذو الراے الصائب والفکر الثاقب رضی الملۃ والدین عبد الغفور سلمہ اللہ سبحانہ لنفسہ ویکون لہ عوضا عن کل شیٔ فی اواسط جمادی الاول المنتظمۃ فی سلک شہور سنۃ ست وتسعین وثمانمائۃ وانا الفقیر عبد الرحمن الجامی عفی عنہ — خدمت مولوی نے حاشیہ نفحات کے تکملہ مین اپنا حال اس عنوان سے تعبیر کیا ہے کہ ایک فقیر کو شغل کی رغبت اس طریق مین ہوئی اور آپ کی ملازمت مین آیا اور تعلیم کی درخواست کی آپ نے اُسے تلقین ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی اور اپنی صحبت مبارک کا حفظ اُسمین شرط کیا وہ شخص اُسی صحبت مین آپ کے فرمانے سے مشغول ہوا اُسیوقت اُسمین اثر مقررہ اس گروہ کا ظہور مین آیا اور اپنے کو فضا ر روشن مین دیکھا اور اُسکو بہت لذت اور شوق عظیم ملا اور نشان یوم تبدل الارض کا پیدا ہوا یہ حال آپ سے عرض کیا فرمایا کہ یہ سر ہو کہ یار اور دوست سے بھی چھپانا چاہیے بعدہ شغل بکرار اور کثرت عمل سے کیفیت بیخودی اُسمین ترقی کر گئی ایک دن اُس شخص نے آپ کے سامنے شکایت بعضے اشغال کی جو اس نسبت کے فتور کا سبب تھا عرض کی آپنے فرمایا کہ چارہ اس سے نہین ہے کہ اس نسبت کو کسی ایک شغل ظاہری کے ساتھ جمع کرنا چاہیے اور اُس شخص کی صحبت کو جس سے یہ نسبت پائی ہے لازم رکھنی چاہیے یہ ملک دوسرے کی ہے کہ اس شخص مین منعکس ہوئی ایسا کرنا چاہیے کہ اس شخص کی ملک ہو جاے اور یہ بات دوام صحبت سے میسر ہوگی اور فرمایا کہ کسی کام مین بحسب ظاہر مشغول رہنا چاہیے تاکہ یہ شخص دیگر خلائق سے ممتاز نہ ہو اور شہرت نہ پاوے اور یہ بھی سنا ہے کہ ایک شخص کسی بزرگ کے پاس گیا اور التماس تعلیم طریق کی فرمایا کہ تیرا کوئی پیشہ ہے کہا نہین فرمایا کہ جا پینہ دوزی یعنی پیوندکاری سیکھ کہ اس گروہ کے معنی روشن بے صورت شغل نہین ہوسکتے اور فرمایا کہ اس حالت کا حصول اور اس نسبت کا تحقق آنی ہے اسواسطے کہ ادراک انفعال کے مقولہ سے ہے اور حقیقت کام کی اعراض اور اقبال ہے اعراض ماسوا سے اور اقبال یعنے پیش آمد حق سبحانہ تعالے اور یہ ایک آن مین ممکن ہے نفس آدمی ایک آئینہ کے مثل ہے کہ رخ دوسری طرف رکھتا ہے اُسکو پلٹنا چاہیے کہ منہ اُسکا جانب حق واقع ہو ایک عزیز نے ایک مشائخ کی صحبت مین نعرہ مارا اور گر پڑا جب وہ اُٹھا صوفی اُسکے گرد ہوا اور فرمایا کہ بعد اسکے کہ قلب کا ربط حضرت حق سبحانہ مین حاصل ہوا اور نسبت آگاہی متحقق ہوئی تو

کبھی نسبت ماسوا کو بھلا دینے والی ہے اور اسکو حال کہتے ہین یا اور کبھی ایسی نہین ہے اور اسکو علم کہتے ہین اور علم کو حال مین مندرج رکھتے ہین اور حال کے شمار مین محسوب کرتے ہین اور یہ تفاوت بلحاظ تفاوت استعداد اشخاص کے ہے جیسے صفائی اور کدورت میں جمع اور فرمایا کہ آدمی کو جب کہ مین مشغول ہونے پر نسبت مقررہ حاصل ہو اسے خط مستقیم کی مثال فرض کرنا چاہیے اسواسطے کہ خیال اس معنی کا امر واحد سے حال کی مشغولی جمعیت کی معاون ہے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ راہ کو مثل خط مستقیم فرض کرنا چاہیے اور فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایک نہایت ہے کہ سب نگاہ سب کے ساتھ سب حال مین اس نسبت کی ورزش کرسکتے ہین اس نسبت کی ورزش کو اصل بنانا چاہیے اور اسکے غیر کے ساتھ بقدر ضرورت مشغول ہونا۔ یہ نسبت شریف نہایت لطیف ہے اور اسکی کوئی حد نہین اور وقت مقرر نہین فوری بات مین جاتی رہی اور کبھی بلا مراقبہ ظاہر ہوتی ہے جب نسبت مین خلل آوے اسکے سبب کو ڈھونڈھنا چاہیے اور ملاحظہ کرنا کہ کیا چیز اسکے باعث ہوئی اُسکے دور کرنے مین مشغول ہونا لازم ہے۔ اور فرماتے تھے کہ بہت سے امور حسی کا ملاحظہ مددگار نسبت اور حالت کا ہوتا ہے اور قوت جمعیت کو دیتا ہے اور یہ امر غیر منضبط ہے اور مختلف احوال اور متفاوت اوقات کے موافق وقوع پاتا ہے اُمین سے صحرا جو صورت اطلاق ہے یعنے اطلاق کے ملاحظہ کو مددگار ہے اور پہاڑ ہیبت اور عظمت کے معنی کا فائدہ دیتے ہین اور پانی کی آواز جو لگاتار ہو مراقبہ کے وقت قوت مراقبہ کی دینے والی ہے اور سایہ کا پیچھے سایہ والے کے لگا رہنا اس معنی کا فائدہ دیتا ہے کہ آدمی قوت اور طاقت سے ضائع ہے اور وحشی جانورون کی آنکھون کا اور انکی وحشت کا دیکھنا نسبت حیرت کے مفید ہے اور جنازہ کا ملاحظہ نسبت فنا کے قوت بخش ہے اور رونے کی آواز کھوئے ہوئے محبوب کی یاد دلاتی ہے اور فرمایا کرتے کہ ایک روز حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت مین ہم جاتے تھے اتفاقاً ایک مردہ گدھے پر گذر ہوا کہ آنکھین اُسکی کھلی ہوئی تھین فرمایا کہ عجب استہلاک ہے اور اسوقت آپ کی نسبت بہت قوی ہوگئی اور فرماتے تھے کہ ایک دن بڑا سخت قبض ہوگیا جنگل کیطرف باہر گیا پانی آ ہو کے پاس جب ہم پہنچے اور ایک اژدہا نظر آیا خاطر مین گذرا کہ ہر آئینہ یہ اپنی استعداد کے موافق مبداء فیاضی سے فیض حاصل کرتے ہین اور اُسکے ساتھ آسودہ ہین فی الحال قبض رفع ہوگیا اور نسبت عظیم نے احاطہ کیا اور اکثر چاندنی رات مین جب قبض ہوتا سایہ اور اُنکی پیروی سے دور ہوجاتا خدمت مولوی فرماتے تھے کہ ایک روز آپ کے سامنے مین آیا اور لوگون کے اختلاط سے شکوہ کر رہا تھا فرمایا کہ خلق خدا کو عالم سے نہین نکال سکتے اسطرح جینا چاہیے کہ خلق کو اس شخص پر دست تصرف نہو اور اُن ایام مین کتاب نفحات الانس کی تالیف مین مشغول تھے فرمایا کہ ایک یا دو صفحہ لکھے جاتے ہین اور لکھنے کا شعور نہین ہے بلکہ عادۃً قلم جاری رہتا ہے اور فرمایا کہ بعضے اکابر کا قول ہے کہ بولنا اور بات کرنا باطنی شغل کے ساتھ جمع نہین ہوتا یہ سخن اُنسے نہایت عجیب ہے —

اور وہ چار رشحون مین لائے جاتے ہین ۔

رشحہ اایک دن احوال جنات کی تحقیق مین کلام ہو رہا تھا خدمت مولوی نے فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ اپنے بعضے رسائل مین لائے ہین کہ اسمین اختلاف ہو کہ ابو الجن ابلیس ہو یا دوسرا کوئی ہو اور تحقیق یہ ہو کہ وہ غیر ابلیس ہو اور ابلیس انہین کا ایک ہو اور ابو الجن خنثی تھا وہ دونون ران اپنی ایک دوسرے سے ملتا اور اُس سے اولاد ہوتی اور چونکہ اُنکے وجود کی بناوٹ آگ اور ہوا سے ہو کہ دو عنصر خفیف ہین لاجرم اُنکی سُبکی اور خفت ہو خصوصاً جب کہ روح اُسکے ساتھ مل گئی ہو بس یہ نہایت سبک اور سریع السیر اور کثیر الحرکت ہوتے ہین اور ترکیب اُنکی بہت سست اور بے بنیاد ہو اور تھوڑی ایذا اور آزار یا گرانی اور بار سے کہ بنی آدم وغیرہم سے اُنکو پہونچے گر جاتے اور مر جاتے ہین اور اسی جہت سے عمر اُنکی کوتاہ ہوتی ہو اور جب جنات کسی پر ظاہر ہوتے ہین کسی صورت بنائی ہوئی مین تو جلد بھاگ جاتے ہین اور اُسکی نظر سے غائب ہو جاتے ہین اور حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ طریق اُنکے قید کرنے کا اس طور پر ہو کہ نظر سے نہ بھاگ سکین یہ ہو کہ نظر اُسکی صورت پر جمائین اور دائین بائین کسی طرف کو نہ دیکھین اور جب تک اُنکی صورت پر کسی کی نظر ہو وہ ہرگز اُسکی نظر سے غائب نہین ہو سکتے اور ایک قیدی کے مثل اپنی جگہ رہتے ہین اور اس سبب سے بہت سے کام اور حرکتین اور تسویلات اور تخیلات کرتے ہین کہ دیکھنے والا اُسکی طرف توجہ کرے اور اُسکی نظر اُنکی طرف سے پھر جائے اور یہ بھاگ سکین سو اور حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ تعلیم اُنکے قید کی اس وجہ پر اللہ کی تعریف سے ہو کہ مجھے الہام ہوئی اور فرمایا کہ جن مین علم و دانش کم ہو اور اُنکے ادراکات امور معنوی مین نہایت کوتاہ ہوتے ہین خصوص معرفت اللہ مین اور اکثر یہ پلید اور بے فہم ہین اور اُنکے ملنے اور ساتھ رہنے مین زیادہ فائدہ نہین بلکہ صحبت اُنکی مضر ہو ذات آدمی مین اُنکی مصاحبت سے کبر آتا ہو اسواسطے کہ وہ جز بلندی اور ہوائی سے مرکب ہین اور جز آگ کا اُنمین غالب ہو اور آگ کے خواص سے غرور اور سرکشی ہو اور فرمایا ہو کہ جنگلون مین بگولا جو ہوتا ہو اُنکی کشتی اور لڑائی کے آثار سے ہو اور اُس گرد باد مین یہ ہوتے ہین کہ باہمدیگر جنگ و جدال کرتے ہین اور اُنکے درمیان آشوب فتنہ اور لڑائی اور محاربہ بہت ہوتا ہو اُسی تکبر اور عجب کی وجہ سے جو اُنکی ذات کو لازم ہو اور جب ایک اُنمین کا مر جاوے تو وہ برزخ مین چلا جاتا ہو اور اُسکو دنیا مین واپس آنے کی مجال نہین ہوتی اور اُسکا مقام برزخ ہی مین ہوتا ہو تاوقتیکہ حشر ابدالآباد کا قائم ہو اور وہ گروہ کہ اُنمین کا دوزخی ہو اور جہنم مین لائق عذاب کے تو اُنکو زمہریر سے عذاب کرتے ہین جب کہ آتش سے چندان اثر پذیر نہین ہوتے پر چند آتش دوزخ سے چاہیے کہ عذاب کیے جائین کیونکہ وہ آتش بمراتب آتش عنصری سے زیادہ گرم اور سوزان تر ہو۔

رشحہ آپ خطرات شیطانی اور نفسانی کی بابت فرماتے تھے کہ حضرت شیخ قدس سرہ فتوحات مین لائے ہین کہ شیطان دو ہین ایک شیطان صوری اور دوسرا شیطان معنوی شیطان صوری ابلیس ہے وہ کبھی امرحقانی کسی کی خاطر مین ڈالتا ہے تا کہ شیطان معنوی کہ نفس ہے اسمین تصرف کرے اور اسے امور باطلہ سے گردانے اور کبھی کبھی شیطان معنوی ایسے کام کرتا ہے کہ شیطان صوری نہین کر سکتا مثلاً شیطان صوری نے ایک سنت حسنہ کا القا کیا اور کسی کے دل مین ڈالا اور یہ امور حقہ سے ہے اسواسطے کہ حدیث مین واقع ہے کہ جو کوئی سنت حسنہ ظاہر کرے کہ قیامت تک اُس سنت پر عمل کرین اُسکو بہرہ اُسکے ثواب سے ملیگا پس شیطان معنوی نے اُس القا کیے ہوئے مین تصرف کیا اور اُسکو آمادہ اسپر کیا کہ احادیث کو بنام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وضع کیا اور اُسکا سنت حسنہ نام رکھا کہ اُسپر آدمی عمل کرین اور اُسے اسمین ثواب اور اجر ہو اور اِس حدیث سے غافل رہا کہ جو شخص جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ طوفان باندھے اُسکی جگہ دوزخ ہے دوسری مثال بھی حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمائی ہے کہ شیطان صوری نے مثلاً تلاوت قرآن کو بآواز بلند ایک دل مین القا کیا اور یہ امر حقانی ہے پس شیطان معنوی نے دوسرے کی سماعت کو اُسکے ساتھ ضمیمہ کیا تاکہ اُسکو تالی یعنے تلاوت کنندہ کہین اور اُسکو ریا اور سمعہ کے ساتھ باطل کر دیا اور اسکی مثالین بہت ہین۔

رشحہ صاحب کتاب حق الیقین نے عبادت اضطراری اور عبادت اختیاری کے بیان مین فرمایا ہے کہ جس طرح نفس ادراک کہ معرفت ہے موجب عبادت اضطراری اور رحمت عام کا ہے ادراک کہ علم ہے مستلزم عبادت اختیاری اور سیر و سلوک اور رحمت خاص کا ہے اس سخن کے معنی کی شرح مین فرمایا کہ ادراک کو معرفت بنا بر ایک اصطلاح کے کہا اور مراد اُس سے ادراک بسیط ہے کسواسطے کہ حق سبحانہ نے مدرکہ کو اسطرح پیدا کیا ہے کہ فطرت کی راہ سے واجد وجود حق تعالی کا ہے بدون اسکے کہ اُسکا شعور ہو اور یہ وجدان بحسب فطرت اُسکو حاصل ہے کسواسطے کہ ہر ایک چیز موجودات سے کہ قوت مدرکہ اُسکو پاتی ہے اُسنے اول وجود کو پایا ہے بعد ازان اُس چیز کو پایا پس وجود مثل نور ہے کہ اول وہ نظر کے ادراک سے مدرک ہوتی ہے اُسکے بعد اشیاء محسوسہ ہر گاہ مدرکہ فطرت کے موافق واجد وجود حق تعالی کی ہے پس وہ بوجہ اضطرار وجود کے آثار اور لوازم کے اثر پذیر ہے اور یہ تاثر انقیاد اور تذلل ہے کہ اُسکو نسبت بوجود حق تعالے واقع ہے کہ خواہ چاہے یا نہ چاہے اثر پذیر ہوا ہے اور وجود خارجی اور اُسکے لوازم کو قبول کیا اور نفس اس انقیاد اور تذلل کا حقیقت عبادت ہے کہ بحسب حال اُسے حاصل ہے پس ایک عبادت حسب حال اُسکو اضطراری ہے اور یہ ادراک بسیط موجب ظہور رحمت عام کا ہے کہ عبارت فیض اور جودت سے ہے کہ مدرکہ اور تمام موجودات پر منبسط اور پھیلا ہوا ہے اور نفس اخص کے ساتھ ملقب ہے اور ادراک کو علم ایک اصطلاح کے موافق کہا یعنے ہر گاہ اس معنی کو ادراک کیا کہ اُسکی مدرکہ وجود حق تعالی کی واجد ہے اور اُسکی مطیع و منقاد بحسب واقع اور بحسب حال ہے یہان جانا کہ صفت ارادی اُسکی

مطابق صفت واقعی حال کے ہو پس عبادت حق سبحانہ اور قبول اُسکے امر و نہی کا بحسب ظاہر اختیار کیا تاکہ ظاہر اُسکا باطن کے
مطابق ہو اور حال ارادی اُسکا موافق حال واقعی ہو اور یہ ادراک مرکب اور سواری ہو کہ موجب عروج کا مراتب عالیہ
اور سیر و سلوک اور رحمت خاص پر ہو کہ رحمت رحیمی ہو قول حق سبحانہ تعالی کا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
اسکا تطابق اس مقام مین درست ہوتا ہو خواہ عبادت اضطراری کے اعتبار سے ہو خواہ عبادت اختیاری کے
ساتھ ہو اور اکابر نے کہا ہو کہ سر عبادت مین یہ ہو کہ یہ عبادت اختیاری مطابق اُس عبادت اضطراری کے ہو کہ
مدرکہ کو ہمیشہ بحسب انقیاد اور تذلل کے حاصل ہو اور ارادت حال واقع کے مطابق ہو۔

رشحہ آپ اسکی بابت کہ کفار کو عذاب جاودانی ہوگا اور اکابر نے اُسمین اختلاف کیا ہو فرماتے تھے کہ بعض نے سوال کیا ہو کہ عدل و حکمت کا مقتضا ہو کہ گناہ متناہی اور محدود کا عذاب بھی متناہی اور محدود ہو پس کیا سبب ہو کہ کفر متناہی کو عذاب نامتناہی ہو امام غزالی قدس سرہ نے اس سوال کے جواب مین فرمایا ہو کہ جزاے اعمال کی قدر حق سبحانہ جانتا ہو اور اس بات کا پانا عقول ناقصہ کے دریافت سے بالاتر ہو پس جزا جو کفر کے مماثل اور مشابہ ہو آخرت مین جاودانی ہوگی اور جزاے اعمال کے سر حق سبحانہ کے سوا کسیکو اطلاع نہین اور بعضون نے کہا ہو کہ چونکہ کفار کی نیت اور قصد یہ ہو کہ ہمیشہ کفر پر ہین پس عاقبت مین بھی اُنکی جزا ہمیشہ ہو مگر جو لوگ قائل عذاب جاودانی کے نہین ہین وہ کہتے ہین کہ کفر ایک جہل عارضی ہو اور موافق اور ملائم مزاج روح کے نہین ہو بلکہ مناسب مزاج روح اور اُسکے ادراکات کے امور حقہ ہین اور صفت جہل آخر کو دور ہوجاتی ہو حضرت کے کلمات قدسیہ جو بعض منادیم نے جمع کیے ہین اُنمین سے چند مقام مین تشویش اور خلش رہتی تھی مولوی اُستاذی علیہ الرحمۃ کی خدمت مین عرض ہوتی اور جواب ملتا اُنمین سے بعضے یہ ہین کہ جو رشحہ مین وارد ہین۔

رشحہ حضرت نے فرمایا ہو کہ جو کچھ آدمی سے سرزد ہوتا ہو اگر شریعت مین اُسکی کوئی حد اور تعزیر مقرر نہین ہو اس سے رنجیدہ نہین ہونا چاہیے کسواسطے کہ وہ قدر اور تمکین اور خلق حق سبحانہ سے موجود ہوا ہو۔ اس سخن کے معنی یہ فرمایا ہو اگرچہ کوئی فعل خواہ اُسپر حد شرعی عائد ہو خواہ عاید نہو اس قبیل سے ہو کہ حق سبحانہ کے اقتدار اور تمکین اور خلق سے موجود ہوا ہو مراد یہ ہو کہ قسم مذکورہ مین نظر حقیقت قضا و قدر پر رکھنی چاہیے تاکہ جنگ اور آشوب نہو اسکے سوا دوسری صورت مین نظر احکام شریعت پر کرنی چاہیے تاکہ سلسلہ امور دنیا کا اپنے انتظام پر رہے اور کسی قسم کی اہانت شرع شریف مین راہ نپاوے اور اس صورت مین رنجیدہ ہونا اور جنگ و آشوب کرنا موجب رضاے حق سبحانہ اور خوشنودی اُسکے رسول کا ہو صلے اللہ علیہ وسلم اور اُس جنگ و آشوب مین ہزار فائدہ صورۃ و معنی مندرج ہین اور اُسمین فروگذاشت اور سستی بجز الحاد و زندقہ کچھ نہین ہو۔

رشحہ اس سخن کی شرح مین کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ قضا و قدر کی آنکھ سے نظر کرنی اور سب کسیکو تمثیل امر کوینی کی دینی چاہیے

تاکہ جنگ منو فرماتے تھے کہ یعنے تمثیل اُس چیز کی جو کہ بامر تکوینی حاصل ہوئی ہو اور یہ اضافت بادنی ملابست ہی اور امر تکوینی امر بیواسطہ کو کہتے ہین یعنے اُس امر کے حصول مین احتیاج زیادہ وسائط اور امتداد زمانہ کی نہین ہی ۔

رشحہ اس سخن کے معنی مین کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ ارادہ وجہ باقی کا مسخر ہی فرماتے تھے ۔ یعنے ارادہ حصہ وجود کا کہ ہر موجود کو حاصل ہی اور آئینہ وجود مطلق کا وہ ہی مسخر وہی حصہ ہی اس معنی سے کہ سالک اُس حصہ پر غالب ہو سکتا ہی اور اُسکو آئینہ جمال مطلق کر سکتے ہین ۔ اور فرمایا ۔ دوسرے معنی بھی خاطر مین آتے ہین کہ ارادہ وجہ باقی سے توجہ بوجہ خاص لین اور جب نتیجہ اس توجہ کا فنا کرنا غیر کا ہی اور اثبات حق سبحانہ کا پس جہان کہ حق سبحانہ ثبت ہو اشیا مسخر ہون اور اُس حال مین حق سبحانہ باطن صاحب اس ارادہ سے تسخیر کرنے والا ان اشیا کا ہوگا ۔

رشحہ اس سخن کے معنی مین کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ فتوحات مین مذکور ہی کہ ظہور عالم کا سر معلوم نہین ہوتا مگر مجاہدات کثیرہ اور ریاضات عظیمہ سے جنکے ساتھ ہمتین ہون فرماتے تھے کہ تصحبہا الہمم سے مراد وہ ہی کہ نشانہ اُسکے تعقد و ہمت کا ذات حق سبحانہ ہو اور جب تک ہمت موجود نہو اور یہ ہمت والا مجاہدات کثیرہ اور ریاضات عظیمہ اپنا درپر اختیار کرے سر ظہور عالم کا اسرار غامضہ سے ہی اُسپر نہ کھلے اور صرف یہ ہمت بغیر انضمام مجاہدہ اور ریاضتون کے یا فقط مجاہدہ اور ریاضت بے تحصیل اس ہمت کے کوئی فائدہ اور نتیجہ نہ دیگا ۔

رشحہ اس سخن کے معنی مین کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ بعضے عارفون کو قدرت اسکی دی ہی کہ جو چیز چاہین پیدا کرین اور فرق مخلوق حق اور مخلوق عارف کے درمیان یہ ہین کہ عارف کا مخلوق اُسوقت تک باقی ہی کہ اُسکو کسی ایک حضرت مین حضرات سے اثبات کرے ۔ فرماتے تھے کہ لازم نہین ہی کہ عارف اپنے مخلوق کا متوجہ توجہ حسی شہادتی سے ہو بلکہ حضرت مثال مین اگر متوجہ اُسکی صورت مثالی کا ہو اُس موجود شہادتی کے وجود خارجی کے باقی رکھنے مین کافی ہی پس جب تک کہ عارف سے وہ توجہ اُس موجود شہادتی کے ساتھ حضرت مثال یا حضرت شہادت مین باقی ہی تو وہ موجود بھی حضرت شہادت مین باقی ہی اور جب وہ توجہ منقطع ہو جاے وہ موجود فی الحال معدوم محض ہو جاے ۔

رشحہ اس سخن مین کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ چند روز سفید گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اُنکے بعض محرمون سے اُسکا سبب پوچھا گیا اُسنے کہا سفید گھوڑے کا اختیار کرنا اس جہت سے تھا کہ بعض تجلیات صوری ایسے حضرت شیخ کو مشہود ہوئے ہین ۔ فرماتے تھے کہ ہر صورت کی خصوصیت بنسبت ارباب کشف اور مشاہدات کے بوجہ اختلاف استعداد اور اختلاف معانی و حقائق کے ہی کہ اشیا کی صورتون مین اُنپر منکشف ہوتے ہین مثلاً موسے علیہ السلام کو تجلی صوری ایک درخت کے لباس مین جو وادی ایمن مین تھا واقع ہوئی اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جوان مخطط کی صورت مین ظاہر ہوئی چنانچہ بعضے احادیث

اُسکے ساتھ ناطق ہو انتہی کلامہ پوشیدہ نرہے کہ حضرت شیخ اعظم محی الدین بن العربی قدس سرہ نے اپنی بعضی تالیف مین لکھا ہو کہ رایت ربی علےٰ صورۃ الفرس اور حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ قدس سرہ نے اپنی بعضی تصنیفات مین شرح اس سخن مین فرمایا ہو کہ سالکین حق سبحانہ کو تجلیات صوری کے ساتھ دیکھتے ہین ۔ اور وہ آثار سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات نوری کے ساتھ دیکھتے ہین اور وہ افعال سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات معنوی کے ساتھ دیکھتے ہین اور وہ صفات سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات ذوقی کے ساتھ دیکھتے ہین اور وہ ذات سے نسبت رکھتی ہو اور تجلیات صوری مین کہ آثار سے نسبت رکھتی ہو حق تعالے جمیع اشیا کی صورت مین بندہ پر تجلی کرتا ہو جو مفردات عنصری اور معادن ونباتات وحیوانات اور افراد انسان سے ہین اور جب کہ موالید ثلاثہ سے کسی ایک مین تجلی کرے جس وقت کہ تجلی اس مرتبہ سے دوسرے مرتبہ مین کہ اُس سے اوپر ہو ملیگی اُس مولود کے اُفق مین تجلی کرے نزان بعد دوسرے مولود مین کہ اُسکے اوپر ہو ابتدا کرے جیسا کہ جب معادن سے تجلی کرے جس وقت کہ نبات کو پہونچے صورت مرجان مین کہ افق معادن کا ہو تجلی کرے اسواسطے کہ وہ معادن سے اقرب بمرتبہ نبات ہو کہ اُسمین نمو کی پیدائش ہو اور جس وقت نبات سے حیوان کے ساتھ ملیگی کھجور کی صورت مین تجلی کرے کہ نبات کا افق ہو اور اقرب نبات بمرتبہ حیوان ہو کہ بعض خاصیت حیوانات اُسمین ہو کہ اگر اُسکا سر تنہ سے کاٹ لین خشک ہو جاوے اور باردار کرنا بھی اُسکا مخصوص ہو کہ جب تک نر درخت کی شاخ مادہ درخت پر نہ ملائین حاملہ اور باردار نہو اور یہ بھی حیوانات کی خاصیت ہو کہ جب تک نر مادہ سے نملے مادہ حاملہ نہو اور جب حیوان سے انسان کو پہونچے بندر کی صورت مین تجلی کرے کہ افق حیوان ہو و اقرب حیوانات بانسان ہو بجہت شعور اور زیرکی کے جو اُسمین ہو اور دوسری صورت افق انسان کے اوپر تجلیات صوری مین نہین ہو کہ غایت اُسکی یہ ہو کہ نہایت تجلی صوری مرتبہ انسان ہو وہ ہو کہ حق سبحانہ بصورت صاحب تجلی کے متجلے ہو اور سالک کے لیے لغزش گاہ قدم اس سے سخت تر نہین ہو کہ حق سبحانہ اُسکے اوپر اُسکی صورت مین تجلی کرے جیسا کہ سالک اُس تجلی مین اپنے اوپر دوسرے کو نہ دیکھے ہر چند نظر کرے سب اپنے تئین دیکھے اور جملہ موجودات کو اپنا محاط اور مسخر پاوے اور سبحانی ما اعظم شانی وانا الحق ولیس فی جبتی سوے اللہ وہل فی الدارین غیری اور اُنکے امثال سب اسی تجلی سے حاصل ہون اور اکثر اہل کشف کے قدم اسی تجلی صوری مین پھسلے ہین تب تو ایسی جراتین کی ہین اور حکمار کی لغزش قدم تجلی معنوی مین ہوئی ہین کہ متابعت انبیا علیہ السلام سے منہ پھیرا ہو اور اپنے مدرکات معنوی پر مغرور ہو گئے اور گمراہی کے صحرا مین ہلاک ہوئے اور چونکہ اولیا برکت اتباع پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم محفوظ ہین اگر غلبات سکر مین انسے کوئی سہو ہوا تو اُسیوقت اُس سہو سے توبہ کی ہو لاجرم حق سبحانہ نے اُنکو تجلیات صوری و نوری و معنوی کے منازل سے آنار کر تجلیات ذوقی ذاتی کو پہونچایا اور لغزش اقدام سے خلاص کیا اور اُنکے سر کو تجلی ذات رفیع الدرجات

کی دائمی نعمتون کو واصل کیا ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔ یہ ہی فضل اللہ تعالے دیتا ہی اسے جسکو وہ چاہتا ہی اور اللہ صاحب فضل عظیم ہی۔

رشحہ خدمت مولوی اُستاذی مولانا عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران نے وجود باریتعالے اور اُسکی معیت باشیا کی نسبت کے بیان مین فرمایا ہی کہ وجود ممکن اُسکی حقیقت کا غیر ہی اور عارض اُسکی حقیقت کا ہی مثلاً زید معدوم در ذہن ایک حقیقت ہی کہ یہ وجود خارجی اُس حقیقت کو عارض اور اُس سے آمیختہ ہوا اور وہ حقیقت اس ضمیمہ کے واسطے سے مبدءِ آثار کا ہوا پس حقیقت مین یہ وجود عارضی مبدءِ آثار ہوتا ہی اسواسطے کہ وجود سے تعبیر اُس چیز کے ساتھ کرتے ہین کہ مبدءِ آثار ہوا ور وجود واجب عین حقیقت آسکا ہی کہ خلاف وجود ممکن ہی پس وہ حقیقت خود ہی مبدءِ آثار ہی بدون اسکے کہ اُسکے ساتھ کوئی شی آمیختہ ہوا ور حکما وصوفیہ کو اسمین اختلاف ہی کہ وہ وجود جو مبدءِ آثار موجودات کا ہوا کون سا وجود ہی شیخ رکن الدین علاء الدولہ اور چند صوفیہ اور اکثر حکمائے متکلمین اسپر متفق ہین کہ وہ ایک صفت صفات حق سبحانہ سے ہی کہ اُسنے موجودات پر افاضہ وجود کا کیا اور فیض جود کی اور وجود عام اور نفس الرحمن وغیرہ سے مسمے ہی اور حضرت شیخ محی الدین بن العربی اور آنکے پیرو اور اکثر صوفیہ اور محققین اگلے اور پچھلے اور تھوڑے حکما و متکلمین اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ جو وجود کہ مبدءِ آثار ہوا وہی وجود حق سبحانہ ہی کہ عین حقیقت خود ہی نہ غیر پس تمام ممکنات موجود ساتھ وجود واجب کے ہین یعنے ذات کو اشیاء کے ساتھ ایک علاقہ معیت کا ایسا ہی کہ وہ معیت مجہول الکیفیت ہی اور کوئی شخص منجملہ ارباب تحقیق کے انبیاء اور حکما سے اس معیت اور اُسکی حقیقت کے سر تک سراغ نہین لگئے غایت یہ ہی کہ ایک جماعت افراد انسان سے سر معیت پر اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق مطلع ہوئی ہین ایک تمثیل جو اس علاقہ کے مشابہ ہی کہ فی الجملہ مناسبت رکھتی ہی نہ یہ کہ فی الواقع ویسا ہی ہو نسبت عارض کی معروض کے ساتھ ہی ایک فقیر نے مولانا عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران کو چند روز آپ کی وفات کے بعد ایک شب خواب مین دیکھا اور اُسکی خاطر مین آیا کہ دنیا سے رحلت کرگئے ہین آگے جاکر سلام کیا اور جواب سنا زان بعد پوچھا کہ حضرت من جب دار آخرت مین گئے ہو سر توحید وجود اور اُسکی معیت باشیا سے کہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی نے اسمین گفتگو غلو کے ساتھ کی آپ کو کیا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ جب مین اس عالم مین آیا حضرت شیخ سے میری ملاقات ہوئی اور اُنسے اس مسئلہ کا سر پوچھا فرمایا سخن وہی ہی کہ مینے لکھا ہی پھر اُسنے پوچھا کہ عالم آخرت مین بھی عشق و عاشقی اور تعلق خاطر مظاہر جمیلہ سے ہوتا ہی فرمایا کہ یہ کیا تو کہتا ہی مذاق اور عاشقی وہ ہی جو یہان ہی اسواسطے کہ عالم اجسام کا حسن جو مختلف اجزا کی ترکیب سے حاصل ہوتا ہی جلد متغیر ہوجاتا ہی اس سبب سے کہ وہ اجزا ایک دوسرے کی ضد ہین اور اسیوجہ سے عشق جاتا رہتا ہی اور تعلق خاطر نہین رہتا لیکن اس عالم کے

حسن جو بسائط سے حاصل ہوئے قابل فنا اور زوال کے نہین اور کبھی نہین بدلتے کیونکہ اُسکے اجزا مین مماثلت نہین ضرور ہیان کا عشق و عاشقی برقرار ہے غایت یہ کہ روح کے بدن سے نکلتے ہی اُس تعلق اور انس کے باعث جو روح کو بدن سے ہوتا ہے دو تین روز تشویش جوہر روح مین آجاتی ہے لیکن جب صاف پاک ہو گئی پھر اصطلاح مذاق اور عاشقی پر آجاتی ہے جب یہ باتین فرمائین اُس فقیر نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا وہ اسرار آخرت سے ہے اور مشہور ہے کہ مردون کو اجازت نہین کہ اسرار آخرت کا اظہار کرین یہ کیونکر ہے کہا کہ وہ واہیات بات ہے کہ عوام کے زبان زد ہے اور اصل کچھ نہین کہ لوگون نے خواب مین بہت با حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگان امت کو دیکھا ہے قدس اللہ ارواحہم اور اُنسے عالم آخرت کے عجائبات سنے ہین اور اگر اظہار اسرار آخرت جائز نہوتا قرآن و حدیث اُسے نہ بیان کرتے دوسری بار انھین دنون اُس فقیر نے خواب دیکھا کہ خدمت مولوی بیمار ہین اُسکی خاطر مین آیا کہ اسمین کیا سر ہے کہ دوستان حق سبحانہ اکثر آفات و بلیات مین گرفتار رہتے ہین فرمایا سر امراض یہ ہے کہ ریاضتین موجب تنقیہ دماغ اور تصفیہ قواے دماغی ہین اور جب دماغ صاف ہوتا ہے تو اُس قوت دماغی کے متعلق وہ نور مطلق بسیط ہوتا ہے کہ تمام موجودات کو محیط ہے اور سب کمونات کا مقصود ہے اور اس معنی کا ظہور بعضون کیساتھ مخصوص نہین بلکہ جن اور تو اور ہر فرد انسانی کو کہ یہ تصفیہ حاصل ہو وہ نور مطلق اُسکی قوت دماغی سے متعلق ہو جاتا ہے خواجہ مولوی عبد الغفور کی وفات صبح یکشنبہ پانچوین شعبان سنہ ۹۱۲ نوسو بارہ مین بعد از طلوع آفتاب ہوئی ہے اور بعض بزرگان وقت نے اُنکی وفات کی تاریخ مین یہ قطعہ نظم کیا ہے قطعہ

چو شد عبد الغفور آن کامل عصر ÷ لقصد غرفہ کریای غفران ÷ سر آمد روزگار دین و دانش ÷ فرو رفت آفتاب علم و عرفان ÷
چو خواہی روز و ماہ و سال فوتش ÷ بگو یکشنبہ پنجم ز شعبان ÷

مولانا شہاب الدین برجندی رحمہ اللہ

آپ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے بڑے اصحاب سے تھے اور علوم ظاہر و باطن کے عالم اور دانشمندان مقرر ہرات سے تھے آپ کا مولد برجند ہے کہ ولایت قاین کا ایک قصبہ ہے اور نام آپ کا احمد بن محمد ہے انکے والد نے حکایت کی کہ مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ طور سینا پہاڑ پر کھڑا ہون اچانک شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہ ظاہر ہوئے اُنکے سامنے مین گیا اور سلام کیا جواب دیا اور فرمایا کہ حق سبحانہ تجھے ایک فرزند صالح دیگا چاہیے کہ اُسے ہمارے نام کرنا کہ وہ ہمارا ہے اس خواب کے بعد تھوڑے دنون مین شہاب الدین پیدا ہوا اور اسکا احمد نام رکھا اور اُس سے مین امیدوار ہوا لڑکپن مین لڑکائی سے آثار زہد و صلاح اور تقوے کے اُنسے ظاہر تھے چنانچہ اُس زمانہ مین نماز تہجد اور نوافل عبادات اُنسے فوت نہین ہوئین اور جب سن شباب کو پہونچے اپنا سامان بود و باش کا مدرسہ مین لیگئے اور تحصیل علم مین مشغول ہوئے اور تھوڑے زمانے مین برابر کے لوگون سے سبقت لیگئے اور چند روز مولانا نور اللہ خوارزمی اور مولانا شمس الدین محمد جاجرمی اور مولانا

خواجہ علی سمرقندی اور دوسرے علماء محققین اور عظماء مدققین کے درس مین آتے جاتے تھے اور ان سب درس گاہون مین اکثر طلبہ پر فائق رہے اور حضرت برہان الدین ابو نصر پارسا قدس سرہ کی مجلس مین حاضر ہوتے رہے اور کتب احادیث جیسے مصابیح اور مشارق اور صحیح بخاری اور مسلم کا استماع کرتے تھے اور حضرت خواجہ نے انکے لیے اجازت حدیث کی روایت لکھی ہو اور تحصیل علوم عقلی اور نقلی کے بعد ارادت کا رُخ مشائخ طریقت کی صحبت کی طرف لائے اور صوفیہ کی خدمت اور ملازمت اختیار کی اور شیخ زین الدین خوافی اور شیخ بہاء الدین عمر و خواجہ شمس الدین محمد کوسوی وغیرہم قدس اللہ ارواحہم کی خدمت مین پہونچے ہین اور آخر الامر حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی صحبت مین پہونچے اور دوسرون کی ملازمت سے خلاص ہوئے فرماتے تھے کہ شروع شروع مین حضرت مولانا کے گرد مین بہت پھرا اور کوئی اثر نسبت ان عزیزان سے اپنے باطن مین نہین پایا تھا اور اس جہت سے مین بہت ملول اور رنجیدہ تھا یہان تک کہ نماز جمعہ کے بعد محل ہرات کے سامنے ازدحام عوام کے اندر مین سیر کرتا تھا اچانک آپ کو مین نے اُس کثرت مین دیکھا راستہ انکا مین نے پکڑا اور بہت نیازمندی کی فرمایا کہ دا اور جب تک ان علوم رسمی کو کہ تیرے سینہ مین ہین تو نکریگا فائدہ نہین ہوگا اور اس کہنے مین میرے باطن کو اپنی طرف کھینچا اور متوجہ بیرون مسجد ہوئے اور مین اُنکے پیچھے بے اختیار روان ہوا اور دور سے اُنکو مین تاک رہا تھا جتے کہ مسجد جامع سے باہر آئے اور بازار کی طرف چلے اور فیروز آباد دروازہ سے باہر گئے اور مین بھی اُنکے پیچھے باہر گیا دیکھا کہ ایک چوب فروش کی دوکان کے در پر گئے اور دو دھنی پنج گزی پر کار عمارت کے لیے خریدین اور اپنی مرزئی کو تہ کرکے دوش مبارک پر رکھا اور چاہا کہ ایک دھنی اُٹھائین مین فوراً آگے بڑھا اور کہا اگر حکم ہو مین یہ خدمت کرون مبادا اگر شرم دانشمندی تیری مانع نہو دوسری دھنی کو اُٹھا اور ایک دھنی کو آپ اُٹھایا اور روانہ ہوئے اور مین بھی بضرورت دوسری دھنی کو کاندھے پر اُٹھایا اور نہایت انفعال کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے جاتا تھا اور شرم کے مارے پسینا گرتا تھا اور کبھی آنکھ بند کرلیتا اور کبھی کھول دیتا اور آپ بفراغ خاطر آگے آگے جاتے تھے اور بے تحاشا پشت پشت گئے تھے یہان تک کہ دروازہ سے آئے اپنے دل مین کہا کیا ہو کہ پاے پارہ کے محلہ مین گھسین کہ بازار کی نسبت خلوت ہو آپ سیدھی بازار مین آئے اور جب چوک کے سرے ہم پہونچے مین نے اپنے دل مین کہا کیا ہو کہ بازار خوش مین آوین کہ بازار ملک مین کثرت خلق سے راہ نہین چل سکتے خصوصاً جب کہ ایک لنبی دھنی کاندھے پر ہو آپ نے بازار ملک کی طرف رُخ کیا اور مین آپ کے پیچھے جاتا تھا ایک حالت غریب اور خجالت کے ساتھ جو پندار دانشمندی کے سبب سے مجھے تھی تا آنکہ بازار ملک سے کوچہ کو چلے جو مسجد کے نیچے کو جاتا تھا جسوقت کہ دھنی آپ کے دروازہ مین نے پہونچادی اور کندھے سے زمین پر رکھدی اس موقع پر آپ کی مین عنایت اور حسن تربیت سے مجھے بڑی کیفیت ملی اور نسبت ان عزیزون کی پڑی اسکے بعد

آپ کے دامن ملازمت اور متابعت کو مین نے مضبوط پکڑا۔ آپ نے فرمایا کہ باعث میری افسردگی کا درس تدریس سے یہ تھا کہ مین دنون مدرسہ خواجہ علی فخرالدین مین دروازہ نوش کے باہر مدرس تھا ایک روز آپ کی ملازمت مین گیا اور گھر کے دروازہ پر کھڑا ہوا یکایک آپ باہر ایک کیفیت عظیم کے ساتھ آئے کہ ہرگز آپ کو اُس کیفیت سے نہ دیکھا تھا ظاہر اور باطن مین مین نے بڑی تضرع کی اور دل مین التماس التفات کی فرمایا کہ مباحثہ ومجادلہ سے علوم رسمی کے آدمی کا دل سیاہ ہوتا ہے اور اسی جہت سے حضرت خواجہ علاءالدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ طالب علم کو چاہیے کہ مباحثہ علمی کے بعد بیس بار استغفار کرے ایسے قریب التفات کی کہ میرے دل مین ایک چراغ روشن ہوا اور باطن کو منور کر دیا ایسا کہ پرتو اُسکا تمام قوے اور ہاتھ پاؤن مین میرے جم گیا اور میرے تمام اعضا مین سرایت کر گیا اور بڑی حلاوت اُس سے ملی اور آپ نے اس محل مین فرمایا کہ چراغ روشن شدہ کو مخالف ہواؤن سے نگاہ رکھنا چاہیے تاکہ بجھ نجاوے یہ کہا اور مجھے رخصت کر کے گھر مین گئے اور مین پاس انفاس سے نگہداشت اُس چراغ روشن کی کرتا تھا اور مطالعہ اور مذاکرہ علمی مین خوب حاضر وقت رہتا تھا حتے کہ ایک دن مجھے درس کے حلقہ مین ایک طالب علم کے ساتھ کہ مسئلہ مین سخنان ناموجہ کہتا تھا بحث پڑی اور سخن کو طول ہوا اور اعراض پر انجام ہوا بعد از فراغ اور ترک دینے جواب کے مین نے دیکھا کہ وہ نور مبدل بظلمت ہوگیا اور وہ چراغ گل ہوگیا نہایت ملول اور محزون ہوا اور آدھا سبق چھوڑ کر آپ کی ڈیوڑھی پر آیا اور بہت ملالت اور خجالت تھی ایک لحظہ بعد باہر آئے اور جس وقت آپکی نظر مبارک میرے اوپر پڑی فرمایا کہ نہ اور اس نسبت کا سر غصہ کے ساتھ جمع نہین ہوتا مگر یہ بجا تاکہ غصہ کرنا ازقت باطن کو نورمعنی سے خالی کرتا ہے مین نے سر جھکا لیا اور باطن مین زاری اور نیازمندی تمام کی اور آنکھون مین آنسو بھر لایا آپ نے رحم کر کے پھر التفات کی کہ وہی چراغ روشن ہوگیا بعد ازان درس وافادہ کا کارخانہ برہم کر دیا اور تمام ہمت اپنی اس نسبت کے حفظ پر چاہی اور جو چیز مانع اُسکے ظہور کی تھی بالکل چھوڑ دی آپ کا سن شریف پچپن ۵۵ سال کا تھا اور سنہ اٹھسو چھپن یا ستاون مین دنیا سے گئے اور قبر مبارک آپ کی تخت مزار حضرت مولانا سعدالدین پر ہے قدس سرہ۔

مولانا علاءالدین ابیزی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا نام محمد بن المومن ہے اور پیدائش کا مقام آبیز ہے کہ ولایت قوہستان کا ایک گاؤن ہے آپ حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کے اصحاب بزرگ سے تھے اور حضرت مولانا کے نقل کے بعد مولانا نورالدین عبدالرحمن قدس سرہ کی خدمت مین آمدرفت رکھتے تھے اور آپ کو مولانا علاءالدین کے ساتھ بہت التفات تھا ایک روز تقریباً فرماتے تھے کہ طینت مولانا علاءالدین اور اُنکے فرزند مولانا غیاث الدین کی خاک پاک سے گوندھی ہوئی ہے اور پیشہ خدمت مولوی کا مکتب داری تھا اور اس شغل کو پردہ کار اپنا بنایا تھا فرماتے تھے

کہ سلطان ابوسعید مرزا کے زمانہ مین حضرت خواجہ عبید اللہ قدس اللہ سرہ ہرات مین تشریف لائے تھے اور
جو آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا تو پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا کام کرتا ہے مین نے کہا ایک فقیر ہون خادمان مولانا
سعد الدین کاشغری کا اور مکتب داریگی کرتا ہون فرمایا کہ مکتب داریگی مت کہو اور تصغیر سے اسکا نام نہ لو کہ مکتب
بڑا کام ہے اور بہت فوائد اُس سے ہوتے ہین اسکے بعد ہمارے حضرت مولانا کی حکایتین بیان کین اور اُن
خصوصیات سے کہ آپ کے درمیان واقع تھین بہت چیزین نقل کین اور بہت مہربانی کی خدمت مولوی
کہتے تھے کہ آغاز حال مین ہرات کے مقام تحصیل علوم مین مشغول تھا جب ملازمت حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کی اختیار کی مطالعہ مین فتور آیا متردد تھا کہ آیا بالکل ترک تحصیل کردن کبھی مشغولی کردن اس
فکر مین ایک روز شہر سے باہر نکلا جب کہ مدرسہ میر فیروز شاہ کے دروازہ پر پہونچا اُسکے جماعت خانہ مین آیا
اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور محراب سے پیٹھ کر کے بیٹھا اور اُسکی تحصیل اور ترک کے اندیشہ مین پڑا اچانک
گوشہ محراب سے ایک آواز مین نے سنی کہ کہنے والے نے کہا ترک کر اور آسودہ ہو حال میرا بدل گیا وہان سے باہر آیا
اور خیابان کی طرف منھ کیا یہان تک کہ تل قطبیان تک پہونچا اُس گورستان مین ایک دیوانہ تھا نجم الدین عمر نام
اچانک دور سے نظر آیا اور اپنے آپ کا تا تھا مین نے کہا کہ اُسکے پاس جاؤن دیکھون کہ اس بارہ مین کیا کہتا ہے اُسکے
قریب پہونچا بولا کہ ابھی تو شاہ فیروز کی مسجد مین تو تھا تجھے مین نے نہین کہا کہ ترک کر اور آسودہ ہو مین متحیر ہوا اور اُسکے پاس
سے واپس آیا ترک و تجرید کا داعیہ غالب ہوا انھین قدمون حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی ملازمت مین آیا
اور وہان حضرت اکیلے جامع مسجد مین ایک ٹھکانے مراقبہ مین بیٹھے تھے جب آپ کے سامنے مین بیٹھا سر اُٹھایا اور فرمایا
الصبح واضح مثل مشہور ہے حاصل تحصیل بے حاصل کو چھوڑ دینا چاہیے اور بالکلیہ اس نسبت مین متوجہ ہونا چاہیے
اس کلام سے جو آپ نے فرمایا خاطر میری تردد سے بالکل بخنت ہو گئی اور پوری ہمت سے طریق خواجگان قدس
اللہ ارواحہم پر پیش آیا کہتے تھے کہ ایک دن حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے ساتھ خواجہ شمس الدین محمد
کوسوی کے وعظ مین گیا اُنھون نے کہا کہ میرے پیچھے بیٹھا اور مین کبھی کبھی مجلس وعظ اور صحبت سماع مین نعرے مارا کرتا
جب خواجہ منبر پر چڑھے اور حقائق معارف کہنے شروع کیے اُس درمیان مین کام اس جگہ تک پہونچا اور ایک حال ظاہر
ہوا کہ نعرہ مارنے کا وقت تھا مین نے چاہا کہ نعرہ کردن آواز میری نہ نکلی دوسری بار ایک حالت ہوئی کہ نعرہ مارنا
چاہیے تھا تب بھی آواز نہ نکلی اسیطرح تین بار ہوا مین جان گیا کہ آپنے میری محافظت کی اور فریاد نکرنے دی اسی
اثنا مین دیکھا کہ آپ کو بیخودی اور غفلت ہوئی اور استغراق اور فنا آئی اچانک میری حالت ایسی ہوئی کہ پیہم تین
نعرے مین نے لگائے جب مجلس ختم ہوئی اور مین اُٹھا آپ نے فرمایا کہ عنقریب نعرے تجھے گوشہ مین کر دینگے یعنے واردات
اور احوال پیدا ہونگے کہ اُسکے غلبہ کے وقت بے اختیار نعرہ اور فریاد تو بہت کریگا اور مین اُنھون بیمار ہو گیا اور

اُس مرتبہ ضعف تھا کہ جنبش کرنے کی طاقت نرہی یار میرے ٹھہرا چکے کہ آج کی شب مین مرجاونگا اور مین اس خیال مین پڑا تھا کہ ہمارے حضرت مولانا نے اُس روز فرمایا ہی کہ عنقریب نعوے تجھے گوشہ مین بٹھا دینگے آپ کا سخن حق ہو اور وہ معنی ابھی ظہور مین نہین آئے اور اب مین مرجاؤن یہ کیونکر ہو دفعۃً مین سوگیا دیکھا مین نے کہ آپ آئے اور فرمایا بسم اللہ ربی اللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ اعتصمت باللہ فوضت امری الی اللہ ما شاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جب مین جاگا یہ کلمے میری زبان پر جاری تھے اور فجر کو اتنی طاقت ہوئی کہ وضو کیا اور بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی اور یہ بھی حضرت مولوی نے کہا کہ جس دن حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے مجھے طریق نفی اثبات کا سکھلایا اُسی اثنا مین کہا کہ حضرت حق سبحانہ کو بالذات محیط سب اشیا کا اعتقاد کرنا چاہیے آیہ کریمہ واللہ بکل شئے محیطا اسکی شاہد ہی اگر علما ظاہر تاویل کرین اس سخن سے کہ حضرت مولانا نے فرمایا مین بہت ڈرا آپ فراست سے پاگئے فرمایا کہ اہل ظاہر نے کہا ہی کہ علم حق سبحانہ تمام اشیا کا محیط ہی آیہ وقد احاط بکل شئے علما کی دلیل سے یہ خود اعتقاد کرنا چاہیے اس سے چارہ نہین ہی اس بات سے مین خوش ہوا دوسرے دن جو آپ کی خدمت مین پہونچا فرمایا مولانا علاء الدین فائدہ نہین ہی ایسے ہی اعتقاد کرنا چاہیے کہ احاطہ اور معیت ذاتی ہی اہل تحقیق کا اعتقاد یہی ہی انتہی کلامہ قدس سرہ واضح ہو کہ حق سبحانہ کی معیت اور احاطہ اشیا کے اوپر جیسا کہ بڑے محققین نے تحقیق کی ہی دو صورت پر ہی ذاتی اور صفاتی اور معیت ذاتی دو قسم ہی پہلی قسم معیت ذات ۔ تمام ذرات موجودات سے عموماً بے کم وکیف ہی جیسا کہ حق سبحانہ نے کہا واللہ بکل شئے محیط دوسری معیت ذاتی اختصاصی کہ وہ خواص مقربان سے مخصوص ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا اور فرمایا ان اللہ مع المحسنین اور معیت صفاتی ایک معیت بحسب علم اور قدرت اور تمام صفات حضرت الوہیت کی ہی جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وقد احاط بکل شئے علما اور اللہ تعالے نے فرمایا ان اللہ علے کل شئ قدیر اور مقصود حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کا قسم اول ہی اُن دو قسم کی معیت سے جو ذاتی ہین واللہ اعلم

ذکر ملاقات اور مقالات مولوی عبد الکبیر یمنی قدس سرہ کا

واضح ہو کہ حضرت شیخ کی پیدائش حضرموت کی ہی جو یمن کا شہر ہی اور اُنھون نے اوائل حال وطلب مین اکثر ملک عجم اور عرب کی سیاحی کی ہی بیس برس بعد حرم کی مجاوری کی اور اپنے وقت مین شیخ حرم اور مرجع طالبان تھے حضرت مولانا علاء الدین علیہ الرحمۃ آن اوقات مین کہ مجاور حرم محترم زادہ اللہ شرفا وکرامۃ کے تھے حضرت شیخ کے پاس اکثر آیا جایا کرتے اور منظور نظرات عنایت حضرت کے تھے اور معارف ولطائف سنا کرتے انمین سے بعضے یہ ہین جو لکھے جاتے ہین ۔ حضرت مولوی فرماتے تھے کہ ایک دن شیخ نے مجھسے پوچھا کہ ظلم کیا ہی مین نے کہا ایک چیز کا غیر موضع مین رکھنا فرمایا کہ دل یاد کرو حق کا محل ہی جو چیز حق کے سوا وہان رکھین ظلم ہی ۔ کہتے تھے کہ شیخ نے

مجھسے پوچھا کہ ذکر کونسا ہو مین نے کہا لا الٰہ الا اللہ فرمایا کہ یہ ذکر نہین یہ عبادت ہے مین نے کہا آپ فرمائین فرمایا
ذکر وہ ہے کہ تو جاننے کہ نہین جان سکتے۔ اور یہ بھی شیخ نے فرمایا کہ جہل کی طرف منھ لانا چاہیے اور نماز کی نیت
ایسی کرنی چاہیے کہ خدا کی عبادت کرتا ہون کہ نہین جانتا ہون اللہ اکبر حضرت مولوی کہتے تھے مجھے ایکروز حالت ہوئی اور
ایک امر کا شہود بے کم وکیف حاصل ہوا کہ اُس سے کسی ایک عبارت سے تعبیر نہین کر سکتے ناگاہ اُس حالت مین
ہمارے حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ ای داود اسی حالت کو مضبوط گرفت کر
کہ معنی کلام شیخ عبدالکبیر کے کہ منھ جہل مین لانا چاہیے یہی ہین۔ کہتے تھے کہ مجھے حرم کی مجاوری کے زمانہ مین خانہ کعبہ
کے ساتھ محبت کا علاقہ ایسا مضبوط ہو گیا تھا کہ دوسری جگہ مجھے قرار اور آرام نہ تھا چنانچہ ایک دن مین طواف
کر رہا تھا ہوا چلی اور خانہ کعبہ کے اُسنے پردون کو جنبش دی اور بعضی دیوار خانہ کعبہ کی کھل گئی مجھے ایک کیفیت
پیدا ہوئی کہ مین نے نعرہ مارا اور بیہوش گر پڑا افاقہ کے بعد شرمندہ اُٹھا اور حضرت شیخ کی طرف متوجہ ہوا جب
آپ کے پاس مین بیٹھا چاہا کہ اپنی گرفتاری کی شکایت کرون قبل اسکے کہ مین بات شروع کرون فرمایا کہ یا عجمی ایش
لک مع البیت یعنی ای عجمی تیرا کیا واسطہ بیت حرم کے ساتھ ہے مین رونے لگا اور باطن مین آپکا توسل چاہا فرمایا یا عجمی
ماتری فی البیت فھو محدود بل فی الجبال وفی الجدار وفی السماء وفی الارض وفی الحجر وفی المدر موجود ومشہود
بل کل ذلک ھو وھو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو اور اس محل مین جس چیز کی طرف
ان اشیاسے کہ آستین سے اشارہ کرتے تھے جب مین نظر کرتا جو موجب تعلق کا خانہ کعبہ سے ہوا تھا اُس شی سے ظاہر
ہوتا تھا اور سب اشیا مین وہ معنی مشاہدہ ہوتے تھے اور حضرت شیخ کے تصرف اور التفات سے نسبت حبی خانہ اور
غیر خانہ سے برابر ہو گئی اور باطن مین قید جہت سے چھٹی پائی کہتے تھے کہ ایک دن شیخ عبدالکبیر کے پاس مین آیا ایک
بڑی جماعت سادات اور مشائخ حرم علما و فقرا آپ کی مجلس مین حاضر تھی اور آپ معارف الٰہی مین سخن کہہ رہے تھے ان
علما سے ایک فقیہ سخت طبع نے جو کہ اہل اللہ اور اُنکے کلام کا منکر تھا اعتراض کی راہ سے شیخ کی باتون مین خلل
دیا بزرگان مجلس سے ایک نے اُسکو جھڑکا کہ چپ رہو اُسنے کہا اگر غیر مشروع یا نامعقول کہون تو مجھے منع کرو
اور اگر مشروع اور معقول ہو تو کیون مانع ہوتے ہین جب اُسنے یہ بات کہی حضرت شیخ نے میری طرف منھ کیا اور کہا
ای عجمی مجھے اس سے خلاصی دے فقیہ نے کہا کہ مین کیا ظلم کرتا ہون کہ خلاصی چاہتے ہو تم ایک سخن کہتے ہو اور مین شبہہ
کرتا ہون جواب دینا چاہیے یہ تمام کیا مبالغہ ہے مین نے دیکھا کہ شیخ غصہ ہوئے اور متوجہ ہو کر کہا کہو کیا شبہہ ہے
اُسنے چاہا کہ سخن کہے دفعۃً منھ کے بل گر پڑا اور بیہوش ہو گیا شیخ اُٹھے اور اپنی خلوت مین در آئے اور مجلس منتشر
ہو گئی اور فقیہ اُسیطرح اوندھا پڑا رہا آخر ایک ڈولا لائے اور فقیہ کو اُسمین ڈالکر باہر لیگئے ہنوز دہلیز سے خانہ
شیخ کے قدم باہر نہ رکھا تھا کہ مر گیا دوسرے دن جو مین خدمت مین آیا میری خاطر مین آیا کہ اولیا اہل کرم ہین از فقیہ

مرد جاہل تھا اور آپ کے احوال باطنی سے غافل کیا ہوتا اگر اُسے معاف کرتے شیخ نے فرمایا اے عجمی ایک شمشیر
ہے کہ دو دھاری ہے نہایت تیز اور اُسکے قبضہ کو زمین مین گاڑ دیا ہے اور تلوار کے سر کو اوپر کیطرف چھوڑ دیا اچانک
ایک جاہل آتا ہے اور اپنے ننگے سینہ کو اُس تلوار کے سرے پر رکھتا ہے اور جتنی قوت ہے زور کرتا ہے اور اپنے کو ہلاک کرتا ہے
تلوار کا کیا گناہ ہے کہتے تھے کہ ایک دن حضرت نے مجھسے پوچھا کہ جب پیر تمسے خفا ہوتے تم کیا کہتے تھے مین نے کہا فرماتے تھے
کہ مین ایک مرد فقیر ہون جب میرے سامنے آتے ہو اپنے تئین چست کرتے ہو اور خدا سے آگاہ ہوتے ہو اور جب
باہر جاتے ہو خدا کو بھول جاتے ہو اور پھر نہین پہچانتے حضرت شیخ نے فرمایا کہ تم اپنے شیخ کے مقابلہ مین کیا کہتے تھے
مین نے کہا کہ ہم سکوت کرتے تھے شیخ نے فرمایا کہ تم عجب سست آدمی تھے چاہیے تھا کہ مقابلہ مین کہتے کہ ہم خدا کو
نہین پہچانتے ہم تمھین پہچانتے ہین کلام او تمام شد قدس سرہ راقم الحروف کہتا ہے کہ بعضے اکابر نے کہا ہے کہ پیر آئینہ مرید مین اپنے
تئین دیکھتا ہے یا مرید آئینہ پیر مین خدا کو دیکھتا ہے حضرت سے سمرقند مین سُنا گیا کہ فرماتے تھے اسی مین حالت حیا ہے جسمین تم خدا مین نہین ہو پھر کب جاگے
از جملہ انفاس نفیسہ شریفہ اور وہ دو قسم ہین اول جو کچھ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے نقل
کرتے تھے دوم وہ ہین جو خود کہتے تھے اور قسم اول اُسمین سے یہ سات رشحہ ہین۔

رشحہ [۱] کہتے تھے کہ حضرت مولانا فرماتے تھے ہم نہ تھے اور خدا تھا اور ہم نہونگے اور خدا ہوگا اور اب بھی ہم نہین ہین اور
خدا ہے دیکھو کہ بعد از چند سال کس سے جدا ہوگے اور کسکی مصاحبت ہوگی اب بھی اُسکے مصاحب ہو اور جو تمھاری
قبر سے باز رہیگا یعنے ساتھ نجائیگا اُس سے دل منقطع کرو۔

رشحہ [۲] کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ پیر ہرات قدس سرہ نے جو فرمایا ہے کہ درویشی خاکی است بیختہ و آبکے بران
ریختہ نہ کفِ پارا ازان دردے و نہ پشت پارا گردی نہ حقیقت درویشی ہے بلکہ صفت اور رسم درویشی ہے حقیقت
درویشی باخدا ہونا ہے۔

رشحہ [۳] کہتے تھے کہ ایک دن ہمارے حضرت مولانا کی ڈیوڑھی پر اصحاب کا گروہ بیٹھا تھا دو آدمی نے انمین سے مباحثہ
کیا ایک نے کہا ذکر کرنا افضل ہے دوسرے نے کہا تلاوت کرنا افضل ہے اس عرصہ مین آپ باہر آئے
اور پوچھا کیا سخن درمیان تھا مباحثہ کو عرض کیا آپ نے فرمایا کہ باخدا ہونا افضل ہے۔

رشحہ [۴] کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ جو خدا کے ساتھ حاضر ہے بہشت مین نقد ہے اور جو خدا سے غافل
ہے دوزخ مین نقد ہے۔

رشحہ [۵] کہتے تھے کہ ایک روز زاہدان کابل سے ایک شخص ہمارے حضرت مولانا کی مجلس مین آیا ہاتھ مین عصا اور کندھے پر
چادر ڈالے جسمین کنگھی دان مسواک اور تسبیح لگی ہوئی تھی مجھے اُسکے دیکھنے سے بڑی نفرت ہوئی ہرچند اپنے تئین
مین نے ملامت کی فائدہ کچھ نہو اجب وہ گیا فرمایا اے فلان جیسا کہ آخرت کے لوگ دنیاداروں سے متنفر ہین

اللہ والے آخرت کے لوگون سے متنفر ہین۔
رشحہ کہتے تھے کہ ایک دن ہمارے حضرت مولانا نے بہت سکوت کیا زان بعد سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یارو حاضر رہو کہ یار چشم بچشم ہو۔
رشحہ کہتے تھے کہ آپ ہی نے فرمایا دا اللہ دوست نے تمھارا ہاتھ پکڑا اور اپنی طلب مین ورین پر پھراتا ہی پھر یہ دو بیت پڑھین بیت آنکہ زنام بدست است مرا زو نہ نشان + دست گرفتہ مرا عقب خویش کشان + اوست دست من وپا نیز بہر جا کہ رود + پائے کو بن زمیش سیرم و دست فشان + اور قسم سوم کے یہ چلین رشحہ
رشحہ فرماتے تھے کہ طالب کو تین چیز لازم ہین کہ اُنسے چارہ نہین اول دوام وضو دوم حفظ نسبت سوم احتیاط لقمہ
رشحہ فرماتے تھے کہ بزرگون نے لا الٰہ الا اللہ کے معنی مین کہا ہو کہ ذاکر مراتب سلوک مین اپنے کبھی لا معبود الا اللہ کہے اور کبھی لا مقصود الا اللہ اور کبھی لا موجود الا اللہ قبل اسکے کہ سیر الی اللہ مین ابتدا کرے جب لا الٰہ الا اللہ کہے چاہیے کہ لا معبود الا اللہ سوچے اور سیر الی اللہ مین لا مقصود الا اللہ اور جب تک سیر الی اللہ انتہا کو نہ پہونچے اور سیر فی اللہ مین قدم نر کھے لا موجود الا اللہ سوچنا کفر ہو۔
رشحہ فرماتے تھے کہ جو طالب سنت کو اپنے اوپر فرض نکرے وہ نقصان اُسکے دین کا ہی بعضی سنتین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر فرض تھین فتھجد بہ نافلۃ لک اشارت اسیکا ہو سنتون کے آثار اور آداب شرعی کما حقہ سے چارہ نہین اور سب سعادتین ظاہری اور باطنی اُسپر موقوف ہین۔
رشحہ فرماتے تھے کہ یہ مہم یعنے حصول نسبت کی نہ بکار ہوتی ہو اور نہ بیکار۔ بکار نہین ہوتی اگر نا قابل ہو اور بیکار نہین ہوتی اگر قابل ہو۔
رشحہ فرماتے تھے کہ ہر طالب مبتدی کہ نیک کام کرے اور کوئی اُسکی تعریف کرے اور وہ تعریف اُسکے نفس کو پسند آوے اس پسند آنے کی ظلمت نفس طالب کے لیے اس سے کم نہین ہو کہ ذی رحم محرم سے زنا کرے۔
رشحہ فرماتے تھے کہ یہ کار جو آدمی کو پیش آیا ہر کسی موجود کو نہین پیش آیا وہ طاعات رسمی اور عبادات عادتی کوئی کام کی گرہ نہین کھولتی کمر کو بندگی مین چست باندھنا چاہیے اور سکنے اور دیکھنے اور رکھانے مین احتیاط کامل کرنی لازم ہو۔
رشحہ فرماتے تھے کہ اس طریق مین چاہیے کہ کوئی چیز طالب کے پیش نظر نہو نہ دنیی ہو نہ آخرت نہ اپنا نفس اُس سے ہو اگر ایسا ہو تو اُسکی نشانی یہ ہو کہ اُسے اپنی شناخت کے لیے پیدا کیا ہو ورنہ یا بہشت کے لیے پیدا کیا یا دوزخ کے لیے
رشحہ فرماتے تھے کہ جو کوئی اس عالم مین اپنے آپ سے خلاص نہوا بدن کی ویرانی کے بعد روح اُسکی فلک قمر کے نیچے رہتی ہو جیسے کسیکا پانون خاک غرت کی کیچڑ مین پھنس جاسے اور یہ سخن حضرت شیخ محی الدین ابن اعربی کا ہو

کہ فرمایا ہی کہ جو شخص فلک قمر کے نیچے رہا رہا مین نے یہ بات مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی سے کہی اور اظہار بیان کیا کہ میرے نزدیک یہ قضیہ بہت مشکل ہی جو شیخ نے فرمایا ہی اور حال آنکہ اکثر مومن خلاص آپ سے پہنوے کے مرجاتے ہین حضرت مولانا قدس سرہ نے فرمایا کہ جو شخص خدا پر ایمان لایا وہ آسمان مین سوراخ کرکے آخرالامر سوراخ کے باہر نکل جائیگا۔

رشحہ ۹ فرماتے تھے کمال مسلمانی تسلیم اور رضا مین ہی صاحب تسلیم کی گردن مین اگر ابلیس کی طرح طوق ڈالین چاہیے کہ فعل حق سبحانہ سے ایسا راضی ہو کہ مومن اپنے ایمان سے۔ سچا بندہ قضاے حق سے راضی ہی نہ اپنے فعل سے۔

رشحہ ۱۰ فرماتے تھے کہ جب مرد کو کوئی مکروہ پہونچے اگر اپنا بندہ ہی اُسے تفاوت مین ڈالتا ہی اور اگر بندہ خدا ہی تفاوت نکرے بیت نفع وضرت گر تفاوت می کند + بت گری باشی کہ او بت می کند +۔

رشحہ ۱۱ فرماتے تھے کہ اصل مسئلہ یہ ہی کہ جس کسی مین عشق شور انگیز نہین ہی یہ کام اُسپر حرام ہی۔

رشحہ ۱۲ فرماتے تھے کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ہوش در دم اصل بزرگ ہی اگر ایک دم غفلت سے گذرے اُسکو بڑا گناہ جانتے ہین اس حد تک کہ بعضے کفر شمار کرتے ہین شیخ عطار قدس سرہ کا شعر اسکی تائید کرتا ہی جہان کہ فرماتے ہین بیت ہر آنکو غافل از حق یک زمانست + در آندم کافر است اما نہان ست +

اگر آن غافلی پیوستہ بودی + در اسلام بر وی بستہ بودی +

رشحہ ۱۳ فرماتے تھے کہ مولانا ابو یزید پورانی علیہ الرحمۃ کہتے تھے جس طرح کہ عوام کو گناہ سے پرہیز واجب ہی خواص کو غفلت سے پرہیز واجب ہی جس طرح عوام گناہ سے ماخوذ ہوتے ہین خواص غفلت سے معتوب ہوتے ہین بیت یا مکن با پیلبانان دوستی + یا بنا کن خانۂ درخورد پیل + یا مکش بر خانمان انگشت نیل + یا نشین با یار ازرق پیرہن +

رشحہ ۱۴ فرماتے تھے کہ ہر جماعت کہ باہم ملکر بیٹھتے ہین جو ایک اپنے طور مین راسخ تر ہین اوردن کو اپنی طرف کھینچتے ہین اسواسطے کہ حکم غالب کے لیے ہی جیسے ترازو کا پلہ کہ جو ایک گران تر ہی اُس دوسرے کو جگہ سے اُٹھا لیتا ہی اور اپنی طرف کھینچتا ہی پس ہمت ایسی چاہیے کہ اگر تمام اہل عالم اس شخص کا اقتدار کرین سب کو اپنے طور پر کھینچے اور اپنا رنگ دے کلام او تمام شد راقم الحروف نے اس سخن کا مؤید حضرت کے خط مبارک سے ایک کتاب کی پشت پر لکھا دیکھا تھا ان کلمات قدسیہ کو کہ کمال سلطنت وسلطانی یہ ہی کہ اپنے تصرف مین اپنی تمام رعایا اور خواص کو اپنا لباس پہنا دے جیسے کہ اُسکی نظر جس کسی پر پڑے اپنے سوا دوسرے کو نہ دیکھے اُسکے بندون کا کمال اسمین ہی کہ وہ آپ سے بالکل خالی ہو جائین اور اپنے اندر جو کچھ کہ بادشاہ کے سوا ہو نہ دیکھین اور نہ جانین نا دیکھنے اور نا جاننے سے بھی خالی ہون

اذا تم فقرہم فلاہم الا انا ۔ یعنے جس وقت فقر اُن کا تمام اور پورا ہو گیا پس نہین ہین وہ مگر مین ہون ۔

رشحہ ۱۵ فرماتے تھے کہ نعرہ مارنا غفلت کی علامت ہی اسواسطے کہ نعرہ اُسوقت لگاتا ہی کہ معنی کے ساتھ حاضر ہوا اور اگر ہمیشہ حاضر رہے تو کچھ نعرہ نہ مارے بلکہ حضور اور آگاہی موجب فنا اور بے شعوری کی ہی وہان نعرہ زنی

نہین ہوتی جو شخص نعرہ مارتا ہی گیلی لکڑی کا حکم رکھتا ہی کہ آگ مین پڑے جب تک نمی باقی ہی آواز کرتی ہی بیت
لعل مکن دلبسر مرد سرکشای دیگ ما + نیک بجوش وصبر کن زانکہ ہمی پزانمت رباعی زاول کہ مرا عشق نگارم بربود
ہمسایہ بشب زنالۂ من نغنود + کم گشت مرا نالہ چو عشقم بفزود + چون ہمہ ہمہ بسوخت کم گردد دود ترجمہ
جھاگ مت اٹھا اور سر سے مت چھلک دیگ کا منہ مت کھول خوب جوش مین آ اور صبر کر اسواسطے کہ مین تجھے
پکاتا ہون اول سے جو معشوق کا عشق مجھے اڑا لگیا ہمسایہ رات کو میرے نالہ سے نسویا نالہ میرا کم ہو گیا جب کہ عشق
زیادہ ہوا جب لکڑی سب جل گئی دھوان کم ہو جاتا ہی۔

رشحہ ۱۶ فرماتے تھے کہ خواجہ بزرگ قدس سرہ نے الکاسب حبیب اللہ کے معنی مین کہا ہی کہ مراد کسب رضا ہی اس
سخن کے معنی یہ ہین کہ بندہ کو چاہیے کہ اس بات کا کسب کرے کہ راضی اُس چیز کے ساتھ ہو جو حق سبحانہ پیدا
کرے اور اس معنی کا حصول تب ہی کہ حقیقت میسر آویگا کہ بندہ فنائے حقیقی سے متحقق ہو۔

رشحہ ۱۷ فرماتے تھے کہ عوام خدا کو خلق سے پہچانتے ہین اور خواص خلق کو خدا سے جب اُسطرف سے ایک دروازہ
خواص کے منہ پر کشادہ ہو انکو ایک چیز معلوم ہوتی ہی کہ جانتے ہین کہ تمام خلق اُس در کی طرف منہ رکھتی ہی

رشحہ ۱۸ ایک دن یہ حدیث پڑھی کہ افضل ایمان المرء ان یعلم ان اللہ معہ حیث کان ترجمہ آدمی کا افضل ایمان
یہ ہی کہ وہ جانے کہ بیشک اللہ اُسکے ساتھ ہی جہان کہین وہ ہو۔ اور کہا ہی یہی تعلیم کافی ہی اگر کسیکو ادراک ہو
بیت یار باتست ہر کجا ہستی + جائے دیگر چہ جوئی ای اوباش + باتو در زیر یک گلیم است او + پس برای حریف
وخود را باش + ترجمہ یار تیرے ساتھ ہی جہان تو ہی دوسری جگہ ای شہدے کیا تو ڈھونڈھتا ہی تیرے ساتھ ایک
کملی مین وہ ہی پس جا ای حریف اور اپنا ہو۔

رشحہ ۱۹ فرماتے تھے کہ ایک دن مین اس فکر مین پڑا کہ ایمان شہود احوال ظاہر سے ہی یا احوال باطن سے ایک
آنے والے سے مین نے سُنا کہ کہا بندہ کی نسبت احوال باطن سے ہی اور حق کی نسبت امور ظاہر سے اسواسطے
کہ بندہ اس حال مین اپنی حقیقت باطن کو پہونچتا ہی اور حق سبحانہ اسم اور صفت سے بظاہر اُسپر تجلی کرتا ہی

رشحہ ۲۰ ایک روز یہ رباعی خواجہ ابو الوفا خوارزمی علیہ الرحمۃ کی پڑھی رباعی چون بعضے ظہورات حق آمد باطل
پس منکر باطل نشود جز جاہل + در کل وجود ہر کہ جز حق بیند + باشد ز حقیقت الحقائق غافل +
ترجمہ ہرگاہ حق سبحانہ کا بعض ظہور باطل بھی ہی تو جاہل کے سوا کوئی باطل کا انکار نکریگا۔ کل وجود جو
کوئی حق کے سوا دیکھے تو وہ حقیقۃ الحقائق سے غافل ہی۔ اور فرمایا چالیس برس سے اس رباعی کے مضمون پر
ہم ایمان لائے ہین ایک شب ایام جوانی مین ایک فساد کے ارادہ سے مین باہر گھر سے نکلا اور ہمارے
گانوٴن مین ایک تھانہ دار بڑا شریر اور بدنفس تھا کہ اُسکے برابر شرارت نفس مین کسیکو مین نہین جانتا تھا

اور تمام گانون والے اُس سے ڈرتے تھے اُس آدھی رات کو مین نے دیکھا کہ ایک جا گھات مین کھڑا ہی جب اُسے دیکھا تو مین ڈرا اور اُس فساد کو چھوڑ دیا اور اُس جگہ مین نے جانا کہ یہ بھی اس کارخانہ مین شامل نیک کے کام مین رہتے ہین اور اُس بزرگ نے ازروے تحقیق فرمایا ہی بیت لاتنکر الباطل سفے طورہ ÷ فانہ بعض ظہوراتہ ÷ کلامش تمام شد ترجمہ باطل کا اُسکے طور مین انکار مت کر اسواسطے کہ وہ بھی بعض ظہورات مین سے اُسکے ہی۔ یہ شعر شیخ ابومدین مغربی کا ہی قدس سرہ اور دوسرے ابیات اُسکے یہ ہین ابیات واعط مسک بمقدارہ ÷ حتی توفی حق اثباتہ ÷ فالحق قد یظہر فے صورۃ ÷ ینکرہا الجاہل فے ذاتہ ترجمہ اور اپنے آپ سے اُسکو اُسکی مقدار سے دے یہان تک کہ تو اُسکے حق اثبات کو وفا کرے پس حق کبھی ایسی صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ اُس سے جاہل اُسکی ذات مین انکار کرتا ہی۔

رشحہ[۱] فرماتے تھے کہ اگر اُس شخص کے درمیان جو حلوے کا لقمہ تیرے مُنھ مین دیتا ہی اور اُس شخص کے جو تیرے چپت مارتا ہی تو فرق کرے توحید مین تیرے نقصان کی علامت ہی۔

رشحہ[۲] فرماتے تھے کہ ایک روز مین نے حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ سے پوچھا کہ منقول و ماثورہ دعاؤن مین آیا ہی اللہم اشغلنا بک عمن سواک ترجمہ اللہ میرے ہمکو اپنے ساتھ اپنے ماسوا سے مشغول کر ہر گاہ غیر اور سوے نہین ہی پس اس دعا کے معنی کیا ہین فرمایا کہ کاف خطاب کا اشارہ نفس ذات سے ہی یعنے ہمین مشغول کر ذات کے ساتھ غیر ذات سے کہ صفات و افعال ہین۔ یعنے ہمین شہود ذاتی کے ساتھ تجلیات اسمائی و صفاتی اور افعالی سے خلاص کر۔

رشحہ[۳] فرماتے تھے کہ حسین بن المنصور نے جو انا الحق کہا اپنی حقیقت کو کہتا تھا اور فرعون نے جو انا ربکم کہا وہ آپ اپنی صورت کو کہتا تھا اگر وہ بھی اپنی حقیقت کو پہچانتا وہ انا کہتا اسکا مقبول ہوتا۔

رشحہ[۴] فرماتے تھے کہ ایک رات ایک امر نے غلبہ کیا تھا کہ اپنا مُنھ در و دیوار اور پتھر اور ڈھیلے پر ملتا تھا اور فریاد اور شور غل مچاتا تھا پس کہا کہ ہر ذرہ ذرات وجود سے ایک تل رخسار محبوب کا ہی کہ اسکے حسن کو بڑھاتا ہی بیت ہر کرا ذرۂ وجود بود ÷ پیش ہر ذرہ در سجود بود ترجمہ جسکو ذرہ وجود ہی ہر ذرہ اُسکا مسجود ہی۔

من خوارق عاداتہ حضرت مولانا عطار کو الطاف اور اشراف اور تصرف کمال تھا اُس زمانہ مین کہ راقم اینحروف ماوراء النہر سے آیا تھا اُنکی خدمت مین گیا دیکھا کہ دو طالب علم آپ کے سامنے بیٹھے ہین اور مصابیح کا سبق لے رہے ہین اور آپکے ہاتھ مین کتاب مصابیح ہی اور اُسمین دیکھتے ہین مجھے ایسا معلوم دیا کہ اُنکی آنکھ کتاب کے صور خطی پر ہی اور دل آپ کا دوسرے امر مین مشغول ہی خاطر مین آیا کہ یہ کس قسم کا سبق دیتا ہی کہ ایک جماعت پڑھین اور ایک حاضر نہون آپ کو اس خطرہ پر اشراف و اطلاع ہوئی میری طرف متوجہ ہو کر مسکراتے

ہوگئے فرمایا ہر چند یارون سے کہتا ہون کہ مجھے لیاقت سبق پڑھانے کی نہین ہے میرا یقین نہین کرتے تم کہو شاید قبول
کرلین حضرت مولانا غیاث الدین احمد آپ کے صاحبزادہ علیہ الرحمۃ کہ علما متقی سے تھے اور حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کی ملازمت اور قبولیت کا شرف انکو حاصل تھا کہتے تھے کہ گرمیون کی رات کو محلہ شمع ریزان مین عشا
کے بعد کوٹھے پر مین چڑھا کہ سوؤن اتفاقاً مہینہ شروع کا تھا اور تھوڑی سی چاندنی نکل رہی تھی اور میرے
مکان کے تلے ایک گھر گانون کے آدمی کا تھا اور اکثر اوقات خالی پڑا رہتا تھا خصوصاً گرمیون مین اچانک آواز
اُس گھر سے میرے کان مین پڑی تعجب ہوا اُس کوٹھے کے کنارہ مین گیا اور نیچے کو دیکھا ایک مرد اور ایک عورت دونی
کو آمنے سامنے بیٹھے باہم بات کررہے تھے فی الحال مین پلٹ آیا اور اپنے بچھونے پر آگیا جب رات گذر گئی اور فجر کی نماز
پڑھی اور اپنے والد کی خدمت مین محلہ اشتربانان کو گیا جب انکے سامنے بیٹھا فرمایا کہ ہمسایہ کے بام پر جانا اور گھر پر
نگاہ کرنی جائز نہین ہے کسی کو کیا کام ہے کہ وہ کس کی آواز ہے ہمسایہ کے گھر سے آتی ہے اپنے حال پر رہنا چاہیے اور فضولی نہین
کرنی چاہیے مولانا غیاث الدین احمد کہتے تھے کہ اُس روز سے مجھے یقین کامل ہوا کہ اس گروہ کو قوت باصرہ کے علاوہ
دوسری نظر بھی ہوتی ہے کہ اندھیری رات مین دور کے مقامات سے چیزین دیکھتے ہین اور مسافت مکانی اُس
نظر کی مانع نہین ہے اور اُسی نے بیان کیا کہ مین ایک روز ایام جوانی مین شاگردون کے ساتھ گازرگاہ کی سیر کو
گیا تھا اور انمین ایک لڑکا صاحب جمال تھا سوتے وقت آ کے میرے پائینتی کیہ لگایا جب چراغ گل ہوا میرے
دل مین آیا کہ اُسکی طرف مین پاؤن پھیلاؤن دو تین بار یہ خطرہ مجھے آیا آخر کو مین نے اپنے دل مین کہا کہ والد
تیرے حال سے واقف ہین اور اکثر اوقات تیرے پاس موجود کل جو شہر مین تو جائیگا یہ صورت تیرے مُنھ پر کہینگے
پاؤن اپنا نہ پھیلایا اور سو رہا صبح شہر آیا اور آپ کی خدمت مین پہونچا فرمایا کہ تو یہ تجویز کرتا ہے کہ ایک مخلوق
تیرے پاس حاضر ہے اس سے شرماتا ہے اور پاؤن نہین پھیلاتا اپنے خالق سے کہ ازلاً اور ابداً دنیا اور آخرت مین تیرے
پاس حاضر ہے بطریق اولے چاہیے کہ تو شرم کرے اور بے ادبی نکرے۔ ایک شخص نے آپ کے یارون مین سے نقل کی
کہ مین شروع احوال مین آپ کی خدمت مین پہونچا ایک دن کتب خانہ مین بیٹھے تھے انکے سامنے مین گیا دیکھا
کہ ایک پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین ہے کبھی لپیٹتے ہین اور کبھی کھولتے ہین جب مجھے دیکھا فرمایا فلانے آ اور یہ کاغذ لے
فوراً مین نے ہاتھ بڑھایا کہ لون آپ نے ہاتھ پیچھے کو ہٹا لیا مین متحیر ہوا پھر ہاتھ بڑھایا کہ جب چاہا کہ لون پھر
کھینچ لیا اور تیسری دفعہ وہ کاغذ میرے ہاتھ دیا جب میرے ہاتھ وہ کاغذ لگا اسمین سے ایک آتش بجلی سی چمکتی ہوئی
نکلی اور میرے ہاتھ مین در آئی اور نسون کی راہ سے نہایت جلد دوڑی اور دل تک پہونچی اور میرا دل اُس آتش
سے ایسا جلا کہ مین سمجھا راکھ ہو گیا اس ڈر سے کہ ایسا نہو مین مر جاؤن کاغذ ہاتھ سے زمین پر رکھدیا آپ میرے اوپر پہنچے
اور چلائے کہ اٹھا جب مین نے اٹھایا ایک کیفیت چھا گئی کہ مین بیہوش گر پڑا اور بہت دیر تک اُس سے بیہوش رہا

اور اسی حال مین جھاگ میرے ہونٹون پر آگئی اور مکتب کے لڑکے دو تین مہینے تک جب مین آتا باہم کہتے کہ وہ مست اور
آیا زان بعد کہ مجھے ہوش ہوا شدت سے گریہ مجھے آیا کہ سبب اُسکا مجھے نہ معلوم ہوا باہر آیا اور زار زار روتا تھا دوسرے
روز کہ آپ کی خدمت مین پہونچا اپنے دل مین کہا کہ آپ کے پاس نہین بیٹھنا چاہیے ایسا نہو کہ پھر میرا دل جلنے لگے جب
مکتب خانہ کے دروازہ سے آیا آپ مراقبہ مین بیٹھے تھے مین جوتون کے پاس بیٹھ گیا آپ نے سر اُٹھایا اور کہا ای
فلانے مین نے کہا لبیک اور دیکھا کہ تیز تیز میری طرف دیکھتے ہین یکبارگی وہی آگ میرے دل مین لگی اُسیوقت مین
پھر لوٹ گیا اور عرصہ تک مین بیہوش پڑا تھا جب اپنے آپ مین آیا اس دفعہ گریہ غالب نہوا خدمت
مولانا اپنے مرض موت مین پانچ مہینے پلنگ پر پڑے رہے یہ فقیر اول مرض مین آپ کے برسم عیادت حاضر خدمت ہوا
جب آپ کے سامنے بیٹھا فرمایا کہ ای فلانے ہمارے پانی کو سر برق سے باندھ دیا ڈیڑھ دن پیشتر اپنی موت کی خبر دی
زان بعد ایک ساعت چپ رہے پھر فرمایا خدا موجود ہے اسی کے قریب نعرہ بلند لگایا اور اس نعرے مین اتنا
لفظ کہا اُسوقت فرمایا کہ کوشش اسمین کرو کہ خدائے موجود کی عبادت کرو نہ خدائے موہوم کی آپ کی وفات
شنبہ کو اواسط جمادی الثانی ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے مین ہوئی اور آپ کی قبر تحت مزار حضرت مولانا سعد الدین پر ہے
قدس سرہ اور یہ قطعہ آپ کی تاریخ وفات مین کہا گیا تھا قطعہ پیر اہل حق علاء الدین کہ رفت + روح پاکش بر فراز نہ سریر + خواستم تاریخ سال فوتش + عقل دور اندیش گفتا رفت پیر ترجمہ
پیر اہل حق علاء الدین کی + روح پاک عرش معلے پر گئی + اُسکے مرجانے کی تاریخ عقل نے + رفت پیر افسوس سے مجھے کہی

مولانا شمس الدین محمد روجی رحمہ اللہ

آپ اجل اصحاب حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے تھے اور برسون طالبون کو ہرات کی جامع مسجد مین
دعوت حق کی آپ کا مولد قصبہ روج ہے کہ ہرات سے قبلہ کیطرف ستائیس میل ہے آپ کی پیدائش شب برات کو
۸۲۰ھ آٹھ سو بیس مین ہوئی آپ کی والدہ کا ایک مقبول بیٹا پانچ برس کا وفات پا چکا تھا اسی جہت سے وہ نہایت
مغموم ہوئین اُسی شب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرمایا غم نہ کھا حضرت حق سبحانہ تجھے
ایک بیٹا عطا کریگا کہ صاحب دولت اور دراز عمر ہو گا چند عرصہ کے بعد خدمت مولانا محمد پیدا ہوئے اور آپکی
والدہ ہمیشہ اُنسے کہتین کہ جو فرزند کہ اُسکی مجھے بشارت دی تھی وہ تو ہے اور آپ لڑکپن مین گوشہ نشینی اور
ترک کیطرف مائل تھے اور ابنائے جنس سے الگ تھلگ رہتے اور اپنے والد کے گھر مین خلوت خانہ بنایا تھا کہ اکثر
اوقات وہین بسر کرتے اور آپ کے باپ دادا سوداگر اور دانش والے تھے اور تجارت کرتے اور آپنے
ہرگز باپ دادا کی طرح اُسکی طرف رغبت نہین کی فرماتے تھے کہ ہمیشہ مجھے یہ آرزو رہتی تھی کہ حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھون یہان تک کہ ایک روز گھر مین آیا دیکھا کہ والدہ ایک جماعت ضعیف

ناتے والون کے ساتھ بیٹھی ہین اور ایک کتاب آنکے آگے ہے اور پڑھتی ہین اور مین خلاف عادت انکے درمیان گیا مین نے سنا والدہ اُس کتاب سے ایک دعا پڑھتی تھین کہ جو اُسے شب جمعہ کو چند بار پڑھے تو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھے جب مین نے سنی آرزو میری زیادہ ہوئی اور اتفاقاً وہ شب جمعہ تھی والدہ سے مین نے کہا کہ آج رات کو یہ دعا پڑھتا ہون شاید مقصود حاصل ہو انھون نے فرمایا جا اور پڑھ کہ ہم بھی پڑھتے ہین بعد ازان مین اپنے خلوتخانہ مین گیا مشغول ہوا اور جس شرائط سے لکھا تھا مین نے عمل کیا اور یہ بھی مین نے سنا تھا کہ جو کوئی شب جمعہ کو تین ہزار بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے آنحضرتؐ کو خواب مین دیکھے وہ بھی کیا یہان تک کہ آدھی رات ہوئی بچھونے مین لیٹ رہا اور آنکھ لگ گئی دیکھا کہ مین اپنے گھر مین باہر سے آیا والدہ میری زمستانی صفہ کے کنارہ کھڑی ہین مجھے دیکھا تو کہا تو نے کیون دیر کی کہ مین تیرے انتظار مین تھی ابھی حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے ہین آ کہ آنحضرت کے سامنے تجھے لیچلون پھر میرا ہاتھ پکڑکے تابستانی صفہ کی طرف چلین مین نے نگاہ کی کہ آنحضرتؐ صفہ کے کنارہ پشت بجانب قبلہ کیے بیٹھے ہین اور آنحضرت کے گرداگرد ایک بڑی جماعت بیٹھی ہے اور دوسری ایک جماعت کھڑی ہے اور حلقہ باندھے ہوئے ہے اور آنحضرتؐ عالم کے اطراف وجوانب کو خطوط بھیجتے ہین اور ایک شخص آنحضرت کے سامنے بیٹھا ہوا خطوط لکھ رہا ہے جو آنحضرت لکھواتے ہین مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ شخص مولانا شرف الدین عثمان زیارتگاہی تھے کہ علماء ربانی اور اکمل اتقیاء زمان سے تھے جب والدہ مجھے آگے لائین اور آستادہ بھی نہ ٹھہرین کہ آنحضرت مہمات سے فارغ ہون آگے آئین اور کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے عنایت دیا تھا کہ ایک فرزند صاحب دولت درازعمر تیرے ہوگا یہ وہی ہے یا نہین آنحضرت نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کے تبجح فرمایا کہ ہان یہ وہ فرزند ہے پس مولانا شرف الدین عثمان کیطرف رخ کیا اور فرمایا اسکے لیے ایک مکتوب لکھدیجے پس مولانا نے قلم اور کاغذ اُٹھایا اور مین اسپر نظر کرتا تھا تین سطرین لکھین اور ان سطرون کے نیچے ایسی گواہی آدمیون کی کہ جیسے قبالون پر ہوتی ہین بہت سے نام جدا جدا لکھے اور لپیٹا اور میرے ہاتھ مین دیا مین چلا اُسی درمیان مین مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس مکتوب کے مضمون کو تو نے نہ جانا الٹے چل اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلا تاکہ آنحضرت مضمون کو تجھسے کہین مین اُلٹا پھرا اور جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے نہین معلوم کہ اس مکتوب مین کیا لکھا گیا آنحضرتؐ نے میرے ہاتھ سے لیلیا اور پڑھا اور مین نے ایک دفعہ کے پڑھنے مین آنحضرت علیہ السلام کی تینون سطر کو یاد کرلیا پس آنحضرت نے مکتوب لپیٹ کے میرے حوالہ کیا اور مین چاہتا تھا کہ اور کوئی بات پوچھون کہ اچانک دروازہ کی آواز آئی اور والدہ میری شمع ہاتھ مین لیے گھر کے دروازہ سے آئین مین نیند سے چونکا فرمایا کہ محمد کوئی خواب تو نے دیکھا مین نے کہا ہان گو انھون نے کہا مین نے بھی دیکھا اور بیان کیا کہ خواب مین دیکھا کہ زمستانی صفہ کے کنارہ پشت بقبلہ کھڑے ہوئے ہون اور حضرت

رسالت صلے اللہ علیہ وسلم اس گھر مین آگئے ہین اور تابستانی صفہ پر پشت بقبلہ بیٹھے اور مین تیرا انتظار کر رہی ہون کہ
اچانک تو دروازہ سے آیا او مین تیرا ہاتھ پکڑ کے آنحضرت کے سامنے لیگئی اور آنحضرت ﷺ پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ وہی فرزند موعود ہے آنحضرت نے فرمایا
کہ ہان یہی ہے اور آپ کے سامنے کوئی شخص بیٹھا تھا کتابت کرتا تھا آنحضرتؐ نے اُسے فرمایا کہ تیرے واسطے کاغذ
لکھا گیا اور تیرے ہاتھ دیا اور تو نے آنحضرت کے ہاتھ دیا اور آنحضرت نے مضمون تیرے سامنے پڑھا اور پھر تیرے
ہاتھ دیا اور جو واقعہ کہ مین نے دیکھا تھا والدہ نے بجنسہ تمام نقل کیا اور دونون خواب اول سے آخر تک موافق
اور مطابق تھے فرماتے تھے کہ ابتدار جوانی مین جب کہ قصبۂ روج مین تھا اور مجھے اس طریق کا شوق پیدا ہوا
بعضے لوگون سے مین نے پوچھا کہ ہرات مین کوئی بزرگ ظاہر ہین کہ اُنکی خدمت مین جاؤن اُسنے شیخ صدرالدین
رواسی کا نام لیا اور وہ کہا وہ حضرت شیخ زین الدین خوافی کے خلفا سے ہین قدس سرہ کہ آج کل سالکون کے
ارشاد اور طالبون کی تعلیم مین مشغول ہے اُسیوقت شہر کی طرف مین چلا راستہ سے حضرت شیخ کے سر مزار گیا
شیخ صدرالدین وہان موجود تھے اور اتفاق سے اُس موقع پر یارون کے ساتھ ذکر کہہ رہے تھے اُنکے حلقہ
ذکر کے کنارہ مین ایک لحہ کھڑا ہوا اور اُنکے غوغا کو دیکھا میری مرضی کے موافق نہوا وہان سے شہر کو چلا راہ مین
حافظ اسمعیل مجھے ملے اور وہ ایک بزرگ سعج کے تھے کہ خدمت مولانا محمد سے پیشتر حضرت مولانا سعدالدین
قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچے تھے اور آپ کا شرف قبول پایا تھا اور بعد اُنکے انتقال کے حضرت مخدومی
مولانا نورالدین جامی قدس سرہ کے ساتھ حج ادا کیا تھا اور اس طریق سے بہرہ کامل اُنکو تھا فرمایا کہ حافظ نے
مجھے کہا کہان سے آتے ہو اور کیا ارادہ ہے مین نے قصہ بیان کیا کہا مسجد جامع کے دروازہ جاؤ وہان ایک
بزرگ ہین کہ یارون کی ایک جماعت سے کبھی مسجد جامع کی دہلیز پر صحبت رکھتے ہین اُنکو بھی دیکھو غالب ہے کہ اُنکی صحبت
تجھے درخور پڑے گی اُلٹے قدمون مسجد کے دروازہ کو رخ کیا اتفاقاً حضرت مولانا عزیزون کی ایک جماعت سے
مسجد کے دالان مین بیٹھے تھے اور سکوت کیے ہوئے مین دروازہ کے باہر کھڑا ہوا اور دیوار سے تکیہ لگائے اُنکے تئین
اور اُنکا سکوت دیکھتا تھا اور شیخ صدرالدین کے حلقۂ ذکر اور اُنکے اصحاب کے شور غل کی سوچ مین تھا اور اپنے
دل مین کہتا تھا کہ وہ فریاد اور اضطراب کیا تھی اور یہ سکوت اور آرام کیا ہے اچانک حضرت مولانا نے سر اٹھایا اور
مجھے کہا اور آگے آؤ مین بے اختیار آگے گیا مجھے اپنے برابر بٹھلایا اور فرمایا اگر کوئی غلام یا نوکر شاہرخ مرزا کے سامنے
کھڑا ہو اور ہمیشہ اُسکے آگے اونچی آواز سے پکارے شاہرخ شاہرخ شاہرخ بہت بے ادبی ہے ادب یہ ہے کہ نوکر بادشاہ
کے آگے اور غلام مولا کے آگے چپ اور حاضر رہے اور شور غل نکرے پس یہ بیت پڑھی بیت کار نادان کوتہ اندیش است
یاد کردن کسیکہ در پیش است + ترجمہ کوتہ اندیش نادان کا یہ کام ہے ایسے شخص کی یاد کرنی جو سامنے موجود ہے پھر
میرے ساتھ مین نگاہ کی اور میرے ہاتھ اور انگشت مین انگوٹھی دیکھی فرمایا جو شخص حاجت کا دست آگے بڑھائے اُسکا

بچھ خالی ہو تو کیا بہتر نہین ہی مین نے فوراً انگشت سے انگوٹھی نکال ڈالی اور آپ اُٹھے اور مسجد مین آ کے بعضے جا موضع نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جاؤ مین آپ کے پیچھے ہو لیا آپ ایک جا بیٹھے اور مجھے اپنے سامنے بٹھلایا اور ایک طریق بیان کیا اور فرمایا کہ مسجد جامع اچھی جگہ ہی یہین سکونت کرا ور کام پر آمادہ رہ مین آپ کے ارشاد کے موافق مشغول ہوا اور والدہ میری نے بھی اس معنی سے خبر پائی رسج سے اُنکی خدمت مین آئین اور طریقہ حاصل کیا بعد چند روز کے جامع مسجد کے گنبد مین جہان پنج وقتہ نماز پڑھتے تھے تہجد ادا کیا اور مراقبہ مین بیٹھا یکایک ایک نور ظاہر ہوا جیسے ایک چراغ کہ گنبد کی چھت اُسکی شعاع سے پوری دیکھی اور وہ نور ہر دم زیادہ ہوتا تھا یہان تک کہ ایک بڑے انار کے برابر ہو گیا اور تمام گنبد اس سے روشن ہو گیا جیسے دن مین ہوا اور دیکر وہ روشنی رہی جب صبح ہوئی مجھے اُس صورت سے ایک غرور اور پندار حاصل ہوا تھا آپ کی مجلس مین آیا اور بیٹھا آپ نے غضب کی نگاہ سے میری طرف دیکھا کہ تجھے مغرور دیکھتا ہون اسقدر کہ کوئی نور اپنے وضو کا دیکھے ایسا مغرور ہو جاسے مین جس زمانہ مین کہ مین مولانا نظام الدین خاموش علیہ الرحمۃ کی ملازمت مین تھا راتون کو گلی کوچون مین پھرتا تھا دس بار شعل نور کی میرے دائین بائین سے روشن ہوتی تھین اور جہان مین جاتا وہ میرے ہمراہ ہوتین اور ہرگز مجھے اُسکی طرف التفات نہوا اور اُسے مین نے کچھ خیال نہین کیا اسکے بعد آپ بہت تند ہو گئے دو گیا اُٹھ اور دوسری بار اس صفت کا ہو کر میرے سامنے مت آ اور مجھے مجلس سے نکلوا دیا اور مین اُنکے سامنے سے شکستہ خاطر باہر آیا اور رونے لگا اور اُس حالت سے استغفار کی اور مین نے بہت کوشش کی کہ میری خاطر سے غرور جاتا رہے چنانچہ حضرت کی برکت التفات سے وہ پندار مرتفع ہوا اور میری والدہ پر اُسکے مثل نور ظاہر ہوا تھا لیکن اُس سے در گذر نکر سکین اور اُنکو اُس نور کے مشاہدہ سے حظ و لطف تمام تھا اور اُسکے دیکھنے سے اُنس عظیم تھا فرماتے تھے کہ اُنھین ایام مین کہ یہ نور ظاہر ہوا تھا ایک شخص نے مجھسے بہت تواضع اور عاجزی کی اور خوشامد اور نیاز کو حد سے بڑھایا مین نے اُس سے کہا کیا ماجرا ہی اور اس تمام نیازمندی کا سبب کیا ہی کہ تو کرتا ہی کہا ایک اندھیاری آدھی رات کو مین جامع مسجد کے گوشہ سقایہ مین بیٹھا تھا ایکایک کوئی شخص سقایہ کے دروازہ سے آیا اُس اندھیری آدھی رات مین سقایہ روشن ہو گیا جب مین نے نظر کی تو آپ تھے اور تمھارے ساتھ کوئی اور چراغ نہ تھا جب تم باہر گئے سقایہ پھر تاریک ہو گیا مین نے جانا کہ راست کہتا ہی۔ فرماتے تھے کہ مین جب حضرت مولانا کی ملازمت مین پہنچا ایک بڑا اضطراب پیدا ہوا اور نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی نہین حاصل ہوتی تھی اور جامع مسجد مین راتون کو سر زمین پر مارتا تھا اور زار زار روتا تھا اور دنون کو جنگل چلا جاتا فریاد و زاری اور تضرع کیا کرتا اور سات آٹھ مہینے کے قریب میرا حال اسیطرح گذرا ایک روز آپ نے مجھے گریہ و بریان دیکھا تو فرمایا کہ وادہ بہت روؤ اور زاری کرو اور اپنے کو ایسا بناؤ کہ محل ترحم ہو کہ یہ گریہ و زاری بڑا اثر رکھتی ہی ہم بھی جوانی مین

ایسی کرچکیا کرتے تھے اور اس بات کے درمیان التفات فرمایا کہ فی الحال ایک اثر نسبت ان عزیزان سے ظاہر ہوا بعد ازان ایک شب جامع مسجد مین پیل پایہ کے پیچھے مراقبہ مین بیٹھا ہوا تھا آدھی رات ہوئی اور مجھے غنودگی اٹھا کہ مندٹالدون اچانک مین نے دیکھا کہ آپ میری پیٹھ پیچھے مراقبہ مین بیٹھے ہین لوین غافل ہون اور واقف نہوا کہ کب تشریف لائے شرمندہ ہوا اور چاہا کہ آپ کے پیچھے بیٹھون آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ فلان کیون اٹھا مین سنے کہا نہین لگی چاہا کہ ٹالدون اس بات کے کہنے مین لطف کیا کہ میرے لیے طریقہ عزیزان تمام ہوگیا مولانا شہاب الدین برجندی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ ایک دن علی الصباح حضرت مولانا اسعد الدین قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچا فرمایا کہ آج کی شب ساربان بچہ کو فتح حاصل ہوئی اور نسبت پڑی کہ ساتون فلک کے فرشتے اسپر رشک لیگئے خدمت مولوی نے فرمایا کہ ایسا دریافت ہوا کہ وہ مولانا محمد روجی تھے کسواسطے کہ آپکے والد اونٹ خاص رکھتے تھے خدمت مولانا محمد فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا کو وہ قوت اور قدرت تھی کہ جب چاہتے اور جسکو چاہتے نسبت خواجگان چکھا دیتے اور غیبت اور بیخودی کو پہونچا دیتے ایک روز انکی ملازمت مین مسجد کے دروازہ پر پہونچے مغرب کی اذان دی ہم اندر آگئے اور نماز پڑھی اتفاق سے اُس مسجد مین ایک ختم تمام ہوتا تھا اور حافظ اور قاری لوگ آئے تھے اور شمعین روشن کی تھین اور آدمی بہت جمع ہوگئے یہ بھی ٹھہر گئے اور ایک گوشہ مین قبلہ رو ہو بیٹھے اور مین انکے پیچھے بہت دور اور انکی طرف متوجہ بیٹھا ایکبارگی سر اٹھایا اور پھر کر دیکھا اور مجھے اشارہ کیا کہ میرے برابر آ مین اٹھا اور آپ کے برابر آیا کہ بیٹھون ہنوز پورا نہین بیٹھا تھا کہ التفات کی اور مجھے بالکل مجھسے کھودیا ایسا کہ مین واقف نہین کہ کس طرح بیٹھا اور اُس نسبت بیخودی کو امتداد ہوا اسوقت مین حاضر ہوا کہ موذن نے عشاء کی تکبیر کہی اور اس فرصت مین ہرگز تلاوت قرآن اور شعر خوانی اور لوگون کے شور سے مجھے خبر نتھی فرماتے تھے کہ ابتدا مین ایک دفعہ جامع مسجد کے سقایہ مین تھا اور کتاب مثنوی میرے ہاتھ مین تھی اچانک حضرت مولانا سقایہ مین آگئے اور فرمایا کہ یہ کونسی کتاب ہے جو تیرے ہاتھ مین ہے کہا مثنوی ہے فرمایا کہ مثنوی پڑھنے سے کام نہین نکلتا کوشش کرو کہ اسکے معنے تمہارے دل سے اُبلین ۔ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت میرے حجرہ مین آگئے اور قرآن شریف طاق کے کنارے دیکھا فرمایا یہ کونسی کتاب ہے مین نے کہا کہ مصحف ہے فرمایا کہ یہ علامت بیکاری کی ہے یعنے مبتدی کو چاہیے کہ شروع سلوک مین نفی و اثبات کے طریقہ مین مشغول ہو تلاوت قرآن کا مشغول ہونا اور نماز کا ادا کرنا منتہی لوگون کا کام ہے مبتدی کو سب مین ضروری کام نفی و اثبات کا ہے فرماتے تھے کہ حضرت مولانا کی ملازمت مین بڑی سخت مشغولی ہمکو تھی اور نہایت سعی سے اپنے کو نسبت عزیزان پر جانتے تھے راتون کو جو صبح تک بیٹھتے مجال نتھی کہ اس زانو سے دوسرا زانو بدلین اور اگر چہ درد باوام برابر تھے زانو تلے پڑے تھے اُسکی ہرگز پروا نہ کی اور اسکی فرصت نتھی کہ دور کرین فرماتے تھے کہ مشغولیون کی ابتدا مین ایک دن صبح کے

صحن میں چار زانو میں بیٹھا تھا اور مراقبہ کر رہا تھا ناگاہ ایک یہی آواز سنی کہنے والے نے کہا اے بے ادب بندے
بادشاہ کے سامنے ایسے بیٹھتے ہیں بے اختیار جگہ سے اچھلا اور دو زانو ایسا بیٹھا کہ پکی اینٹ سے سخت چوٹ لگی اور
بہت درد ہوا اُسوقت سے چالیس برس ہوئے کہ پھر چار زانو نہیں بیٹھا اور اب ہرچند کسی طرح بیٹھوں فرق نہیں
کرتا جس طور عادت ہوگئی ہو اور چار زانو بیٹھنا خوش نہیں آتا۔ فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا شیخ
بہاء الدین عمر کی ملاقات کو جنازہ جاتے تھے ایک دراز گوش پر سوار تھے میں اُنکے ساتھ پیادہ پا جاتا تھا
اور سواری ہانکتا تھا اور شیخ نکو نا ملتا یا تو پیاس بہت لگی اور پانی پینے کی مجال نہ تھی آخر آپ نے مجھسے کہا کہ
فلانے تو پیاسا ہے میں نے کہا ہان فرمایا کہ جس وقت سے باہر شہر سے ہم آئے ہین میں خود پیاس کے اندر ہاتھ
کہ میری طرف سے نہیں ہے جا پانی پی کہ تیری پیاس نے مجھمین اثر کیا ہے میں گیا اور پانی پیا زان بعد شیخ کے
دروازہ آیا اور جو اور جو کا اُنکا میں نے لیا اور اُنسے میں دور بیٹھا اور شیخ آپ سے باتیں کرتے تھے اور میں دیر
تھا اور سستا نہیں تھا اپنے دل میں کہا کہ بیکار بیٹھنا نہیں چاہیے آؤ شیخ کی طرف توجہ کریں تب جب تا عن
اپنے تیئن شیخ پر ٹھیک کیا اور جب کہ دل میرا اُنکے دل کے سامنے درست ٹھہرا فوراً شیخ نے میری طرف
منہ کر کے شور کیا کہ ہے ہے تو یہ کیا کرتا ہے پھر تبسم کیا اور حضرت مولانا بھی مسکرائے باوجودیکہ ایک لحظہ سے
زیادہ وہ توجہ نہیں واقع ہوئی اثر عظیم اُسپر حاصل ہوا اور کیفیت زبردست ظاہر ہوئی اور چار پانچ دن تک
وہ ہم اثر قوی کہ راحت عظیم کا موجب تھا باران متواتر کی مثال پر ان ہوتا تھا بعد ازان حضرت مولانا
میں نے پوچھا کہ ایک فقیر اخلاص کی راہ سے تھوڑی توجہ کرتا ہے بزرگ کیون نہیں تاب لاتے فرمایا اس سبب
سے کہ انکو جناب حق سبحانہ میں اتصال تمام علی الدوام حاصل ہے اس توجہ میں کہ طالب کرتے ہیں ان کے
اور حق سبحانہ کے درمیان ایک حائل پیدا ہوتا ہے اور اُسکے بقدر ایک حجاب ہو جاتا ہے اگی فریاد اس وجہ سے
ہے۔ فرماتے تھے کہ ایک دن ابتدا میں جامع مسجد کے صحن میں شرقی صفہ کے پاس قبلہ رو میں بیٹھا تھا اور
مشغول تھا ناگاہ دیکھا کہ تحت معلمان قران کے آگے ایک شخص ظاہر ہوا نہایت کا لا پتلا اور لنبا
اسقدر کہ سر اُسکا حجرہ کی چھت تک تھا سر بہت چھوٹا جیسے جوز ہندی اور منہ کھلا ہوا سفید دانتوں سے بھرا ہوا
لنبی گردن اور بدن چھوٹا اور پتلے پاؤن اور دراز دیکھا کہ وہان سے ہنستا ہوا میری طرف رخ کیا
اور آہستہ آہستہ میری طرف آنا شروع کیا بڑھا اور سیدھا ہوتا تھا در میں کرتا تھا میں نے اپنے
دل میں کہا ایک چھوٹا دیو ہے چاہتا ہے کہ تجھے نسبت عزیزان سے باز رکھے اور تیرے شغل کو برہم کرے
میں نے اپنے تیئن طریقہ پر جما دیا اور از حد مشغول ہوا ہرچند اُسنے حرکتیں کیں اور ایسے کام کیے کہ اپنے وقت
سے جاتا رہوں میسر نہوا جس قدر وہ زیادہ آگے آیا میں زیادہ اپنے شغل میں لپٹا یہان تک کہ بہت ہی

پاس آگیا اور دیکھا کہ مین اپنے کار سے نہین پھرتا ہون جست کی اور میری گردن پر سوار ہوا اور پانون تسمے کی شکل
میری گردن پر لپیٹے مین اُسی طرح اپنے کام پر مشغول تھا اور کچھ اضطراب نہین کیا تھوڑی دیر بعد پانون میری کمر سے علیحدہ کیے
اور دھوئین کیطرح ہوا مین چڑھ گیا اور غائب ہوا اور پھر ہرگز ایسی صورت نے مجھے تشویش نہدی فرماتے تھے کہ
مبادی احوال مین مسجد جامع کے اندر تخت تاریان سے مین نے سہارا لیا اور آسمان مین نظر کرتا تھا ایکبارگی
دیکھا کہ ہر ستارہ جو آسمان پر ہی زمین کی طرف متوجہ ہوا اور اولے کی طرح اُترنے شروع ہوئے اور سب
میری طرف متوجہ ہوئے اور اسقدر مجھسے نزدیک ہوئے کہ گمان ہوتا تھا کہ اگر ہاتھ بڑھاؤن ستارہ تک پہونچ
جاے اس حال کے دیکھنے سے بڑی کیفیت حاصل ہوئی اور بیخودی کامل ملی قریب صبح تک وہ کیفیت
اُٹھائی فرماتے تھے کہ اوائل حال مین ایک روز اپنی والدہ کے پاس مین بیٹھا تھا دیکھا کہ ایک وارد قوی
میری طرف متوجہ ہوا مین سمجھا کہ مجھے بیخود کریگا والدہ سے کہا کہ میرے حال سے خبردار رہنا اور شمار کرتی رہو کہ
مجھے کتنی نمازین فوت ہوتی ہین یہ کہا اور مجھے اس کیفیت نے دبا لیا اور بیحس کردیا اور مین بیہوش گرا جب
آنکھ کھولی والدہ کو سرھانے روتے ہوئے دیکھا مین نے کہا کیون روتی ہو کہا کہ کس طرح نہ روؤن تین شبانہ روز
ہوئے کہ تو مردے کی طرح پڑا ہوا ہی کہ ہرچند شوربا اور پانی تیرے منھ مین ڈالتی تھی تیرے گلے سے نہین اُترتا
تھا اور مین تیری زندگی سے مایوس ہوگئی تھی حساب کیا تو پندرہ فرض مجھسے فوت ہوئی تھین مین لگا اور قضا
پڑھی۔ فرماتے تھے کہ شروع شروع مین جامع مسجد کے اندر اگلی سنتین ادا کین اور مین مشغول تھا اچانک کیفیت
بیخودی کی غالب ہوئی اور ایک مدت رہی اور یہ دو تین دن مین ایکبار وہ بیخودی ہو جاتی تھی پھر ایسا ہوا
کہ ہر روز ہوتی تھی اور اُس درجہ کو پہونچی کہ ہر روز دو تین بار ظاہر ہوتی تھی اور دم بدم اُسکو ترقی تھی اس حد
تک کہ متواتر ہوئی اور چند روز یہ حال تھا کہ غیبت اور بیخودی شعور اور آگاہی پر غلبہ کرتی تھی آہستہ
آہستہ کم ہونے لگی اُسکے فتور سے مین ڈرا اور حضرت مولانا سے عرض کیا کہ غیبت اور بیخودی زوال پر آچلی
اور مین اُس سے ہراسان ہون فرمایا مت ڈر کہ کثرت غیبت ضعف باطن سے تھی اب تھوڑی قوت ہوگئی
وہ کیفیت معہودہ زائل نہین ہوئی اور اسوقت کا شعور اُسی بے شعوری کا حکم رکھتا ہی اور وہ حال تھا او
اب مقام ہوگیا انتہی کلامہ قدس سرہ واضح ہو کہ حال اصطلاح صوفیہ مین قدس اللہ ارواحہم عبارت
اُس وارد سے ہی کہ دل پر نازل محض بخشش حق سبحانہ سے ہوتی ہی کہ صاحب حال کو آنے او جانے مین کچھ
اختیار نہین ہوتا مثل حزن اور سرور و قبض و بسط اور شرائط حال سے ایک یہ ہی کہ البتہ زوال پاتا ہی اور اُسکے
پیچھے سے مثل اُسکے وارد ہوتا ہی اور جب حال سالکین کا ملکہ ہوا او ثابت ہوجاے اُسے مقام کہتے ہین اور مقام
اُن حضرات کی اصطلاح مین عبارت ایک مرتبہ سے ہی مراتب اور منازل سے کہ سالک اُسکے تحت قدم آجاے اور

تامّ اور مستقیم ہونے کا محل ہو جاوے اور زوال نہ پاوے پس جو حال کہ فوق سے تعلق رکھے سالک کے تحت
تصرف مین نہ آوے بلکہ وجود سالک اُسکے تصرف کا محل ہوتا ہی اور مقام جو تحت سے تعلق رکھے محل تصرف
سالک اور ملکیت سالک کا ہوتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ صوفیہ قدس اللہ ارواحہم کہتے ہین کہ احوال از قسم مواہب
اور مقام از قبیل مکاسب سے ہی۔ فرماتے تھے کہ اوائل مین حضرت مولانا کے امر سے ہمیشہ جامع مسجد ہرات
مین رہتا تھا اور مشغول تمام رکھتا تھا راتون کو مسجد مین پھرا کرتا اور زار زار روتا تھا اور سر اپنا مسجد کے
پلپایون سے مارتا تھا اس نسبت کے گم ہو جانے سے چنانچہ منہ اور پیشانی اور سر میرے مین ورم مثل جوز اور
بادام کے اُبھر آیا تھا اور مسجد سے باہر نکلتا تھا مگر بضرورت وضو و طہارت کے ایک بار چالیس روز ہٹتال
ہوئے تھے اور آدمی اُن ایام مین بہت جامع مسجد مین آتے تھے اور کسی سے مین نے نہین پوچھا کہ یہ
کثرت آدمیون کی غیر جمعہ مین کس واسطے ہی حب کہ یہ بلا گذر چکی تھی مین نے سُنا کہ ایک دوسرے سے کہتا تھا
کہ وقت ہٹتال کے ایسا اور ایسا ہوا مین نے پوچھا کہ کون ہٹتال کہا شاید تو اس شہر مین نہین تھا
مین نے کچھ نہین کہا فرمایا اُس اوائل ایام مین کہ مین معتکف مسجد جامع کا تھا تین شبانہ روز مجھپر گذرے
کہ کچھ کھانا نہ پہونچا بیطاقت ہو گیا اُٹھا کہ قوت کی طلب مین باہر جاؤن بایان پاؤن مسجد کی چوکھٹ سے
آگے رکھا تھا اور ہنوز سیدھا پاؤن نہ اُٹھایا تھا کہ ایک الہام میرے دل مین پہونچا کہ ہماری صحبت کو ایک
نان کے عوض تو نے فروخت کیا پاؤن کو پیچھے مین نے ہٹایا اور ایسا طمانچہ سخت مین نے اپنے منہ پر مارا کہ اس
ضرب کا نشان ایک ہفتہ میرے منہ پر رہا اسوقت مسجد کے آگے مین گیا اور ایک گوشہ مین بیٹھا اور دامن مین پاؤن
لپیٹ لیا اور اپنے نفس سے کہا اگر تو مر جائے قوت کی طلب کے لیے باہر نجاؤن اس حال مین ایک نسبت قوی
غالب مجھپر ہوئی کہ کھانے کی خواہش نرہی یکایک ایک مرد میرے پاس آیا کہ مین نے اُسے کبھی ندیکھا تھا اور ایک
بھیلی قند سفید کی جو دس سیر سے زیادہ تھی میرے سامنے رکھی اور بغیر بات کیے واپس گیا اور مجھے اُسکا قند لانا ایسا
اچھا نہ معلوم ہوا کہ جیسا اُسکا اُلٹا پھر جانا اور مجھے اپنی طرف مشغول نکرنا۔ فرماتے تھے کہ مشغولیون مین اور ملازمت
حضرت مولانا مین ایک جوان صاحب جمال سے میرا تعلق خاطر ہو گیا اور رابطہ محبت قوی ہوا اُس حدتک کہ
تمام دل کو اُسکے خیال نے دبا لیا اور اُسکے بجز کوئی علاقہ نرہا یہان تک نوبت پہونچی کہ اُسکے بیکر ظاہری کی بھی پروا نہین
رہی اور اُسی سوزش اور محبت سے آرام تھا اور اُن ایام مین بالکل آپ کی ملازمت ترک کی کہ مجھے شرم آتی تھی کہ
اس وصف پر آپ کے سامنے بیٹھون دہشت اور وحشت اُس حد کو پہونچی کہ جب آپ کو دور سے دیکھتا بھاگ
جاتا اور کسی گوشہ مین گھس جاتا کہ بہت شرمسار اور اُس جوان کے عشق مین بیصبر و بیقرار تھا اتفاقاً بعد از چندے
ایک گوشہ سے جاتا تھا یکایک آپ کو مین نے دیکھا کہ سامنے سے ظاہر ہوئے اور کوئی مفر اور گریزگاہ نہ تھا کہ مین

انفعال مین کھڑا ہوا اور شرم سے سر جھکا لیا اور پسینا پیشانی پر آگیا آپ آگے آگئے اور دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور یہ بیت مثنوی کی پڑھی بیت تاگریزی تو منم ای حلقہ گیر ✦ یک نفس غافل مباش از ناگزیر اور اس موقع پر باطن مین التفات کی کہ تمام عشق اور محبت اُس جوان کا میری لوح دل سے دھل گیا اور اسکا محبت کا منقطع ہوگیا اور علاقہ دوستی آپ کی طرف منتقل ہوا - فرماتے تھے کہ ایک جوان تاشکندی تھا مجرد اور مرتاض اور ہمارے حضرت مولانا کے ملازمان سے اُسکو بھی ایک جوان سے محبت کا علاقہ ہوگیا تھا اور شدت سے میلان اُسکے باطن پر مستولی ہوگیا ہزار خواری اور محنت سے تھوڑا از رباد و سرا تحفہ پیدا کرتا اور اُس جوان کے سر راہ ڈالدیتا اور کہات مین بیٹھتا کہ دوسرا نہ اٹھالے جب تک کہ وہ جوان پہونچتا اور اُٹھاتا اور وہ اپنے تئین اُس جگہ ہرگز جوان کو نہ دکھلاتا اور ایسا نکرتا کہ وہ اُس صورت پر اطلاع پاوے مین اُس ماجرے سے واقف ہوا اُس سے مین نے کہا بڑی محنت سے تو ایک چیز پیدا کرتا ہو اور سر راہ جوان کے ڈالتا ہو بارے ایسا کر کہ وہ تجھے دیکھے تاکہ تیری محنت ضائع نہو جون ہی مین نے کہا آنکھ مین پانی بھر لایا اور ایک آہ دل سے کھینچی اور کہا مین نہین چاہتا ہون کہ ایک بار منت میری طرف سے اُسکے نازک دل پر پڑے خدمت مولوی فرماتے تھے کہ اُس یار تاشکندی کے معاملے سے معلوم ہوا کہ محبت اُسکی محبت ذاتی تھی - فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت مولانا نے مجھے کہا کہ کچھ تجھے معلوم ہی کہ فلانے کا کیا حال ہی اور ایک طالب علم غریب کی طرف اشارہ کیا کہ وہ مکی ولایت سے تحصیل علوم کے لیے ہرات سے آیا تھا اور آپکا ملازم ہوا اور ترک تحصیل کی اور مولانا جلال الدین قاینی علیہ الرحمہ کے مدرسہ مین اُسکا حجرہ تھا اور کمال ترک و تجرید مین تھا اور آپ کے اصحاب سے کم ملتا تھا اور اکثر اوقات چپ اور مغموم رہا کرتا آپ سے مین نے کہا مجھے اُسکا حال معلوم نہین اسقدر جانتا ہون کہ شغل دائمی رکھتا ہی فرمایا کہ اُس سے تحقیق حال کرو اور اُس سے جب تک کچھ دریافت نکرو تو اُسکو مت چھوڑو مین آپ کے فرمانے سے اُسکے حجرہ مین گیا اور کہا تمھارا کیا حال ہی کہ آپ کے اصحاب سے نہین ملتے اور ہمیشہ تنہا گوشہ حجرہ مین بیٹھے رہتے ہو اور آمد رفت کا دروازہ یارون پر بند کر دیا کہا مین مرد فقیر اور مسافر ہون اور اپنے مین قابلیت اختلاط اصحاب کی نہین پاتا ہون ناچار مزاحم انکے وقت کا نہین ہوتا ہون مین نے اصرار کیا کہ البتہ تمھارا ایک حال ہی کہ وہ تمھارا مانع ہی صحبت سے اور مجھسے ظاہر کرنا چاہیے اُسنے کہا کہ یہ کیا مبالغہ ہی جو کرتے ہو مین نے کہا اس کام پر مین حضرت کیطرف سے مامور ہون اور جب تک حال نہ کہوگے اس مبالغہ کو مین ترک نکرونگا جوان سمجھا کہ ملازمان کی ابرام و دوری جگہ سے ہی ایک آہ کھینچی اور کہا ای فلان میرا حال عجیب و غریب ہی اور شمہ اُسمین سے یہ ہی کہ جب عشا کی نماز جماعت سے پڑھتا ہون اور حجرہ مین آتا ہون ایک لحظہ مراقبہ کرتا ہون اور اپنے طریقہ مقررہ سے مشغول ہوتا ہون جب ایک ساعت کہ گذر جاتی ہی ایک نور بے نہایت میرے اوپر ریزان ہوتا ہی اور میرے جمات

شگانہ کو دبا لیتا ہی اور میں اُس نور کے ظہور میں آپ سے غائب ہوجاتا ہون اور صبح کے وقت تک اُس غیبت اور بیخودی میں رہتا ہون اور دن بھر خوشی اور راحت میں بسر کرتا ہون - یہ حال ہی میری شبانہ روزی کا جب مجھے اُسکا طریق معلوم ہوا اُسکی غیرت اور رشک سے جلا چنانچہ بے اختیار آنسو آنکھ سے روان ہوئے اُس سخن نے بڑا کام میرے باطن میں کیا اُسکے پاس سے مین باہر آیا اور پھر حضرت مولانا نے مجھسے پوچھا کہ تو نے کیا دریافت کیا تحقیق آپ کا مقصود یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوجاے کہ ایسے آدمی آپکے گرد رہتے ہین اور ایسی مشغولیان رکھتے ہین - خدمت خواجہ کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت والد کے حکم سے کبھی کبھی اُس طالب علم کے لیے کھانا مین لیجاتا تھا اور وہ ہر تین چار روز مین ایکبار افطار کرتا جب ہاتھ کھانے کی طرف بڑھاتا اُس شخص کے مشابہ ہوتا کہ پیٹ بھرا ہوا ہو — خواجہ قطب الدین حصاری دولتمند تھے اس گروہ سے بہت اعتقاد اُسکو تھا اُس طالب علم کے حال سے آگاہ ہوا ایک غلام کو تعینات کیا کہ ہر روز خوان خواجہ سے ایک پیالہ طعام لذیذ کا اور ایک قرص نان میدہ کا اُسکے لیے مدرسہ مین لیجایا کرے - پہلے دن کہ کھانا لیگیا غلام کو اپنے سامنے بٹھلایا اور وہ سب کھانا غلام کو کھلا دیا غلام خالی پیالہ گھر مین لیگیا اور میان سے کہا کہ اُس ملانے تمھارے کھانے کو بڑی رغبت سے کھایا اور تمکو دعاء خیر کی خواجہ خوشدل ہوا اور غلام ہر روز کھانے کا پیالہ لیجاتا اور اُسی طالب علم کے کہنے سے کھایا کرتا اور یہ بات پوشیدہ رکھتا ایک سال مدت کے بعد یہ قضیہ ظاہر ہوا خواجہ نے غلام کے لات ماری اور پھر کھانا مدرسہ نہ بھیجا خدمت مولانا محمد فرماتے تھے کہ ایک روز میرے والد حضرت کے سامنے بیٹھے تھے اور مین نعمت مین ملو تھا اچانک والد نے فرمایا کہ محمد فلان کام کر آپ نے اُنسے کہا ای فلان یہ وہ محمد نہین ہی کہ تمنے دیکھا ہی — اُسوقت فرمایا کہ والد حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے بیمار ہوگئے تھے حضرت خواجہ نے دو درویش کو اُنکی خدمت اور تیمارداری کے لیے مقرر کیا تھا اور والد حضرت خواجہ کے اُن درویشون سے سختی اور بدخوئی کرتے حضرت خواجہ اُس حال سے واقف ہوئے آٹھے اور والد کے سرہانے آئے اور فرمایا کہ ای پدر یہ درویش لوگ جو ہماری صحبت مین نہین آتے ہین براے خدا آتے ہین طالب خدا ہین ہمپر اُنکی حرمت اور خدمتگاری واجب ہی اُنکے ساتھ کسلیے سخت روئی اور درشت خوئی کرتے ہو آپ کے والد نے کہا کہ ای بہاء الدین تو مجھے نصیحت دیتا ہی حالانکہ تیرا باپ ہون حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہان تم میرے باپ ظاہر نہین ہو لیکن معنی مین تمھارا باپ ہون مجھے بصورت تمنے تربیت اور پرورش کیا ہی اور مین تمھین معنی مین تربیت کرتا ہون - والد حضرت خواجہ کے خاموش ہوئے اور وہ درشتی اور بدخوئی ترک کردی جب حضرت مولانا نے یہ سخن فرمایا والد میرے بہت متاثر ہوئے اور پھر مجھے کام کرنے نہین فرمایا اور ہمیشہ تعظیم او تقدیم کرتے اور ہر چند مین بجا کی

اور نیاز مندی کرتا وہ رعایت اور حرمت مین زیادتی کیا کرتے اور نوبت وہان تک پہونچی کہ راہ مین قدم مجھسے
آگے نرکھے اور مجھے آگے کرتے تھے اور اگر مین انکار کرتا اسقدر مبالغہ کرتے کہ مین عاجز ہوتا اور پھر مجال مخالفت
کی نرہتی تھی ۔ فرماتے تھے کہ ایکدن ہمارے حضرت مولانا کے مرض موت مین شیخ مظفر کوکنی کہ سلسلۂ عالیہ
سے ایک بزرگ تھے ایک مرید ساتھ لیے آپ کی عیادت کو آئے اور ایک لحظہ بعد کہا اگر اجازت ہو تو
اپنے طریقہ پر چند ذکر ہین کرون آپ نے فرمایا بہتر ہے پس اُس بزرگ نے اپنے مرید کے ساتھ چند ذکر بطریق
جہر کیے اور تھوڑی دیر چپ رہے پھر شیخ نے سر اُٹھایا اور آپ سے پوچھا کہ تم سید ہو آپ نے فرمایا ہان
شیخ نے کہا کیا بات ہے کہ اس مدت العمر مین اپنی سیادت ملنا ہر نہ کی حال آنکہ اخفا اس نسبت کا روا نہین ہے
فرمایا کہ جب ہمارے والد نے وفات کی اُنسے شجرہ اور نسبت نامہ باقی رہا ہمکو شرم آئی کہ اُس وسیلہ کو کان
لگائین اور ہر طرف اُسے لیجائین اور لوگون کو دکھلائین ہم گئے اور اُسے دیوار کی ایک دراز مین رکھدیا اور تھوڑی مٹی اُسپر
لیپ دی اور اپنے دل مین ٹھہرالیا کہ جو کوئی ہمسے نسب ہمارا پوچھے پوشیدہ نکرین اور جب اس مدت العمر
مین کسی نے ہمسے نہ پوچھا ہمنے بھی نہین کہا آج کے دن جو تمنے پوچھا ہمنے نہین چھپایا اور جو واقعی تھا کہدیا پس
آپ نے شیخ سے پوچھا کہ ہماری سیادت سے تمہارے استفسار کا سبب کیا ہے کہا اس مراقبہ مین ایسا مشاہدہ
کیا کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے اور فرمایا ہمارے فرزند سعد الدین نے دو شخص کو اپنے
مریدون سے ہم تک پہونچایا اور مرتبہ ولایت پر واصل کیا آپ مسکرائے اور فرمایا چاہیے کہ آنحضرت نے زیادہ
کہے ہون مرید شیخ نے کہا ہمارے شیخ کے کان مین تھوڑا ثقل ہے آنحضرت نے تیس اور دو فرمائے اور شیخ نے
دو شخص سنے آپ نے اُس مرید سے کہا سچ یہ ہے جو تو نے کہا اور اُسکو شاباشی تیز گوشی و تیز ہوشی پر دی
پھر فرمایا کہ حق سبحانہ کی عنایت سے بتیس ۳۲ آدمی ہمارے یارون مین سے درجہ ولایت کو پہونچے ہین خدمت
مولانا محمد نے کہا اس محل مین کہ ہمارے حضرت مولانا نے یہ سخن فرمایا میرے دل مین آیا کہ دیکھیے ان بتیس آدمی
کے اندر مین بھی داخل ہون یا نہین آپ نے میرے خطرہ سے واقف ہو کر میری طرف نظر کی اور تبسم
فرمایا لیکن ہان اور نہین کچھ نہ فرمایا ۔

ذکر آپ کی صحبت کا شیخ عبد الکبیر یمنی قدس سرہ سے اور بعضی باتین کہ شیخ سے سنی ہین

جس زمانہ مین کہ خدمت مولانا محمد علیہ الرحمۃ مکہ مبارک مین زادہا اللہ شرفا وکرامۃ مجاور رہے حضرت
شیخ کی بہت ملازمت کی ہے فرماتے تھے کہ شیخ نہایت عالی مشرب اور بزرگوار اور اپنے زمانہ مین قبلہ
مشائخ حرم کے تھے بہت ثقہ لوگون سے اُس ملک مین سنا ہے کہ جب آپ یمن کیطرف سے مکہ مین آئے
ایک سال تک برابر نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا اور حرم کے طواف سے نہ آسودہ ہوئے اور اُس ایک سال کی

مدت مین نہ بیٹھے الا قعود تشہد نماز مین ۔ فرماتے تھے کہ جب پہلی بار مین حضرت شیخ کی صحبت مین پہونچا بہت
بزرگوار اُس مجلس مین حاضر تھے مین چوکھٹ مین بیٹھ گیا ایک لحظہ بعد سر اُٹھایا اور میری طرف نظر کی شفقت آ
پوچھا کہ مین ہو یعنے وہ کون ہے بعضے لوگ جو مجھے پہچانتے تھے اُنھون نے کہا کہ سلسلہ نقشبندیہ سے ہے آپنے
فرمایا ملیح ملیح ہم المخلصون ہم الصدیقون ترجمہ نمکین نمکین وہ مخلصین ہین وہ صدیقین ہین اور شیخ لوگون کی
تعریف مین بڑے بخیل تھے کبھی جو جنید اور شبلی کا ذکر آتا کہ مناسب اُنکے مشرب کے ہوتا کہتا کہ فلانے نے
سچ کہا ہے یا فلان نے بارہ کہا ہے ۔ کہتے تھے ایک دن حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرا ایک باپ تھا پانی پر چلتا اور
ہوا مین اُڑتا لیکن توحید کی بو اُسمین نہ تھی ایک روز مجلس مین کہ بہت اکابر علما اور فقرا اور عارف حاضر
تھے ایک تقریب مین فرمایا کہ حق سبحانہ عالم الغیب نہین ہے اکثر حاضرین اُس بات سے کانپ اُٹھے اور بعضے پیچ و تاب
کھانے لگے اسواسطے کہ بظاہر خلاف نص معلوم ہوتا تھا حضرت شیخ نے پایا کہ وہ کلام بعض کے حوصلہ عقل مین
نہین سماتا اپنے قصد سے تنزل کیا اور فرمایا جہان کہ حق ہے سب شہادت ہے اور اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے
کہ غیب کہہ سکین جب غیبت معدوم ہو تو معدوم کا علم ہو پس عالم الغیب جو قرآن مین واقع ہے ہماری نسبت
ہے نہ حق سبحانہ کی نسبت ۔ راقم الحروف نے دوسرے دن خلوت مین خدمت مولانا محمد علیہ الرحمۃ سے پوچھا
کہ آپ نے کل فرمایا کہ شیخ نے اُس سخن مین اپنے قصد سے تنزل کیا اگر تنزل نکرتے وہ سخن کس معنی پر خیال کیا جا
فرمایا کہ مرتبہ ذات بحت اور ہویت صرف مین سب نسبتین اور اضافات ساقط ہین اور جب اُس مرتبہ مین اضافت نسبت
علمیت کی نہین ہے پس اُس مرتبہ مین عالم الغیب نہ کہین فرمایا کہ حضرت شیخ حیوان نہین کھاتے تھے اور گوشت کھانے
سے پرہیز کرتے کہتے تھے مجھے تعجب آتا ہے لوگون سے کہ جو چیز دو آنکھ رکھے اور آنکی طرف دیکھے اُسکے گلے پر چھری رکھتے
ہین اور اُسکو مار ڈالتے ہین اور اُسکے گوشت کو آگ پر سینکتے ہین اور کھاتے ہین ۔ حضرت شیخ کے اس
کلام سے کہ آپ نے نقل کیا اسکی بو آتی ہے کہ شیخ اُس زمانے مین مقام ابدال کے ساتھ متحقق ہونگے کہ یہ
صفت خاص طبقہ ابدال کی ہے کہ کسی حیوان کو نہین مارتے اور نہ آزار دیتے ہین اور کوئی حیوان نہین کھاتے
اس سبب سے کہ حیات حقیقی کا سریان اشیا مین ہے اُسکا شہود ان ابدال پر اُس مقام مین غالب ہے فرماتے
تھے کہ حضرت شیخ ہمیشہ کے روزہ دار تھے اُنکے پاس ایک تھیلی تھی جسمین تھوڑے ستو رکھتے تھے اور کاسہ
چوبین جب افطاری کا وقت آتا اُس کاسہ چوبین کو تھیلی سے باہر نکالتے اور تھوڑا آب زمزم اُسمین ڈالتے
اور تین انگشت سے اُس تھیلی مین سے ایکبار تھوڑے ستو نکالتے اور اُس پانی مین ملاتے اور پیتے اور
دوسری رات تک غذا اور شربت اُنکا یہی تھا ۔ فرماتے تھے کہ جب حضرت کی ملازمت سے مصر مین آیا مینے
سنا کہ مصر کے بعضے مشائخ کبار نے خواب مین دیکھا ہے کہ ایک بڑا اولیا نابینا ہو جاتا ہے بعد ازان قطب مان

اور غوث روزگار اور دو سال مرتبہ غوثیت مین متمکن رہتا ہی پھر مرجاتا ہی اُس عرصہ مین خبر سفر مین آئی کہ دونو
انکے شیخ عبدالکبیر کی جاتی رہین اُسکے بعد دو سال اور زندہ رہے پھر مکہ مبارک مین وفات کی اور اُنکی
قبر مبارک وہان مشہور ہی اُسکی زیارت کیجاتی ہی اور اُس سے برکت حاصل کیجاتی ہی۔

بین فوائد النفاسیہ المسموعة اور وہ گیارہ رشحہ مین بیان کیے جاتے ہین۔

رشحہ ۱ فرماتے تھے کہ حافظ کاشغری رحمہ اللہ تعالے سے مین نے سنا ہی جو حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ
کی مجلس مین بہت حاضر رہا کرتے تھے ایک دن اوائل مین حضرت خواجہ کے سامنے مین بیٹھا تھا اور آپ خاموش تھے
اور وہ خاموشی بہت دیر تک رہی آخر کو مین نے کہا ای خواجہ کوئی سخن فرمائیے کہ اُس سے فائدہ ہمکو
ملے اور بہرہ مند ہون فرمایا کہ جو شخص ہماری خاموشی سے فائدہ نہین پاتا ہمارے سخن سے بہرہ نہ پائیگا۔

رشحہ ۲ یہ بھی حافظ سے نقل کی کہ کہا ایک روز حضرت خواجہ نے یہ بیت پڑھی بیت بہ عفت کہ میشود لکن چنین
کہ خویش را بسر کوی آن نگار کشے + اور لفظ کشتی کا کاف کے فتح سے پڑھا اور پھر مصراع دوم کی تکرار
کی۔ کہ خویش را بسر کوے آن نگار کشے + اور اس دفعہ لفظ کشتی کا کاف کے ضمہ سے پڑھا۔

رشحہ ۳ فرماتے تھے کہ ایک دن خواجہ شمس الدین محمد کوسوی قدس سرہ کہتے تھے کہ باز کی صفت ہونا
چاہیے کہ ایک پرواز کی اگر شکار ملا خوش والا قرار پکڑا اور ہم کہتے ہین بلکہ ہما کی صفت رہنا چاہیے کہ ایک
پرواز بھی نکرے اور سڑے ہوئے استخوان پر قناعت کرے۔

رشحہ ۴ فرماتے تھے کہ آدمی نہایت کاہلی سے کہتے ہین کہ کل کام کرینگے وہ نہین سوچتے کہ آج کا دن گذرے
دن کی کل ہی اس دن مین کیا کام کرتے ہین جو کل کرینگے اس سخن کا مضمون جو فرمایا اس قطعہ مین نظم
کیا گیا قطعہ مکن در کار ہا زنہار تقصیر + کہ در تاخیر آفتہاست دلسوز + بفردا افگنی امروز کارت +
ز کند پاے طبع حیلت آموز + قیاس امروز گیر از حال فردا + کہ ہست امروز تو فردای دیروز۔

رشحہ ۵ فرماتے تھے کہ ہمارے مولانا فرماتے تھے کہ سمرقند مین میرا دل تنگ ہوا حصار گیا وہان بھی یہی حال
ہوا کسواسطے کہ اُس سفر مین نیت دینی اپنی طرف سے نہ پائی ایک دن راستہ چلا جاتا تھا ایک شخص میرے
سامنے آیا اور یہ بیت میرے اوپر پڑھی بیت با عاشقان نشین و ہمہ عاشقی گزین + با ہر کہ نیست عاشقی ہرگز مشو قرین
پھر اُس شخص نے کہا ای جوان یہ بیت مجھ سے سیکھ اور اُسکے مضمون پر عمل کر تا کہ تیرا سفر بیفائدہ نہووے مین نے
کہا خدا کا شکر ہی کہ اس سفر مین لوٹ پوری ملی بیت یاد کرلی اور واپس گیا فرماتے تھے جو شخص اس
بیت کا عامل ہو ایسی سعادت کو پہونچتا ہی کہ ہرگز اُسے شقاوت نہو۔

رشحہ ۶ فرماتے تھے کہ ایک دن مولانا محی الدین واعظ نوّے برس کی عمر مین ہمارے حضرت مولانا کے

پاس آسکے بڑی نیازمندی کے ساتھ کہتے تھے کہ ہمت رکھیے کہ حق تعالے مجھے سیدھی توجہ اپنی جناب کیطرف کرامت فرمائے ہمنے اُس مجلس مین دل کے اندر اُسپر اعتراض کیا کہ ایک بوڑھا صوفی نوے برس کی عمر کا زاری و نیاز کے ساتھ توجہ راست مانگتا ہے اب کہ ہم بوڑھے ہوگئے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ حق اُسکا سیر تفکر کی طرف تھا کیونکہ توجہ راست وہ ہے کہ قبلہ سالک کا ذات بحت ہو اور اسما وصفات کی طرف توجہ سے خلاص ہو اور یہ بدرجۂ اقصی غایت صعب اور دشوار ہے۔

رشحہ۸ آخری عمر مین فرماتے تھے کہ تیس برس ہوئے کہ غفلت پر قدرت نہین رہی اگر ہم چاہین کہ ایک وقت اپنے کو غافل کرین اُسپر قادر نہین بعد ازان یہ بیت خسرو کی غزل سے پڑھی بیت بجان تو کہ فراموش نیستی لفظے ✦ اگرچہ می شدی اکنون نمی شوی چکنم ترجمہ [illegible]ری قسم کہ فراموش تو نہین اک دم اگرچہ ہوتا تھا پہلے پر اب نہین ہوتا۔

رشحہ۸ ایک دن خلوت در انجمن اور بباطن با حق اور بظاہر با خلق کے معنی مین باتین فرماتے سے بعد ازان یہ بیت پڑھی بیت قصاب دہ اگرچہ کہ بارا بکشت زار ✦ ہم میچریم درده دہم بر قنارہ ایم ✦ ترجمہ قصاب نے گانون کے ہر چند ہمین بیڈ ہب قتل کیا پھر بھی گانون مین ہم چرائی کرتے ہین اور بھی اُسکے لٹکانے کی رسی پر ہین

رشحہ۹ فرماتے تھے کہ مثل میری مرغابی کی مثل ہے جو دریا کے اوپر ہے جو چاہیے تو پانی مین سر چھپا لے چاہے تو دریا کے اوپر پھر اور اس سخن مین بیان مقام جمع الجمع کے اندر متحقق ہونے لگا جو کہ شہود حق اور خلق کا باہم گر جمع کرنا ہے

رشحہ۱۰ ایک دن فرماتے تھے کہ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے کہا ہے کہ بعضے اولیا کو بعد ان ریاضت بسیار ظہور عالم کا بھید کھل جاتا ہے کل شب کو مین نے یہ بات حضرت حق سبحانہ سے چاہی ایک امر ظاہر ہوا کہ میری طاقت بشری کو اُسکے بار اُٹھانے کا تحمل نہ تھا قریب ہوا کہ وجود عنصری میرا بکھر جاے اور ریزہ ریزہ ہو اور روح بدن سے نکلجاے پھر مناجات اور زاری کی اُسوقت حق سبحانہ وتعالے نے اُس معنی کو پوشیدہ کر دیا اور ابتک اُسکا اثر باقی ہے اور یہ میری گفتگو آج کے دن کی کلمنی یا ہمسایہی میری ہے اور عادت کے برخلاف اُس دن زیادہ باتین کرتے تھے۔

رشحہ۱۱ ایک دن کہتے تھے اگر مجھے چھوڑ دین تو ہرگز لب نہ کھولون میرا بات کہنا ضرورت کی وجہ سے ہے پس یہ دو بیت پڑھین بیت عاشقان را چہ روے با تو جز آنکہ ✦ لب بدوزند و در تو می نگرند ✦ بر در تو مقیم نتوان بود ✦ حلقہ میزنند و بگذرند ✦ ترجمہ عاشقون کو نہ منہ ہے اُسکے سوا ✦ کہ کرین بند لب تجھے دیکھین ✦ تیرے در پر نہین ٹھہر سکتے ✦ مار ی زنجیر و چلدیے پل مین۔

من خوارق عاداتہ قدس سرہ بعضے عزیز قصبہ روج کے کہ مولانا کی خدمت مین قدیمی سابقہ اور

اخلاص رکھتے تھے اُنھون نے ذکر کیا کہ آپ کے والد کا ایک ساربان نہایت سخت مزاج تھا کہ اُنکے اونٹون کا کام کرتا
اور مولانا اُسوقت چھوٹی عمر کے تھے ایک دن اونٹ پر سوار ہوئے اور ہر طرف کو چلاتے تھے اُس شتربان
کو کچھ کام تھا حاضر نہ تھا جب اونٹون کی طرف آیا کہ آپ اونٹ پر سوار ہین اور ہر طرف چلاتے ہین اور خوشی مین
اُسنے جہالت اور سختی کرنی شروع کی اور اونٹ کو درشتی سے بٹھلایا اور آپکو کجاوہ سے زمین پر گرادیا کہ آپ کے چوٹ
آئی آپ روتے ہوئے گھر مین آئے آپ کی والدہ نے جو اس بات کی خبر پائی ساربان کو سخت سست اور
برا بھلا کہا جب رات ہوئی آپ اُسی ملال اور ماندگی مین سو گئے اور وہ ساربان عادت کے موافق اونٹون
کے پاس سو رہا جب تھوڑی رات گذری تھی کہ وہی اونٹ جسپر آپ سوار ہوئے تھے اپنی خوابگاہ سے اٹھا
اور ساربان کو اپنے سینہ کے نیچے لیکر رگڑنا شروع کیا ساربان جاگا اور بہت چلایا جو لوگ اُسکے اس پاس تھے جاگ
اٹھے اور اُسکے پاس گئے جب یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر لکڑیان اُس اونٹ کے سر اور منھ پر مارین اور ہر چند
سعی کی اُسنے ہرگز نہ چھوڑا اور اُسیطرح سینہ تلے ملتا تھا یہان تک کہ خاک کے برابر کردیا اور اس صورت کا
مشاہدہ موجب مزید عقیدہ اور توجہ والدین اور احباب و اقربا کا مولانا کی نسبت ہوا۔ ایک جوان معمار
بہت خوش طبع اور اہل تھا لیکن فسق و فجور اور شراب خواری مین مبتلا اور عمارت مدرسہ و خانقاہ سلطان حسین
مرزا مین عمارت کے کام پر مقرر تھا ایک دن دروازہ کی پشت پر کہ خانقاہ اور مدرسہ کے درمیان ہے پاڑ پر
بیٹھا ہوا پانون لٹکائے عمارت کے کام مین مشغول تھا اور سوار پیادہ سب اُس پاڑ کے نیچے سے گذرتے
تھے اتفاقاً اُسدن مولانا مزار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے سوار پھرے تھے اور گذرگاہ اُنکا اُس
پاڑ کے نیچے سے تھا جب پاس آئے تو وہ جوان اعتقاد اور ادب کے سبب دونون پانون اپنے اٹھا کر آپکی تعظیم
کے لیے کھڑا ہو گیا اور بہت نیازمندی کی اور آپ کو اُس موقع پر یہ ادب اُسکا پسند خاطر ہوا اُسکی طرف
توجہ کی اور نظر غور سے کی گویا وہ نظر ایک تیر تھی کہ اُسکو شکار کرلیا جب آپ اُس پاڑ کے نیچے سے گذر گئے اُسکو
اُس بلندی پر بے اختیاری اور اضطراب ایسا عظیم پیدا ہوا کہ بے اختیار گارے اور چونہ مین ہاتھ پانون
بھرے سنے اپنے کو اُس پاڑ سے نیچے گرادیا اور آپ کے پیچھے دوڑا اور پیچھے پیچھے دروازہ جامع مسجد تک
گیا جب آپ اپنے گھر آئے وہ مسجد کے غسلخانہ مین گیا ہاتھ پانون دھوئے اور غسل کیا جب غسلخانہ سے
باہر آیا آپ بھی اُسکے قریب مکان سے باہر آئے اور اُسپر بہت التفات کیا اور جامع مسجد مین تنہا آئے اور
وہ آپ کے پیچھے گیا اور اُسیوقت اُسکو طریقہ تلقین فرمایا اور نفی اثبات مین مشغول کیا اور تمام مفسدین سے جدا
اور اُسی دفعہ ترک صحبت اور اختلاط اپنے یاران قدیم کا کیا اور صحبت کو ملازمت اور خدمت پر آپکے
اور آپ کے اصحاب کی حصر کیا اُسکے یار آشنا اور دوستان قدیم اس معاملہ مین متعجب اور متحیر تھے کہ

اُسے کیا ہو گیا کہ ایکبار گی ایسی پریشانی اور میخواری سے متنفر ہو کر صحبت احباب کو بالکل چھوڑ دیا بعد اُسکے جبتک زندہ رہا ہرگز کسی نے اُس سے ترک ادب نہین دیکھا تین برس بعد ابتدار توبہ سے مرگیا ایک طالب علم نے کہ تحصیل بجا حاصل کو ترک کر کے آپ کی ملازمت مین آیا اُسنے نقل کی کہ ایک روز آپ مسجد جامع مین بیٹھے تھے اور ایک گروہ اصحاب آپکے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے ہر شخص ایک امر کی نگہداشت مین جسپر وہ مامور تھا اور مین بھی موافقت کے لیے آنکھین بند کیے تھا اور نفی خاطر کر رہا تھا ناگاہ میری خاطر مین گذرا کہ سُنا ہے اس سلسلہ کے خواجگان قدس اللہ تعالے ارواحہم کبھی کبھی خاطر کسی پر جاتے ہین اور اُسکے باطن مین تصرف کرتے ہین اور ہرگز مثل اُسکے کوئی امر آپ سے دیکھنے مین نہین آیا یہ بات تو ہے نہین کہ آپ کو قوت تصرف نہو پس ثابت ہے کہ ہماری استعداد مین قصور یا فتور ہے کہ آنکے تصرف کے قبول کرنے کے لائق ہم نہین ہین جب یہ خطرہ دوبار ہوا اور شغل باطنی سے باز رکھا یکایک دیکھا کہ دل میرا لرزا اور تڑپنے لگا اور بڑا تغیر میرے باطن مین پیدا ہوا مین نے سر اُٹھایا دیکھا کہ آپ تیز تیز مجھے دیکھ رہے ہین حال میرا بدل گیا قلق اور اضطراب باطن مین ظاہر ہوا آپ کی صورت دیکھنے اور اُس قسم کی نگاہ کی وجہ سے جو خلاف عادت تھا ایک عجیب کیفیت مجھ مین ہوئی کہ بے اختیار مین نے نعرہ مارا اور بیخود گر پڑا اور بہت دیر تک اُس بیخودی مین رہا جب افاقہ ہوا آپ کو یارون کے ساتھ مراقبہ مین پایا اور ایک کیفیت قوی اپنے باطن مین پائی کہ ہرگز ویسی نہ دیکھی تھی اور دس روز کے قریب اُسکا اثر اپنے اندر دیکھتا تھا اور اُس سے بڑی لذت مجھے ملتی تھی اوائل حال مین کہ راقم الحروف جامع مسجد ہرات مین ہر روز آپ کی ملازمت مین پہونچتا تھا ایک روز آپ کے پیچھے مین نماز ادا کر رہا تھا دیکھا کہ آپ وقت قیام داہنے پانون پر کھڑے ہین اور بائین پانون کو آرام دیتے ہین خاطر مین آیا کہ نماز مین آداب قیام سے ایک یہ ہے کہ دونون پانون پر ٹھیک کھڑے ہون بغیر اسکے داہنی طرف یا بائین طرف جھکین الا جب کہ مانع شرعی ہو اور درد سے دونون پانون پر کھڑا ہونا دشوار ہو حال آنکہ آپ کے پانون مین عارضہ کا اثر ظاہر نہین ہے یہ ترک ادب آپ سے کسی طرح ہوا اور اس خطرہ نے غلبہ کیا جب نماز سے مین فارغ ہوا صحبت مین بیٹھے تھوڑی دیر سکوت کیا بعد ازان مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک روز لڑکائی مین والد مجھے زیارت حضرت بہاء الدین عمر قدس سرہ کے لیے لیگئے اور حضرت شیخ اُن دنون زیارتگاہ مین رہتے تھے اور اتفاق سے موسم جاڑے کا تھا اور ہوا نہایت سرد اور پانی یخ سے بندھا ہوا مجھے ایک سواری پر بٹھلایا اور پانون میرے ڈھک دیے تھے جب شہر سے ہم باہر آئے بایان پانون میرا کھل گیا اور مین نے نہایت حیا اور ادب سے کچھ نکہا اور دم نہ مارا اور مجھے خود اتنی قدرت نہ تھی کہ اپنے پانون ڈھک لون اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی میرا

پانون سردی مین اینٹھ گیا یہان تک کہ زیارتگاہ ہم پہونچے ایسا پانون میرا کام سے گیا تھا کہ مجھے سواری سے اُتارا بہت عرصہ مین تھوڑی حس وحرکت میرے پانون مین ہوئی اُس روز سے پانون مین نقص آگیا ہو کہ نماز مین پورا اُسپر نہین کھڑا ہوا جاتا۔ ایک شب مین نے خواب دیکھا کہ مسجد جامع ہرات کے صحن مین کھڑا ہون یکایک جناب مولانا ظاہر ہوئے اور مین اُنکی پیشوائی کے لیے آگے گیا دیکھا کہ دونون آنکھ آپ کی جاتی رہی ہین اس صورت سے نہایت متوحش اور غمناک ہوا صبح جو آپ کی ملازمت مین گیا متفکر تھا کہ یہ خواب آپ سے کس طرح عرض کرون اور دیکھیے اسکی تعبیر کیا ہو آخر یہ بات قرار دی کہ کچھ نکہون اور منتظر رہون شاید کہ آپ کوئی بات فرمائین کہ یہ مشکل حل ہو بڑی دیر تک صحبت سکوت سے گذر رہی اور یہ تشویش خاطر سے نہین جاتی تھی بعد از انتظار بسیار آپ نے سخن آغاز کیا اور میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ انسان کی دو آنکھہ ہین ایک عالم ملک کی ناظر ہو اور دوسری عالم ملکوت کی پس اگر کوئی خواب مین دیکھے کہ ایک شخص کی داہنی آنکھہ نابینا ہو اور بائین روشن ہو اُسکی یہ تعبیر ہو کہ نظر اُسکی عالم ملکوت سے نابینا ہو اور اُسکی توجہ عالم ملک کی طرف ہو اور یہ حال اہل حجاب کا اور مرتبہ عوام کا ہو اور اگر خواب مین دیکھے کہ اُسکی بائین آنکھ نابینا ہو اور داہنی آنکھہ روشن ہو اُسکی یہ تعبیر ہو کہ نظر اُسکی عالم ملک سے نابینا ہو اور توجہ اُسکی عالم ملکوت کی طرف ہو اور یہ واقعہ حال اہل کشف کا اور مرتبہ خواص کا ہو اور جو دیکھے کہ دونون آنکھہ کسی شخص کی اس گروہ سے نابینا ہو اُسکی تعبیر یہ ہو کہ نظر اُسکی ملک اور ملکوت اور عالم ناسوت سے بالکل نابینا ہو اور عالم جبروت ولاہوت کا ناظر ہو اور یہ حال اخص خواص کا ہو تمام شد کلام او قدس سرہ واضح ہو کہ اصطلاح صوفیہ قدس اللہ ارواحہم مین عالم ملک کہ اُسکو عالم خلق بھی کہتے ہین عبارت مرتبہ شہادت سے ہو یعنے عالم جسم جسمانیات اُسکا قعر دایرہ فلک الافلاک سے تا مرکز کرہ خاک ہو اور یہ ایک عالم ہو کہ وجود اُسکا مدت اور مادت پر موقوف ہو اور عالم ملکوت کہ اُسکو عالم غیب بھی کہتے ہین عبارت عالم ارواح اور روحانیات اور فرشتون سے ہو اور وہ ایک عالم ہو کہ وجود اُسکا موقوف مدت اور مادت پر نہین ہو بلکہ بحکم وامر حق سبحانہ بیواسطہ اور بے سبب موجود ہوا ہو اور شیخ کمال الدین عبد الرزاق کاشی نے اپنے اصطلاحات مین یون کہا ہو کہ اس عالم کو اس جہت سے عالم امر کہتے ہین کہ صرف امر کن سے موجود ہوا ہو اور حضرت شیخ اکبر شیخ محی الدین قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ اس عالم کو عالم امر اسوجہ سے کہتے ہین کہ اُسمین امر محض ہو اور کوئی نہی نہین ہو اسواسطے کہ اس عالم کے لوگون کی استعداد کہ ملائکہ ہین اسطرح کی ہو کہ مخالفت کو نہین راہ نہین ہو کہ نہی کو اُسپر مرتب ہونا چاہیے اور عالم جبروت عبارت عالم اسما وصفات الٰہی سے ہو اور عالم لاہوت عبارت مرتبہ ذات سے ہو بلا اعتبار اسما وصفات کے اور عالم ناسوت عبارت عالم اجسام جسمانیات

سے ہو اور یہ لفظ لاہوت اور ناسوت کا کہ ایکدوسرے کے مقابلہ مین ہو منجملہ عبارات انصاری واصطلاح انکے سے ہو کہ کبھی صوفیہ اُسکو مرتبہ غیب و شہادت پر اطلاق کرتے ہین اور اللہ اعلم ہو

ذکر آپ کی کیفیت انتقال کا دار الفنا دنیا سے دار البقا آخرت کو

آپ کی وفات وقت چاشت شنبہ کے دن سولھوین رمضان ۹۰۴ نوسو چار مین ہوئی استخوان کے اوائل شعبان مین بہت باعث ہوئے اور بڑی کوشش کی کہ راقم ایحروف کی نسبت دامادی خواجہ کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کی خدمت مین ہو جاوے اور خود مجلس عقد مین باتفاق مولانا استاذی رضی الدین عبد الغفور علیہ الرحمۃ والغفران کے حاضر ہوئے اور انکے حضور مین نکاح ہوا پھر تخمیناً چالیس روز کے بعد بیمار ہوگئے اور ابتدا انکے مرض کی روز شنبہ نوین رمضان تھی اور جمعہ کی شام اس مہینے کی پندرھوین کو آپ کے پاس مین آیا بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ اب تو ہمارے حضرت مولانا قدس سرہ کی سلک اولاد مین آیا دوسرے کسیکو تیرے اوپر قدرت نہین اسکے بعد تو سایۂ حمایت اور عنایت مین آپ کی ہو امیدوار رہ اور دل خوش رکھ کہ سب کام با مراد ہین اور بڑی نوازش اور پسندیدگی کی اس اثنا مین بعض اصحاب نے آپ کے پوچھا کہ آپ کے خدام آپ کے بعد کہان جائین فرمایا جہان انکا زیادہ عقیدہ ہو کہا اگر آپ کے ہی گرد رہین تو کیسا ہو فرمایا دور نہین بعد ازین یہ عبارت کہی آنانکہ متعین اند انتقال از حالی بحالی و از صفتے بصفتے نقل میکنند ترجمہ جو لوگ متعین ہین وہ ایک حال سے دوسرے حال مین اور ایک صفت سے دوسری صفت مین نقل کرتے ہین۔ میری خاطر مین اُس عبارت کے معنی اس مجلس مین یہ آئے کہ یعنے جو لوگ کہ متعین ہین مرتبۂ ولایت وارشاد مین دنیا سے کہ آخرت مین جاتے ہین بحکم ان اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار ایک حال سے دوسرے حال مین نقل کرتے ہین اور یہ انتقال وارتحال موجب انقطاع انکے فیض وفائدہ کا نہین ہو بلکہ جب تک کہ وجود بشریت کے مقید ہین ممکن ہو کہ انکی فیض رسانی مین بوجہ عوارض بشری گاہ گاہ فتور واقع ہولیکن جس وقت کہ اُس قید سے بالکل خلاص پاوین اور عالم برزخ مین قدم رکھین ہر آئینہ انکا فائدہ اور فیض اتم واکمل ہوگا جیسا کہ سلطان ولد فرزند بزرگوار مولانا جلال الدین رومی قدس سرہما نے وفات کے وقت مریدون سے کہا اگرچہ حق میری میرے بدن سے مفارقت کرے غم نکرو اور ناامید مت ہو کہ جب تک تلوار میان سے نکلا کچھ کام نہین کرتی بعد ازان کہ خدمت مولانا نے وہ سخن کہا کسی نے ان لوگون سے مراقبہ کا طریق پوچھا فرمایا طریقہ ہمارے مراقبہ جو ہم کرتے ہین نادر اور یہی مستحق ہو مگر اُسکا حفظ دشوار ہو تمکو نفی واثبات کے طریق سے مشغول رہنا چاہیے اور اُس حقیقت سے کہ تم اعتقاد کیے ہو کہ حق ہو ملنا چاہیے اور ہمیشہ اُس حقیقت کو آپ سے طلب کرو چنانچہ

کہ اب باری وظیفہ دل کا یا اللہ ہو ہین سنے آپ کا یہ سخن مولانا عبدالغفور علیہ الرحمہ سے عرض کیا فرمایا کہ اگر آپ سے پیشتر ہین یہ سخن سنتا اس سے زیادہ آپ کی ملازمت کرتا اور آپ کی فوت صحبت پر افسوس کیا اور جب صبح شنبہ سولھوین تاریخ ہوئی خاک پاک طلب کی اور تیمم کیا اور اشارت سے نماز ادا کی اور طلوع آفتاب کا وقت تھا کہ انفاس نفیسہ آپ کے پے در پے آنے لگے اور تا وقت چاشت یہ حالت رہی اور اس اثنا شیخ تمام بیٹھے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے کو بڑی کوشش سے نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم پر متعین کیا تھا اور آپ کے انفاس نفیسہ سے کلمہ مبارک اللہ کا نکلتا تھا اور اس درمیان مین ایک زاہد صالح کہ اس طریقہ سے نہ نسبت اسکو زیادہ تھی آپ کے سامنے بیٹھا تھا اسنے چلا کر کہا لا الہ الا اللہ لا الہ الا آپ نے دست مبارک سے اشارہ اسکے منھ کی طرف کیا کہ لا الہ الا اللہ نکھو خدمت مولانا عبدالغفور نے علیہ الرحمۃ والغفران حاضر تھے اسکو کہا کہ کلمہ اللہ کہو اسنے بلند کہا اللہ اللہ آپ نے اپنے ابروے مبارک سے اشارت کی کہ یہی کلمہ کہو کیونکہ یہ مقام نفی و اثبات کا نہین ہے بلکہ مقام صرف اثبات کا ہے اسیطرح اللہ کہتے ہوے نفس مبارک آپ کا منقطع ہوگیا اور روز یکشنبہ سترھوین مہینے کی آپ کی نعش کو خیابان لیگئے اور خاص و عام شہر اور گرد نواح ہرات نے صحراے عیدگاہ مین آپ کے اوپر نماز ادا کی اور تحت مزار حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ کے مرقد کے پیچھے دفن کیا اور چار مہینے کے بعد ایک ایسی صورت واقع ہوئی کہ آپ کے بعض اصحاب نے اصرار کیا اور آپ کو وہان سے حضرت شیخ اسلام خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہ کے حوالی مزار فائض الانوار مین کازرگاہ لیگئے اور اس خطیرہ مین کہ حضرت مولانا نے اپنے واسطے بنایا تھا دفن کیا اور بعضے بزرگون نے انکی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا **قطعہ شیخ روحی** کہ بود ز استحقاق + زبدۂ عارفان روے زمین + کرد پرواز از نشیمن خاک + روح پاکش باوج علیین + مرشد عصر بود ز ان بخشش + ز اتفاقات وہ گشت ہمین + ترجمہ شیخ روحی جو تھا باستحقاق + زبدۂ عارفان روے زمین + خاک کے گھر سے کرگئی پرواز + روح پاک اسکی تا بہ علیین + مرشد عصر تھی یہی تاریخ + ہوگئی اتفاق سے تکمین + مقالہ تمام ہوا جسمین ذکر طبقہ خواجگان سلسلۂ شریفہ نقشبندیہ کا تھا قدس اللہ ارواحہم العلیہ بعد اسکے تین مقاصد اور خاتمہ موعود کا شروع ہوتا ہے جسمین حضرت کے آبا و اجداد کرام و اولاد و اصحاب عظام کا اور حضرت کے احوال و اطوار اور خصائل اور فضائل اور معارف اور لطائف اور کرامات اور خوارق عادات اور انتقال و ارتحال کا ذکر ہے۔

پوشیدہ نرہے کہ جملہ حکایات و امثال حقایق و دقایق سے کہ اثنا احوال مین حضرت سے بے واسطہ مسموع ہوئے اور دوسرے مقصد مین بیان ہونگے تھوڑے اس قبیل سے ہین کہ حضرت امیر عبدالاول اور خدمت

محمد قاضی رحمہا اللہ تعالے اپنے مسموعات مین لائے ہین ازانجا کہ مین نے بھی حضرت سے اُن باتون کو بے واسطہ سنا تھا جائز نرکھا کہ اُسکو فروگذاشت کرون اور اِس مجموعہ شریفہ مین نہ لاؤن ضرور ہے وہ چند نقل مسموع بھی اُسی عبارت کے ساتھ کہ وہ عزیز لائے ہین وارد کیا تاکہ بحکم ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانۃ اے ایہا ترجمہ ہر آئینہ اللہ تمکو حکم دیتا ہی کہ امانت کو اُسکے اہل کے حوالہ ادا کرو ۔ بلاآمیزش خیانت کے عہدہ ادائے امانت سے باہر آؤن اور اللہ ہی کے ساتھ توفیق ہی اور اُسیکے ہاتھ مین باگ تحقیق کی ہی ۔

مقصد اول اسمین ذکر ہی حضرت کے باپ دادا اور اقربا کا اور تاریخ ولادت اور احوال ایام طفولیت کا اور تھوڑا ذکر حضرت کے فضائل اور اخلاق و اطوار کا اور ابتدائے سفر اور مشایخ زمان کی ملاقات کا جو ماوراء النہر اور خراسان مین ہوئین اور اِس مقصد مین تین فصل ہین ۔ فصل اول حضرت کے آبا و اجداد و اقربا کے ذکر مین ہی فصل دوم مین حضرت کی تاریخ ولادت اور احوال طفولیت اور کسیقدر شمائل و اخلاق و اطوار کا ذکر ہی فصل سوم حضرت کے ابتدائے سفر اور مشائخ زمانہ کی ملاقات کے بیان مین ہی

فصل اول آبا و اجداد و اقربائے حضرت کے ذکر مین ۔ مخفی نرہے کہ اکثر آبا و اجداد و اقربائے پدری و مادری حضرت کے صاحب علم و عرفان اور صاحب ذوق و وجدان ہوئے ہین ان اوراق مین بعضے احوال اُنکے اور اصحاب و خلفاء اُنکے بر سبیل اجمال مذکور ہوتے ہین

خواجہ محمد الشامی رحمہ اللہ

حضرت کے جد اعلے تھے اور اصل مین بغداد سے ہین اور مشہور خوارزم سے ہین اور شیخ عالم عامل امام ربانی ابوبکر محمد بن اسمٰعیل قفال شاشی علیہ الرحمہ کے اصحاب سے تھے کہ بڑے علماء شافعیہ سے ہین شیخ ابوبکر قفال کے مقامات مین مذکور ہی کہ انھون نے عمر کے سال کو تین قسم کیے تھے ایک سال کفار کی جنگ کو روم کی طرف جاتے تھے اور ایک سال حج اسلام کرتے اور ایک سال اپنی ولایت مین رہتے تھے اور علوم شریعت و طریقت کی تعلیم مین مشغول رہتے جس سال کہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و کرامۃ کیلیے گئے تھے وہان سے مراجعت کرکے بغداد مین جب پہونچے خواجہ محمد تامی کہ بغداد کے نامی گرامی اعیان سے تھے حضرت شیخ کی صحبت مین گئے ہین اور آپ کے مرید ہوئے اور وطن مالوف چھوڑا اپنے ساز و سامان اور عیال اطفال کے ساتھ ہمراہ شیخ ولایت شاش مین گئے ہین اور بقیۃ العمر وہین سکونت کی ہی اور آخر حیات تک شیخ کی خدمت اور ملازمت مین رہے ہین ۔ حضرت شروع احوال مین جب ولایت شاش مین رہا کیے زیارت قبر شیخ کی مداومت رکھتے اور فرمایا کرتے کہ حضرت شیخ بحسب نسبت

بہت مددگار رہین منقول ہی کہ ایک روز اسمعیل اتا جنکا ذکر سلسلۂ خواجہ احمد یسوی قدس سرہ مین آچکا ہی قبر شیخ کے سامنے گذرتے وقت وہان کے کسی آدمی سے پوچھا کہ شیخ کو وفات کیے کتنے برس گذرے ہین لوگون نے کہا بڑا زمانہ گذرا اور تاریخ یاد کی اسمعیل اتا نے کہا کہ بڑائی مگھا کس کام مین نہین آتی یہ کہتا تھا کہ ہوا سے ایک گھاس کا تنکا نیچے آکر اُسکی آنکھ مین گر پڑا اور باہر نہ نکلا اور آنکھ مین خلش کرتا رہا یہان تک کہ وہ آنکھ جاتی رہی۔

شیخ عمر باغستانی رحمہ اللہ

موضع باغستان سے تھے کہ تاشکند کے پہاڑ کے تلوئے سے ہی اور یہ شیخ جد اعلے مادری حضرت کے ہین اور شیخ کی نسبت سولہ واسطون سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو پہونچتی ہی رضی اللہ تعالے عنہما اور اصحاب بزرگ قطب الواصلین شیخ مجذوب محبوب شیخ حسن بلغاری سے تھے اور شیخ حسن مرید شیخ شمس الدین محمد رازی کے ہین اور وہ مرید شیخ حسین سقا کے اور وہ مرید شیخ ابو النجیب سہروردی کے اور وہ مرید شیخ احمد غزالی کے اور وہ مرید شیخ ابو بکر نساج کے اور وہ مرید شیخ ابو القاسم گرگانی کے قدس اللہ ارواحہم اور نسبت شیخ ابو القاسم کی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم تک اس کتاب کے شروع مین وارد ہو چکی ہی اور شیخ حسن دراصل نجوان سے تھے کہ ایک قصبہ معروف آذربیجان کا ہی اور باپ اُسکا خواجہ عمر نام بڑے تجار سے تھا اور شیخ حسن تیئیس[۲۳] سال کی عمر مین کفار کے ہاتھ دشت قبچاق مین گرفتار ہوا اور اُنکو اسیر کر لیگئے اور سات برس اُنکے درمیان رہا اور تیس[۳۰] برس کے سن مین جذبۂ قوی سے مشرف ہوا اور توبہ و انابت اور عالم کے اطراف و جوانب مین سیر کی اور بہت سے اولیا و مشائخ بزرگ کو دیکھا اور نو سال بلغار مین رہا اور تین سال بخارا مین اور ستائیس[۲۷] برس کرمان مین اور ایک سال واقعہ تبریز مین رہا سن شریف اُسکا جیسا کہ آپکے کلمات قدسیہ سے معلوم ہوتا ہی ترانوے[۹۳] برس کا ہوا ہی کسواسطے کہ آپنے فرمایا ہی کہ مین تیس[۳۰] برس کی عمر مین جذبۂ الٰہی سے مشرف ہوا اور مین ایک قطب ہون کہ قلب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوا ہون اور مجھے کچھ اسمین شک نہین ہی اور جس طرح کہ آنحضرتؐ کی عمر تریسٹھ برس کی ہوئی ہی سال میری عمر کے بھی ابتدا جذبہ سے آخر حیات تک تریسٹھ ہونگے اُسکی وفات شب دوشنبہ بائیسوین ماہ ربیع الاول ۶۹۹ھ چھ سو ننانوے مین ہوئی ہی اور قبر مبارک اُسکی سرخاب تبریز مین ہی اور اُس تین سال کی مدت مین کہ حضرت شیخ حسن بخارا آئے رہے ہین خدمت شیخ عمر باغستانی اُنکی صحبت اور خدمت مین رہے اور کمالات حاصل کیے حضرت فرماتے تھے کہ جب مین مولانا یعقوب چرخی کی ملازمت مین پہونچا احوال میرا پوچھا فرمایا کہ کہان کا رہنے والا ہی

مین نے کہا ولایت بناش کا کہا حضرت شیخ عمر باغستانی سے تجھے کوئی نسبت ہو مجھے بجلانہ معلوم ہوا کہ پہلی دفعہ مین اپنی قرابت شیخ کے ساتھ ظاہر کرون چھپایا اور کہا میرے آبا مرید و معتقد اُس خانوادہ کے سبب ہین خدمت مولانا نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ انکے طریقہ کے معتقد تھے اور پسند کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اُنکے طریقہ مین جذبہ استقامت جمع ہے ساتھ ہو پھر مولانا یعقوب نے کہا کہ یہ اچھی تعریف ہے کسواسطے کہ بعد از ظہور جذبہ اور اُسکے استیلا کے کہ عبارت نسبت ذوقیہ سے ہو استقامت شریعت ہو اکثر دشوار ہو اس قبیل سے ہو کہ اہل جذبہ کو استقامت نہین ہوتی الا مضبوط آدمی جمع کر سکتے ہین ایسے حضرت خواجہ شیخ کی کمال قوت کے ساتھ تعریف کرتے تھے

رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ شیخ عمر بڑے فرزند اپنے خاوند ظہور کو کہا کرتے کہ ظہور ملا نہ صوفی نہ یہ نہ وہ نہ مسلمان ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص دور کے راستہ سے حضرت شیخ عمر قدس سرہ کے پاس آیا تھا کہ طریقہ حاصل کرے فرمایا جس موضع مین تو تھا مسجد تھی کہا کہ تھی پوچھا کہ احکام مسلمانی جانتا ہو کہا جانتا ہون کہا کہ تیرا یہان آنا بے فائدہ ہو عبادت کے احکام معلوم ہین جا اور مشغول ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ عمر نے فرمایا ہو کہ مرید کے دل کو غیر سے خالی کرتا ہون اور جناب احدیت کی طرف ناظر کرتا ہون یہ سب کچھ کرتا ہون لیکن نہین کرتا ہون۔

شیخ خاوند ظہور رحمہ اللہ

یہ فرزند بزرگوار حضرت شیخ عمر کے ہین علوم ظاہر و باطن کے عالم تھے اور ظل عاطفت اور تربیت والد شریف اپنے مین درجات عالیہ اہل ولایت کو پہونچے ہین اسکے باوجود صحبت بعض مشائخ ترک سے بہت فوائد حاصل کیے حضرت نے اپنے چچا خواجہ محمد علیہ الرحمۃ سے نقل فرمائی ہو کہ اُنھون نے کہا شیخ خاوند ظہور ترکستان گئے ہین اور تنکوز شیخ کے ساتھ کہ خاندان آتایسوی کے بزرگون سے تھے صحبت رکھی اور اس سے فائدے حاصل کیے ہین جب اُسکے گھر اُترے شیخ نے کھانا پکایا اور اُسکی ضعیفہ مسلطہ تھی جو خدمت مین کہ عورات سے تعلق رکھتے ہین آش کا پکانا اور روٹی بنانی وہ یہ کام نکرتی تنکوز شیخ اپنے نفس سے آش پکاتے تا ایندھن گیلا تھا آگ نہین جلتی تھی اور شیخ اپنا سر چولھے اور راکھ کے قریب لیجا کر اہتمام کرتے کہ آگ جلے ضعیفہ آئی اور ایک لات شیخ کے سر پر چڑی اسطرح سے کہ اُسکا سر اور ڈاڑھی راکھ مین آلودہ ہو گئی شیخ نے اُسکے ظلم پر صبر کیا اور کچھ نکہا بعد از بخت اور فراغت کے کھانا کھانے سے تمام واقعات اور مشکلات شیخ خاوند کو خلوت مین کہے اور آپ نے سب کو حل فرمایا اور شیخ محمد غلوی نام شخص ملازم شیخ خاوند کا تھا کہ طریقہ

اُسکا آپ کے نزدیک پسندیدہ نہ تھا اور بارہا اُسکی دو اگرینکی فکر مین ہوئے گروہ اصرار کرتا اور آنکے پاس
سے نہین جاتا اور ترکستان کے سفر مین بھی وہ ساتھ رہا بعد چند روز کے کہ شیخ خاوند طہور نے تنکوز شیخ سے صحبت
اور استفادہ اور استفاضہ کیا آخر مین تنکوز شیخ نے انسے کہا کہ مرد خلوی تمھاری صحبت کے مناسب نہین ہو
اور کہا کہ مین کل رخصت کے وقت اُسکو ہدیہ دونگا تم اُسکے مرتبہ کو اُس ہدیہ سے معلوم کروگے دوسرے
دن کہ شیخ خاوند طہور چلنے کو تیار ہوئے تنکوز شیخ نے تبراکیا یعنے ایک دف بزرگ بے زرہ شیخ محمد خلوی کو دیا
اسکے قبول کرنے مین تردد کرتا تھا شیخ خاوند طہور نے فرمایا کہ تبراکی شیخ کی تبرک ہو بے حکمت نہوگی قبول کر لے
اسکے بعد قبول کیا اور شیخ خاوند طہور بخارا کی طرف چلے جب اُس مقام پر پہونچے کہ دو راہہ تھا ایک خوارزم
گیا تھا اور ایک بخارا کو شیخ خاوند طہور نے اُسکو کہا ہماری صحبت تمھارے ساتھ آئندہ نہین ہو تمھین چاہیے
کہ خوارزم کی طرف جاؤ اور اُسطرف روانہ اُسے کردیا اور خود بخارا کی جانب متوجہ ہوئے اور اُس سے
کہدیا کہ تنکوز شیخ کا ہدیہ اشارہ اسکا ہو کہ تیرے سامنے ناقص العقل آدمی جمع ہونگے جیسے تیراک کی آواز
لڑکے لڑکیان اور بے عقل جمع ہوجاتے ہین اور ایسا ہی ہوا کہ جب وہ خوارزم گیا بعضے جاہل اور عوام الناس
اُسکے پاس اِکٹھے ہوئے اور اُسکے مرید ہوئے اس سلسلہ کے بعض عزیزون سے قدس اللہ اسرارہم سناہی
کہ جب تنکوز شیخ نے خلوت مین وقائع اور مشکلات شیخ خاوند طہور کے حال کے ہین آپ نے کہا یہ بھی
دوسری مشکل ہماری حل کرو کہ باوجود کمالات معنوی اور علوم وہبی کے وہ کیا تحمل تھا کہ اپنی منکوحہ کے
ظلم پر آپ نے کیا اور اسکو بے ادبی پر نہ جھڑکا شیخ نے کہا کہ ہمارے لیے ان علوم اور احوال کا ظہور اسی سبب
سے ہو کہ ہم جاہلون کی جفا کا تحمل اور اُسپر صبر کرتے ہین۔

رشحہ[۱] حضرت نے فرمایا ہو کہ شیخ خاوند طہور کی تصنیفات طریق صوفیہ مین ہو اپنے ایک رسالہ مین لکھا
ہو کہ توحید کے معنی یگانہ کرنا بدن کا شہوات کی عبادت کے لیے ہو اور یگانہ کرنا دل کا خطرات سے عبودیت
کے لیے ورنہ حق واحد ہو اور توحید واحد کی محال ہو جیسا کہ کہا گیا ہبیت ما وحد الواحد من واحد +
اذکل من وحدہ جاحد + ترجمہ کسی ایک نے واحد کی توحید نہین کی اسواسطے کہ ہر ایک واحد کی توحید
سے منکر ہو۔

رشحہ[۲] شیخ ہی نے فرمایا ہو کہ جا دشمن سے دل کو مثل دوست کے طلب کرنے کی کیا حاجت ہو اور آپ کے
اشعار معارف کے مضمون کے بہت ہین اور حضرت کبھی کبھی معارف اور لطائف کے بیان مین کچھ
انمین سے پڑھا کرتے از انجملہ یہ تین ہین ابیات نگاہبان دو چشم است چشم دلداری + نگاہ دار نظر از رخ دگر یاری
بلا مباد کہ تشبیش بچشم تو نگرد + درون چشم تو بند خیال اغیارے + کجاست در ہمہ عالم چنان سرا ندازی

کہ عاشقی بخیالش ادا کند رازی + ای بیخبران عشق مور زید کہ عجب ست + الا بجمالی کہ پس پردۂ غیب ست + شیرزاد بیشۂ عشقم قوی در کار خود + گو حریف من بیا تا زور بازو بنگرد ترجمہ دلدار کی چشم دونون آنکھ کی نگہبان ہی پس دوسرے یار کی صورت سے نظر کرنگا رکھ خبردار ایسا نہو کہ تیری آنکھ کو اُسکی آنکھ دیکھ لے اور تیری آنکھ مین اغیار کا خیال مشاہدہ کرے تمام دنیا مین ایسا معشوق کہان ہی کہ ایک عاشق اُسکے خیال سے ایثار انہ کرے ای بیخبرِ عشق اختیار مگر وہ عجب کی بات ہی الا اُس جمال کا کہ پردۂ غیب کے پیچھے ہی شیر زادہ عشق کے جنگل کا ہون اپنے کار مین مضبوط اور توانا ہون حریف سے کہہ دو کہ آؤ تاکہ میرا زور بازو دیکھے

خواجہ داؤد رحمہ اللہ تعالےٰ

یہ شیخ خاوند طہور کے فرزند ہین اور والدہ حضرت کی خواجہ داؤد کی صاحبزادی اپنے آبا و کرام کی طرف سے سید تھین - اور شیخ خاوند طہور کے والد بھی طبقہ سادات سے تھے اور خواجہ داؤد علیہ الرحمہ صاحب آیات و کرامات اور مالک خوارق عادات تھے منقول ہی کہ جب حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ ولایت اندجان سے سمرقند کو گئے ہین اپنے ایک شخص خاص کو شاش کی راہ سے خواجہ داؤد کے پاس سفر حجاز کے استخارہ کو بھیجا تھا جب وہ قاصد اُلٹا پھرا خواجہ داؤد نے اُسے ایک پوستین لومڑی کی دی اور حضرت خواجہ محمد پارسا کے لیے تبر تیشہ (کاٹنے اور کھودنے کا اوزار) بھیجا اتفاق سے اُن دنون ہوا بہت گرم تھی اُس قاصد کی خاطر مین گذرا کہ یہ کیا وقت انعام پوستین کا ہی پھر سوچا کہ اولیاء اللہ کے کام حکمت سے خالی نہین جب تبر تیشہ حضرت خواجہ کے سامنے لائے فرمایا کہ اسے اچھی طرح رکھ چھوڑو کہ اسکے اندر چھپی بات ہوگی کہتے ہین کہ جب حضرت خواجہ کو مدینہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مین موت آئی قبر کھودنے کا اوزار تھا اُس تبر تیشہ سے قبر مبارک آپ کی کھودی ہی اور اُس قاصد کو جو پوستین دی تھی اتفاق ایسا ہوا کہ راستہ مین بہت جاڑا پڑا کہ اگر وہ پوستین نہوتی تو قاصد مرجاتا اُس دن حکمت پوستین دینے کی اُسے ظاہر ہوئی - حضرت سید عبد الاول قدس سرہ نے اپنے مسموعات مین لکھا ہی کہ اخیر عشرہ ذیقعدہ ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی مین حضرت تاشکند مین حضرت شیخ خاوند طہور کے مزار پر تھے لوگون نے پوچھا کہ حضرت شیخ کے انتقال کو کتنے برس ہوئے ہین فرمایا کہ ۱۲۰ سال ہوئے کہ خواجہ داؤد کا انتقال ہوا آپ اسوقت سات برس کے تھے اور خواجہ داؤد کی مدت عمر ۱۲۷ سال تھی چنانچہ اس سال آٹھ سو اٹھاسی مین ایک سو ستائیس ۱۲۷ برس ہوئے -

بابا آبریز رحمہ اللہ تعالےٰ

یہ حضرت عمر باغستانی کے بڑے اصحاب سے ہین اور جذبۂ عظیم اُنکو تھا اُنسے پوچھا کہ تمھین آبریز کیون کہتے ہین

اللہ تعالیٰ سرہ نہین چاہتے تھے کہ مین اُنسے جدا ہون ایک عزیز سمرقند مین خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے اور اصحاب شیخ بخشش علیہ الرحمہ سے تھا اور مرقّابادان کا رگذار تھا اُسکو اس معنی مین کچھ پڑی تھی کہ اس عالم مین کیونکر رہنا اور کیا کام کرنا چاہیے خدمت مولانا سعدالدین نے اُسے میرے پاس سفارش کرکے بھیجا وہ مجھے بازار مین ملا اور کہا تم نہار ہرات نہ جانا کہ خدمت مولانا سعدالدین تمھارے جانے سے نہایت ملول اور غمناک ہین اور اس باب مین بہت مبالغہ کیا مین نے جواب دیا کہ اُس ولایت کا بڑا اشتیاق ہو اور ارادہ مصمم ہوچکا ہو مین رہ نہین سکتا کہا اگر جاتے ہو ایک میری وصیت قبول کرو کہ اُس سے کشایش پاؤگے بڑی مسافرت مین جاتے ہو اور بھاری مطلب رکھتے ہو تمپر واجب ہو کہ شیخ عمر باغستانی کے خانوادہ کی توجہ اپنے اوپر لازم کرو اور اُس سے غافل نہو کہ مین نے شیخ بخشش کو جو اس خانوادہ کے طبقہ سے ہین دیکھا ہو اور نسبت اُنسے لی ہو وہ کمال جذبہ کے ساتھ شریعت مین مستقیم ہین اور یہ بلند مقام ہو اور نادرات سے ہو اور یہ مرتبہ نہین ہوتا مگر بڑے قوت وارون کو اُسکے بعد یہ رباعی پڑھی اور مین نے یاد کرلی رباعی عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست + تا ساخت مرا تہی و پر ساخت ز دوست + اجزای وجودم ہمگی دوست گرفت + نامی است زمن برمن و باقی ہمہ اوست + ترجمہ عشق آیا اور رگ و پوست مین خون کی طرح بھر گیا حتے کہ مجھے خالی کیا اور دوست سے پُر کردیا۔ میرے سب وجود کے اجزا سب دوست نے لیلیے مین برائے نام ہون باقی سب وہ ہو

مولانا تاج الدین درغمی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے اجداد بزرگوار سے ہین اور حضرت کے نانا مولانا تاج الدین کے پوتون سے تھے اور آپ اپنے زمانہ کے اکابر سے ہین اور علوم ظاہر و باطن کے عالم اور کمال تقوے اور ورع اور فقر اور احوال غایبہ اور کرامات ظاہرہ مین معروف تھے

رشحہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ نے سورہ یٰسین کی تفسیر کے شروع مین حاشیہ پر لکھا ہو کہ مولانا تاج الدین درغمی رحمہ اللہ نے تلاوت قرآن مین فرمایا ہو کہ حق تلاوت حضور قلب سے پڑھنا ہو ساتھ خوف کے اور قبول امر کرنا اور باز رہنا مناہی سے اور عبرت حاصل کرنا قصون اور مثلون سے اور مسرت وعدہ سے اور غم و گریہ عذاب کی وعید سے ہو۔

مولانا محمد لشاغری رحمہ اللہ

قصبہ لشاغر کے ہین جو ولایت سمرقند سے اُتر پورب مین ایک بڑا گانوُن ہو اور شہر سے تخمینًا بیس میل ہو خدمت مولانا اپنے وقت کے بزرگ تھے علوم ظاہر اور اس گروہ کے علوم کے عالم در حقیقت اویسی تھے اور توجہ

ورزش شریعت اور متابعت سنت سے علوم باطنی آنیز کشوف اور ارباب ولایت کے احوال و مقامات میسر ہوئے اور یہ خدمت مولانا تاج الدین درغمی کے قرابتیوں سے ہین اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے انکو دیکھا ہو حضرت فرماتے تھے کہ مولانا محمد پشاغری سے مجھے قرابت بواسطہ مولانا تاج الدین غمی کے ہو رحمہما اللہ

خواجہ ابراہیم شاشغی رحمہ اللہ

حضرت کے ماموں ہوتے ہین عالم عارف اور فاضل کامل اور اس گروہ کے ذوق و وجد سے بہرۂ کامل انکو تھا اوائل حال مین حضرت سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ کے سمرقند کے مدرسہ الغ بیگ میں مصاحب رہے تھے اور آنسے معمولی علوم حاصل کیے ہین اور اُنکے ہمراہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کی ملازمت کی ہو اور اُس مجلس عالی مین اس نسبت شریف کو حاصل کیا ہو حضرت فرماتے تھے کہ میرے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ نے میری تعلیم کے سرے پر یہ بیت لکھی تھی کہ بیت پیدا است حال مردم رندانجہان کہ ہست + خرم کسیکہ فاش کند ہر نہان کہ ہست + فرماتے تھے کہ ایک روز میرے ماموں کی یہ کیفیت تھی کہ گورستان جاکر ویزہ مین پھرتے تھے اور درد دل کے ساتھ یہ بیت پڑھتے تھے اور روتے تھے بیت فراق دوست اگر اندک است اندک نیست + درون دیدہ اگر نیم موست بسیار است + ترجمہ فراق یار اگر کم ہو کم نہین مجکو + ذری سا بال جو آنکھون مین ہو بہت مجکو + فرماتے تھے کہ اپنے ماموں سے مجھے یاد ہو یہ رباعی کہ پڑھا کرتے تھے رباعی تا بندہ زخود فانی مطلق نشود + توحید بنزد او محقق نشود + توحید حلول نیست نابودن تست + عارف بگزاف آدمی حق نشود ترجمہ جب تک بندہ اپنے سے فانی بالکل نہو آسکے نزدیک توحید ثابت نہو توحید حلول نہین ہو تیرا فنا ہونا

عارف آدمی کی بیہودہ باتون سے حق نہین ہوتا

خواجہ عماد الملک رحمہ اللہ

خواجہ عماد الملک ایک شیخ ہوئے ہین فاضل کامل اور حاجی حرمین اور منبسط الحال کہ حضرت کی ہمشیرہ اُنکے عقد مین تھین فرماتے تھے کہ خواجہ عماد الملک میرے بڑے باپ کے دیکھنے کو تاشکند آئے تھے اور شب کو ہمارے یہان سے رات بہت گذری تھی اور خدمتگار سب چلے گئے اور سو رہے ہین اور ایک لڑکا انکے سامنے رہے تھے اور مین چھوٹا تھا امید مجھسے نہ تھی کہ اسقدر بیٹھ سکونگا یہ میری نشست سے تعجب کرتے تھے اور باہم حکایات کہتے تھے اور مین سنتا تھا از انجملہ خواجہ عماد الملک نے یہ سخن فرمایا کہ سب احوال اور مواجید سے استقامت بہتر اور محبوب تر ہو جیسا کہ کہا ہو بیت یارب ہم ملک استقامت دہ + کاستقامت ز صد کرامت بہ + ترجمہ الٰہی مجھے استقامت کا ملک دے کہ استقامت سو کرامت سے بہتر ہو۔ مولانا مسافر ایک عزیز مشائخ ترک سے تھے اور حضرت نے ابتداے سفر اور احوال مین اُس سے صحبت داری کی فرماتے تھے کہ اوائل مسافرت مین

ایک موسم زمستان کے مولانا مسافر کے ساتھ شاہرخیہ مین ہم حجرہ تھا ایک وقت مولانا مسافر ولایت شاش
مین آئے تھے فرمایا کہ اُس زمانہ مین کہ فرکت مین ہم تھے خواجہ عماد الملک ہمارے پاس آئے تھے اور التماس کی تھی
کہ اُنکو مین طریقہ بتلاؤن ہمنے کہا کہ اول تم وجود معنوی پیدا کرو اُسکے بعد ہم طریقہ بتلائینگے اور تین روز کی
تعیین مہلت دیتے ہین خدمت خواجہ عماد الملک نے تین روز بعد کچھ نکہا ہمنے بھی کچھ نکہا حضرت نے فرمایا کہ
مین نے مولانا مسافر سے کہا کہ تعجب ہے خدمت عماد الملک نے نہین کہا کہ ہمکو وجود معنوی حاصل ہے مولانا مسافر
نے کہا کہ وجود معنوی کیا ہے مین نے جانا کہ وجود معنوی جو مولانا مسافر کہتے ہین وجود معنوی مصطلح نہین ہے مین نے
کہا کہ وجود معنوی وہ ہے کہ طالب وجود معنوی ہے مولانا مسافر نے تعجب کیا کہ اور کہا دیکھتے ہو کہ ہماری صحبت کے
سبب لطافت اور آگاہی ایسی باتون کی تمکو کیسے حاصل ہوگئی ہے حضرت نے فرمایا مولانا مسافر نہین جانتے
تھے کہ ہم اُسکو قبل از صحبت اور ملاقات اُنکی جانتے تھے انتہی کلامہ۔ پوشیدہ نہو کہ وجود معنوی باصطلاح
صوفیہ قدس اللہ ارواحہم عبارت ولادت ثانیہ سے ہے کہ وہ سالک کا باہر آنا رحم طبیعت اور اُسکے احکام
سے ہے جیسا کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز ملکوت آسمان مین وہ شخص نہ داخل ہوگا جو دو مرتبہ
پیدا نہین ہوا اور جو شخص وجود معنوی سے بایمعنی کہ مذکور ہوے مشرف ہوا ہو ہر آئینہ اُسکو حاجت اُسکی
نہوگی کہ کسی سے طریقہ چاہے پس وجود معنوی اس محل مین محمول اُسپر ہوگا کہ طالب اس وجود ثانی کا ہے اور
وہ شخص جو طالب وجود ہوا اس سبب سے ہے کہ اس وجود کے نور سے ایک اثر اُسپر چمکا پس مجازاً کہہ سکتے ہین
کہ اُسکو یہ وجود معنوی حاصل ہے اور اللہ داناتر ہے۔ ایک پیر بزرگ حضرت کے چچیرے بھائیون سے اُس زمانہ مین
تاشکند سے آئے تھے اُنکے سامنے یہ ذکر ہوا فرمایا کہ آخر الامر مولانا مسافر نے خواجہ عماد الملک کو طریقہ بتلایا ہے اور محمد
خواجہ مریدان مولانا سے تھے اس سلسلہ کے حضرات سے سنا گیا کہ فرمایا بخارا مین ایک پیر مین نے دیکھا خلفاے
مولانا مسافر سے وہ کہتا تھا حضرت مولانا نفاست اور طہارت لباس اور تمام آداب شریعت اور طریقت مین
بڑی احتیاط اور کمال اہتمام رکھتے تھے ایک روز اُنکے پاس مین بیٹھا تھا کہ ایک رنگریز دو کپڑے موٹے
رنگ کر لایا آپ نے بعد از یک لحظہ اُس سے کہا کہ ان کپڑون کو پھر پانی مین غوطہ دے اور خوب مل تا کہ پاکیزہ
ہو جائیں کہ میری خاطر مین تردد ہوتا ہے رنگریز بولا مخدوم میرے رنگ اور طراوت اُسکی برباد ہو جائیگی اور
میری محنت و رنج باطل ہوگا آپ نے اصرار کیا وہ مرد ناچار ہوا اُٹھا اور کپڑون کو لیگیا اور مولانا مراقبہ مین تھے
میری خاطر مین اعتراض پیدا ہوا کہ ایک بیچارہ نے دو ہفتہ تکلیف اُٹھائی خوب رنگا اور حاضر لایا کوئی نجاست
ظاہر نہین یہ تمام مبالغہ کسلیے تھا جو مولانا نے کیا آخر کو وہ خطرہ دور کیا اور مین بھی مراقب ہوگیا اور آنکھ بند کرلی
اسی میان مین مجھے غیبت ہوئی دیکھا کہ ایک راستہ مین جاتا ہون اور میرے آگے آگے مولانا جاتے ہین اچانک

ایک بہت بلند پہاڑ پیش آیا اسکی راہ بہت تاریک اور باریک اور ناہموار ہی مولانا کو دیکھا کہ اُس رستہ پر ایسے تحلف ادپر چلتے ہین اور جیسے تیز اُڑنے والے جانورونکی طرح پرواز کیے جاتے ہین مین بڑی محنت سے ایک مور ضعیف لنگ کے مثل گرتا اُٹھتا اوپر جاتا ہون اور جو قدم رکھتا ہون خوف ہی کہ مین گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا آخر جا ہوشیار ہوا اور اسی کے قریب مولانا نے بھی سر اُٹھایا اور فرمایا ای فلان ہم اگر نظافت اور طہارت لباس اور تمام امور مین احتیاط بلیغ نکرین ایسے اونچے پہاڑ اور راہ تنگ و تاریک مین جیسا تو نے دیکھا آسانی سے نہین چل سکتے۔

خواجہ شہاب الدین شاشی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے جد امجد ہین صاحب آیات و کرامات اور احوال و مواجید مجنون اور مجذوب لوگون سے بہت صحبت رکھتے اور اکثر زراعت مین اور کبھی تجارت مین مشغول رہتے اور اغلب ایسا ہوا ہی کہ سفرون مین بدرقہ کے پابند نہ تھے اور تنہا سفر کیا کرتے اگر کبھی راہزن اُنکا راستہ روکتے بلند آواز سے مجذوبون کا ایک ایک نام لیتے اور مدد کو بلاتے فوراً وہ جماعت حاضر ہوتی اور اُنکو دفع کرتی اور اُنکو سلامت اُتروادیتی اور اُنکے دو لڑکے تھے ایک خواجہ محمد دوسرے خواجہ محمود کہ حضرت کے والد ماجد ہین منقول ہی کہ جب خواجہ شہاب الدین کی وفات قریب پہونچی اپنے بڑے بیٹے خواجہ محمد سے کہا کہ اپنے فرزندونکو لاؤ کہ اُنکو وداع کرون اور خواجہ محمد کے دو بیٹے تھے خواجہ اسحاق اور خواجہ مسعود دونون کو لاکے خواجہ شہاب الدین نے اُنپر مہربانی کی اور فرمایا کہ محمد بیٹے تیرے بہت پریشان اور سرگردان ہونگے خصوص مسعود سبب اُسکی سرگردانی کا خواجہ اسحاق ہوگا اور بعضے ناپسندیدہ اوصاف اُنسے کہے زان بعد خواجہ محمود حضرت کے والد سے جو خواجہ محمد کے چھوٹے بھائی تھے کہا تو بھی اپنا فرزند لا اور حضرت اُسوقت بہت چھوٹے تھے حضرت کو ایک خرقہ مین لپیٹ کر لاکے جون ہی خواجہ شہاب الدین کی نظر آپ پر پڑی بیقرار ہوگئے کہ مجھے اُٹھاؤ اُنکو اُٹھایا اُسوقت حضرت کو اپنی گود مین بٹھلایا اور اپنا مُنھ اُنکے تمام اعضا پر ملکر بہت روئے اور فرمایا وہ فرزند کہ مین مانگتا تھا یہ ہی افسوس کہ اُسکے ظہور کے وقت مین نہونگا اور اسکے تصرفات عالم مین نہ دیکھونگا قریب زمانہ ہی کہ یہ پسر عالمگیر ہوا اور شریعت کو رواج دے اور طریقت کو رونق بخشے سلاطین زمانہ اسکی اطاعت کرین اور اُسکے امر و نہی پر راضی ہون اور جو کام اُس سے ظاہر ہونگے پیشتر کے مشائخ بزرگ سے نہوئے ہونگے اور جسقدر جو کچھ شروع سے آخر تک حضرت پر گذرا ہی سب ایک ایک مجملاً ظاہر کیا اور ایکبار دوسری مرتبہ مُنھ اپنا حضرت کے تمام اعضا پر ملا پھر خواجہ محمود کے حوالہ کیا اور اُنکو وصیت کی کہ میرے اس فرزند کی حفاظت کرنا اور اسکی تربیت جیسی کہ چاہیے بجا لانا بعد ازان خواجہ

کیطرف منھ پھیرا اور فرمایا کہ مجھتا کہ باپ نے میرے فرزندون پر نوازش اسقدر نہین کی اور فرزند محمود کو بہت نوازا ہم کیا کرسکتے ہین تیرے فرزندون کو اُس قسم کا کیا اور فرزند محمود کو اس قسم کا ذٰلک تقدیر العزیز الحکیم یعنے یہ تقدیر اللہ عزیز حکمت والے علیم کی ہین کیا کرون

خواجہ محمد شاشی رحمہ اللہ

یہ علاتی بھائی خواجہ شہاب الدین کے ہین حضرت فرماتے تھے کہ خواجہ محمد برادر خواجہ شہاب الدین کو بھی طریقہ حالات کے ذوق سے بہت بہرہ تھا۔ خواجہ شہاب الدین فرمایا کرتے کہ جب تک میرے بھائی نے دختر خداداد حسینی کو کہ اُس ملک کا حاکم تھا قبول نہین کیا تھا اُنکے ہمارے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا ایک دوسرے کے مقاصد کو بے نامہ اور قاصد معلوم کرلیتے تھے جب دختر اُسکی قبول کرلی اور اُس سے میل جول کیا اُسکی شومی سے یہ معنے ہمسے مفقود ہوگئے اور وسایط کی احتیاج بڑی اور خط کتابت اور قاصد کے ہم محتاج ہوگئے ۔

خواجہ محمود شاشی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ خواجہ شہاب الدین کے چھوٹے بیٹے اور حضرت کے والد بزرگوار ہین اور اس گروہ کے مذاق سے حظ وافر انکو تھا اور حضرت نے خدمت والد کی خواہش سے ایک رسالہ بہت نافع طریقہ خواجگان ہین بنایا ہے قدس اللہ ارواحہم چنانچہ مشہور ہے اور اُسکے آغاز مین کہا ہے کہ اس مختصر کی تالیف کا سبب یہ تھا کہ حضرت والد فقیر نے اللہ مجھے اور اُنکو وہ عمل روزی کرے جسمین خیر ہو حسن ظن کی وجہ سے جو میری نسبت اُنکو تھا امر فرمایا چاہیے کہ ہمارے لیے تو کچھ لکھے اہل اللہ کی باتون سے کہ اُسپر عمل کرنا مقامات بلند کے وصول کا سبب اور علوم حقیقی کے حصول کا موجب ہو جو بحث اور استدلال کے طور سے خارج ہو جیساکہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے عمل کیا اُس چیز کا جو اُسنے جانا اللہ اُسکو اُن چیزون کا علم دیتا ہے جسکو وہ نہین جانتا سا اور اُنکے حکم کا بجالانا اس فقیر کو واجب معلوم ہوا اسواسطے کہ حضرت ربوبیت کے ساتھ ادب کرنا اسکا مقتضی ہے کیونکہ اثر ربوبیت حق سبحانہ کا پہونچنا مجھے اولاً اُنکے واسطے سے ہے اور بعضون نے اُسکی تحقیق مین کہا ہے کہ آداب حضرت ربوبیت سے وہ ہے کہ جو مظاہر کہ اُنھون نے اثر ربوبیت کا قبول کیا ہے اُنکی تعظیم مظہریت کی حیثیت سے واجب جانی سوائے اسکے کہ یہ تعظیم بھی بحکم والیہ ترجع الامور یعنے اُسکی طرف سب اُمور رجوع کرتے ہین حضرت الٰہی کیطرف عود کرتی ہے آپ کی تحریر منقول ہے کہ خدمت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کو قبل اسکے کہ حضرت اُنکے صلب سے رحم والدہ مین آوین جذبۂ قوی پہونچا ہے کہ مدت تک سخت مجاہدہ اور ریاضتین کی ہین بہت تھوڑا کھایا اور ہمیشہ خاموش رہتے اور خاص وعام سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور وہ جذب چار مہینے رہا ہے اُن اثنا مین حضرت صلب خواجہ محمود سے رحم والدہ مین آئے اور بعد اُسکے جذبہ خواجہ سکون پر آیا۔

فصل دوم حضرت کی تاریخ ولادت اور طفولیت کے احوال اور کسیقدر خصائل اور اخلاق اور اطوار کے ذکر مین

واضح ہو کہ حضرت کی پیدائش ماہ رمضان ۸۰۶ھ آٹھسو چھ مین ہوئی بعضے عزیز جو حضرت سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور آپ کے چچیرے بھائی تھے فرماتے تھے کہ ولادت کے بعد جب تک والدہ آپ کی نفاس سے پاک نہین ہوئین اور غسل نہین کیا حضرت نے پستان اُنکی نہین لی اور چالیس دن اُنکا دودھ نہین پیا اور حضرت فرماتے تھے کہ مین ایک سال کا تھا لوگون نے چاہا کہ میرا سر مونڈین تو ایک جشن کیا تھا کہ اچانک امیر تیمور کی وفات کی خبر آ پڑی اور لوگ برہم درہم ہوگئے چنانچہ کھانا جو پکایا تھا کسیکو فرصت نہوئی کہ اُسے کھا دین دیگین خالی کین اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور اُس زمانہ مین آپ کے آبا و بزرگ باغستان مین رہتے تھے حضرت کے زمانہ صغر سن سے آثار رشد وسعادت اور انوار قبول و عنایت حق سبحانہ پیشانی مین روشن اور ہویدا تھے یہان تک کہ جس کسیکی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑتی بے اختیار سراہ کر دعا دیتا بیت ستارہ و خط ترا خواندہ و ثنا گفتہ + فرشتہ روی ترا دیدہ و دعا گفتہ ترجمہ بیت ستارہ نے پڑھکر تیرا خط اُسکی مدح کی اُسنے + فرشتے نے ترا مُنھ دیکھکر اُسنے دعائین دین + حضرت کو چار سال کی عمر سے نسبت آگاہی بجناب حق سبحانہ حاصل تھی فرماتے تھے کہ لڑکپن مین آمد و رفت مکتب کی مجھے تھی میرا دل سب وقت حق سبحانہ سے حاضر اور آگاہ رہتا تھا اور اُس زمانہ مین میرا عقیدہ ایسا تھا کہ دنیا کے سب آدمی چھوٹے بڑے اسی طرح پر ہین ایکبار اُس زمانہ مین جاڑے کا موسم تھا ایک صحرا مین پانون دلدل مین جا رہا اور جوتے میرے پانون سے نکل گئے اور دلدل مین رہگئے اور ہوا بہت ٹھنڈی تھی اور جوتے کے نکالتے تک غفلت عارض ہوئی اور نسبت آگاہی سے باز رہا فی الحال اپنے کو مین نے ملامت کی اور بہت میرے اوپر اثر پڑا چنانچہ مین شدت سے رونے لگا اُسکے قریب ایک گنوار کا غلام بیل چلاتا تھا مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ غلام دہقان باوجود شغل بیل چلانے اور زمین جوتنے کے نسبت آگاہی بحق سبحانہ سے غافل نہین ہے تو اسقدر مشغولی مین غافل ہوگیا اور میرا گمان اُس سن مین تھا کہ سب کو سب حالت مین یہ نسبت حاصل ہے حضرت فرماتے تھے کہ جب تک مین حد بلوغ شرعی کو نہین پہونچا یہ نجانا کہ آدمیون کو غفلت ہوتی ہے خدمت مولانا جعفر علیہ الرحمۃ کہ حضرت کے بڑے اصحاب سے تھے اور تیسرے مقصد مین اُنکا ذکر آئیگا کہتے تھے کہ حضرت فرماتے تھے کہ مین بارہ برس کا تھا اور نہین جانتا تھا کہ کوئی کبھی حق سبحانہ سے غافل ہوتا ہے مجھے گمان تھا کہ حق سبحانہ نے تمام خلقت کو اس طور کا پیدا کیا ہے کہ اُس سے غافل نرہین اُسکے بعد دریافت ہوا کہ وہ عنایت جو تھی حق سبحانہ کی طرف سے بعضون سے مختص ہے اور بعضون کو بڑی ریاضت اور محنت سے وہ مرتبہ میسر ہوا ہے اور بعضون کو نہین ہوا خدمت خواجہ محمد اسحاق سے جو حضرت کے چچیرے بھائی ہین منقول ہے کہ فرماتے تھے ہم اور تمام اطفال

صغرسن مین ہرچند چاہتے کہ حضرت کو بعضے کام اور کھیل مین جو لڑکپن کا تقاضا ہی لگائین ہرگز میسر نہوا دل مین اپنے
ایسا دکھلاتے کہ مشغول اسمین ہونگے جب اسکا وقت آتا تو بھاگ جاتے اور ہمیشہ آنھین معنی عصمت دیکھے
جاتے تھے ۔ حضرت فرماتے تھے کہ لڑکپن مین شیخ ابوبکر قفال شاشی کے مزار پر خواب مین حضرت عیسے علیہ السلام
مین نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہین مین انکے قدمون مین گرپڑا انھون نے میرا سر خاک سے اٹھایا اور فرمایا کہ غم
مت کہا کہ ہم تیری تربیت کرینگے اسکی تعبیر میرے ذہن مین نہ آئی بعضے یارون سے کہی تعبیر طب سے کی یعنے علم
طب مجھے حاصل ہوگا اور اسپر مین راضی نہ تھا اسکا جواب مین نے دیا کہ تمھاری تعبیر میرے پسند نہین آئی
مین نے دوسری تعبیر کی ہو اور وہ یہ ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام صفت احیا کے مظہر ہین کہ اولیا سے جو بصفت آپ
ظاہر ہو کہتے ہین کہ وہ اس زمانہ مین عیسوی المشہد ہی اور جب آپ نے میری تربیت اختیار کی تو اس فقیر
مین صفت احیاء قلوب مردہ کی حاصل ہوگی ۔ فرماتے تھے کہ تھوڑی مدت بعد موافق اس تعبیر کے حق سبحانہ نے
ایسی قوت اور حالت سے مشرف کیا کہ یہ معنی ظہور مین آئے اور بہت لوگ غفلت سے حضور و شہود کو
پہونچے فرماتے تھے کہ مین نے ابتدا رحال مین خواب دیکھا کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم ایک بڑی
جماعت اصحاب وغیرہم کے ساتھ ایک بہت بلند پہاڑ کے نیچے کھڑے ہین اچانک مجھے اشارہ کیا کہ آ اور
مجھے اٹھا اور اس پہاڑ کے اوپر لیجا مین آنحضرت کو گردن پر لیکر اوپر لیگیا اور اس پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا دیا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی اور کہا مین جانتا تھا کہ تجھے اسکی قوت ہی اور یہ کام تجھسے ہوتا ہی
لیکن مین نے چاہا کہ اور بھی جانین ۔ فرماتے تھے شروع مین حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ
ایک شب خواب مین دیکھا کہ وہ آئے اور میرے باطن مین تصرف کیا چنانچہ پانون میرے سست ہوگئے بعد
ازان روانہ ہوگئے اور مین جس طرح ہوسکا حضرت خواجہ تک پہونچا منھ پھیرا اور فرمایا کہ مبارک ہو اور فرماتے
تھے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کو خواب مین دیکھا اور انھون نے بھی چاہا کہ مجھمین تصرف کرین
مگر نہ کرسکے ۔ فرماتے تھے کہ ایک پیر تھا الغ بیگ کی درگاہ کا یساول یعنی میرزک لقب لوگون کو سزا کے
لیے ڈالتا تھا اور لکڑیان مارا کرتا اسنے ایک دن تاشکند مین پیغام بھیجا کہ شیخ زادے مزار مین جمع ہون
کہ انکی ملاقات کو آتا ہون سب جمع ہوئے وہ سترہ آدمی تھے اور مین سب سے چھوٹا تھا جب وہ یساول
آیا جس کسی سے مصافحہ اور معانقہ کیا اسکو ایک کیفیت ہوئی کہ وہ گرپڑا جب مجھسے مصافحہ کیا مجھے بھی کیفیت
ہوئی مگر مین نے تیزدستی کی اور اس سے لپٹ گیا اور نہ ٹوٹا یہ چستی میری اسے بہت پسند آئی اور متعجب ہوا
باوجودیکہ مین سب مین چھوٹا تھا مجھے سب پر مقدم کیا باتون مین میری طرف رخ کیا اس درمیان مین
لوگون کو یہ خطرہ گذرا کہ باوجود تعرف اور استیلا کے یہ کیا کام ہی کہ انکو اختیار کیا ہی اسے اس خطرہ پر آ

ہوا فرمایا کہ مین مرید خواجہ حسن عطار کا ہون اور ایک مدت اُنکی خدمت مین بسر کی اور باطن کے سبق کا اشتغال
نہ تھا اور کسیطرح کشایش نہوتی تھی آخر کو اپنے دل کا درد خواجہ سے عرض کیا۔ فرمایا کہ تجھے سلاطین کی درگاہ
مین کوئی خدمت لینی چاہیے کہ تیری مدد روزگار مظلومان کو پہونچ سکے پس مجھے اس شغل کا اشارہ فرمایا اور
امیر سعید کو جو میرزا الغ بیگ کے امرا سے تھا سفارش کی اور مجھے وصیت کی کہ ہمیشہ مسلمانون کی کفایت مہمات
اور مساکین و فقرا کی امداد مین بڑی کوشش کرنا اور کسی مسلمان کو اگر ضروری کام پیش آوے کہ اُسکے انصرام
سے تو عاجز ہو چاہیے کہ تو اُسکے غم مین رہے اور اپنے کو ملول رکھے اور ملامت ہی مین تو سو جائے امید
ہے کہ یہ معاملہ آخر کو فتح تک پہونچ جائے بعد ازان حضرت خواجہ کے فرمانے کے موافق مشغول ہوا اس اثنا
مین مجھے فتح باب ہوا اور عقدے کشادہ ہوئے حضرت فرماتے تھے کہ اُن اوائل حال مین ایسی نیازمندی
میرے باطن مین غالب تھی کہ جو شخص بندہ اور آزاد اور سفید و سیاہ اور چھوٹا بڑا سامنے آتا سر اُسکے پانون
مین رکھتا اور بڑی تضرع اور عاجزی سے ہمت اور التفات خاطر اُس سے چاہتا۔ فرماتے تھے کہ اوائل
مین کھیتی میرے والد کی گلشن مین تھی ایک بار غلہ ایک صحرائی ترک کے ہاتھ میرے پاس بھیجا تھا کہ اُسکو
ٹھکانے سے رکھون اور مین غلہ کے بندوبست مین مشغول ہو گیا اور وہ ترک گونین اپنی لیکر چلا گیا مین
اُسوقت خبردار ہوا کہ وہ جا چکا تھا میرے باطن مین بڑا اضطراب پیدا ہوا کہ اُس سے ہمت کی درخواست
نہ کی اور نیازمندی نہ لایا اس تقصیر سے ایک عجب رنج اپنے اندر پایا غلہ اُسی طرح چھوڑا اور اُسکے پیچھے دوڑا گیا
اُسکو شہر کے آدھے راستہ پر پایا بڑی تضرع اور نیازمندی سے اُسکا راستہ مین نے روکا اور اُس سے درخواست
کی کہ گوشۂ خاطر میری طرف رکھ اور ایک نظر میرے کام مین ہو کہ تیری برکت سے حق سبحانہ میرے اوپر
رحم کرے اور گرہ بستہ میری کشادہ ہو وہ ترک صحرائی بڑا متعجب اور متحیر ہوا کہا غالبًا تم مشائخین کے قول پر
عمل کرتے ہو کہ کہا ہے ہر کسیم کو رسانک خضر بیل و ہر تون کو رسانک قدر بیل وگر مین ترک صحرائی ہون نہایت
لاحاصل کہ منھ اپنا بضرورت دھوتا ہون اس بات سے کہ تم چاہتے ہو مجھے کیا خبر میری کثرت نیاز سے اُس ک
مین ایک اثر اور کیفیت پیدا ہوئی اور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا اور مجھے کتنی ہی دعائین دین اور مین نے بہت
سے کشود اُسکی دعا سے اپنے باطن مین دیکھے۔ فرماتے تھے کہ لڑکائی مین قوت واہمہ میری بہت قوی تھی
اکیلا گھر سے باہر نہ نکلتا ایک رات کو ایک امر میرے دل مین آیا اور اُسنے زور کیا نوبت یہانتک پہونچی کہ
صبر اور قرار نرہا اور بے اختیار ہو گیا اور گھر سے تنہا نکلا ذوق اسکا ہوا کہ شیخ ابوبکر قفال کے مزار پر جاؤن
مزار پر گیا اور ایک ساعت شیخ کی قبر کے آگے مین بیٹھا کچھ خوف نہ رہا وہان سے شیخ خاوند طہور کے مزار کیطرف کا
شوق ہوا وہان بھی گیا اور مین ڈرا اور وہان سے مزار خواجہ ابراہیم کیمیا گر پر گیا اور وہان سے مزار شیخ زین الدین

دہ مزار عارفان پر گیا اور کچھ ڈر اپنے اندر نہ پایا پھر کبھی روحانیت عزیزان کی مدد سے اس اثنا مین کسی مزار اور موضع
مہیب مین نہین ڈرا۔ فرماتے تھے کہ ابتداء جلسہ مین کہ غلبہ احوال کا محل تھا راتون کو مزارات تاشکند کے گرد پھرا
کرتا اور وہ مزارات ایک دوسرے سے بہت دور تھے کبھی ہوتا کہ رات بھر سب جگہ گشت لگاتا اور اسوقت
شرعی سن بلوغ کو پہونچ گیا تھا متعلقین کو توہم ہوا کہ مبادا کسی عمل ناپسندیدہ مین مشغول ہون ایک شخص کو کہ برادر
رضاعی اس فقیر کا تھا میرے پیچھے بھیجا کہ میرے احوال کا تفحص اور جستجو کرے ایک شب شیخ خاوند طہور کے مزار پر مَین
سامنے مین بیٹھا تھا یہ شخص آیا اور میرے پاس پہونچا اور ہاتھ سے مجھے پکڑا اور کانپتا تھا مین نے کہا تجھے کیا ہوا
کہا عجب چیزین دکھلائی دیتی ہین قریب ہی کہ مین مر جاؤن اُسے گھر پہونچا دیا ہمارے کنبے کے آدمیون سے جاکر
کہا کہ اُسکی طرف سے اندیشہ نکرو اور خاطر جمع رکھو کہ اُسے دوسرا کام پیش آیا ہی ایسی اندھیری رات مین کہ بہت
مرد مردانہ اُس مزار پر نہین جا سکتے وہ تنہا گیا ہی اور شیخ خاوند طہور کے مقابلہ مین بیٹھا اسکے بعد ہمارے لوگون
نے جانا کہ مجھے ابتلا واقع ہوئی ہی فرماتے تھے کہ اوائل مین ایک صبح شیخ ابوبکر قفال شاشی کی زیارتگاہ مین
کہ نہایت ہولناک مقام ہی چنانچہ آدمی دن مین وہان ڈرتا تھا مین بیٹھا تھا اور تاشکند مین ایک بازاری قلندر
تھا کہ ہمسے بڑی عداوت اور انکار رکھتا اور ہمیشہ فرصت ڈھونڈھتا تھا اور گھات مین تھا کہ ہمین ایذا پہونچائے
وہ اسوقت صبح کو ہماری گھات مین تھا جب ہم وہان بیٹھے اور سر آگے جھکائے تھوڑی دیر مین رہا اچانک
کمین گاہ سے دوڑتا ہوا نعرہ لگاتا ہوا اور شور مچاتا ہوا ہمارے ڈرانے کے لیے ہمارے اوپر دوڑا ہمکو خود خیال
امکانہ تھا کہ اُسکے نعرہ اور صدمہ سے ڈرین یا کوئی ہیبت اُن حرکات سے ہمارے دل مین راہ پائے اُسیطرح سر
جھکائے برقرار مین رہا اور قطعاً اُسکی پروانہ کی اُسنے جب وہ حال دیکھا تو نہایت شرمندہ ہوا اور اپنے افعال
سے خجالت زدہ ہمارے سامنے روتے روتے مُنھ کے بل گرا اور زمین چومنی شروع کی اور وہ ایک یار رون
اور مجبون سے ہوا اور فرماتے تھے کہ ایک اور رات کو شیخ زین الدین کوہ عارفان کے مزار پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ ایسا مزار
ہی کہ شہر سے ایک کنارہ پر ہی اور اُسکے حوالی مین آدمی کمتر رہتے ہین اور تاشکند مین ایک دیوانہ تھا قد آور اور گران
کہ دن دہاڑے بازار مین لوگ اُس سے ڈرا کرتے اور اُس زمانہ مین ایک آدمی کو اُسنے قتل کیا تھا کہ اچانک آدھی رات
اس گورستان مین ظاہر ہوا اور میرے سر پر چشم برا کیا اور شور مچایا کہ یہان سے اُٹھ اور باہر جا اور مین نے ہرگز
اُسکی طرف مُڑکر نہ دیکھا اور اپنی نسبت سے نہ پھرا اور جو توجہ مجھے تھی اُس سے باز نہ رہا اور وہ اُسیطرح مبالغہ
اور اصرار کرتا تھا یکایک دوڑا اور شاخین درختون کی کہ سر مزار پر تھین توڑنی شروع کین اور ایک گٹھا
باندھ لایا اور مسجد سر مزار مین آیا اور وہان ایک چراغ جلتا تھا باہر لایا اُسکی یہ غرض تھی کہ اُن لکڑیون مین
آگ لگائے اور میرے سر پر پھینکے اس کام مین وہ تھا کہ ہوا چلی اور وہ چراغ گل ہوگیا اور اُسکے غصہ کی آگ دشمن

ہوئی شور و غل مچانے لگا اور جنون اسکا بڑھا رعد کی طرح گرجتا اور میرے گرد دوڑتا تھا اور اپنے آپ کچھ کہتا تھا
اور مین مطلق اسکی طرف التفات نہین کرتا تھا اور کچھ تردد اور تزلزل اسنے خاطر مین نہین لاتا تھا دن نکلے تک اسکا
معاملہ میرے ساتھ یہ تھا جب فجر ہوئی وہ تاشکند کے بازار مین آیا اور پھر ایک شخص کو قتل کیا لوگون نے ہجوم کر کے
اسکو مار ڈالا فرماتے تھے یہ جو لوگ کہتے ہین کہ مزارات مین بہت چیزین پیش آتی ہین ہرگز میری نسبت واقع
نہوئین بجز اسکے کہ ایک شب پیش ایوان مزار حضرت شیخ طاوند طہور کے یہان بیٹھا تھا اچانک ایوان کے اوپر
سے ایک سیاہ چیز زمین پر گری اور لوٹتی تھی تھوڑی تشویش میرے دل مین پیدا ہوئی مین اٹھا اور چلا گیا
ایکبار اور شب کو مین بیٹھا تھا درختان سرو کے نیچے سے جو پیش ایوان تھے کھانسی کی آواز آئی مین اٹھا اور
آگے بیٹھا پھر کوئی چیز ظاہر نہوئی باوجود انہمہ کہ مزارات کے گرد پھرتا تھا فرماتے تھے خواجہ عبد الخالق روح اللہ
روحہ کی نسبت رکھنے والے کہ بازارون مین جاتے ہین انکے کان مین سب آوازین ذکر ہوتی ہین ذکر کے سوا
کچھ نہین سنتے ابتداء حال مین ذکر ایسا غالب ہوا تھا کہ ہوا اور ہر آواز سے جو کان مین آتی تھی ذکر سنتا تھا
تھا ایک شخص تاشکند والون مین سے کہ اسکو محمد جہانگیر کہتے تھے متمول اور ذیمقدور تھا اُسنے ایک جشن
آراستہ کیا تھا اور آدمی بھیجا اور سمرقند سے گانے بجانے والے اور عودی اور چنگی اُس ولایت مین بلوائے ایک شب
غوغاے عظیم اسکے یہان تھا کسی ہمراہی کی ضرورت سے اُس مکان کے نزدیک مین گیا تھا تمام آوازین
آدمیون کی اور اُنکے عود و چنگ کی آوازین مجھے آواز ذکر معلوم ہوئین اور ذکر کے سوا مین اور کچھ نہین سنتا تھا
اسوقت میرا اٹھارہوان سال تھا۔

ذکر حضرت کے فقر و تجرید کا شروع احوال مین۔ فرماتے تھے کہ مین مرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہرات مین تھا
اور مجھے ایک پیسے کا مقدور نہ تھا ایک پگڑی میرے پاس تھی کہ چاندی کے چندوے اسمین آویزان تھے ہر بار کہ
ایک چندوہ کو بندش کرتا تھا ایک دو اور نیچے لٹکتے تھے ایک روز بازار ملک مین گذرا ایک فقیر نے مجھسے سوال
کیا اور میرے پاس کچھ نہ تھا کہ اُسے دون پگڑی اپنے سر سے اُتاری اور ایک نان بائی کے پاس لیگیا اور کہا کہ
یہ پگڑی پاک ہے دیگ دھونے کے بعد دیگ کو اُس سے پونچھ سکتے ہین اسے رکھ چھوڑ اور اس فقیر کو کچھ دیدے
نان بائی نے فقیر کو خوشنود کیا اور پگڑی مجھے بڑے ادب کے ساتھ پیش کی مین نے نہین قبول کی اور چھوڑ دی
فرماتے تھے کہ بہت آدمیون کی مین نے خدمتین کی ہین میرے پاس نہ گھوڑا تھا اور نہ دوسری سواری ایک سال
مین ایک قبا پہنتا تھا کہ روئی اسکی باہر نکل آئی اور تین سال تک ایک پوستین پہنتا تھا اور تین سال تک
مجھے ایک موزہ تابستان۔ فرماتے تھے کہ اوائل مسافرت مین جاڑے کا موسم تھا کہ مولانا مسافر کے ساتھ
شاہرخیہ مین آسکے ایک گھر ہمارے پاس تھا جسکا دروازہ سر کوچہ تھا اور مکان کی زمین کوچہ سے پست تھی

اور پیشم کے وقت بھی اور کبھی ابتدائی صبح کے وقت مسجد مین جاتا اور وہان نماز پڑھتا اُس جاڑے کی فصل مین
کپڑے میرے بہت باریک تھے شیخ کا آدھا بدن میرا کچھ گرم نہوتا تھا - فرماتے تھے کہ اب اسباب جمعیت کا خوب مہیا ہے
کوئی آدمی چاہیے کہ کام کرے اگر اسباب جمعیت کو سبب تفرقہ اور بیکاری کا بناوین سخت نقصان ہوگا ہر گوشہ
مسافرون مین کہ اس کام کے لیے کیے تھے دو لوٹے گرم پانی طہارت کے لیے سب بے تشویش تھے - شیخ بہاء الدین
عمر کی صحبت سے وضو اور طہارت کرنے کے لیے کبھی شہر کو جاتا تھا خاطر مین خیال آتا تھا کہ کیا ہوتا اگر شیخ استعداد
کرتے کہ گرم پانی مسجدون مین طہارت فقرا کے لیے اسی جگہ میسر ہوتا اور میسر نہ تھا یہانتک خود حجرہ اور شمع اور
آب طہارت اور جاے طہارت اور حمام اور ہر محتاج سب کے کھانے پینے کا یارون کے لیے مہیا کر دیا ہے ہجوم
مشاغل سے بیشتر فرصت بہت غنیمت ہے - فرماتے تھے کہ پانچ سال ہم ہرات مین رہے ایک وقت تھا کہ ہر ہفتہ
مین دو بار اور تین بار شیخ بہاء الدین عمر کے گھر ہم جاتے اس مدت مین وہان دو بار کچھ کھایا اور سبب یہ ہوا
کہ میر فیروز شاہ کا بھائی میر محمود شاہ شیخ کے یہان آیا تھا ظاہرا گوشت چاول پکایا تھا ہم اور مولانا سعد الدین
باہر بیٹھے تھے کھانا ہمارے سامنے لائے اور ایکبار اور شیخ نے سیب سے افطار کیا دانت موجود تھے بہت
سیب کھائے اُن دنون دانت میرے درد کرتے تھے تھوڑے سبب موافقت کے طریق مین نے بھی کھائے
فرماتے تھے کہ ہم اور مولانا سعد الدین ایک دن شیخ کی خدمت مین گئے تھے اُس روز ہوا نہایت صاف تھی شیخ چاہتے تھے
کہ دعوت کو ن ہمسے کہا کہ مولانا جلال الدین کے پاس جاؤ کہ تمھارے لیے کھانا تیار کرے اور یہ مولانا جلال الدین
اکابر اور طریقت تھا اور شیخ و متولی مزار خواجہ [illegible] سرہ کا حال آنکہ مین نے کبھی متولی کا کھانا نہین کھایا شیخ کے
کہنے سے مین گیا مولانا جلال الدین نے اُس بڑی ندی مین سے کہ مزار کے سامنے ہے مچھلی پکڑی تھی جو بیس
مثقال ہوگی اُسکے کباب بنائے اور ہمارے سامنے لائے اُسکے بعد بہت عرصہ تک مراقبہ مین مشغول ہوئے مولانا سعد الدین نے مین نے
اشارہ کیا کہ چلو ہم اُٹھے اور باہر آئے - فرماتے تھے کہ استاد فرخ تبریزی ایک شخص تھا میرزا شاہرخ کے زمانہ مین پڑھتا اور صراف سنار
لوگونکا چودھری تھا اور خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے اُسکو بہت اعتقاد تھا اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ سے تعلیم و
التفات خاص سے پایا تھا وہ جانتا تھا کہ ہرات مین کسیکا کھانا مین نہین کھاتا تو ماہ رمضان مین قسم کھائی تھی اور حیلہ کیا کہ اگر ایک
اُسکے گھر مین ذرہ افطار نکرتا تو بی بی اُسپر حرام ہوجاتی بحسب ضرورت رمضان کی شب وہان پہونچا فرد تھا اُس سے بہت خدمت اور شفقت
مین نے دیکھین اور اُن دنون ہمکو مقدرت نہ تھی کہ کسی خدمت سے اُسکی مکافات کرتے جب استطاعت ہوئی وہ مر چکا تھا اُسکے بیٹے کو دو ہزار
دینار کبکی دیے اور اُسکے سوا اور خدمتین بھی کین حضرت نے ابتداء عمر سے انتہا تک ہرگز کوئی ہدیہ تحفہ کسیکا قبول نہین کیا مولانا احمد کازری علیہ الرحمۃ
ایک عزیز تھا حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ سے تعلیم کے ساتھ مشرف ہوا تھا اور مشغولی کا اہل رکھتا تھا بعد وفات حضرت مولانا سعد الدین
قدس سرہ کے حضرت کے لیے سفید دُنبے کی اون سے اپنے ہاتھ جامہ نہایت باریک کاتا اور جبکہ یعنی موزہ بنایا اور اُسکے کام مین احتیاط کی تھی اور کار [illegible] کئے

طرف سمرقند بھیجا اور التماس کی کہ حضرت اُسکو پہنین جب آپ کی نظر مبارک مین گذرانا فرمایا کہ اس جامہ کو پہن سکتے
ہین اور اُسمین سے بوے صدق آتی ہو لیکن ہمنے تمام عمر اپنی کوئی چیز کسی سے قبول نہین کی خدمت مولوی مین ہماری
طرف سے عذر خواہی کرو پس اُس ملکین کو مع چند بند کاغذ کے ہدیہ کے طور پر مولانا احمد کے لیے کاریزہ واپس
بھیجدیا - ایک دن حضرت جنگل مین جو کئی فرسنگ شہر سے دور تھا چلے جاتے تھے اور ایک جماعت کثیر اصحاب
اور خدام سے سوار پیدل آپ کے محافہ کے ساتھ تھی اور تو چل رہی تھی اچانک دور سے چند خیمہ دکھلائی دیے
اور وہان سے تین آدمی اُسطرف کو آئے اور اُنکے ساتھ کوئی چیز تھی اور جلد جلد حضرت کی سر راہ پر آتے تھے
حتی کہ پگڈنڈی پر راستہ روکا یہ مقدم اُن کا ئے گوردن کا تھا ایک بکرا فربہ آدمی کی گردن پر رکھے ہوے
اور ایک بہت بڑا پیالہ دہی کا بھرا ہوا دوسرے کے ہاتھ مین راہ کے درمیان آپ کے محافہ کی زمین پر زانو رکھا
اور خادمان نے گھوڑا اور محافہ ٹھہرایا پس اُسنے نیازمندی سے کہا خواجہ میرے یہ بکرا حلال ہو کہ آپ کی نذر
کیا ہو اور یہ پیالہ جغرات کا پاک ہو کہ لایا ہون تاکہ آپ نوش کرین حضرت نے فرمایا کہ مین کسیکی نذر اور ہدیہ
نہین لیتا اپنا بکرا اپنے گلہ مین لیجا لیکن جغرات تیری لیتا ہون اور قیمت دیتا ہون کہا جغرات کی اس جنگل مین
قیمت نہین ہوتی اور کچھ قدر نہین فرمایا کہ کسیکی چیز مفت نہین پھر خادم سے کہا کہ ایک شاہرخی اُسکو دیدے
اُسوقت دہی اپنے سامنے منگایا اور چکھا پھر سب یارون نے سوار و پیادہ سے پیا اور روان ہوے ——

ذکر حضرت کے نہایت درجہ تمول کا - حضرت فرماتے تھے کہ جب ہم ابتدا مین ہرات مین تھے
حضرت سید قاسم تبریزی کی ملازمت مین بہت جاتے اور آپ کا سہ آش جھوٹا اپنا دیا کرتے اور فرمایا کرتے
اے ترکستان کے شیخزادہ جس طرح کہ یہ ناخوش ہمارے آس پاس قریب ہو کہ دنیا تیرے آس پاس ہو
اور جس وقت حضرت سید یہ بات فرماتے مجھے کچھ دنیا نہ تھی اور کمال ترک و تجرد مین تھا حضرت بائیسوین
سال مین تھے کہ اُنکے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ آپ کو تاشکند وطن مالوف مین تحصیل علم کی نیت سے
سمرقند لائے اور آپکے شغل باطنی کا غلبہ تحصیل علوم ظاہری کا مانع ہوا اسواسطے صحبت اور ملازمت عزیزان اس سلسلہ قدس اللہ
ارواحہم کی چاہت کی ہو اور اس کام کی طلب مین رنج کیا چنانچہ اس مقصد کا ذکر تیسری فصل مین لکھا جائیگا اور مدت دو سال ماوراء النہر
مین اسی خانوادہ کے بزرگون کے پیچھے پھرے ہین اور چوبیسوین سال مین شہر ہرات آئے اور پانچ سال ہرات مین مشائخ وقت کے ساتھ
صحبت رکھی اور انتیس برس کی عمر مین وطن مالوف کو واپس آئے اور وہان کھیتی شروع کی اور کسیکے شریک ہوئے اور اُسکے اتفاق
سے ایک جوڑی بیل کی چلائی پھر حضرت کو حق سبحانہ نے اُنکی زراعت مین بڑی برکت دی مخفی نہ رہے کہ مال و منال
اسباب اور املاک اور گلہ مویشی حضرت کا اندازہ سے زیادہ تھا جسکا حساب ممکن نہ تھا دوسری بار کہ راقم حروف
شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا بعضے اہلکارون سے سُنتا تھا کہ حضرت کے مزرع ہزار اور تین سو سے

زیادہ بڑھگئے ہین اور اُنہون مشاہدہ ہوا کہ کتنے ہی کھیت اور خرید سے تھے حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی نے کتاب یوسف زلیخا مین حضرت کے مناقب کے درمیان اسکا اشارہ کیا ہے جہان کہ فرمایا ہے **بیت** ہزارش مزرعہ در زیر کشت ست ✦ کہ زاد رفتن راہ بہشت ست ✦ **ترجمہ** اُسکی کاشت مین ہزار مزرعہ ہین کہ بہشت مین جانے کی راہ کو توشہ ہے۔ اُسوقت مین کہ راقم ایندروف آستان بوسی کو جاتا تھا قرشی مین پہونچا اور ایک شب کو حضرت کے کارندون مین سے ایک کے یہان ٹھہرا وہ کہتا تھا کہ مین منتظم جوئبار قرشی کا ہون جو ایک مزرعہ تیرہ سو مزرعہ مین کا ہے حضرت سے مین نے پوچھا کہ اس ندی مین کتنی جوڑی بیل کی زراعت ہوتی ہے کہا ہر سال آبپاشی کے لیے ہر جوڑی پر ایک آدمی باہر جاتا ہے تین ہزار آدمی جمع ہوتے ہین۔ ایک روز حضرت نے کسی تقریب سے فرمایا کہ مین ہر سال سمرقند کے خاص مزرعون سے اسی ہزار من غلہ سمرقند کی تول سے اپنا خراج عشر دیوان سلطان احمد مرزا کا ذمہ دار بالگذاری ہوا ہون اور فرمایا کہ حق تعالی نے میرے مال مین بڑی برکت دی ہے کہ ہر خرمن کا غلہ جو کوت اور اندازہ کرنیکے واقف کار ہزار من کوت کرتے ہین تول کے وقت چودہ پندرہ سو من ہوتا ہے ایک ملازم جو حضرت کے بعض انبار غلات کا تعلق اُس سے تھا کہتا تھا کہ غلہ کا خرچ کبھی پیدا وار سے زیادہ ہوتا اور آخر سال مین دیکھتا تھا کہ ہنوز انبار خانہ مین بہت غلہ باقی رہتا اور مشاہدہ اس حال کا زیادہ تعین کا سبب ہوا حضرت سے ایکبار یہ بات مین نے پوچھی فرمایا کہ مال ہمارا فقرا کے واسطے ہے ایسے مال کی خاصیت یہ ہے۔

رشحہ ایکدن حضرت اس آیہ کریمہ کے معنی مین انا اعطیناک الکوثر فرماتے تھے کہ محققون نے اس آیت کی تفسیر مین ایسا کہا ہے کہ دیا ہمنے تجھے کوثر یعنے شہود احدیت در کثرت پس جو شخص کہ یہ شہد اُسکا مقام ہے ہر آئینہ ہر ذرہ ذرات کائنات سے اُسکے لیے ایک آئینہ ہے کہ اُسمین جمال ذات باقی کا مشاہدہ کرتا ہے ایسے شخص کو کہ مسیحے بجاے سبب زیادہ شہود اور تجلی وجود کا سبب ہو اسباب دنیوی کس طرح حجاب جمال مقصود کا ہوجاے اور محجوبی کی صورت اُسکو کیونکر ہو۔ حضرت مخدومی قدس سرہ نے تحفۃ الاحرار مین حضرت کی منقبت مین اس بات کا اشارہ کیا ہے جہان کہ فرمایا ہے **بیت** زد بجہان نوبت شاہنشہی ✦ کوکبۂ فقر عبید اللہی ✦ آنکہ ز حریت فقر آگہ است ✦ خواجہ احرار عبید اللہ است ✦ روے زمین کش نہ مرو نہ بن ہست ✦ در نظرش چون روی یکناخن است ✦ یک روی ناخن چو بدست آیدش ✦ کز رہ فقر شکست آیدش ✦ لجہ بحر احدیت دلش ✦ صورت کثرت صدف ساحلش ✦ ہست دران لجہ ناقعریاب ✦ قبہ نہ توسے فلک یک حباب ✦ **ترجمہ** لشکر فقر عبید اللہی نے عالم شہنشاہی کی نوبت بجائی — جو کہ فقر کی آزادی سے خبردار ہے وہ خواجہ عبید اللہ احرار ہے روے زمین جسکا نہ سر ہے نہ جڑ ہے اُسکی نظر مین ایک ناخن کا رخ ہے — ایک رخ ناخن جو اُسکے ہاتھ

کہ سالک اُسکی راہ تفرقہ میں شکستگی آوے ۔ اُسکا دل دریاے احدیت ہی کثرت کی صورت اُسکے کنارہ کی سیپ ہووے اُس دریا میں جسکا عمق نایافتہ ہی ۔ آسمان کی نوبت کا قبہ ایک حباب ہی

ذکر حضرت کی خدمت اور شفقت کا خلق سے گروہ خاص و عام کے ساتھ

حضرت ابتداے حال سے انتہاے رتبہ کمال تک آشنا اور بیگانہ کی خدمت اور شفقت سے اور دوست دشمن کی رعایت اور اعانت کے حریص و دلدادہ تھے اور مجالس میں خدمت کے اندر سب پر سبقت کرتے رہے فرماتے تھے کہ مین جس وقت سمرقند سے مدرسہ مولانا قطب الدین صدر میں تھا وہین بیمار سرخچہ کی جسمین دانہ ہوتے ہین بیماداری کرتا تھا وہ مرض کی شدت سے بے شعور تھے اور اُنکے بچھونے دھونے کے لائق ہوتے تھے میں انکو دھوتا تھا ایذا اُنسے دور کرتا اور یہ واقعہ جلد جلد ہوتا اور مجھے بوجہ بیمارداری اور اُسکے لوازم کے مرض سرخچہ ہوا جس رات کہ مجھے تپ محرق تھی تین چارپانی کے گھڑے لایا اور کپڑے اور بستر بیمارون کے دھوئے فرماتے تھے کہ جب مین ہرات مین تھا سحر گاہون کو پیر بردہ کے حمام مین جاتا اور لوگون کی خدمت کرتا کبھی ایسا ہوتا کہ پندرہ سولہ آدمیون کی خدمت کرتا اور اس خدمت مین امتیاز نیک و بد سیاہ سفید اور غلام آزاد کی نکرتا اور کبھی ایسا تھا کہ گرم خانہ حمام مین پانچ چھ آدمی کی خدمت کرتا اور لوگون کی خدمت کے بعد مین بھاگ جاتا تاکہ کسیکو تشویش اجرت کی نہو اور اگر ہو مجھے بتا دے آخر حیات مین فرمایا کرتے ازبس کہ حمام مین بہت خدمتین مین کرتا تھا حمام کی گرمی سے طبیعت مین کوفت ہوچکا ہی اس وجہ سے حمام کی رغبت اب نہین ہوتی حمام کم تشریف لیجاتے تھے اور یہ وجہ کہتے ۔ فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ تعالے ارواحہم مین ہمت اور خاطر اسکی طرف مصروف ہوتی ہی کہ وقت کا تقاضا کیا ہی ذکر اور مراقبہ اسوقت ہی کہ جب خدمت کوئی نہو جس سے راحت کسی مسلمان کو پہونچے وہ خدمت کہ موجب جذب دل ہی ذکر اور مراقبہ پر مقدم ہی ۔ بعضے گمان کرتے ہین کہ اشتغال نوافل عبادت کے ساتھ اولے خدمت سے ہی خدمت اور منت کا اثر دلون مین جگہ پاتا ہی

جبلت القلوب علے حب من احسن الیہا اسکی یہین ہی ۔ یعنے قلوب کی سرشت مین اُس شخص کی محبت ہی جو اُنپر احسان کرے ہرگز ثمرات نفلون کے اُس اثر اور نتیجہ کے برابر نہونگے جو کہ محبت مومنین ہی ۔ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین اور اُنکے تابعین قدس اللہ تعالی ارواحہم جو بآسانی کسی کی خدمت قبول نہین کرتے تھے اس جہت سے ہی کہ خدمت اور تواضع منجملہ احسانات ہی اور حب محسن ضروری اور بقدر محبت کے علاقہ واقع ہی ہرگاہ یہ حضرات تمام ہمت سے مشغول نفی علق مین ہین اور نہین چاہتے کہ انکو کسی طرحکا علاقہ ہووے تو بالضرورت کوشش اور اہتمام رکھتے ہین کہ جب تک ہوسکے خدمت کرین نہ قبول خدمت اور ایسے شخص سے خدمت قبول کرتے ہین جسمین لیاقت اسکی پاتے ہین کہ روز بروز اُنکے طور طریقہ سے بہرہ مند ہون اور اسکا علاقہ

عالم سے بوجہ قبول اور التفات خاطران حضرت کے کثرت ہوا اور ایک عالم اُسکی جمعیت باطن سے آباد اور
روشن ہو۔ فرماتے تھے کہ مین نے یہ طریقہ کتب صوفیہ سے نہین لیا ہو بلکہ لوگون کی خدمت سے لیا ہو ۔ یہ کہ
مجھے سکھلایا لیکن خدمت کی یہ خاصیت ہو۔ فرماتے تھے کہ ہر کسی کو ایک دروازہ سے لائے ہین مجھے
درخدمت سے لائے ہین یہی وجہ ہو کہ خدمت پسندیدہ اور مختار اور محبوب میری ہو جسکی مجھے اسید وارئی
ہو اُسکو خدمت کا حکم دیتا ہون اور یہ بیت پڑھی بیت ہمت ترا بکنگرہ کبریا کشد + آن سقف گاہ
سا بہ ازین نردبان مخواہ + ہمت کبریائی کے کنگورہ تک مجھے لیجاتی ہو اُس چھت کے لیے زینہ اس سے
بہتر مت چاہ ۔ پھر فرمایا کہ مین اسطرح پڑھتا ہون کہ ۔ خدمت ترا بکنگرہ کبریا کشد

ذکر حضرت کی رعایت اور ادب کا تمام خلائق کے ساتھ

حضرت ہمیشہ خلا اور ملا مین کمال آداب ظاہر و باطن کے ساتھ اتصاف رکھتے تھے اور صحبت اور
خلوت مین آداب ظاہری اور باطنی کی رعایت کرتے ۔ راقم حروف جس زمانے مین کہ ملازم آستانۂ
ولایت تھا اور شب و روز ملازمت اور خدمت مین رہتا چار مہینے پہلی دفعہ اور آٹھ مہینے دوسری دفعہ
ہرگز نہین دیکھا کہ حضرت نے انگڑائی لی ہو یا کھانسی وغیرہ سے بلغم اور پانی دہان مبارک سے باہر نکالا ہو
یا ناک سنکی ہو اور ہرگز نہین دیکھا کہ خلا اور ملا مین کسی رات دن مین چار زانو بیٹھے ہون اور خدمت مولانا
ابو سعید اوبہی علیہ الرحمۃ کہ اس آستانہ کے ملازم تھے اور پینتیس سال وہین رہے فرماتے تھے کہ جس مدت
مین میرا قیام حضرت کی خدمت اور ملازمت مین تھا کسی صحبت اور خلوت مین کبھی نہین دیکھا کہ آپنے
چھلکا دانہ انگور اور سیب و امرود و آبی وغیرہ کا دہان مبارک سے نکالا ہو اور ہرگز نہین دیکھا کہ ناک
صاف کی ہو یا بلغم منھ سے باہر ڈالا ہو باوجودیکہ کبھی کبھی زکام نزلہ ہوتا تھا اور ہرگز کوئی چیز جو موجب نفرت
اور نفرت طبع ہو حضرت سے نہین دیکھی گئی اور آپ کے کسی عضو سے کوئی حرکت نامقبول صادر نہین ہوئی ہمیشہ خلا اور ملا مین
کمال ادب اور حسن معاملہ سے متحقق اور متخلق تھے ۔ جناب سید عبد القادر مشہدی مدظلہ العالی سلطان ابو سعید
کے زمانہ مین سمرقند گئے تھے اور آپ کی صحبت مین پہونچے فرماتے تھے کہ ایک شب میر مزید ارغون محلہ کفشیر کا
ملازمت حضرت مین آیا اور ارادہ کیا کہ وہ شب آپ کی صحبت زندہ رکھے اور فقیر اُس مجلس مین حاضر تھا جب
نماز عشا کی پڑھ چکے آپ نے فرمایا کہ میر مزید ہمارا مہمان ہو چاہتا ہو کہ ہمارے ساتھ آج کی رات احیا کرے اور
مہمان کیجانب کی رعایت لازم ہو ہم بعض یارون کے ساتھ بیٹھینگے تم جوان ہو جاؤ اور سو رہو اور تمھاری خاطر مین آئے صبح کو
آؤ مین نے کہا اگر اجازت ہو فقیر بھی ہو فرمایا کہ اگر بیٹھنے کی قوت باقی ہو تو کوئی مانع نہین ہو فقیر تین اور آدمی کے
ساتھ حضرت کے اصحاب سے اُس مجلس مین بیٹھا اور مین اول شب سے دم صبح تک آپ کے احوال کا منتظر

حضرت جس طرح دو زانو کہ اول شب مین بیٹھے تھے ہرگز اس زانو سے اُس زانو پر نہ بیٹھے اور مطلقاً کسی عضو سے حرکت صادر نہوئی یہان تک کہ تہجد کی نماز کو اُٹھے جب نماز سے فارغ ہوئے پھر اُسی طرح ایک قرار پر از روے تمکین تا طلوع فجر بدون اسکے کہ غنودگی اور اونگھ کا نشان آپ سے ظاہر ہو اور فقیر باوجود قوت جوانی کے ایک یا دو ساعت مین زانو بدلتا تھا اور تکلف سے نیند کو ٹالتا تھا اور میر فرید بھی برکت التفات حضرت سے کم حرکت کرتے تھے حالانکہ مرد مرطوب تھا اور نیند کے آثار بھی ظاہر تھے حضرت اُسیطرح مراقبہ مین تھے یہان تک کہ صبح ہوگئی زان بعد نماز صبح کے لیے اُٹھے اور نماز عشا کے وضو سے پڑھی اور اس حالت کا مشاہدہ حیرت اور تعجب فقیر کا موجب اور سبب مزید حسن اعتقاد اور اخلاص کا حضرت کی نسبت ہوا

ذکر حضرت کے ایثار شفقت اور مرحمت کا اصحاب اور تمام درویشون کی نسبت جو تھا

حضرت کے لطف و کرم کی حد و نہایت نہ تھی ہمیشہ اپنی محنت اور مشقت اختیار کرتے اور خدام کی فراغت اور راحت کو اپنے نفس پر ایثار فرماتے۔ خدمت میر عبد الاول علیہ الرحمہ اپنے مسموعات مین لکھتے ہین کہ ایک بار اوائل بہار مین ملازم اور خدام کا گروہ حضرت کے ساتھ ولایت کش کو جاتا تھا شام قریب تھی اور شب کو یفرور دشت بہار مین توقف کیا خادمون نے خیمے کھڑے کیے بعد از نماز مغرب بارش نے گھیر لیا حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس خیمے کی طہارت مین تردد ہی مین یہان نہین رہتا اصحاب یہان رہین اور اس بارہ مین مہربانی کرکے مبالغہ کیا اور اُس خیمے کے سوا اور خیمہ نہ تھا بموجب امر حضرت کے فقرا اور اصحاب اُس خیمے مین رہے اور اُس رات کو دن تک مینھ برستا رہا اور سیلاب رواں ہوئی جب صبح ہوئی اور نماز فجر کی پڑھی بعضون سے عنایت کرکے ایسا فرمایا کہ ہمکو شرم آتی تھی کہ ہم خیمے مین رہین اور یار لوگ مینھ مین بھیگین اور جو کچھ خیمے کے حق مین فرمایا ایک پردہ تھا تاکہ یار لوگ بے تردد رہین۔ بعض اصحاب نے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ گرمی کی فصل مین کہ ہوا بہت گرم تھی حضرت مزرعہ موسومہ بزآورد کو گئے اور فقرا و اصحاب ساتھ تھے اُس گانون کے کاشتکار لوگ ایک ادنی خیمہ رکھتے تھے اُسے حضرت کے لیے ایک جگہ برپا کردیا اصحاب کو حجاب آتا تھا کہ آپ کے ساتھ ایک جا بیٹھین اور اُسکے سوا اور سایہ نہ تھا جب ہوا گرم ہونے لگی حضرت گھوڑا طلب کرتے تھے اور فرماتے تھے چاہتا ہون کہ بعضے اہم کام دیکھون اور سوار ہوتے تھے اور صحرا مین جاتے تھے اور دھوپ مین پھرتے تھے جب ہوا بہت گرم ہوتی تھی شگافہاے زمین اور پانی کے بنائے ہوئے گڑھون کے سایہ مین کہ آپکا تمام بدن سایہ مین نہ تھا صرف سر مبارک آپ کا سایہ مین رہتا آرام کرتے اُسوقت تک کہ ہوا اعتدال پر آتی بعد ازان اُس الاچق یعنے ادنی خیمے مین آتے تھے چند روز کہ وہان تھے معاملہ یہ تھا بالآخر اصحاب جان گئے کہ حضرت نے اپنے اصحاب کی راحت اور فراغت کی خاطر سواری اور دھوپ مین پھرنا پسند کیا تھا۔

فصل سوم حضرت کی ابتدا سفر اور ملاقات مشائخ زمان کے بیان مین

حضرت فرماتے تھے کہ میرے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمہ بہت چاہتے تھے کہ مین تحصیل علم کرون مجھے تاشکند سے اس مصلحت کے لیے سمرقند لائے اور بہت اہتمام کیا لیکن ہر بار کہ پڑھنے کے لیے زور دیا مرض عارض ہوگیا جو تحصیل کا مانع ہوا آخر کو مرض عصبہ یعنے سرخچہ قوی ہوگیا اپنے ماموں سے کہا کہ میری حالت ایسی ہی کہ تحصیل نہین کرسکتا اور تم نہین چھوڑتے کہ اصرار تمام کرتے ہو بعد ازین شبہہ ہی کہ مین ہلاک ہوجاؤن ماموں میری اس بات سے متاثر ہوئے اور فرمایا کہ مین تیرا حال اب تک نہین جانتا تھا آیندہ کو مین نچھوڑونگا جسطرح تیرا جی چاہے مشغول ہو دوسری بار تحصیل کا قصد کیا تھا آنکھ مین درد ہونے لگا اور پینتالیس روز یہ بیماری اُٹھائی آخر مین نے ترک کیا فرماتے تھے کہ کل جمع میری تحصیل کی مصبح نحو سے ایک دو ورق زیادہ نہین ہی ـ خدمت خواجہ فضل اللہ ابواللیثی کہ بڑے علماء سمرقند سے تھے فرماتے تھے کہ حضرت کے کمال باطن کو ہم نہین جانتے مگر اسقدر جانتے مین کہ آپ نے بحسب ظاہر علوم رسمی سے بہت ہی کم پڑھا ہی اور ایسا دن کم ہوگا کہ تفسیر قاضی مین شبہہ ہمارے سامنے نہ لائین کہ ہم سب اُس سے عاجز نہون ـ خدمت مولانا علی طوسی کہ مولانا علی عران مشہور ہین اور بڑے علماء زمانہ سے حضرت سے بہت عقیدہ رکھتے حضرت کی مجلس مین بہت آتے مگر بہت کم بات کرتے ایک دن حضرت نے فرمایا کہ تمھارے سامنے ہمارا سخن کہنا نہایت بے شرمی ہی چاہیے کہ تم کہو اور ہم سُنین خدمت مولانا نے فرمایا جہان کہ مبداء فیاض سے سخن بیواسطہ پہونچے ہمارا سخن کہنا اُس جگہ بے شرمی ہی حضرت نے فرمایا کہ مین مولانا نظام الدین خاموش کی خدمت کو سمرقند آیا تھا علیہ الرحمہ میرے باپ نے ایک آدمی اُنکے پاس بھیجا تھا کہ مین نے اُرکی اپنے بھائی کی اُسکے لیے محفوظ رکھی ہی گر آپ نہین آتا اور یہ نسبت قبول نہین کرتا بھائی مجھسے رنجیدہ ہوتا ہی اور اس باب مین بہت الحاح کی تھی خدمت مولانا نظام الدین نے بہت نصیحت کی اور آخر کو فرمایا ہم نہین جانتے اگر درماندگی اور اضطراب اُس مرتبہ کا ہو کہ کسی جگہ نہ ٹھہر سکے اور کسی کام اور کسی چیز کے ساتھ آرام نرکھتا ہو اُسوقت معذور ہی ترک تحصیل مولویون کی تقریب سے وہ اس حکایت کو بارہا فرمایا کرتے ـ حضرت نے ابتدا احوال مین کہ تاشکند سے سفر کیا سمرقند اور بخارا وغیرہ مین بہت سے بڑے اصحاب حضرت خواجہ بہاء الدین اور اُنکے اصحاب اور بہت اکابر طبقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کو دیکھا ہی اور صحبتین رکھین چنانچہ اس سے پہلے جا بجا ذکر سلسلہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین لکھا گیا ہی اور نیز سمرقند مین قبل اسکے کہ خراسان مین آئین حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ کی خدمت اور صحبت مین مشرف ہوئے اور جب خراسان مین تشریف لائے ہین دوسری بار خدمت سید قدس سرہ اور بعضے دیگر مشائخ کبار ہرات سے ملاقات کی ہی اور اُنکی صحبت مین مداومت کی چنانچہ بعد ازان

ذکر ہوگا حضرت بائیس سال کے سن مین تقریباً تاشکند سے سمرقند آئے تھے اور چند روز وہان اقامت کی اور ان
اوقات مین باتفاق حضرت مولانا سعدالدین کاشغری قدس سرہ کی ملازمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ
کی ہوا اور اُنکی صحبت مین بہت جاتے رہے۔ ایک عزیز بڑے اصحاب حضرت سے فرماتے تھے کہ ایک بزرگ سے
مین نے سنا کہ کہتے تھے ایک روز سمرقند کے مقام مولانا نظام الدین کی صحبت مین گیا اور اُنکے سامنے بیٹھا ناگاہ
مین نے دیکھا کہ ایک جوان آیا نہایت نورانی اور باہیبت وجاہت عظیم اور تھوڑی دیر بیٹھا جب کہ وہ باہر گیا
مولانا سے مین نے پوچھا کہ یہ جوان کون شخص تھا فرمایا وہ خواجہ عبیداللہ ہے قریب ہے کہ سلاطین عالم اُسکے
مبتلا ہون اور مولانا درویش محمد سرپلی نے خدمت مولانا عبیداللہ سرپلی سے کہ قدیم اصحاب حضرت سے
ہین اور سرپل مین ساکن تھے کہ مشہور موضع ہے سمرقند مین ایسی نقل کی کہ اُسنے کہا مین چھوٹا تھا اور میرا
باپ خدمت مولانا نظام کے مخلصان معتقد سے تھا اور اکثر اوقات خدمت مولانا ہمارے مکان مین رہتے
اور میرا باپ اُنکی خدمت اور ملازمت کیا کرتا اور اکثر اوقات وہ مراقب رہتے اتفاقاً ایک دن مراقبہ مین تھے
اور سر آگے جھکائے ہوئے اور میرے باپ اُنکے پاس کسی کام اور خدمت مین مشغول تھے اچانک مولانا نے
سر اُٹھایا اور فریاد بلند کی اور میرے باپ نے اُس کام سے ہاتھ اُٹھالیا اُس فریاد کا سبب آپ سے پوچھا فرمایا
کہ پورب کی طرف ایک شخص پیدا ہوا خواجہ عبیداللہ نام اور تمام روے زمین کو لیلیا عجب شیخ بزرگ ہے
اور ہمنے نام حضرت کا خدمت مولانا نظام الدین سے سنا اور یاد رکھا اور اُنکے قدم شریف کے منتظر رہتے
اور اُنکے سایہ سے عشقبازی ہم کرتے تھے یہان تک کہ سلطان ابوسعید میرزا کا عہد دولت ہوا اور حضرت کو
تاشکند سے کوچ کراکے سمرقند مین لایا اور پہلے پہل جو شخص کہ آپ کی صحبت اور ملازمت مین سمرقند سے
دو شہزادہ ہم تھے اور سعادت خدمت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت شروع احوال مین چندے سمرقند
رہکر وہان سے بخارا گئے اور راستہ مین شیخ سراج الدین پرسی کے گانون مین پہونچے اور ایک ہفتہ وہان شیخ سے
صحبت رکھی اور وہان سے بخارا گئے اور مولانا حسام الدین بن مولانا حمیدالدین شاشی کو دیکھا اور خواجہ
علاء الدین غجدوانی سے صحبتین رکھین جیسا کہ مقالہ کتاب مین خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے تذکرہ کے
اندر مذکور ہوا بعد ازان خراسان کی عزیمت کی اور براہ مرو سے ہرات مین آئے اور مدت چار سال علی الاتصال
وہان رہے اور اُس مدت مین صحبت سید قاسم تبریزی اور شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہما مین بہت
گئے ہین اور حضرت مولانا شیخ زین الدین خوافی قدس سرہ کی صحبت مین بسا اوقات پہونچتے رہے اور چند سال
بعد ہرات سے بہ نیت صحبت حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کی راہ بلخ اور شہر غان سے ولایت حصار کو
روانہ ہوئے اور بلخ مین مولانا حسام الدین پارسا کی صحبت مین پہونچے ہین چنانچہ ذکر مولانا اپنے تذکرہ اور

وان سے چغانیان گئے ہین اس نیت سے کہ حضرت خواجہ علاءالدین عطار قدس سرہ کی قبر کی زیارت کرین بعد ازان بلغتو آئے اور حضرت مولانا یعقوب کو پایا اور اُنکو دست بیعت دی اور اُنسے طریقہ اخذ کیا۔ چنانچہ بعد ازین مذکور ہوگا اور اُس سفر مین تین مہینے رہے ہین اور پھر ہرات کو مراجعت کی ایک سال دیگر کم وبیش یہان رہے اور اکابر وقت کی صحبت پر مداومت کی اور بعد ازانکہ پانچ سال ہرات مین اقامت کو ہوئے تو وطن مالوف مین آنے کا ارادہ کیا اور تاشکند مین مقیم ہوئے اور زراعت کے کام مین مصروف ہوئے اور شغل کاشتکاری پر اقدام کیا حضرت فرماتے تھے کہ اُنتیس سال کی عمر مین شہرہاے مرو مین رہے پانچ سال ہیں سال دا ہارے تاشکند مین ہم آگئے اور واقعہ وبا سنہ آٹھ سو چالیس مین ہوا ہو بعد ازان کہ تاشکند گئے ہین خدمت مولانا نظام الدین رحمہ اللہ وہان تھے پھر اُنسے صحبت رکھی اور اُنکے درمیان امور عجیبہ واقع ہوئے چنانچہ تھوڑے احوال اُسمین سے مولانا نظام الدین کے ذکر مین گذرے

ذکر حضرت کی صحبت کا سمرقند اور خراسان مین حضرت سید قاسم تبریزی قدس اللہ تعالےٰ سرہ سے

حضرت فرماتے تھے کہ مین نے اپنی تمام عمر مین حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ سے کسیکو عظیم تر نہین دیکھا مشائخ زمان سے بعض کسی کی صحبت مین کہ آیا ایک نسبت ظاہر ہوتی تھی اور ایک کیفیت حاصل ہوتی تھی کہ آخر تک ٹھہرنے قابل تھی لیکن سید قاسم کی صحبت مین وہ نسبت ظاہر ہوتی تھی کہ ساری دنیا اُنکے گرد پھرتی ہو اور اُنمین اُتر جاتی ہو اور گم ہوتی ہو۔ فرماتے تھے کہ سید قاسم نے ابتداء حال مین بادر دسکے حوالی حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاءالدین قدس سرہ سے ملاقات کی تھی اور صحبت رکھی بعد ازان اپنے تئین آپ کے طریقہ اور نسبت پر رکھا بعض اوقات مجالس صحبت مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سید قاسم اپنے کو طریق خواجگان پر رکھتے ہین۔ فرماتے تھے کہ سید کا ایک دربان تھا کہ کسیکو بلا اجازت اور رخصت حضرت کے سامنے نہین جانے دیتا خدمت سید نے اُس دربان سے کہدیا تھا کہ جس وقت یہ جوان ترکستانی آوے اُسکو مانع نہوناتا کہ وہ آوے اور کہا مین ہر روز سید کی ڈیوڑھی پر پہونچتا تھا لیکن باوجود اجازت کے دو روز اور تین روز مین ایکبار آپ کے سامنے آتا آپ کے آدمی تعجب کرتے تھے کہ آپ اجازت پائے ہوئے ہین کس واسطے ہر روز نہین آتے اور ونکو تو اجازت نہین ہو وگرنہ آپ کے سامنے سے ہرگز نہ اُٹھتے کسیکو خوش نہین آتا کہ آپ کے پاس سے اُٹھے آپ بھی لوگون کو جلد اجازت دیتے تھے الا مجھے ہرگز نہین اُٹھایا۔ فرماتے تھے کہ ایکبار ابتداء ملازمت مین مجھسے پوچھا کہ بابو تیرا کیا نام ہو اور آپ کی عادت تھی کہ لوگون کو بابو کہتے تھے مین نے کہا عبید اللہ فرمایا کہ چاہیے کہ تحقیق اپنے اسم کی تو کرے تمام شد کلامش قدس سرہ خدمت مولانا محمد قاضی علیہ الرحمہ نے اس کلام کے معنی اور شرح مین ایسا لکھا ہو کہ چاہیے کہ تحقیق اپنے اسم کی تو کرے یعنے کمال سعی بجا لا

کہ بندگی حق سبحانہ بروجہ اکمل تو کرے اور راقم انحروف کی خاطر مین جو اس سخن کے معنی آتے ہین یہ ہین کہ تحقیق
اپنے اسم کی تو کرے یعنے وہ اسم کہ تیرا مربی ہی اور مبدء تیرے فیض کا وہ ہی اور در حقیقت حقیقت تیری مظہر
اُس اسم کی ہی اور رب تیرا کہ آخر الامر رجوع و بازگشت تیری اُسکے ساتھ ہوگی وہ ہی اور اُس اسم کے ساتھ
متحقق ہونا یہ ہی کہ حقیقت سالک آئینہ ہوجاے کہ وہ اسم اُسمین اپنے لوازم کے ساتھ بالکل تجلی کرے
اور اپنے مظہر سے بوجہ کمال ظاہر ہووے اور وہ اُس تجلی کے ظہور آثار و احکام مین اُس تجلی کے مستغرق اور مستہلک
ہوجاے حضرت فرماتے تھے کہ ہمیشہ سید قاسم قدس سرہ کی نظر عاقبت امور پر ہوتی تھی اور شیخ بہاء الدین
عمر یہ نظر رکھتے تھے ایکبار حضرت شیخ کے پاس مین گیا اتفاقاً ایک گروہ فقراء ظلمون سے داد خواہی کرتا
تھا اور آپ کے روبرو گفت و شنود بہت تھی شیخ نے میری طرف نظر کی اور فرمایا کہ رات کہان رہے ہو
مین اُنکا مقصود سمجھ گیا یعنے مناسبت حاصل کی ہی کہ ایسے محل مین آئے ہو۔ حضرت فرماتے تھے کہ اگر شیخ
عاقبت اور استعداد پر نظر رکھتے ایسا نہ کہتے۔ مولانا فتح اللہ تبریزی علیہ الرحمہ سے منقول ہی کہ مین حضرت
سید قاسم قدس سرہ کی ملازمت مین بہت رہا کرتا اور رسائل تصوف کے ساتھ مجھے شیفتگی تھی اس حد تک
کہ بہت راتین ایک مسئلہ کے سمجھنے مین دقائق اس گروہ سے دن کردیتی تھین کہ نیند نہین آتی تھی۔ ایکبار حضرت
سید قاسم کی صحبت مین بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت آگئے حضرت سید نے ملاقات کی اور تعظیم تواضع پوری طرح کی معارف
اور دقائق عجیب فرمائے اور ہر بار کہ حضرت ملاقات حضرت سید کو آتے سید بے اختیار حکایات اور اسرار پوشیدہ
بیان کرنے شروع کردیتے اور حقائق عجیب اُنسے ظاہر ہوتے کہ دیگر اوقات مین مثل اُسکے اتفاق نہوتا۔ الغرض
بعد ازان کہ حضرت مجلس سے اُٹھے حضرت سید میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ مولانا فتح اللہ اس گروہ
عالی کی باتین اگرچہ بہت خوش ہین لیکن فقط کہنے اور سُننے سے کام نہین چلتا اگر تو چاہتا ہی کہ سعادت کو پہونچے
کہ اہل ہمت کی نہایت تمنا کی چیز ہی تو اس جوان ترکستانی کا دامن پکڑ کہ اعجوبہ زمان ہی اُس سے بہت کام نکلینگے
قریب ہی کہ جہان نور ولایت سے اُسکے روشن ہو اور دلہاے مردہ ہواے نفس سے افسردہ اُسکی صحبت
شریف سے زندہ ہون اور مجھے ہمیشہ حضرت سید قاسم کے اشارہ کے موافق آرزو حضرت کی ملازمت کی
رہا کرتی سلطان ابو سعید میرزا کے زمانہ تک کہ حضرت تاشکند سے سمرقند مین آگئے ہین اکثر اوقات حضرت
کی ملازمت مین ہوتا تھا اور جو کچھ حضرت سید نے اشارت کی تھی اُس سے زیادہ مشاہدہ کیا اس سے
ثابت ہوا کہ حضرت سید کی نظر عاقبت اور استعداد مردم پر تھی اور اس بات کی تائید مین وہ سخن ہی کہ
بیشتر حضرت کے تمول مین گذرا کہ حضرت سید فرماتے تھے کہ جس طرح یہ ناخوش لوگ ہمارے گرد رہتے ہین قریب ہی
کہ دنیا گرد تیرے ہو۔ حضرت فرماتے تھے کہ حضرت سید قاسم کی صحبت مین کوئی ناخوش بجز چند مریدکے نہ تھا

جو کچھ آدمی اُنکی نسبت کہتے تھے دو چیزمین سے ایک تھی یا تو یہ کہ آپ سِرِ قضا و قدر پر مطلع ہو گئے تھے
اور جان گئے تھے کہ یہ اس حالت پر ہین کہ ایسے ناخوش آپ کے گرد ہونگے اور اُن لوگون کی نگہداشت
سے چارہ نہ تھا یا یہ کہ جس طرح دیوار باغ میوہ دار پر کانٹے لگاتے ہین تاکہ اُس سے چورون اور جانورون کی
ترکاوٹ ہو جاسے آپ نے بھی ایسے آدمیونکو راہ دی تھی تاکہ حال پوشیدہ رہے اور اپنی حقیقت کی حفاظت نظر
اغیار سے ہو فرماتے تھے کہ مین حضرت سید کے پاس بیٹھا تھا کہ بہیکیل نام جو آپ کے مریدون سے ایک شخص تھا کہ
معارف اور حقائق اِن لوگون کے بے تحاشا علانیہ دلیرانہ کہتا تھا اور اُسمین مبالغہ کرتا تھا آنکلا جون ہی اُسکی
نظر حضرت سید پر پڑی رنگ اُسکا متغیر ہوا اور ہر لحظہ ایک رنگ سے بدلتا تھا از بسکہ سید کی توجہ اُسکے باطن
مین قوی تھی ہر قدم کہ آگے آتا تھا ایکبار اپنا سر زمین پر ٹپکاتا تھا اور حضرت سید فرماتے تھے بلہ درویشان
بلہ درویشان اُسی طریقہ پر کہ مشغول ہوتے ہو اُسی پر رہو اور کوشش کرو تاکہ اوساط مین نر مویکیل
پھر اُسی طریق سے کہ سامنے آیا تھا پیچھے ہٹتا ہوا جاتا تھا یہان تک کہ باہر آیا اُسکے نکلنے کے بعد حضرت سید
نے فرمایا کہ کیا کرون اُسکی استعداد مین اسطور کے سوا دوسری چیز کی گنجائش نہین ہے اُسی چیز کے کمال کا
مین نے حکم دیا کسواسطے کہ کمال ہر چیز کا اُسکے نقصان سے بہتر ہے۔ فرماتے تھے کہ حضرت سید قاسم نے فرمایا
تو کچھ جانتا ہے کہ اس زمانہ مین حقائق اور معارف کم ظاہر ہوتے ہین سبب یہ کہ بنیاد کام کی تصفیہ باطن پر ہے اور
تصفیہ کی بنا لقمہ حلال پر چونکہ اس زمانہ مین لقمہ حلال کم ہے ناچار باطن صاف نہین رہے کہ اسرار اور معارف
الٰہی اُس سے ظاہر ہون اور اس تقریب سے فرمایا جس زمانہ تک میرا ہاتھ کار مین چلتا تھا طاقیہ زر بخیہ یعنی
سوزنکار ٹوپی مین سیتا تھا اور اُس سے قوت اپنی بناتا تھا جب فالج کے سبب ہاتھ میرا بیکار ہو گیا باپ
دادا کا کتب خانہ جو ورثہ مین ملا تھا اُسکو بیچڈالا اور تجارت کا سرمایہ بنایا اور اسوقت میری قوت اُسی سے ہے
اُسیمین سے کھاتا ہون حضرت سید کی احتیاط کھانے مین ایسی تھی مگر اور آدمی دوسرا عقیدہ رکھتے تھے
اور وہ غیر واقع تھا لوگون نے اُن مریدون سے جو اُنکے گرد تھے استدلال کیا تھا اور وہ قیاب اُنکا تھا۔ فرماتے
تھے کہ حضرت سید بڑے عالی ہمت تھے آپ کے آدمی اور ملازم بطریق کسب مشغول تھے جو کچھ پیدا کرتے تھے کرم
اور مروت کے سبب صرف ہو جاتا تھا اُنکا ترحم اور شفقت بہت تھی اگر سنتے کہ کسی جا طالب علم اور کوئی شخص
بیمار ہے بہت سعی کرتے آدمی اُسکی عیادت کو بھیجتے اور خرچ کے موافق دیتے بھی تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مجھے سمرقند مین
حصبہ ہوا تھا (فارسی مین سرخجہ نام اس مرض کا ہے کہ سرخ سرخ دانہ بدن پر ظہور کرتے ہین سوزش کے ساتھ)
تھوڑا مین اچھا ہوا تھا اور نقاہت کے دن تھے اور مولانا قطب الدین حیدر کے مدرسہ مین رہا کرتا تھا ناگہاں
مولانا سعدالدین کاشغری آئے اور کہا تمھین بشارت ہو کہ حضرت سید قاسم تشریف لائے اور مجھے آتی دیکھ

تھی کہ فوراً انکی خدمت مین جاسکون مین نے کہا کہ تم جاؤ ابھی مجھے اتنی قوت نہین ہی کہ انکی خدمت مین پہونچ سکون
بعد از چند روز فے الجملہ مین نے طاقت اپنے مین پائی سنا کہ حضرت سید حمام مین آئے ہین جو شیخ ابو اللیث کی
خانقاہ کے دروازہ پر ہی وہان مین گیا ایک ساعت بعد حضرت سید حمام سے نکلے اور تخت روان پر بیٹھے
اور اس تخت کو چار آدمی اٹھایا کرتے اتفاقاً ایک آدمی غیر حاضر تھا ایک پایہ مین نے پکڑ لیا بار میرے اوپر پڑا کہ مین
جھک گیا قریب تھا کہ میری ناک زمین پر پہونچے اور تخت روان میرے ہاتھ سے گرے اندیشہ خوب کو اپنے مین جگہ دی
وہ اندیشہ جمعیت اور حضور تمام کا موجب ہوا اور بڑی قوت اپنے مین پائی کہ امیر شاہ ملک کے مدرسہ تک تخت روان
کو مین لیگیا اسکے بعد مریدان حضرت سید نے مجھسے کہا اسوقت تو آدمیون کے سلک مین آیا کہ بار امانت کو اٹھا لیا
انتہی کلامہ اس سخن کو اس تقریب سے فرمایا کہ کہتے تھے اپنے تئین اندیشہ ہاے خوب مین مسرور کرنا چاہیے ایسا
خاطر مین آتا ہی کہ اپنے کو اندیشہ ہاے خوب سے خوش رکھنا زیادہ ہی کہ جانے کہ وہ نفس الامر مین ایک حسب مستوا ہی
کہ مظہر اسما و صفات اور مصدر افعال حق تعالے کا ہوا ہی جو صفت اور فعل کہ اس سے ظاہر ہی حقیقت
دوسری جگہ سے ہی بس چاہیے کہ ہمیشہ بندہ اپنے تئین اس اندیشہ سے خوش رکھے **بیت** شادی جاوید کن از دوست تا
تا نگنجی ہمچو گل در پوست تو + **ترجمہ** شادی جاوید اپنے دوست سے + کر کہ مثل گل تو نکلے پوست سے +
فرماتے تھے کہ خدمت سید قاسم نے کہا کہ مولویون کی جنس سے دو شخص کو مین نے دیکھا کہ انکو ذوق صوفیہ تھا
ایک مولانا جامی رومی اور دوسرے مولوی ناصر بخاری حضرت سید قاسم قدس سرہ ابتداء حال مین مجنون اور
مجذوب لوگون کے گرد بہت پھرا کرتے فرمایا کہ مین روم مین تھا لوگون سے مجذوبون کا حال پوچھا کرتا کہا کہ فلانے
گانو مین ایک مجذوب قوی الحال ہی وہان مین گیا اور اسکو دیکھا پہچانا مولانا جامی تھا کہ تبریز مین باہم
تحصیل کرتے تھے ترکی مین اس سے کہا کہ مولانا جامی مین سید دانرسین کہا دانیرم مولانا سید حسن مین نے
کہا تجھے کیا حال پیش آیا کہا مین بھی تیری طرح سرگشتہ تھا ہمیشہ ہر چیز مجھے ہر طرف کھینچتی تھی ناگاہ ایک چیز دکھلائی دی
اور مجھے سب سے اڑا لیگئی یہ بزبان ترکی رومی کہا دیکلاندوم دیکلاندوم یعنے مین آسودہ ہوا
مین آسودہ ہوا۔ حضرت فرماتے تھے کہ ہر بار کہ حضرت سید یہ حکایت کہتے آنسو انکی آنکھون سے ٹپکتا تھا معلوم
ہوتا تھا کہ سخن مجذوب انکے باطن مین اثر کر گیا ہی۔ فرماتے تھے کہ حضرت سید نے فرمایا کہ شہر سبزوار مین
ایک مجذوب تھا اسکے دیکھنے کو مین گیا خاطر مین گذرا کہ آیا بابا محمود طوسی بہتر ہی یا یہ مجذوب فی الحال
میری طرف متوجہ ہوا کہا اتنا موتون اتنا موتون کہ بابا محمود کو پانی پیشاب کا بہا لیجائے۔ والد راقم الحروف
علیہ الرحمہ ایسا کہتے تھے کہ بعضے عزیزون سے مین نے سنا ہی کہ جب حضرت قاسم قدس سرہ نے اس مجذوب
سبزواری سے جو میر دیوانہ مشہور ہی اور قبر اسکی اس دیار مین معروف ہی ملاقات کی اور خاطر مین لائے کہ

آیا یہ بہتر ہی یا بابا محمود اور اُسنے وہ سخن جو حضرت سے نقل ہوا کہا اور اُسکے بعد کہا کہ بابا محمود میرے ترکش کا ایک تیر ہو۔ حضرت سید سبزوار سے طوس مین بابا محمود کے پاس گئے اور میر دیوانہ کی بات اپنی خاطر مین لائے کہ کہا تھا بابا محمود میرے ترکش کا ایک تیر ہی بابا محمود نے سر آستین نمد سے باہر نکالا اور کہا یہ اوسبے پیکان۔ حضرت فرماتے تھے کہ ایک شب خواب مین مین نے دیکھا کہ ایک بڑے شاہراہ مین کھڑا ہون اور اُس شاہراہ سے باریک باریک پگڈنڈی ہر طرف کو گئی ہو اچانک مین نے دیکھا کہ خدمت شیخ زین الدین خوافی علیہ الرحمہ ایک راہ کے سرے پر کھڑے ہین مجھے پکڑا اور کہا قال النبی علیہ السلام السماع اہل الله ترجمہ سماع اہل الله کے لیے سزاوار ہی پس اشارہ کیا کہ آؤ تاکہ اس راہ سے تجھے اپنے گانوں مین لیجاؤن اور میرا جی نہین چاہتا تھا کہ اُس شاہراہ سے دوسری راہ پر جاؤن اچانک مین نے دیکھا کہ حضرت سید قاسم قدس سرہ سفید گھوڑے پر سوار اُس شاہراہ سے نکلے اور کہا یہ شاہراہ شہر کو جاتی ہو آ کہ شہر مین پہونچادون پھر مجھے اپنا ردیف کیا اور اپنے پیچھے بٹھلا لیا اور اُس شاہراہ مین آئے۔ بعضے مخدوم کہتے تھے کہ اشارہ اس معنی کی طرف ہی جو حضرت سید نے اپنے بعض اشعار عارفانہ اشعار مین فرمایا ہی بیت من انداں شہر کلانم نہ ازاں دہ کہ توئی + باہمہ خلق جہان دار و مداری دارم + ترجمہ مین نہ اُس شہر سے ہون اور نہ اُس دہ سے کہ ہو + ساری دنیا سے مجھے رہتا ہی یہ اوردا...

ذکر صحبت حضرت کا شیخ بہاء الدین عمر قدس الله سرہ سے

حضرت فرماتے تھے کہ مجھے مشائخ خراسان مین سے شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کے اطوار بہت پسند تھے اکثر اوقات بیٹھتے تھے جو کوئی اُنکے دیکھنے کو آتا تھا اُسکی خاطر اور طبیعت کے مناسب برتاو کرتے۔ اور کسی طرح اپنے کو ممتاز نہین کرتے تھے اسقدر تھا کہ لبا اوقات چلہ اختیار کرنے اسوجہ سے کہ طریق اُنکے مشائخ کا تھا۔ فرماتے تھے کہ پانچ سال کی مدت مین کہ ہرات مین تھا کبھی ایسا ہوتا کہ ایک ہفتہ مین دو تین بار شیخ کی صحبت مین جاتا مجھے شیخ کی صحبت سے زیادہ فائدہ نہ تھا اس مقدار سے کہ اپنی نسبت کو شیخ کی صحبت مین زیادہ روشن پایا تھا۔ حضرت میر عبدالاول علیہ الرحمہ نے اپنے مسموعات مین لکھا ہی کہ حضرت نے فرمایا جب مین ہرات مین تھا خواب مین دیکھا کہ ایک مکان سے مین گذر کرتا ہون کہ شیخ زین الدین خوافی سے اُسکو تعلق تھا اور اُنکے مرید اور اصحاب مجھے صلاح دیتے ہین کہ یہان رہو وہان میرا دل راغب نہوا اور وہان سے گذر گیا پھر ایسی جگہ پہونچا کہ بہت خوب اور تر و تازہ تھی ایسا معلوم ہوا کہ شیخ بہاء الدین عمر کا مکان ہو دیکھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا ہوا ہی نہایت صاف اور ایک میدان ہی بہت وسیع اور حضرت شیخ حوض کے کنارے بیٹھے ہین چاہتے ہین کہ جمعہ کی نماز ادا کرین وہان مزار بہت خوب نظر آیا جب حاضر ہوا شیخ بہاء الدین عمر کی

ملاقات کی خواہش زیادہ تر ہوئی اور اُنکے پاس مین بہت جاتا تھا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے
رشیدے اکابر اصحاب کو مین نے دیکھا شیخ زین الدین کا طریقہ میرے نزدیک ایسا نہ معلوم ہوا جیسا کہ طریقہ
شیخ بہاء الدین عمر کا بہت خوب معلوم ہوتا تھا تمام دن بیٹھے رہتے جو کوئی آتا اُسکے مناسب بات کہتے اگر دن
جلد بیٹھے تمام شد کلام او قدس سرہ فرماتے تھے جس وقت شیخ بہاء الدین عمر کے یہان جاتا اول سر راہ
شیخ زین الدین کا مکان ملتا اپنے کو سب بتون سے خالی کرتا تھا اور اپنی باگ کو چھوڑ دیتا شیخ زین الدین
کے یہان جانے کو جی نہ چاہتا شیخ بہاء الدین عمر کے یہان جانے کو خاطر کشش کرتی - فرماتے تھے کہ ایکدن
شیخ زین الدین کے یہان مین گیا تھا اُنکو استغراق تھا مولانا محمود حصاری جو آپ کو خلفاء شیخ سے
گردانتا تھا ایک جماعت اصحاب کے ساتھ حاضر ہوئے اور ایسا پایا کہا کہ شیخ کی تصنیف جو ایک کتاب ہے
اُسے شیخ کے سامنے پڑھین وہ لوگ پاؤن زمین پر مارتے تھے اور کھانستے تھے حرکات ناخوش کرتے تھے
کہ شاید مراقبہ سے شیخ باہر آوین کہ سبق کا وقت گذرتا تھا اور شیخ حاضر نہ تھے آخر کو کہا کہ ان باتون سے
کچھ نہین ہوتا اولی یہ ہے کہ باطن مین شیخ کے ساتھ ہم مشغول ہون تاکہ اپنے حال پر آوین پھر بیٹھین اور
خاطرون کو شیخ پر جمایا شیخ حاضر ہوئے اور فرمایا سبق پڑھنے کو آئے ہو تب شیخ اور اصحاب بیٹھے اور پڑھنے
پڑھانے مین مشغول ہوئے - حضرت فرماتے تھے کہ مجھے یہ بے ادبی مولانا محمود اور عام اصحاب شیخ سے ناخوش آئی
کہ ایک بزرگ کو ایسے حال سے اپنے سبق پڑھنے کے لیے باہر لاوین اور فرمایا کہ یہان خاطر کسی پر جمانی اور اُنکو
لات مارنا اور گردن مارنا برابر ہے اس جہت سے شیخ زین الدین کے یہان مین بہت کم جاتا تھا - فرماتے تھے کہ
جس روز کہ خدمت زین الدین مولانا محمود حصاری اور درویش عبد الرحیم رومی کو اجازت ارشاد دیتے
تھے اور اُنکی ولایت مین بھیجتے تھے مین اُس مجلس مین حاضر تھا بعض مخدومون نے حضرت سے نقل کی کہ فرماتے
ایکدن مین شیخ بہاء الدین کے یہان گیا جیسی کہ اُنکی عادت تھی پوچھا کہ شہر مین کیا خبر ہے مین نے کہا دو خبر فرمایا
وہ کیا ہین مین نے کہا شیخ زین الدین اور اُنکے اصحاب کہتے ہین ہمہ از وست اور سید قاسم اور اُنکے اتباع کہتے
ہین کہ ہمہ اوست تم کیا کہتے ہو شیخ نے فرمایا کہ شیخ زین الدین راست کہتے ہین اور اُٹھ کھڑے ہوئے کہ دلیل
سے قول شیخ زین الدین اور اُنکے اصحاب کی تقویت کرین جب مین نے کان لگا کر سُنا تو وہ سب دلائل
سید قاسم اور اُنکے اتباع کے سخن کی تقویت کرتے تھے مین نے کہا بارے یہ دلائل قول سید قاسمیان کو تقویت
کرنے مین شیخ نے پھر اور دلائل قوی بیان کیے سو وہ بھی تقویت قول سید قاسم اور اُنکے اتباع کی کرتے
تھے اسوقت میری خاطر مین آیا کہ باطن مین قول سید قاسمیان کا معتقد ہونا چاہیے ولیکن اپنے ظاہر کو شیخ
زین الدینیان کے اعتقاد پر دکھلانا چاہیے - حضرت فرماتے تھے کہ خدمت شیخ بہاء الدین عمر کو مین تلاش کرتا تھا وہ سب

نہین کرتے اور مین ترک نہین کرتا تھا آپ کو استغراق ایسا تھا کہ جیسے کوئی سوتا ہو ادرینک آدے کبھی کبھی واقع ہوتا اور کہتے مگر رسم تمھاری ولایت کی یہ ہی مین کہتا کہ ہان شیخ کہتے تھے کیا اچھی جگہ ہے وہان کوئی جاوے۔ فرماتے تھے کہ شیخ بہاء الدین عمر کی خدمت مین بہت جاتا تھا مجھے کہتے آؤ شہزادہ میرے شانے مل مین آپ کے شانہ مبارک بہت ملا کرتا اور کبھی مونہہ اُنکے پاؤن سے اُلمہ تا ہرگز کوئی مجھے آپکے پا تابہ کی خوشبو سے خوشتر نہ آئی

ذکر ملاقات حضرت کا مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کی خدمت مین

حضرت فرماتے تھے کہ اول بار جو ہرات مین گیا تھا دختران من پہونچا ایک سوداگر بہت بدصورت رباط کے دروازہ پر بیٹھا تھا مین ایسا سمجھا کہ بطریق خواجگان قدس اللہ اسرارہم مشغول ہے مین نے پوچھا کہ یہ طریقہ کس بزرگ سے تمھین پہونچا ہے جیسا کہ طریق بازاری اور تاجر کا ہوتا ہے فی الفور ظاہر کیا اور کہا ہلغتو مین ایک بزرگ ہین غائبانہ حضرت خواجہ بہاء الدین سے کہ اُنکو مولانا یعقوب چرخی کہتے مین یہ نسبت مجھے اُنسے پہونچی ہے اور آپ کے فضائل اور شمائل کا بیان کیا اور بہت کچھ مبالغہ اُسمین کیا مین نے پایا کہ وہین سے مراجعت کرون بعد ازان مولانا یعقوب کی ملازمت مین حاضر ہون ہرات مین گیا اور وہان چار سال توقف ہوا اور خدمت شیخ بہاء الدین عمر نے روکنے مین اہتمام کیا چار سال کے بعد ہلغتو کی طرف مین روانہ ہوا جب ولایت چغانیان مین پہونچا ضعف و بیماری کی جہت سے کہ عارض ہوئے تھے اور بیس روز تپ لرزہ آیا نہوسکا کہ جلد وہان سے باہر جاؤن اور بعضے آدمیون نے نواحی چغانیان مین خدمت مولانا یعقوب کی غیبت بہت کی اور اس مدت بیماری مین اس سبب سے کہ پریشان باتین سُنی تھین فتور عظیم داعیہ ملاقات مین اُنکے آگیا آخر الامر مین نے اپنے دل مین کہا کہ اسقدر مسافت بعید قطع کی اچھا نہین کہ آپ سے ملاقات نکرون جب مین گیا اور اُنکو دیکھا بہت التفات کیا اور ہر باب سے باتین کین جب دوسرے دن آپ کی ملازمت مین پہونچا نہایت ہی غضب کیا اور سختی اور درشتی سے پیش آئے خاطر مین آیا کہ انکا غضب نسبت اسکے تھا کہ وہ غیبت سُنی اور جو فتور کہ اُسکی وجہ سے ہوا تھا اگرچہ تصریح نہ کی لیکن یہ کہا کہ زبون اور حقیر آدمی ہے کہ کسی شخص کے آنے کو دو مہینے سے بیشتر بجانے حضرت نے فرمایا کہ مجھے یقین ہوا کہ سبب آپ کے غصہ کا استماع اُس غیبت کا اور وہ ملازمت مین فتور تھا ایک ساعت کے بعد اُس سے پھر لطف کے طریق سے پیش آئے اور التفات اور عنایت بہت کی اور کیفیت اپنی ملاقات کی حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے بیان کی اور بعد ازان کیفیت ملاقات حضرت کے خواجہ نے ہاتھ دراز کیا کہ آبعیت کر طبیعت میری اُنکے ہاتھ پکڑنے پر نہ بڑھی اس جہت سے کہ آپ کی پیشانی مبارک پر ایک سفیدی تھی اُس مرض کے مشابہ جو موجب نفرت طبیعت کی ہوتی ہے آپ نے میری طبیعت کی کراہیت دریافت کی اور ہاتھ اپنا جلد

سے کچھ لیا اور بطریق خلع اولیس کے اپنی صورت بدل کر ایسی صورت سے ظاہر ہوئے کہ اختیار ہاتھ سے جاتا رہا
نزدیک ہوا کہ بیخودانہ حضرت مولانا سے لپٹ جاؤن آپ نے پھر اپنا ہاتھ دراز کیا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ
بہاء الدین قدس سرہ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور فرمایا کہ ہاتھ تیرا ہاتھ ہمارا ہی جسنے تیرا ہاتھ پکڑا اُسنے ہمارا ہاتھ
پکڑا خواجہ بہاء الدین کا ہاتھ پکڑتے ہوئین نے بے تامل ہاتھ مولانا یعقوب کا پکڑا بعد از تعلیم طریقہ خواجگان
قدس اللہ ارواحہم کی بروجہ نفی واثبات کہ اسکو وقوف عددی کہتے ہین خدمت مولانا یعقوب نے فرمایا
کہ جو کچھ حضرت مولانا بہاء الدین قدس سرہ سے ہمکو پہونچا ہی یہ ہی اگر تم بطریق جذبہ طالبان کو تربیت
کرو تمھین اختیار ہی - کہتے ہین کہ بعضے یارون نے حضرت مولانا یعقوب سے پوچھا کہ اُس طالب کے تئین
تمنے اس وقت طریقہ تعلیم کیا تو کیونکہ یہ فرمادیا کہ تمھین اختیار ہی اگر جذبہ کے ساتھ چاہو تربیت کرو
خدمت مولانا نے فرمایا کہ طالب ایسا چاہیے کہ مرشد کے پاس آوے اور سب کام بنایا کیے ہوئے ہو فقط موقوف
اجازت کا ہو اسکو قوت ہی جو کچھ تمھین حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن قدس سرہ نے نفحات الانس مین
لکھا ہی کہ ایسا سنا گیا ہی کہ خدمت مولانا یعقوب فرماتے تھے کہ جو طالب ایک عزیز بزرگ کے پاس آتا ہی خواجہ عبید اللہ
جیسا ہونا چاہیے چراغ مہیا کیا ہوا اور تیل بھی موجود صرف گندک اُسے رکھنی چاہیے تھی - حضرت فرماتے تھے
کہ خدمت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ انصاف دیتے تھے - فرماتے تھے کہ جب خدمت مولانا یعقوب علیہ الرحمہ
سے اجازت چاہی تمام طریقے خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے بیان کردیے اور جب بطریق رابطہ پہونچے
فرمایا اس طریقہ کے کہنے مین دہشت نکرنا مستعدون کو پہونچانا

مقصد دوم ذکر مین بعضے حقائق و معارف اور دقائق اور لطائف اور حکایات وامثال کے کہ حضرت سے درمیان صحبت واحوال کے بیواسطہ سنے گئے اور تین فصل پر مشتمل ہی

فصل اول معارف اور لطائف کے ذکر مین جو معنی آیات و احادیث و کلام اولیا مین فرماتے تھے
فصل دوم اُن حقائق و دقائق اور اُن حکایات کے ذکر مین کہ مشائخ سلف و خلف قدس اللہ ارواحہم سے نقل کرتے تھے
فصل سوم سخنان خاص کہ ہر باب سے حضرت کی زبان مبارک پر گذرتے تھے اور وہ خطابات کہ حضرت
سے اہل ہدایت و نہایت کو صحبت مین صادر ہوتے تھے

فصل اول

اُن معارف اور لطائف کے ذکر مین کہ آیات و حدیث اور کلام اولیا کے معنی مین فرماتے تھے اور معانی آیات سولہ رشحہ کے ضمن مین وارد ہوتے ہین -

رشحہ ۱ آیت الحمد للہ رب العالمین مین فرماتے ہین کہ حمد کی ایک ہدایت ہی اور ایک نہایت ہی ہدایت

وہ ہو کہ اُس نعمت کے مقابلہ مین جو بندہ کو دی ہو حمد کہتا ہو اسواسطے کہ وہ پاتا ہو کہ حمد نعمت کو زیادہ کرتی ہو اور نہایت حمد کی یہ ہو کہ حق سبحانہ نے مثلاً اُسکو ایسی قوت دی ہو کہ اُس قوت سے حق عبودیت قائم ہو نماز روزہ حج زکوٰۃ اور مثل اسکے ایسی نعمتون کے مقابلہ مین کہ سبب قرب اور رضاے حق سبحانہ ہوا ہو حمد کہتا ہو بلکہ نہایت حمد یہ ہو کہ بندہ جانے کہ حامد اُسکے مظہر سے غیر حق سبحانہ نہین ہو کمال بندہ کا اسکے سوا نہین ہو کہ جانے کہ وہ معدوم ہو کہ نہ اُسے ذات ہو اور نہ حقیقت ہو اور نہ فعل ہو اس اندیشہ سے اپنے تئین خوش کرے کہ اُسکو مظہر اپنی صفات کا کیا ہو۔

رشحہ[۱] آیت وقلیل من عبادی الشکور مین فرماتے تھے کہ شکور حقیقت مین وہ ہو کہ نعمت مین نعمت دینیوالے کا مشاہدہ کرے اور فرمایا کہ امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ اگر نعمت سے لذت پانے والا ہووے تو شکر کے منافی نہین ہو اگر لذت کا پانا اس جہت سے ہو کہ وصول کا سبب ہوتا ہو۔

رشحہ[۲] آیت فاعرض عمن تولی عن ذکرنا کے معنی مین فرماتے تھے کہ یہ آیۃ دو معنی کے ساتھ تاویل کی گئی ہو ایک وہ ہو کہ ظاہر آیت سے سمجھی جاتی ہو اعراض اُس گروہ سے کہ جس مین ہمارے ذکر سے اعراض کیا ہو کہ وہ منکر اور غافل ہین اور دوسرے وہ کہ ایک گروہ ہین کہ کمال استغراق اور استہلاک سے شہود مذکور مین صفت ذکر کی اُنسے دور ہوگئی ہو اگر فرضاً اُن لوگون کو ذکر کی تکلیف دین تو اُنکو ذکر مانع شہود مذکور سے ہوگا پس حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم مامور اسپر ہوئے کہ ایسے گروہ سے اعراض کرین جنھون نے اعراض ذکر سے کیا اور شہود مذکور مین مستغرق ہوئے اس معنی سے اُنکو ذکر کرنے کی تکلیف نہ فرماوین۔

رشحہ[۳] آیت وکونوا مع الصادقین کے معنی مین فرماتے تھے کہ صادقین کے ساتھ ہونا اسکے دو معنی ہین ایک کینونت یعنے ہونا بحسب صورت ہو اور وہ یہ ہو کہ اہل صدق کے ساتھ مصاحبت اور مجالست کو اپنے وقت کے لازم کرے تاکہ اُنکی دوام صحبت سے باطن اُسکا انوار صفات واخلاق اُنکے سے منور ہو اور کینونت بحسب معنی ہو اور وہ یہ ہو کہ باطن کی راہ سے طریقہ رابطہ کا قبول کرے اُس طائفہ کی نسبت کہ استحقاق واسطہ ہونے کا رکھتے ہون اور صحبت کا حصر اسمین نکرے کہ ہمیشہ آنکھ سے ناظر ہو بلکہ ایسا کرے کہ صحبت دائمی ہو صورت سے معنی مین عبور کرنا کہ ہمیشہ واسطہ نظر مین ہو جب اس معنی کو بر سبیل دوام رعایت کرے اسکے سر کو اُنکے سر کے ساتھ مناسبت محاذ ہونے کی حاصل ہو اسواسطے ہے جو کچھ مقصود اصلی ہو حاصل اُسکی حقیقت کو ہوگا۔

رشحہ[۴] اسی آیت کے معنے مین فرماتے تھے کہ جو کچھ اس واجب الامتثال سے سمجھا جاتا ہو یہ ہو کہ چاہیے کہ دل کا ارتباط کسی ایک صادق سے ہو صادقین وہ گروہ ہین کہ جو کچھ سینے کے اندر ہین آنکی چشم باطن کے سامنے سے اُٹھے ہین رمح صدوق اُس نیزہ کو کہتے ہین کہ جو کچھ نیزہ کو راستی اور ہنر سے چاہیے رکھتا ہو جو کچھ حقیقت

انسان کو چاہیے اُسکے ساتھ منتخلی ہو تاکہ اپنے درجہ کمال کو پہونچا ہو سوا اسکے کہ توجہ راست جناب حق سبحانہ مین
بسبیل دوام ہو اور کچھ نہین ہے۔
رشحہ اسی آیت کے معنی مین فرماتے تھے کہ بیت با عاشقان نشین وہمہ عاشقی گزین + با ہر کہ نیست عاشق با
او منشو قرین + ہمچون استادی کہ او نحوے بود + جان شاگردش از و نحوی شود + باز استادی کہ او محوی بود +
جان شاگردش از و محوی شود + ترجمہ عاشقون کے ساتھ بیٹھ اور سب عاشقی قبول کر اور جو کوئی عاشق
نہو اُسکے پاس مت پھٹک اُس استاد کے پاس جو کہ نحوی ہے جان اُسکے شاگرد کی اُس سے نحوی ہوگی جیسے
اُستاد کہ محوی ہو اُسکے شاگرد کی جان محوی ہوگی۔ آدمی اس جہت سے کہ استعداد پوری اثر قبول کرنیکی
اُسکو ہمنشینون سے حاصل ہے اس امر کا مامور ہوا کہ کوئی عمل یا کشش جو حق سبحانہ سے اس گروہ کی
صحبت کی برکت سے واقع ہو مقابلہ و مقاومت کرسکتا ہے جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین ترجمہ
ایک کشش کششہاے حق سے برابر عمل دو جہان کے ہوتی ہے اسکی تائید کرنے والی ہے۔
رشحہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ مین فرماتے تھے کہ بعض اکابر نے ذکر لا الٰہ الا اللہ کو ذکر عام کہا ہے اور ذکر اللہ کو ذکر خاص
اور ذکر ہو کو ذکر خاص الخاص اور جب لا انکہ ذکر لا الٰہ الا اللہ کا خاص الخاص ہو سکتا ہے کسواسطے کہ تجلیات حق سبحانہ
کے لیے نہایت نہین ہے اور اُس صورت مین ہرگز تکرار متصور نہین پس ہر آن مین ایک صفت کی نفی کرتا ہے
اور ایک صفت کا اثبات پس ابدا لآباد نفی واثبات سے خلاص نہین ہوتا۔
رشحہ فرماتے تھے کہ معنی لا الٰہ الا اللہ بعضون کے نزدیک کہ اللہ اسم ذات ہے من حیث ہے وہ ہوسکتے ہین کہ
لا الٰہ نہین ہے اللہ کہ عبارت مرتبہ الوہیت سے ہے یعنے ذات مع الصفات الا اللہ مگر ذات بحت سب سے
خالی۔ اس معنی کو بہت آپ سے دور رکھنا چاہیے کسواسطے کہ جب دل اغیار سے خالی ہو تو مشہور سوا
بجز ذات مقدس کے کوئی نہین ہے اور یہ نسبت مبتدیان خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کی میسر ہے سمجھا جو سمجھا مصرع
بانگ دو کردم اگر در دہ کس ست + اور اسی معنی مین فرماتے تھے کہ مبتدیان طریق خواجہ بہاء الدین قدس
سرہ کو اول قدم مین چاشنی غیبت ہویت کی حاصل ہے۔
رشحہ آیہ کریمہ قل اللہ ثم ذرہم کے معنی مین فرماتے تھے کہ مراد وہ ہے کہ نفس ذات کے ساتھ متوجہ رہ نہ صفات کے
رشحہ اس آیۃ کے معنی مین یا ایہا الذین آمنوا آمنوا فرماتے تھے کہ اشارہ ہے تکرار عقود یعنے ایمان کا کہ اس
گروہ کے نزدیک عبارت ہے عقد قلب بحق سبحانہ کا امر کیا ہے کہ اس عقد کی تکرار کرو یعنے سعی کرو کہ جانو کہ
یہ وصف تمہارے حصے سے نہین ہے۔
رشحہ اس آیت کریمہ کے معنی مین فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات کے فرماتے تھے کہ جاننا چاہیے

فمنہم ظالم لنفسہ اشارہ اُس گروہ کی طرف ہو کہ اپنے نفس پر ظلم بآن معنی کیا ہی کہ جو کچھ اُسکی مراد ہی لذت اور شہوت سے اُسکو محروم کیا ہی اور سب احوال مین اُسکی مخالفت لازم رکھی ہی تاکہ قبول موہبت کا مستعد ہو اس تحقیق کی نظر سے یہ گروہ مقتصدان سے مقدم ہون اور مقتصدان سابقان بخیرات سے۔

رشحہ ۱۲ اس آیۃ کے معنی مین سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون فرماتے تھے کہ شاید اشارہ اُس گروہ کی طرف ہی جو آدم سے کہ قلب میمنت پر واقع ہوئے ہین جو ایک گروہ ملائکہ ہین کہ اُنکو غایت استغراق سے مشہود ذاتی مین کوئی آگاہی اسکی کہ غیر ذات حق سبحانہ کے کوئی موجود ہی نہین ہی و ہرگاہ یہ گروہ کسی چیز سے آگاہ نہین ہی تو ضرور کسی چیز پر ایمان نرکھتے ہونگے ناچار لا یومنون وصف ان بزرگوار ونکا آیا

رشحہ ۱۳ اس آیت کے معنی مین لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار فرماتے تھے ملک سے دل سالک کا مراد لین یعنے جب حق سبحانہ ایک دل پر قہر احدیت سے تجلی کرے اُس دل مین اپنے غیر سے نشان نہچھوڑے پس اس دل مین صداے لمن الملک الیوم ڈالے اور جب اُس مملکت مین غیر اپنے نہ دیکھے آپ ہی جواب دے کہ للہ الواحد القہار صداے سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق وہل فی الدارین غیری اور انکے مثال اسی مقام سے

رشحہ ۱۴ اس آیت کے معنی مین یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ فرماتے تھے کہ سب آدمی محتاج حق سبحانہ کے ہین اور ہرگاہ حق تعالی اپنے علم قدیم سے جانتا تھا کہ آدمی حسب تقاضاے بشریت روٹی پانی اور اسباب دنیاوی کا محتاج ہوگا لاجرم جمال قیومیت کو مظاہر اشیا سے ظاہر کیا تاکہ آدمی جس چیز کا محتاج ہوتی ا حقیقت محتاج بحق سبحانہ ہو باین وجہ کہ حق سبحانہ تعالے قیوم ہی۔

رشحہ ۱۵ ایک دن بعضے حاضرین مجلس کو سیاست اور ملامت کرتے تھے اور باتین فرماتے تھے اُس درمیان مین فرمایا کو چون اور دروازون پر مت پھرو وہ کام کرو کہ تمسے کوئی نفع حاصل کرے جسطرح ہوسکے اپنے تئین گم کرو کوشش کرو کہ شہود احدیت کثرت مین حاصل ہو۔ بعضون نے معنی انا اعطیناک الکوثر ایسا تفسیر کیا ہی کہ دیا ہمنے تجھے کوثر یعنے شہود احدیت کثرت مین۔

رشحہ ۱۶ آیت کل یوم ہو فی شان مین باتین فرماتے تھے اور اُس اثنا مین ایک تقریب سے فرمایا کہ بقا بعد الفنا کے دو معنی ہین ایک یہ کہ بعد ازان کہ سالک شہود ذات کے ساتھ متحقق ہوا اور اسمین سوخ تمام پایا اور استغراق اور غیبت سے شعور و حضور کی طرف عود کرکے مظہر تجلیات اسماء فعلی کا ہوتا ہی اور اسماء کونیہ کے آثار کو اپنے مین پاتا ہی اور ان اسماء سے ہر ایک اسم مین امتیاز کرتا ہی اور ہر ایک اسم سے ایک حظ خاص حاصل کرتا ہی۔ دوسرے معنی یہ ہین کہ ہر ایک آن اور ہر جزو لا یتجزے مین زمان سے اپنے اندر ایک اثر آثار اسماء ذاتیہ سے کہ اُسکے لیے خارج مین مظاہر نہین ہوتے پاتا ہی اور آناً فاناً یہ آثار قسم قسم کے

سکون اسکے باطن مین پاتا ہی اور باعتبار اختلاف آثار کے ہر ایک اوسنے زمانہ مین زمانون سے امتیاز کرتا ہی اور
یہ امر بہت نادر اور بہت بلند ہی اور افراد انسانی سے فرد کامل تر کو اہل ولایت سے یہ بات نادر طور پر حاصل
ہوتی ہی اور آیت کل یوم ہو فی شان بیان کرنے والی اس معنی کی ہی ۔ بیت ہر دم ازین باغ بری میرسد
تازہ ترازتازہ تری میرسد + ترجمہ ہر دم اس باغ سے ایک پھل پیدا ہوتا ہی تازہ تر ایک تازہ سے پہونچتا
ہی ۔ اور جو کچھ بعضے احادیث کے معنی مین کہتے تھے وہ آٹھ رشحہ مین وارد کیے جاتے ہین ۔
رشحہ اس حدیث کے معنی مین کہ القناعۃ کنز لایفنی فرماتے تھے کہ قناعت ہمارے نزدیک یہ ہی کہ اگر نان جو
بغیر چھنے اسکے کوئی شخص پائے آرزو نکرے کہ چھنے ہوئے آٹے کی ہو اور اسکو بھی اُسقدر کھائے کہ ہاتھ
پانون جنبش نماز پڑھنے کے لیے کرین اور فرماتے تھے کہ اس طور پر رہنا چاہیے کہ کھانے پینے مین ہمیشہ ملیدہ
اور اُس چیز پر قناعت کرنی چاہیے کہ اُس سے فروتر نہو پس اپنا دست مبارک کھولا اور فرمایا جب کوئی
بھوکا ہو ایک کف دست کلوچی یا آٹا اُسکے کافی ہی جسنے ایسا کیا آسودہ ہوا ۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص جنگل مین
جا پڑے مثلاً کہ اسمین نہ پانی ہو نہ آبادی اور کسی راہ سے طعام کی امید نہو اور اسکو کھانے کے لیے کوئی قوت
نہو اور اُسکے باطن مین بھی کوئی تفرع زاری نہو کہہ سکتے ہین کہ اُس مرد کو درحقیقت قناعت حاصل ہوئی ہی
رشحہ اس حدیث مین التکبر مع المتکبر صدقۃ ترجمہ غرور مغروروان کے ساتھ کرنا صدقہ ہی فرماتے تھے کہ تکبر
دو قسم ہی مذموم اور محمود مذموم خلق خدا پر متعلم ہوتا ہی اور اُنکو حقارت سے دیکھنا اور اپنے تئین اُنسے بالا
اور بہتر دیکھنا اور تکبر محمود بے توجہی ماسوے اللہ کی طرف اور متعلم ہونا غیر حق سبحانہ پر باینمعنی کہ جو غیر حق سبحانہ
ہی وہ اسکی نظر مین حقیر اور بیقدر ہو اور علاقہ اُسکے التفات کا اُس سے منقطع ہو جاوے یہ تکبر اصل ہی اور مرتبہ
فنا کو پہونچا دینے والا ہی ۔
رشحہ فرماتے تھے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ شیبتنی سورۃ ہود اس بنا پر ہی کہ سورہ ہود مین استقامت کا
امر واقع ہی جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے فاستقم کما امرت اور استقامت ایک امر بہت سخت اور مشکل ہی اسلیے
کہ استقامت استقرار اور ٹھہرنا حد وسط مین ہی تمام افعال اور اقوال اور اخلاق اور احوال مین اُس طرح پر
کہ تجاوز تمام افعال مین ضرورت سے صادر نہو اور کمی بیشی طرفین سے محفوظ ظاہر ہو اسی سبب سے کہا ہی کہ کام
استقامت رکھتا ہی اور ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اعتبار نہین ۔
رشحہ اس حدیث کے معنی مین الیوم تسد کل فرجۃ آج کے دن سب روزن بند کیے جائین فرماتے تھے مسجد
جسمین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے تھے اُسمین دروازہ تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے مرض موت مین فرمایا تھا کہ اُن سوراخون کو بند کرو اور وہ دروازہ چھوڑ دو جو صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ کے گھر مین کو مقابلہ فرمایا الیوم لسد کل فرجۃ الا فرجۃ ابی بکر آج کے دن بند کیے جائین سب شگاف مگر شگاف ابی بکر ارباب تحقیق اس باب مین سخن رکھتے ہین اور وہ یہ ہی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو کمال نسبت حبی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ثابت تھی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین اسکی طرف اشارہ کی کہ تمام نسبتین اور طریق بمقابل نسبت حبی کے مسدود ہین اور جو کچھ موصل بمقصود ہی اس نسبت کے شعبہ ہین ہی اور رابطہ عبارت اس نسبت حبی سے ہی صاحب دولت کے ساتھ کہ اعتقاد واسطہ ہونے کے لائق ہو اور طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا کہ حضرت صدیق اکبر کے ساتھ منسوب ہی اسی نسبت حبی کی شعبہ ہی اور ان عزیزون کا طریقہ بحقیقت نگہداشت اس نسبت حبی کی ہی۔ ایک دوسرے وقت اس نسبت حبی کی تحصیل کے بیان مین یہ ابیات پڑھین مثنوی ہین دریچہ سوی یوسف باز کن + وز شگافش فرجۂ آغاز کن + عشقبازی آن دریچہ کردن ست + کز جمال دوست دیدہ روشن ست ترجمہ ہان دریچہ کھول یوسف کی طرف اور شگاف اسکے سے فرجہ باشرف + عشقبازی وہ دریچہ کر باز + اور جمال دوست سے ہو سرفراز +

رشحہ فرماتے تھے کہ بعضے بزرگان طریقت خواجگان قدس اللہ ارواحہم نے اس حدیث کے معنی مین لی مع اللہ وقت کہا ہی ای وقت مستمر شامل لجمیع اوقاتہ یعنے وقت دوامی کہ اپنے تمام اوقات پر مشتمل ہووے یعنے سرحضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حق سبحانہ سے اتصال اور ارتباط بر سبیل دوام حاصل تھا کہ اسمین کسی چیز کی گنجائش نہ تھی لیکن قوت مدرکہ مین جسکا نام قلب ہی سب چیزون کی گنجائش ہی مصالح دنیا اور جنگ دشمنان اور معاشرت ازواج طاہرات وغیرہ سے اور بعضے حضرات نے کہا ہی لی مع اللہ وقت الوقت عزیز نادر ترجمہ میرے واسطے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہی ای وقت عزیز نادر اور فرماتے تھے کہ خدمت خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ میل بقول ثانی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کاملون کو بر سبیل ندرت یہ حال واقع ہوتا ہی

رشحہ فرماتے تھے کہ شب معراج کی حدیث مین واقع ہی کہ جب حضرت جبرئیل ہمراہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے باز رہے فرمایا کہ لو دنوت انملۃ لاحترقت ترجمہ اگر مین نزدیک آؤن انگشت بھر تو مین جلجاؤن اہل تحقیق نے اسکے معنی مین کہا ہی اگر نزدیک جاؤن بقدر سر انگشت کے اپنے مقام سے کہ شہود ذات مع الصفات ہی ہر آئینہ مین جلجاؤن یعنے مین نہ ہون کچھ اور ہوجاؤن یعنے صفت جلجاے اور ذات رہجاے

رشحہ حدیث ادبنی ربی فاحسن ادبی مین فرمایا ای بان اعطانی الجنۃ الجامعۃ لجمیع خصایص النعوت المرضیۃ والخصال الحمیدۃ التی تقتضی لا یلائم حضرۃ المحبوب ترجمہ ادب سکھلایا مجھے میرے رب نے اور کیا اچھا سکھلایا یعنے اسطرح کہ مجھے عطا کیا جنت جامع تمام نعوت پسندیدہ اور خصائل حمیدہ خاص کا جو کہ مقتضی اس چیز کو ہی کہ ملائم اور مناسب درگاہ محبوب کے ہی سلطنت محبت کے حملہ اور غلبہ مین کہ قطب دائرہ توحید ہی کون چیز ہی اسمین سے

کہ ملائم اور پسندیدہ حضرت محبوب کی نہین کہ مقہور او ر مرتفع نہو اور کون چیز ریجا سے خصائل حمیدہ اور اخلاق نفیسہ
سے کہ حاصل نہو بعد از حصول محبت کے محب جمیع دقائق مرادات حضرت محبوب پر مطلع ہو کر اپنے تئین سوا ے
مرضی اور ملائم حضرت محبوب کے صرف نہین کرتا **بیت** اُستاد تو عشق ست چو آنجا برسی + او خود بزبان
حال گوید کہ چہ کن + ترجمہ اُستاد ترا عشق ہی ہیو نچے جو وہان تو + وہ خود بزبان حال کہدے کہ تو یہ کر +

رشحہ ۸ فرماتے تھے کہ حضرت امیر المومنین علے رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا وہ معنی
کہ مناسب استعمال حرف لو کے ہوا اور وہ ایک کلمہ ہی کہ معنی اسکے امتناع ثانی واسطے امتناع اول کے ہی
کسی کے ذہن مین نہین آئے اور وہ یہ ہی کہ یقین ہمیشہ ترقی اور تزاید مین ہی کسواسطے کہ کشف غطا ہرگز ممکن
نہین اور یہ بات ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہو چکی ہی کہ ذات من حیث ہی ہرگز ظاہر نہین ہوتی مگر پردہ
صفات سے ہرگاہ یہ حقیقت ہمیشہ حجاب خفا اور استتار مین رہتی ہی پردہ کا کھلنا ہرگز ممکن نہین پس یقین
لایزال کا تزاید مین ہوتا ہی - اور جو کچھ بعض کلمات اولیا کے معانی کہتے تھے وہ سات رشحہ مین ایراد ہوتے ہین

رشحہ ۹ اس سخن کے معنی مین کہ اصحبوا مع اللہ فان لم تطیقوا فاصحبوا مع من یصحب اللہ ترجمہ صحبت رکھو اللہ کے
ساتھ پھر اگر طاقت اُسکی تم کو نہو تو اُن لوگون کی صحبت مین رہو جنکو صحبت اللہ کے ساتھ ہو فرماتے تھے
کہ صحبت سے یہان مراد حضور اور آگاہی ہی کہ لازم صحبت ہی کسواسطے کہ مصاحبون کو لازم ہی کہ ایک دوسرے
سے حاضر اور آگاہ رہین ایسا وارد ہوا ہی توجہ ایجادی مین بہ نسبت انسان کے کہ خلقتہ بیدی ای بالاوصاف
المقابلۃ ترجمہ پیدا کیا مین نے اُسکو اپنے ہاتھون سے ای ساتھ اوصاف مقابلہ کے - یعنے جمیع اوصاف
سے اُسمین کچھ ہی اور جملہ اوصاف سے حضور ذاتی ہی اسواسطے کہ حق سبحانہ ازلًا و ابدًا اپنی ذات سے حاضر ہی
پس جو کچھ کہ حضور و آگاہی سے افراد انسانی مین ظاہر ہی اُن افراد سے نہین ہی بلکہ ایک پرتو آفتاب حضور ذاتی
سے ہی کہ دیوار مظاہر پر چمکا اور اُسکو روشن کر دیا انسان کا کمال نہین ہی مگر اسمین کہ تحقیق اپنے حال کی کرکے جانے کہ جو کچھ اُسے حضور
وغیرہ سے حاصل ہی وہ اُسکا نہین ہی بلکہ حق کا ہی سبحانہ تعالی اور اُسکو اسمین کوئی حق نہین ہی جو کچھ پیر ہرات
قدس سرہ نے فرمایا کہ التحقیق تلخیص مصحوبک ترجمہ کہ تحقیق آشکار کرنا اپنے ساتھی کا ہی اشارہ اس معنی کیطرف ہی

رشحہ ۱۰ اس سخن کے معنی مین کہ بعض محققین نے فرمایا ہی کہ لو اقبل صدیق الے اللہ الف الف سنۃ ثم اعرض عنہ
لحظۃ فما فات منہ اکثر مما نالہ ترجمہ اگر کوئی صدیق اللہ کی طرف دس لاکھ برس پیش آئے پھر ایک لحظہ اُس سے
اعراض اور روگردانی کرے فوت اُس سے زیادہ اُس سے ہی جسکو وہ پہونچا ہی - فرماتے تھے کہ تحقیق اس سخن کی وہ
ہی کہ یہ گروہ بزرگوار اُس مقام پر پہونچتے ہین کہ ہر ایک دم مین کسب کمالات ما تقدم کرتے ہین اور حکایت مشہور
کہ اس گروہ کے بعض حضرات کی مذکور ہی وہ یہ کہ انکی غمازی خلیفہ کے سامنے کی اور کہا کہ یہ لوگ صوفیہ زندیق

ہین اور خلق کو گمراہ کرتے ہین اگر ایسا ہو کہ انکو قتل کرے اُس لغزش کو دور کیا جاوے تو اجر عظیم اُسکا ہوگا اور جب انکو دار الخلافت مین حاضر کیا خلیفہ نے اُنکے قتل کا حکم دیا شمشیر زن نے چاہا کہ ایک کو اُنہین سے گردن مارے دوسرا سامنے آیا اور درخواست کی کہ اول مجھے قتل کر جلاد نے اُسکا قصد کیا وہ دوسرا سامنے آیا اور یہی خواہش کی جلاد حیران اور عاجز ہوا اور کہا تم عجب لوگ ہو کہ اپنے قتل کے ایسے مشتاق ہو کہ ایک دوسرے پر سبقت اور مبادرت کرتے ہو کہا کہ ہم اہل ایثار ہین اور اُس مقام کو پہونچے ہین کہ ہردم کسب کمالات سابقہ کرتے ہین پس ہر ایک اپنی حیات کو دوسرے پر ایثار اور تصدق کرتے ہین تاکہ اس قدر فرصت مین یاران دیگر چند نفس زندہ رہین اور کسب کمالات کرین یہ سخن خلیفہ تک پہونچے اُسنے آگاہ ہو کر اُنکے حال کی تحقیق کی بعد اسکے کہ اطلاع اُنکے کمالات پر ہو گئی کہا اگر یہ طائفہ زندیق ہی تو عالم مین کوئی صدیق نہین ہی اُسوقت اُنکو عذر خواہی کے اعزاز تمام کے ساتھ رخصت کیا۔ حضرت فرماتے تھے کہ اسکی ایک تمثیل ہی کہ ایک شخص سو دینار کا سرمایہ دار ہی اور اُس سے سوداگری کرتا ہی ایک مدت کوشش کی کہ ہزار دینار ہو گئے اور اس زمانہ مین جو حاصل ہو اس مایہ سے لاکھ دینار تجارت کا فائدہ ہر آئینہ زیادہ اُس سے ہی جو اُسے حاصل تھا اُس زمانہ سے جو پیشتر سو دینار سے تھا پس اگر وہ اس زمانہ مین کسب وتجارت سے جاتا رہے مال فوت شدہ اُسکا زیادہ ہوگا مال مایہ سے جو سو دینار تھے ؎

رشحہ فرماتے تھے یہ جو اکابر نے کہا ہی کہ من تمضی علیہ من اللہ طرفۃ عین لم یستدرک طول عمرہ اسکے یہ معنے ہین کہ یہ زمان فوت شدہ کے تدارک کے لیے ہدایت یافتہ نہین ہو سکتا ہی ؎

رشحہ اس سخن کے معنی مین کہ بعضے عارفون نے کہا ہی کہ ارباب الحال یتبرون عن الاحوال ترجمہ صاحب احوال احوال سے تبرا کرنے والے ہین فرماتے تھے کہ استغراق اور استہلاک یعنے گم اور فنا ہونا بھی ترقی کا موجب نہین ہی اسواسطے کہ تحقیق کو پہونچا ہی اور معلوم ہوا ہی کہ ترقی منحصر دوام عمل پر ہی اور استغراق اور استہلاک کا زمانہ درحقیقت عمل سے باز رہنے کا زمانہ ہی بلکہ استغراق اور استہلاک اُس وطن گاہ کے احکام سے ہی کہ اطلبت اس موطن مین ظاہر ہوا ہی اگر مقام دنیا مین ظاہر نہوتا مقام عقبےٰ مین بطریق اکمل ظاہر ہوتا پس بنا بر اس تحقیق کے ہی کہ ارباب احوال نے احوال سے تبرا اور بیزاری ظاہر کی ہی ؎

رشحہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے لکھا ہی کہ حقیقۃ الذکر عبارۃ عن تجلیہ سبحانہ لذاتہ بذاتہ فی عین العبد من حیث اسم المتکلم ترجمہ ذکر کی حقیقت عبارت اس سے ہی کہ حق تعالے سبحانہٗ اپنا بذاتہ ذات بندہ سے بحیثیت اسم متکلم تجلی کرے اور فرمایا کہ یہ مقام بمعانی اسکے کہ مدتون طالب ذکر کرے تاکہ اُسکا دل دوام آگاہی پاوے میسر نہین ہی بعد ازان اگر دوسرا حملہ لاوے اور اس نسبت کو آپ سے سلب کرے

حق سبحانہٗ کی طرف سے عنایت ہو پس یہ بیت پڑھی بیت یک حملۂ مستانہ مردانہ بکردیم + از علم گذشتیم بمعلوم رسیدیم + ترجمہ مردانہ کیا حملۂ مستانہ اک ہمنے + معلوم کو ہم علم سے ہو پہنچے جسے چھوڑا +

رشحہ اس سخن کے معنی مین کہ بعضے بزرگون نے کہا ہو سبحانہ من لم یجعل للخلق سبیلا الا بالعجز عن معرفتہ ترجمہ پاک ہو اللہ جسنے خلق کے لیے کوئی سبیل نہین رکھی الا عجز کے ساتھ اُسکی معرفت سے فرماتے تھے کہ عجز معرفت سے وہ ہو کہ معلوم ہووے کہ لا یعرف اللہ الا اللہ ترجمہ نہین پہچانتا اللہ کو مگر اللہ یعنے معرفت مقتضائے ترکیب انسانی کی نہین ہو جو کچھ معرفت ترکیب انسان مین ظاہر ہو وہ از آن انسان نہین بلکہ انسان آئینہ ہوا ہو کہ اسمین صورت معرفت حق سبحانہ نے عکس ڈالا ہو ایسا عجز منافی معرفت انسان کے نہین جیسا کہ بعضے گمان لیگئے ہین کہ عجز معرفت سے جہل ہو اور یہ باطل ہو ــ

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ ابوبکر واسطی قدس سرہ نے کہا ہو ان کنت قائما بغیرک فانت فان بلا جمع ولا تفرقہ ترجمہ اگر تو قائم اپنے غیر سے ہو تو تو فانی ہو بلا جمع اور بلا تفرقہ کے جمع سے یہان کنایہ عمل مین وجہ توفیق سے ہو اور تفرقہ عبارت ادائے وظائف عبودیت سے اپنے وصف سے ہو فرماتے تھے کہ جسنے اس سخن کا مضمون پالیا اور وقتاً اُسکا مدرک ہوا اخلاص ہوا اور تفرقہ اغیار سے چھوٹا ــ

رشحہ فرماتے تھے کہ اکابر نے جمع مین اور جمع الجمع مین ایسا کہا ہو الجمع ما علیہ وما لک علیک وجمع الجمع ان یجمع مالہ ومالک علیہ ترجمہ جمع یہ ہو کہ جو اُسکے لیے ہو اُسپر ہو اور جو تیرے لیے ہو تیرے اوپر ہو اور جمع الجمع یہ ہو کہ جو اُسکے لیے ہو اور جو تیرے لیے ہو اُسپر جمع کیا جاے اور فرمایا مرتبہ جمع الجمع کے مرتبہ کو بیان کرنے والی بیت ہو کہ حضرت مولوی قدس سرہ نے مثنوی مین فرمائی ہو بیت ماکیم اندر جہان پیچ پیچ + چون الف او خود ندارد ہیچ ہیچ + ترجمہ کون ہم ہین اس جہان پر پیچ ہین + چون الف جسکی ہو گنتی ہیچ ہین ــ

فصل دوم اُن حقائق و دقائق اور حکایات کے ذکر مین جو مشائخ متقدمین اور متاخرین قدس اللہ ارواحہم سے نقل کرتے تھے اور وہ باون رشحہ کے اندر بیان کیے جاتے ہین ــ

رشحہ فرماتے تھے کہ اہل ارادت بہت کم ہین اس تقریب سے کہا کہ ایک شخص نے بزرگون سے ایک کے پاس آدمی بھیجا کہ اگر کسی مرید صادق کا پتہ معلوم ہو ہمارے واسطے بھیجدین اُس بزرگ نے جواب بھیجا کہ یہان مرید کمیاب ہین لیکن شیخ جسقدر چاہو تمہارے واسطے ہم بھیجدین ــ

رشحہ فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوافی علیہ الرحمۃ بڑے فضائل اور کمالات کے تھے اور دانشمند تھے اس طائفہ سے اُنکو ارادت صادق تھی وہ کہتے تھے کہ مین اپنے کسی کام سے امیدوار نہین ہون الا ایک کام سے اور وہ یہ ہو کہ ایک روز صحرا مین خدمت شیخ زین الدین علی کلال جو شیراز کے بڑے شیخ تھے طہارت

مشغول تھے اور مین نے کلوخ استنجا اُنکے لیے اپنے رخسارون پر گھسا کہ اُس سے استنجا کیا۔
رشحہ یہ بھی اُس سے نقل کی کہ کہتے تھے اگر صورت ایک درویش کی دیوار پر نقش کرین اُس دیوار کے نیچے سے باادب گذرنا چاہیے۔
رشحہ فرماتے تھے کہ جب شبلی کو اس طریق کی ارادت پیدا ہوئی اور باپ اُنکے اُس زمانہ مین حاکم و سلطان کے تھے محمد خیر کے ہاتھ پر جو مشائخ وقت سے تھے توبہ کی اور انابت لائے محمد خیر نے اُسے جنید کے پاس بھیج دیا صاحب کشف المحجوب نے کہا ہے کہ بھیجنا نہ اس جہت سے تھا کہ وہ تربیت شبلی سے عاجز تھے بلکہ ادب جنید کا لحاظ کیا اور شبلی بھی خویشان جنید سے تھے جنید نے سات برس اُسکو بیٹھا کر ایا اور کہا اُسکی قیمت اُن مظالم کی رو مین دے کر ایام حکومت مین تجھسے صادر ہوئے بعد ازان سات برس اور پاخانہ اور طہارت خانہ پر رکھا کہ ڈھیلے استنجا کے اور آب طہارت اصحاب کا مہیا کرتے تھے چودہ برس بعد اُسکو طریقہ تلقین کیا اور ریاضت کا حکم دیا۔
رشحہ فرماتے تھے کہ سہل بن عبداللہ تستری قدس سرہ نے مدت دراز ریاضت کھینچی اور ہمیشہ ذکر مین مشغول رہے اور اُن نہ کہ ایک روز خون اُنکے دماغ سے روان ہوا ہر قطرہ کہ زمین پر ٹپکا نقش اللہ بنا بعد ازان کہ ایسی مشغولیان کی تلقین اُنکے پیر نے اُنکو یاد داشت کا حکم دیا۔
رشحہ دو بار حضرت سے استماع ہوا کہ فرماتے تھے سخن خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کا ہے کہ شیخی کا دروازہ بند کر یاری کا دروازہ کھول خلوت کا دروازہ بند کر اور صحبت کا دروازہ کھول اور دوسری مرتبہ مین یہ ابیات مثنوی سے پڑھین **ابیات** حرفہ آموزی طریقش فعلے است ‬ علم آموزی طریقش قولے است ‬ فقر خواہی آن بصحبت قائم است ‬ نی زبانت کارے آید نہ دست ‬ ترجمہ پیشہ سیکھے راہ اُسکی فعلی ہے ‬ علم سیکھے راہ اُسکی قولی ہے ‬ فقر چاہے صحبتون مین رہ تو ساتھ ‬ نا زبان کام آئے تیرے اور نہ ہاتھ۔
رشحہ فرماتے تھے کہ بعضے اکابر دین نے رضوان اللہ علیہم اجمعین کہا ہے کہ بعد نماز عصر ایک ساعت ہے کہ چاہیے اُس ساعت مین بہتر اعمال کے ساتھ مشغول ہووے بعضون نے کہا کہ بہترین اعمال اُس ساعت مین محاسبہ اسکا ہے کہ ساعات شب و روز کا حساب کرین کہ کسقدر اُسمین کا طاعت مین صرف ہوا اور کسقدر معصیت مین جو کچھ طاعت مین صرف ہوا ہے اُسکا شکر کرے اور جو معصیت مین گذرا اُس سے استغفار کرے۔ بعضون نے کہا ہے کہ بہترین اعمال وہ ہین کہ اپنے تئین کسی ایسے شخص کی صحبت مین رکھے جسکی صحبت مین اُس چیز سے کہ غیر حق ہے سبحانہ ملول ہون اور جناب حق سبحانہ مین مائل اور منجذب اہل تحقیق نے کہا ہے بہترین اعمال وہ ہین جنکی مشغولی مین رہنے کے سبب غیر حق سبحانہ سے ملول ہون اور حق سبحانہ کیطرف مائل

رشحہ اس معنی مین کہ اجنبی کی صحبت موجب فتور نسبت کا ہوتا ہی فرماتے تھے کہ ایک روز فتور شیخ ابو یزید قدس سرہ کے وقت مین پڑا فرمایا کہ تلاش کرو ہماری مجلس مین بیگانہ پیدا ہوا ہی کہ یہ فتور اُسکے سبب سے ہی بعد از جستجو سے بلیغ کہا بیگانہ نہین ہی حضرت نے فرمایا کہ عصا خانہ مین تلاش کرو تلاش کی عصاے بیگانہ پایا دور پھینکا فی الحال اپنے وقت کو پایا اور وہ تفرقہ جمعیت سے بدل گیا اور فرمایا کہ خواجہ احمد یسوی کو بھی قدس سرہ ایک روز نسبت مین فتور ہوا ہی فرمایا کہ بیگانہ اس صحبت مین ہی کہ اُسکے سبب سے سررشتہ نسبت گم ہوا ہی بعد از تلاش بسیار صف نعال مین بیگانہ کا جوتا پایا باہر پھینکدیا فی الحال جمعیت اور صفائی وقت حاصل ہوئی اور وہ تفرقہ اور کدورت دور ہوئی بعض مخدوموں نے فرمایا کہ ایک اصحاب بیگانہ کی پوشاک پہنے ہوئے تھے اور صبح کو وقت انعقاد صحبت کا تھا حضرت کی مجلس مین آیا تھا بعد از لحظہ حضرت نے فرمایا کہ اس مجلس مین بوے بیگانہ آتی ہی پس اُس عزیز سے کہا کہ یہ بو تجھسے آتی ہی شاید بیگانہ کا لباس تونے پہنا ہی وہ عزیز اُٹھا اور مجلس سے باہر آیا اور وہ کپڑے اُتار ڈالے اور پھر آیا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ ارباب تحقیق کے نزدیک انسان کے اعمال اور اخلاق کا اثر جمادات پر پڑنا ثابت ہی حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے اس باب مین تحقیقات بہت کی ہی اور ان جمادات کا اثر قبول کرنا اُس حد تک ہی کہ اگر ایک شخص افضل عبادات کہ نماز ہی ایسی جگہہ ادا کرے جسپر کسی جماعت کے بڑے اعمال و اخلاق کا اثر پہونچا ہو تو اس عمل کا پھل اور جمال اُس عمل کے برابر نہین ہی کہ ایسی جگہہ ادا کرے کہ اہل جمعیت کی جمعیت سے اثر پذیر ہوئی ہو یہی سبب ہی کہ دو رکعت نماز کی جو حرم مکہ مین پڑھی ستر رکعت کے برابر ہی جو دوسری جگہہ پڑھی ہون

رشحہ فرماتے تھے کہ اس نسبت کے طالب کو عمل کرنا حضرت عزیزان کی رباعی پر ضرور ہی **رباعی**

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت + وز تو نرمید زحمت آب و گلت + از صحبت وے اگر تبرا نکنی + ہرگز نکند روح عزیزان بحلت + ترجمہ جس کسیکے ساتھ تو بیٹھا اور دل تیرا جمع نہوا اور تجھسے زحمت آب و گل یعنے طبیعت کی دور نہوئی صحبت اُسکی سے اگر تو بیزار نہو تو ہرگز روح عزیزان معاف تجھے نکریگی۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ کوشش کر کہ تجھے غیر حق سبحانہ درکار نہو جب تو ایسا ہو جاے تو کام تیرا پورا ہو گیا دوسری بات اگر کچھ بھی ظاہر نہو احوال اور مواجید اور کرامات سے تو غم نہین ہی۔

رشحہ فرماتے تھے توحید اس زمانہ مین یہ ہو گئی ہی کہ بازارون مین لوگ جاتے ہین اور سادہ رو لڑکون مین نظر کرتے ہین کہ حق سبحانہ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرتے ہین اس مشاہدہ سے خدا پناہ مین رکھے پس فرمایا کہ حضرت سید قاسم تبریزی قدس سرہ اس ولایت مین آئے تھے اُنکے مریدون کی ایک جماعت بازاریچہ

پھرتی تھی اور امردلڑکون کو پیدا کرتی اور اُنسے تعلق رکھتی اور کہتی کہ ہم صور جمیلہ مین جمال حق سبحانہ کا مشاہدہ کرتے ہین کبھی حضرت سید فرماتے ہمارے یہ سور کہان گئے ہین اس سخن سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ گروہ حضرت سید کی نظر باطنی مین بصورت خوک معلوم ہوتے تھے —

رشحہ ۱۳ فرماتے تھے کہ مشائخ طریقت نے قدس اللہ تعالے ارواحہم اپنی اصطلاحات مین لفظ شاہد اور مفتون بشاہد کا استعمال کیا ہو بعضون نے اُسکے معنی ظاہر پوچ کہے ہین کہ شاہد سے مراد شاہد صوری ہو اور مفتون بالشاہد سے وہ گروہ کہ رابطہ عشق و محبت کا مظاہر جمیلہ کی نسبت رکھتے ہین پس فرمایا کہ یہ بہت نہایت خراب اور پرخطر ہو اور اسمین نفس کو دخل ہو ایک بزرگ نے فرمایا ہو کہ فرض کردیم نفس کو مشاہدہ صوری مین کوئی دخل اور حظ نرہا ہو آخر حظ روحانی خود باقی ہو اور اُسکا انکار نہین کرسکتے اور جس طرح کہ سالک کو نفسانی لذتون سے کہ پردۂ تاریک ہو گذرنا واجب ہو حظوظ روحانی سے جو پردہ نورانی ہو بھی گذرنا لازم ہو —

رشحہ ۱۴ اکابر طریقت قدس اللہ تعالے ارواحہم نے کہا ہو جو ہجو اور گالی کہ دوسرے سے تیری نسبت واقع ہو چاہیے کہ تو حقیقت مین جانے کہ تو وہ ہو اور اگر تجھے سور کتا وغیرہ کہین تو یقین کر کہ تجھ مین اُن صفات سے ایک حصہ ہو اسواسطے کہ آدمی ایک نسخہ جامعہ ہو اور جیسا کہ صفات ملکی رکھتا ہو صفات سبعی اور بہیمی سے بھی خالی نہین ہو — سید الطائفہ جنید قدس سرہ کے پاس ایک شخص اکابر سے بیٹھے تھے شبلی آگئے اُس بزرگ نے جنید کے سامنے شبلی کی بہت تعریف کی جب اُسکی بات ختم ہوئی جنید نے فرمایا کہ یہ سب تعریف اس سور کی تمنے کی ہو وہ بزرگ بہت شرمندہ ہوئے کہ میری تعریف کے باعث شیخ نے شبلی کو خوک کہا مگر شبلی کے ظاہر اور باطن مین اُس بات سے کسیطرح کا اثر کراہت ظاہر ہوا اور کوئی تغیر اسمین پایا

رشحہ ۱۵ فرماتے تھے کہ درویشی وہ ہو کہ پیر ہرات قدس سرہ نے فرمائی ہو کہ خاکی بیختہ و آبی بران ریختہ نہ پشت پا را ازان گردی و نہ کف پای را دردی اور خلاصہ درویشی یہ ہو کہ سب کسی کا بار اُٹھائے اور کسی پر بار نہ رکھے نہ صورت مین اور نہ معنی مین —

رشحہ ۱۶ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ کی بلاؤن پر صابر بلکہ شاکر ہونا چاہیے کسواسطے کہ حق تعالی کے یہان ایک دوسرے سے زیادہ سخت بلائین بہت ہین — فرمایا کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ دو بھائی جوڑوان تھے کہ ایک حمل سے پیدا ہوئے اور اُنکی پیٹھ چپکی ہوئی تھین جب بڑے ہوگئے ہمیشہ شکر الٰہی کیا کرتے کسی نے اُنسے پوچھا کہ باوجود ایسی بلا کے کہ تمپر ہو کیا شکر گذاری کی جگہ ہو انھون نے کہا ہم جانتے ہین کہ حق سبحانہ کے پاس اس سے سخت تر بلائین ہین اس بلا پر ہم شکر کرتے ہین مبادا کہ اس سے

بلاے عظیم مین مبتلا ہون ناگاہ ایک اُنمین کا مرگیا دوسرے نے کہا دیکھو یہ سخت ترپلا پیدا ہوئی اب اگر اس دم کو مجھسے قطع کرتے ہین مین بھی مرتا ہون اور اگر قطع نکرین تو مجھے مردہ کشی کرنی چاہیے جب تک کہ وہ افسردہ ہو گر کر

رشحہ ۱۶۷ فرماتے تھے کہ شیخ ابویزید قدس سرہ نے کہا ہی کہ تیس سال حق سبحانہ سے مین نے باتین کین اور حق سبحانہ سے باتین سنین خلق نے جانا کہ اُنسے کہتا اور اُنسے سنتا ہون معنی اس سخن کے یہ ہین کہ جو مظہر سے ظاہر ہی وہ مظہر سے نہین ہی۔

رشحہ ۱۶۸ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ فرماتے تھے مین نے دو آدمی مکہ مبارک مین دیکھے زادہا اللہ تعالی شرفا و کرامۃً ایک بڑا ہمت بلند اور دوسرا بہت کم ہمت پست ہمت وہ تھا کہ طواف مین کعبا کے در خانہ مین حلقہ پکڑے ہوئے تھا اور ایسے بزرگ مقام اور ایسے وقت عزیز مین حق سبحانہ تعالی سے غیر حق سبحانہ تعالی سے کوئی چیز مانگتا تھا اور بلند ہمت تھا کہ بازار مین مین نے پچاس ہزار دینار کے قریب سودا خرید فروخت کیا اور اُسوقت ایک لمحہ کو اُسکا دل حق سبحانہ سے غافل نہوا اُس جوان کی غیرت سے خون میرے دل سے نکلا

رشحہ ۱۶۹ فرماتے تھے کہ ابویزید قدس سرہ راہ مین جاتے تھے ایک بھیگا ہوا کتا اُنکے سامنے آیا اُس سے دامن بچایا کتے نے زبان فصیح سے کہا کہ تیرا دامن اگر مجھسے لگ جاتا تھوڑے پانی سے پاک ہو جاتا مگر یہ دامن کہ تو نے بچایا اور اپنے کو پاک تر خیال کیا کس پانی سے دھویا جائیگا۔

رشحہ ۱۷۰ ایک شخص نے حضرت کی مجلس مین اہل مراقبہ کی طرح گردن کج کی تھی اور اپنے تئین مراقب اور مشغول ظاہر کرتا تھا آپ اُسپر خفا ہوئے اور فرمایا کسی نے مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کی صحبت مین سر جھکایا تھا فرمایا سر اونچا کر مین دیکھتا ہون کہ تجھسے دھوان اُٹھتا ہی تجھے مراقبہ سے کیا نسبت برسون تجھے استنجے کے ڈھیلے تیار کرنے اور نجاست پاخانون کی دور کرنی چاہیے تب اس لائق تو ہوگا کہ اس طریق سے تیرے ساتھ بات کر سکین مراقبہ خود ابھی کہان ہی۔

رشحہ ۱۷۱ جس وقت کہ حضرت ایک فقیر کو خراسان کو اُلٹ جانے کی اجازت دیتے تھے فرمایا کہ جب مین خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ کی خدمت سے جدا ہوتا تھا کہا اپنے دل مین ٹھہرا کہ فلانے موضع تک اپنی نسبت سے غافل نہونگا اور جب تو وہان پہونچے دوسرے موضع کا نام لے اور وہان تک اپنے کو نسبت پر قایم رکھ اسی طرح موضع بموضع اور منزل بمنزل اس نسبت کی ورزش کر جب تک کہ ملکہ حاصل ہو۔

رشحہ ۱۷۲ فرماتے تھے کہ سید الطائفہ جنید قدس سرہ سے منقول ہی کہ فرمایا مرید صادق وہ ہی کہ ایک سال کے قریب بائین طرف کا فرشتہ کوئی چیز نپاوے کہ لکھے اس بات کے یہ معنی نہین ہی کہ مرید معصوم ہو کہ اُس مدت مین اُس سے گناہ نہو بلکہ یہ اس معنی مین ہی کہ قبل اسکے کہ بایان فرشتہ کچھ لکھے اُسکے تدارک مین مشغول ہو

اور آسیے اپنے سے دفع کرے کسی وجہ سے ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ گرانی خلق سے اُٹھانی چاہیے اور وہ نہین ہو تا مگر کسب حلال سے دست بکار دل بیار طریق خواجگان قدس اللہ اروا حہم مین ایک امر مقرر ہو

رشحہ فرماتے تھے کہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ دل کی زندگی کے بہت درجہ ہین زندگی دل کی حاصل نہین ہوتی مگر اقتصاد اور میانہ روی سے اور اقتصاد دوام ذکر ہو خواب اور بیداری مین خواب مین یہ ہو کہ خواب مین دیکھے کہ ذکر کرتا ہو اس ذکر کو جو خواب مین کرتے ہین حضرت شیخ محی الدین بن العربی اور بعضے دیگر مشائخ طریقت قدس اللہ اروا حہم موجب ترقی نہین کہتے ہین اسواسطے کہ ترقی وابستہ عمل کے ساتھ ہو کہ علم سے پیدا ہو جو خواب مین دیکھا جاتا ہو کہ ذکر مین مشغول ہو اس قبیل سے نہین ہو

رشحہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے فرمایا ہو کہ ذکر کی مداومت اس جگہ پہونچتی ہو کہ حقیقت ذکر جوہر دل کے ساتھ ایک ہو جاتی ہو اس بات کے معنی ممکن ہو کہ یہ ہون کہ جب حقیقت ذکر ایک امر ہی منزہ حرف وصوت سے اور جوہر دل کہ عبارت لطیفہ مدرکہ سے ہو وہ بھی آمیزش کم اور کیف سے منزہ ہو پس بسبب کمال شغل کے یہ لطیفہ اس امر منزہ از حرف صوت سے مل جل جاتا ہو اور وصف یکی اور یگانگی ظاہر اس حال مین ذاکر بسبب استیلاء مذکور دل اور حقیقت ذکر مین کوئی فرق و تمیز نہین کر سکتا اسواسطے کہ دل کو اُسکے مذکور کے ساتھ ارتباط اس نہج کا ہو گیا ہو کہ غیر مذکور کو اسمین گنجایش نہین ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ مین ایک دن حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت مین گیا اور آپ ایک جماعت کے ساتھ مولویون سے مباحثہ کر رہے تھے اور مین خاموش تھا جب فارغ ہوئے مولانا نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا سکوت اور آرام بہتر یا حدیث اور کلام اور پھر فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر یہ مرد اپنی قید ہستی سے رہا ہو گیا ہو جو کچھ کرے تابع نہین ہو اور اگر گرفتار خودی ہو جو کچھ کرے اسیر تاوان ہو حضرت نے فرمایا کہ ہمنے مولانا نظام الدین سے کوئی سخن اس سے بہتر نہین سنا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ شریعت طریقت اور حقیقت کو سب چیزمین بیان کر سکتے ہین مثلاً جھوٹھ بولنا جسکی نسبت نہی واقع ہو اُسکو اگر کوئی شخص سعی و مجاہدہ سے کہ بطریق استقامت ہو زبان سے دور کرے کہ زبان سے باختیار صادر نہو یہ شریعت ہو لیکن باوجود اسکے ممکن ہو کہ باطن مین ارادہ جھوٹھ بولنے کا باقی ہو سعی اور مجاہدہ اسمین کہ باطن سے ارادہ جھوٹھ بولنے کا دور ہو تو یہ طریقت ہو اور ایسا ہونا کہ باختیار اور بے اختیار اُس سے جھوٹھ سرزد نہو نہ دل سے اور نہ زبان سے یہ حقیقت ہو اس بات کو خدمت مولانا سے بہت نقل کیا کرتے تھے اور پسند فرماتے تھے۔

رشحہ۔ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ نے فرمایا کہ شروع جذبہ مین مجھسے کہا کہ اس راہ مین کیونکر تو آتا ہی مین نے کہا اس شرط سے کہ جو کچھ مین کہون اور چاہون وہ ہوجاے خطاب پہونچا کہ جو ہم کہین اور چاہین وہ ہوتا ہی مینے کہا اسکی مجھے طاقت نہین ہی پندرہ رات دن مجھے مجھپر چھوڑ دیا میرا احوال خراب ہوگیا اور مین خشک ہوگیا جب نا امیدی کی سرحد تک پہونچا خطاب آیا کہ خبردار ہو تو چاہتا ہی ویسا ہی وہ ہر چند حضرت نے فرمایا کہ مقامات حضرت خواجہ مین اسیقدر لکھا ہی لیکن خدمت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ سے نقل کی کہ جب خطاب پہونچا کہ خبردار ہو تو چاہے ویسا ہی ہو مین نے وہ طریقہ اختیار کیا کہ قطعی موصل ہو۔

رشحہ۔ ایک روز حضرت نے یارون سے تیز ہوکر فرمایا کہ تم اس طریق کا بار نہین کھینچ سکتے یہ طریق بہت باریک ہی اپنی مراد سے درگذرنا اور دوسرے کی مراد پر قائم ہونا ایک بڑا کام ہی تم سے یہ کام نہین ہوتا اگر مین کہون کہ اب جاؤ اور خوکبانی کرو اور بت پرستی کرو فی الحال میرے اوپر کفر کا فتوے لگاؤ یہ کام تمھارا کام ہی تم کہان اور یہ طریق کہان پس فرمایا کہ مہمان خانہ مین حضرت خواجہ بہاؤالدین کے قدس سرہ دو مولوی کہ آپ کی خدمت مین رہتے تھے ایمان کی بحث کرتے تھے گفتگو انکی دور دراز کھنچی حضرت خواجہ اُس گفتگو کو سُنتے تھے آخر کو اُن دو عزیزون کے پاس آگئے اور فرمایا کہ اگر تم ہماری صحبت چاہتے ہو تمکو ایمان سے درگذرنا چاہیے یہ لوگ بہت مضطرب ہوگئے اور ایک مدت تک اُس اضطراب مین رہتے تھے یہانتک کہ آخر اُس سخن کے معنی اُنپر ظاہر ہوگئے۔

رشحہ۔ ایک دن حضرت نے ایک شخص کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اگر صحبت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ مین تجھے نسبت حاصل ہوئی ہو اور اُسکے بعد دوسرے بزرگ کی صحبت مین جا پڑے اور اُس سے بھی کوئی نسبت پائے تو کیا کرے خواجہ بہاؤالدین کو تو چھوڑ دے یا نہین پس فرمایا کہ ہر ایک دوسری جگہ سے کہ وہ نسبت تو پالے چاہیے کہ تو اُسکو بھی حضرت خواجہ بزرگ سے جانے اور فرمایا کہ ایک مرید قطب الدین حیدر کا شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی خانقاہ مین آیا بھوکھا بہت تھا اپنے پیر کے گانون کیطرف منھ کرکے کہا شیئاً للہ قطب الدین حیدر شیخ شہاب الدین اُسکے حال سے واقف ہوگئے خادم کو فرمایا کہ کھانا اُسکے واسطے لایا جب درویش کھانے سے فارغ ہوا پھر اُسنے اپنے پیر کے گانون کیطرف منھ کرکے کہا شیئاً للہ قطب الدین حیدر کہ مجھکو کہین تو نے فروگذاشت نہین کیا جب خادم شیخ کے پاس گیا اُس سے پوچھا کہ کیا تو نے اُس درویش کو پایا کہا ایک ذلیل آدمی ہی آپ کا کھانا کھاتا ہی اور قطب الدین حیدر کا شکر کرتا ہی شیخ نے فرمایا کہ مریدی اُس سے سیکھنی چاہیے کہ جہان فائدہ پاوے اپنے شیخ کی برکت سے جانتا ہی کیا ظاہر مین اور کیا باطن مین۔

رشحہ اس تقریب سے فرماتے تھے جب مرید صادق کوئی شیخ زیادہ کامل اپنے شیخ سے پائے جائز ہو کہ کامل سے قطع کرے اور اکمل سے ملے اور فرمایا شیخ ابوعثمان حیری نے کہا ہے قدس سرہ کہ مجھے شروع سے خیال تھا کہ اس گروہ کے ذوق اور وجد سے بہرہ مند ہوں اتفاقاً شیخ یحییٰ بن معاذ رازی کے وعظ میں جا نکلا وہاں میرا دل آرام سے ہوا اسکا ملازم ہوا پھر شاہ شجاع کرمانی کی صحبت میں گیا جب اُسکے سامنے ہوا تو مجھے اپنی مجلس سے نکلوا دیا اور فرمایا کہ وہ رجا پر در ہے اُس سے کام نہو سکیگا اپنے دل میں کہا کہ میرا سر اور یہ آستانہ ایک مدت مجھے اپنی صحبت میں جگہ دی اور چندے اُسکی ملازمت میں رہا اس درمیان میں اُسنے شیخ ابوحفص حداد کی زیارت کا ارادہ کیا قدس سرہ میں بھی اُسکی ملازمت میں تھا جب شیخ ابوحفص کی صحبت ہوئی میں بالکل بے اختیار ہوگیا مگر میں شاہ شجاع سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہاں رہجاؤں جب چلنے کا وقت ہوا شیخ ابوحفص نے شاہ سے کہا ہمکو اس جوان حیری سے دل خوش ہے اسے یہاں چھوڑ دو مجھے چھوڑا اور چلے گئے اور کام میرا صحبت اور خدمت میں شیخ ابوحفص کی تمام ہوا۔

رشحہ[۳۲] فرماتے تھے کہ اکابر دینی سے ایک مسجد کے دروازہ پر پہونچے شیطان کو دیکھا کہ سراسیمہ اُس مسجد سے نکلا اُس بزرگ نے نظر کی ایک مرد دیکھا کہ مسجد میں نماز ادا کرتا ہے اور دوسرا مرد اُسکے پاس تکیہ لگائے سوتا ہے اُس سے پوچھا ای ملعون اس مسجد میں کسلیے تو آیا تھا کہا میں چاہتا تھا کہ وسوسے نمازاس نمازی کی فاسد کردوں مگر اُس سوئے ہوئی کی ہیبت اور خوف نے مجھے نہ چھوڑا اُس سے میں ڈرا اور باہر نکل آیا۔

رشحہ[۳۳] فرماتے تھے کہ سید قاسم قدس سرہ نے کہ ایک روز میں مولانا زین الدین ابوبکر تابیادی کی مجلس میں بیٹھا تھا اور ایک مرد کہ مرید کسی ایک شیخ وقت کا تھا اُس مجلس میں حاضر تھا خدمت مولانا نے اُس سے پوچھا کہ اپنے شیخ کو تو زیادہ دوست رکھتا ہے یا امام اعظم ابوحنیفہ کو اُس مرد نے کہا کہ اپنے شیخ کو خدمت مولانا اس بات سے بہت غصہ ہوگئے اُس درجہ کہ اس مرد کو کتا کہا اور اُٹھے اور گھر میں آئے اور میں وہیں بیٹھا تھا ایک لحظہ اور خدمت مولانا باہر نکلے اور مجھسے کہا کہ اُس مرد پر ہم خفا ہوئے اور اُسکے منھ پر بُرا کہا آؤ چلیں اور عذر کریں خدمت مولانا کے ساتھ میں بھی چلا وہ مرد راہ میں ملا اور کہا میں عذر خواہی کو آتا تھا اور چاہتا تھا کہ آپکی خدمت میں عرض کروں کہ اتنے برس سے امام اعظم کے مذہب پر میں تھا اور کوئی ایک صفت ناخوش مجھسے نہیں گئی اور چند روز اس بزرگ کی خدمت میں تھا سب ناخوش باتیں مجھسے جاتی رہیں اگر ایسے شخص کو امام اعظم سے زیادہ دوست رکھوں تو کوئی مانع ہے اگر کتابوں میں لکھا ہو کہ یہ دوستی بری ہے اور اُس سے منع کیا ہے تو اُس سے پھر جاؤں خدمت مولانا نے اُس سے بہت عذر خواہی کی اور استحسان کیا۔

رشحہ[۳۴] فرماتے تھے مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے ساتھ میں شیخ بہاء الدین عمر کی ملازمت میں

چاہتا تھا اشارہ یہ ہین مولانا سعد الدین کہتے تھے ایک مطلب چاہتا ہون کہ میرے باطن مین تصرف کرے اور مجھے خلاف کرے ایسی باتین ہوتی تھین جب شیخ کی ملازمت مین پہونچے اور بیٹھے شیخ نے سعد الدین سے کہا مطلب کا تصرف کیا کرتا ہی اس گروہ کا تصرف اس سے زیادہ نہین ہی کہ بعض پردہ اور موانع کہ کسی کی استعداد پر گر پڑے ہون انکی صحبت کی تاثیر سے دور رہون اور وہ استعداد موانع کے دور ہونے سے ایک عطیہ کو قبول کرے اور سالک اپنی استعداد سے جو امر کہ مقصود ہی پا لیتا ہی حضرت نے فرمایا کہ حضرت شیخ بہاء الدین عمر نے خدمت مولانا سعد الدین کی مراد کو نہین پایا انکا مقصود اور تھا طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین ایک تصرف ہوتا ہی اس طرح پر کہ دل سے متوجہ باطن طالب ہوتے ہین اور اُس توجہ کے سبب اُسکے باطن کو انکے دل سے ایک ارتباط اور اتصال حاصل ہوتا ہی اور اُس ارتباط اور اتصال سے ایک اتحاد اُنکے دل اور طالب کے باطن کے درمیان واقع ہوتا ہی کہ انعکاس کے طریق سے ایک پرتو اُنکے دل سے اسکے باطن پر چمکتا ہی اور یہ ایک صفت ہی کہ انکی استعداد سے ناشی اور پیدا ہونے والی ہی کہ بطریق انعکاس اُس طالب کی استعداد کے آئینہ مین ظاہر ہوئی ایسے امر کو اپنی استعداد سے نہین طلب کرنا چاہیے لیکن اگر یہ ارتباط متصل ہو جو کہ بطریق انعکاس حاصل ہوئی تھی صفت دوام قبول کرے خدمت مولانا سعد الدین ایسا امر طلب کرتے تھے کہ اپنی استعداد کے باہر سے حاصل کرین نہ یہ کہ جو کچھ اُنکی استعداد مین ہی ظاہر ہو۔

رشحہ ۳۵ راقم اینحروف کہتا ہی بعضے محققون نے ایسا کہا ہی کہ ہر ایک اعیان ثابتہ سے جو موجود خارجی ہو گئے ایک اسم خاص کے مظہر ہو گئے خصوصاً ملائکہ کہ مرجع اُنکا وہی اسم ہی جسکے مظہر ہوئے اور انکا حضور اور انکی لذت اُس اسم سے ہو گئی ہی اور ہرگز اُس سے تجاوز دوسرے اسم کی طرف نکیا اور آیۂ کریمہ وما منا الا لہ مقام معلوم اس بات کی خبر دیتی ہی برخلاف انسان کے کہ وہ تیرگی ظلومی اور جہولی کی رکھتا تھا اپنی خصوصیت اور تشخصیت اور تعین انسانیت سے گریزان ہوا اور کامل توجہ ایک چیز کے ساتھ اپنی خصوصیت اور تعین سے اور اُس وجہ سے بار حقیقت کا حامل اور امر بے نہایت کا پانے والا ہوا جو دائرہ استعداد بشری اور تعین انسانی سے خارج ہی۔

رشحہ ۳۶ فرماتے تھے کہ صاحب بحر الحقائق شیخ نجم الدین دایہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہی افسوس ہی کسی نے قدر صحبت اولیا نہ جانی اور نہ جانے گا۔

رشحہ ۳۷ فرماتے تھے کہ شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا ہی اُسکے ساتھ بیٹھ کہ ہمکی تو وہ ہو جائے یا وہ تو ہو جائے یا دونون حق سبحانہ مین گم ہو جائین اور نہ یہ رہے اور نہ وہ رہے۔

رشحہ ۳۸ کسیکو حضرت کی مجلس مین خطرہ گذرا کہ کیا ہو جو حضرت میرے باطن مین تصرف کرین حضرت اسکے

باطن پر آگاہ ہوئے فرمایا کہ کمال تصرف اُسوقت ہوگا کہ مین تو ہو جاؤن یا تو مین ہو جائے پیر ہرات قدس سرہ کے اُس سخن کو زبان پر لائے کہ عبد اللہ مردے بود بابانی رفت بطلب آب زندگانی ناگاہ فرارسید بآنجا یافت چشمہ آب زندگانی چندان بخورد کہ نہ وے ماند نہ خرقانی۔

رشحہ ۲۰۹ فرماتے تھے کہ شیخ ابوسعید بن ابی الخیر سے منقول ہے کہ فرمایا ہے سات سو شخص نے مشائخ طریقت سے قدس اللہ ارواحہم ماہیت تصوف مین سخن کہا ہے بہترین اور تمامترین سب اقوال کا یہ ہے کہ التصوف صرف الوقت بما ہو اولی بہ ترجمہ تصوف وقت کا خرچ کرنا اُس چیز مین کہ وہ اولے اُسکے ساتھ ہو۔

رشحہ ۲۱۰ فرماتے تھے کہ شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ نے اصحاب اپنے سے کہا ہے کہ میرے سامنے سو کھے گوشت کے ساتھ مت آؤ تازہ گوشت کے ساتھ آؤ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود شیخ ابو السعود کا اس سخن سے ہمت کا سکھلانا اپنے اصحاب کا ہے یعنے اسرار و حقائق مردم کے ساتھ میرے سامنے مت آؤ بلکہ اُس چیز کے ساتھ آؤ کہ وہ خاصہ تمھارا ہو اور تمھاری پیشگاہ دل سے سرزد ہو۔

رشحہ ۲۱۱ فرماتے تھے کہ سید الطائفہ جنید قدس سرہ سخن بکثرت کہتے تھے ایک دن معارف اُنکے بے اختیار بلند ہوئے دیکھا کہ اہل مجلس کو لیاقت اُسکے ادراک کی نہین ہے فرمایا کہ جستجو کرو شاید کوئی قرب مین ہو کہ اُسکی استعداد اور قابلیت ان حقائق کا جذب کرتی ہو بعد از تلاش بسیار حسین بن منصور حلاج کو پایا کہ ایک گوشہ مین بیٹھا تھا اور سر گریبان مین جھکایا شیخ نے فرمایا کہ اُسکو مجلس سے نکالدو۔

رشحہ ۲۱۲ فرماتے تھے کہ خدمت مولانا نظام الدین فرماتے تھے علیہ الرحمۃ شیخی وہ ہے کہ کوئی شخص اپنے تئین مریدون کی نظر مین متجمل اور آراستہ بکمال کر سکے کسواسطے کہ جب تک جمال بنورابطہ مرید کا مراد کے ساتھ اور صفت محبت کی کہ موجب جذب اور تصرف کے وہی ہے محکم نہین ہوتی اور اسکو تدابیر عقل کے ساتھ ہم جانتے تھے لیکن ہمین اسکی فرصت نہین ہے کہ ہمیشہ تکلف کرین اور اپنے تئین باجمال دکھلائین تاکہ سبب فتور عقائد لوگون کا نہو اسی سبب سے ہے کہ سنت ہوگیا کنگھی ڈاڑھی مین کرنی اور اچھی پگڑی باندھنی وغیرہ اُن چیزون سے کہ زینت ظاہر سے تعلق رکھتی ہو۔

رشحہ ۲۱۳ فرماتے تھے کہ خدمت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ترمذ مین ایک شیخ کی صحبت مین ہو پہنچا کہ بڑا مبالغہ اسمین کرتا تھا کہ مرید کا کام شیخ کے بغیر نہین چلتا اُس سے مین نے کہا آیۃ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ترجمہ آج کے دن کامل کردیا مین نے تمہارے لیے دین تمھارا اور پوری کردی مین نے تمھارے اوپر نعمت اپنی کے مضمون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور سنت کے موجب عمل کرنے مین کام پورا اور کفایت ہے اور لازم نہین ہے کہ کسی کو بسبب ظاہر پیر اور مقتدا ہو اُس شیخ نے یہ سخن حضرت خواجہ بزرگ

خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے عرض کی حضرت خواجہ نے استحسان فرمایا اور مقرون بقبول کیا۔
رشحہ ایک روز بتقریب توقیر اور تعظیم ساداتؔ کے فرماتے تھے کہ جس دیار میں کہ سادات رہتے ہیں میں نہیں
چاہتا کہ اُس دیار میں رہوں اسواسطے کہ بزرگی اور شرف انکا بہت ہو اور میں اُنکے حق تعظیم پر قیام نہیں کرسکتا
ہیں فرمایا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ایک دن مجلس درس میں چند بار اٹھ کھڑے ہوئے اور کسی نے اسکا سبب
نہیں جانا آخر ایک شاگرد نے اُسکا سبب پوچھا فرمایا کہ ایک لڑکا سادات علوی کا ان لڑکون میں ہو کہ مدرسے
کے صحن میں کھیل رہے ہیں ہر بار کہ اس درس کے حلقہ میں آتا ہو اور میری نظر اُسپر پڑتی ہو اُسکی تعظیم کے لیے اٹھتا ہون
رشحہ فرماتے تھے کہ اکابر سمرقند سے ایک شخص کو مین نے کہا کہ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ حق سبحانہ تعالے
مر گیا ہو تو اُسکی تعبیر کیا ہو اُسنے کہا کہ بزرگون نے کہا ہو اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
مر گئے ہین اُسکی تعبیر یہ ہو کہ خواب دیکھنے والے کی شریعت میں کوئی قصور اور فتور ہوا ہو اور وہ مرنا
صورت شریعت کا ہو یہ بھی مثل اُسکے ایک رنگ رکھتی ہو۔ حضرت نے فرمایا ہوسکتا ہو کہ کسیکو حضور مع
اللہ ہوا ہو ناگاہ وہ نرہے تعبیر اُس مرنے کی یہ ہوگی یعنے نسبت حضور اور شہود اُسکی نابود ہوئی راقم الحروف
کہتا ہو کہ حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی قدس اللہ سرہ السامی نے اس سخن کی دوسری تاویل
کی تھی اور فرمایا کہ ہوسکتا ہو کہ بحکم آیۃ کریمہ افرایت من اتخذ الٰہ ہواہ ایک کو اپنی ہوا کو اُسنے خواب دیکھنے والے
نے اپنا خدا بنایا ہو اُسکے دل سے نابود ہوجاے وہ مرنا خدا کا عبارت نابود ہونے اس ہوا سے ہو پس یہ خواب
دلیل اسپر ہوگی کہ حضور اور زیادہ ہو۔
رشحہ فرماتے تھے کہ کشف قبور وہ ہو کہ روح صاحب قبر کی متمثل ایک صورت مناسب کے ساتھ صور
مثالی سے ہو اور صاحب کشف اُسکو اُس صورت میں بچشم بصیرت مشاہدہ کرتا ہو لیکن ہرگاہ شیاطین
کو قوت ہو کہ مختلف صورت اور شکل کے ساتھ متمثل اور متشکل ہون اسوجہ سے ہمارے خواجگان قدس اللہ
ارواحہم اس کشف کی وقعت اور اعتبار نہین کرتے اور انکا طریقہ اصحاب قبور کی زیارت میں یہ ہو کہ جب کسی بزرگ کی
قبر پر پہونچتے ہین اپنے تئین سب نسبتون اور کیفیتون سے خالی کرتے ہین اور منتظر بیٹھتے ہین کہ کیا نسبت ظاہر ہوتی ہو اس
نسبت سے حال صاحب قبر کا معلوم کرتے ہین اور طریق انکا مردم بیگانہ کی صحبت میں بھی اسیطور پر ہو کہ جو اُنکے
سامنے بیٹھے اپنے باطن میں نظر کرتے ہین جو کچھ اُس شخص کے آنے کے بعد ظاہر ہو جانتے ہین کہ وہ نسبت اُسکی
سے ہو اور اُنکو اسمین کوئی دخل نہین ہو بموجب اُس نسبت کے اُسکے ساتھ زندگانی کرتے ہین لطف سے یا قہر
سے اور حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے اسکو تجلی متقابلہ کہا ہو اور ظہور اس معنی کا بسبب کمال
جلا اور صفا کے ہو کہ اُنکے باطن روشن کو حاصل ہو اور آئینہ اُنکی حقیقت کا نقوش کونیہ سے پاک ہو

صاف ہوا ہی اور بسبب کمال محاذات کے کہ اس ذات بے کم وکیف کے ساتھ رکھے بجز تجلی ذاتی اسمین کچھ نہین
رہا اور جسوقت کہ اُسکو اپنی طبیعت پر چھوڑ دے سوا اُس امر بے کیف کے کوئی اور چیز اُسمین ظاہر نہوگی پس
جو کچھ اُسمین ظاہر ہوگا اُسکے حصہ سے نہوگا بلکہ بواسطہ تقابل شخص ہوگا کہ اُسمین منعکس ہوا اور اس قول کی
تائید مین فرمایا کہ ایک روز خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمہ نے فقیر سے کہا کہ آج مزارات ولایت شاش
کے طواف کو ہم جاتے ہین اُنکے ساتھ مین گیا خدمت مولانا ایک قبر پر بہت بیٹھے اسکے بعد پوری کیفیت سے
ساتھ اُٹھے اور فرمایا اس قبروالے پر نسبت جذبہ غالب تھی اور وہ قبر خواجہ ابراہیم کیمیاگر کی تھی کہ اپنے زمانکے
مجذوبون سے ہوا ہی بعد ازان دوسری قبر پر گئے اور ایک لحظہ ٹھہرے پھر باہر آئے اور فرمایا نسبت علمیہ اس
قبروالے پر غالب رہی ہی اور وہ قبر شیخ زین الدین کوسے عارفان کی تھی کہ علماے ربانی سے ہوئے ہین —

رشحہ ۴۷ فرماتے تھے کہ ارباب تحقیق کے نزدیک ثابت ہوا ہی کہ ترقی بعد موت کے ہی سخن حضرت شیخ محی الدین
بن العربی کا اسکی طرف ناظر ہی اُنھون نے فرمایا ہی کہ ایک تجلی مین تجلیات سے ابوالحسن نوری کے ساتھ
مین جمع ہوا مجھے بوسہ دیا اور مجھے سیراب ہوا مین نے کہا کہ کیا تو نے نہین کہا توحید کا تشنہ غیر سے سیراب
نہین ہوتا شرمایا مین نے کہا جب ذوق عالی سے حاصل کرے غیر سے نہین لیا اور اسکے سوا اہل تحقیق کی بہت
باتین ہین کہ ترقی بعد الموت پر دلالت کرتی ہین — راقم اینحروف کہتا ہی کہ حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ
نے فتوحات کے مقامات مین فرمایا ہی کہ ان لوگون مین سے کہ ترقی بعد الموت کی نفی کی ہی ایک شیخ ابوالحسن
نوری ہی پس اسکا حال موت کے بعد دو امر سے خالی نہین ہی یا علم الیقین سے جانا کہ ترقی بعد الموت واقع ہی یا جانا
کہ واقع نہین ہی اگر جانا کہ واقع ہی تو مدعا ثابت ہی اور اگر جانا کہ واقع نہین ہی تو یہ علم دوسرا ہی کہ بعد از موت اُسے حاصل
ہوا پس بہرحال ترقی بعد الموت واقع ہی —

رشحہ ۴۸ ایک دن صفت فقیری مین فرمایا کہ حق سبحانہ نے غوث الاعظم سے یہ خطاب کیا ہی کہ یا غوث الاعظم
قل لاصحابک باختیار الفقر ثم بالفقر عن الفقر فاذا تم فقرہم فلاہم الا انا — ترجمہ ای غوث اعظم اپنے اصحاب سے
کہدے کہ فقر اختیار کرو پھر نفر کا حکم دے فقر سے پھر جب اُنکا فقر تمام ہا تو وہ نہین ہین مگر مین —

رشحہ ۴۹ فرماتے تھے کہ بعضے بزرگان طریقت قدس اللہ ارواحہم نے کہا ہی کہ کوشش کر تاکہ عمل اپنا تو نہین
نہ لیجائے اس سخن کے معنی گویا یہ ہین کہ چاہیے کہ تو جانے کوئی عمل تیری طرف منسوب نہین ہی حق سبحانہ
کی توفیق کے ساتھ قائم ہی —

رشحہ ۵۰ فرماتے تھے کہ بعضے اکابر طریقت کا سخن ہی کہ حق سبحانہ مرتبہ احدیت مین اگر چاہے اپنے تئین پہچانے
اس سخن کے معنی یہ ہین کہ حقائق مجردہ انسانی کے مرتبہ مین کہ بعض کی اصطلاح مین مرتبہ واحدیت عبارت

سے ہو اگر چاہے ایک علم اور استعداد خاص اپنی طرف سے عطا فرمائے کہ اس علم و استعداد کے ساتھ خواص
انسان اسکو پہچانیں اور ہرگاہ اسکو بجز اسکے علم کے نہیں پہچان سکتے پس پہچاننے والا اسکا غیر اسکا ہوا—
رشحہ فرماتے تھے کہ ایک شب خواجہ باقی کو الم تھا غنودگی میں بھی آپکے الم سے سویا پس فرمایا سخت دل
وہ شخص ہے جسے علاقہ کسی سے ہو اور اسکے درد سے بیچین نہو بلکہ چاہیے کہ ایسا ہو کہ جس چیز کو کچھ پہنچے
اس سے بیچین ہو— ایکبار گھوڑے کے کوڑا مارا چنانچہ اسکے پہلو سے خون ٹپکا ابو یزید بسطامی کے پہلو سے بھی
خون ٹپکا— اس سخن میں جو حضرت نے فرمایا اشارہ مقام جمع کے ساتھ متحقق ہونیکا ہے اور بیان اس
مقام کا ذکر حضرت حقائق پناہی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی میں جہاں کہ انکی
ملاقات مولانا شمس الدین محمد سے مذکور ہوئی ایک رشحہ میں وارد ہوئی ہے—

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ کی مجلس میں ہم تھے آپ سے کسی نے پوچھا کہ بعض محققین
نے اوائل حال میں کہا ہے کہ ممکن عین واجب ہے اور آخر اس سخن سے پھر گئے ہیں اور کہا کہ واجب عین
ممکن ہے سبب اسکا کیا ہے حضرت شیخ نے جواب میں اس شخص کے کہا کہ پہلے سخن کو عدم استقامت کے
حال میں کہا اور دوسرا حال استقامت میں حضرت نے حاضرین مجلس سے خطاب کیا کہ فرق ان دونوں
سخن میں کیا ہے کسی نے گستاخی نکی اور کچھ نہ کہا اور حضرت نے بھی اس سبب سے کہ ایک جماعت
مراد ترجمانی سے آئی تھی کچھ نہ فرمایا—

تحصیل [illegible] باتوں میں جو ہر باب سے حضرت کی زبان مبارک پر گذرتی تھیں اور آپ خوش ہوتے
حضرت سے اہل ہدایت اور نہایت کے ساتھ صحبت میں صادر ہوتی تھیں اور [illegible] سو رشحے میں
وارد ہوتی ہیں—

رشحہ فرماتے تھے کہ شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہ نے مجھسے پوچھا کہ مبتدی کو سفر بہتر ہے یا [illegible] میں نے
اپنے کو جواب سے عاجز ظاہر کیا اور [illegible] کی رعایت کی آپ نے اصرار سے فرمایا کہ کچھ [illegible] سفر میں
مبتدی کو پریشانی دل کے سوا کچھ حاصل نہیں پس حضرت نے فرمایا کہ سفر اسوقت مبارک ہے کہ صفت
تمکین کی حاصل ہوئی ہو ہمارے اعتقاد میں مبتدی کو سفر مناسب نہیں ہے اسے گوشہ میں بیٹھنا چاہیے
اور صفت تمکین حاصل کرنی چاہیے جو شخص کہ اس طریقہ میں مشغول ہے اپنے ہی شہر اور ولایت میں رہنا اولی ہے
اسواسطے کہ اپنے آشنا اقارب اور لوگوں کی ملامت اسکو مانع ہوتی ہے اس بات سے کہ خلاف شریعت
کوئی کام کرے اور کسی فعل ناپسندیدہ کا مرتکب ہو— اور بعضے مشائخ اسکے برخلاف گئے ہیں اور کہا ہے
کہ مبتدی کو سفر کرنا چاہیے تاکہ وطن اور بھائی بندوں کی مفارقت کے سبب اسکو خلاص عادات رسمی اور

اور بالوفات طلبی سے ہوگا اور ریاضات اور مجاہدات سے جو سفر کو لازم ہین اُسکو فی الجملہ تصفیہ اور تزکیہ حاصل ہوگا
لیکن جو اعتقاد خانوادۂ خواجگان کا ہو قدس اللہ ارواحہم سفر اور اقامت کے باب مین وہ یہ ہو کہ مبتدی کو اسقدر
سفر کرنا چاہیے کہ کسی بزرگ کی صحبت مین اس گروہ سے پہونچے اسکے بعد چاہیے کہ ترک سفر کرکے خدمت اور
ملازمت اُسکی لازم پکڑے اور کام مین لپٹے جب تک کہ ملکہ اُن عزیزون کی نسبت کا حاصل کرے اور یہ نسبت
اُسکی ملک ہوجاے اور اگر اپنے تئین ایسا شخص پائے البتہ اُسکی صحبت اور ملازمت سے کسی طرف کو نجائے
اور اسکے سوا جو کچھ کرے وہ موجب تضییع اوقات کا ہو۔ اور فرمایا کہ شیخ ابو یزید قدس سرہ نے ابتداے حال
مین بسطام سے سفر کیا اور ایک شیخ کی صحبت مین گئے اُس بزرگنے فرمایا کہ پلٹ جا جہان سے تو نے قدم اُٹھایا
ہو اور مقصود کو چھوڑا ہو اُلٹے پھر آئے ایک والدہ ضعیفہ تھی اُسکی خدمت اور رضا جوئی پر قیام کیا اور مقصود
اُنکا حاصل ہوا حضرت شیخ محی الدین العربی قدس سرہ نے اس بات کی ایسی تاویل کی ہو کہ اُس بزرگ کا اشارہ اسکے لیے ہوا
ہو کہ جو مقصود حقیقی ہو سب زمان ومکان مین محیط ہو اور کوئی جگہ اسکے احاطہ سے خالی نہین ہو پس بایزید کو اس راز پر
اطلاع دی کہ اُسکی طلب مین حاجت مسافت طے کرنے کی نہین ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ سالک کو چاہیے کہ ذلت اور خواری کی راہ چلے اسواسطے کہ نیستی حاصل ہو تا کہ جمال شاہد
لاہوتی کا آئینہ نیستی مین ملاحظہ کرے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ ہر طالب کہ خواری اور گالی سے آدمیون کے خوش نہو ہرگز معانی مردان سے خوشبو اُسکے دماغ
جان کو نہ پہونچیگی کسواسطے کہ اہل تحقیق کے نزدیک لا فاعل فی الوجود الا اللہ ترجمہ کوئی فاعل اللہ کے سوا
وجود مین نہین ہو۔ مقرر ہو پس جو کچھ محبوب سے پہونچے گالی ہو یا خواری محب با نیاز کو مایہ سرور اور موجب حضور ہوگا

رشحہ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی کی نسبت ایسی چیز کہے کہ اُس سے نقصان لازم آئے البتہ اُسکو ناخوش آئیگا
اور آدمی کی سرشت مین داخل ہو کہ اپنی طرف نسبت نقصان سے ناخوش متاثر ہوگا کام وہ ہو کہ اس ناخوشی کو
اپنے سے دور کرین اور یہ معنی بجز رجوع بحق سبحانہ کے میسر نہین ہو ذکر اور مراقبہ سے نہین ہوتا اہل حقیقت کے
نزدیک سلوک اسکے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ ہمارے یار لوگ سبوح قدوس کہتے ہین اگر ناگاہ کوئی اُنکو ایسی بات کہے کہ اُنکی طبیعت کے موافق
نہو تو متاثر اور متغیر ہوتے ہین اگر سبوح قدوس کہنے والے اس تاثر اور تغیر کو آپ سے دور کرتے کہ ہر ایک چیز سے
متاثر اور متغیر نہون اور برقرار جانین تو اُنکے لیے بہتر ہوتا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ کوئی چیز حقیقت انسانی کو ایسا پاک صاف نہین کرتی کہ بلا اور محنت یہ بالخاصیت بھاری
حجاب کی دور کرنے والی ہین مضمون اس حدیث کا ان اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء ثم الامثل فالامثل

ترجمہ برایسیہ سخت ترین بلا انبیا پر ہی پھر اولیا پر پھر اُنکے بعد درجہ بدرجہ اور اچھے لوگون پر۔ اس معنی کی طرف ناظر
ہی اور ہم اس طریقہ کے معتقد ہین اور کوئی شخص ہمارے یارون سے اس عقیدہ پر نہین ہی۔

رشحہ ۷ فرماتے تھے کہ صاحب وجد وحال راہ مین جاتا ہی اور ایک کتا اُسکے راستے مین سوتا ہو اُس کتے کو اُٹھانے
کہ آپ آسانی سے گذر سکے جب گذر جاوے اور اپنے اندر غور کرے اور وہ وجد اور حال باقی رہے تو جاننا چا
ہیے کہ وہ ایک مکر مکرہاے الٰہی سے اُسکی نسبت ہی کہ باوجود اُس فعل کے وجد وحال کو اُسکے پاس چھوڑ دیا ہی

رشحہ ۸ فرماتے تھے کہ مکر الٰہی دو ہین ایک نسبت عوام کے اور دوسرا بہ نسبت خواص کے تو مکر کہ نسبت عوام کے ہی
ہمیشہ دینا نعمت کا ہی باوجودیکہ خدمت مین تقصیر ہو اور جو کہ نسبت بخواص ہی باقی رکھنا حال کا ہی باوجود
ترک ادب ہو۔

رشحہ ۹ فرماتے تھے کہ وہ طائفہ کہ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی ورزش کرتے ہین اُنکا دوام شغل
اسطور کا ہی کہ اگر کوئی مثلاً کھیت کی سنچائی کے لیے پنچی واردن سے لڑائی جھگڑا واقع ہو کہ سر اُسکا ٹوٹ جاے
اور خون اُسکے منھ پر بہے اور ظاہر مین لڑائی جھگڑا اُس سے نمایان ہو تو باطن کی رو سے کوئی کدورت اور
کراہیت اُسکے دل مین نہو بلکہ اُنکی جفا سے خوشوقت ہو اور اُنکو معذور رکھے اسمین جو وہ کرتے ہین
اور اپنی نسبت سے غافل نہو اور انقطاع دل حق سبحانہ سے نکرے۔

رشحہ ۱۰ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ دوام تجلی ایجادی کے ساتھ متوجہ تمام موجودات کا ہی پس جو لوگ کہ اپنے اختیار
سے گوشہ پکڑتے ہین اور اسکو خلوت اور عزلت نام رکھتے ہین کیا عذر رکھتے ہین اگر ایسی عظیم الشان تجلی کو باطل سمجھتے
ہین نہایت جاہل ہین اور اگر اُسکو حق جانتے ہین تو اُسکے حق پر قیام کیون نہین کرتے۔ اور ایک کام کا گوشہ
اپنے اوپر نہین لیتے۔ جو گروہ کہ شرف استغراق سے بحر جمع مین ایسے مشرف ہوئے ہین کہ دنیا کے اشغال مین
نہین رہتے وہ دوسری بات ہی۔

رشحہ ۱۱ فرماتے تھے کہ اس بات کا بھید کہ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کی بلا اور صورت تفرقہ مین باد
ظاہر ہوتی ہی یہ ہی کہ یہ نسبت محبوب ہی جب محبوب کو خلوت مین بلاؤ تو وہ حجاب مین ہو جاتا ہی۔

رشحہ ۱۲ فرماتے تھے اس نسبت کی لطافت اُسطرح کی ہی کہ نفس توجہ اُسکے طرف مانع اُسکے ظہور کی ہی جیسا کہ مثلاً
جمیلہ مین یہ بات ظاہر ہی کہ جب اُنکی طرف خوب متوجہ ہوں محجوب ہوتے ہین اور یہ بھی حضرت منے فرمایا کہ
لطافت اس نسبت کی اُسطرح کی ہی کہ اگر ایک کتے کو بے سبب ڈھیلا مارو یہ نسبت جاتی رہے۔

رشحہ ۱۳ فرماتے تھے کہ الاشیاء تتبین باضدادہا ترجمہ چیزین اپنی اضداد سے پہچان پڑتی ہین مشغولی بخلق ضد
مشغولی بحق سبحانہ ہی اور جب ضد کو ضد سے کراہت ہوتی ہی تو مکروہ سے محبوب کی طرف منجذب ہوتا ہی

یہی وجہ ہو کہ اس سلسلہ کے لوگ بازارون مین اور انعام خلق کے مقامات مین جاتے ہین اور بیٹھتے ہین تاکہ بوجہ ضدیت خلق اور کراہت کے انکے شغل سے دل حق سبحانہ کی طرف منجذب ہوتا ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اس نسبت والون کو ابتدا مین صحبت غیر طائفہ کی کہ نسبت اُنپر غالب ہو بڑے فتور کا سبب ہوتا ہو اگرچہ وہ صحبت اہل زہد و تقوی کی ہو اور یہ نہ انکار زہد و تقوی کا ہو کہ وہ نہایت صفا اور نور مین ہو لیکن چونکہ اس گروہ پر زہد و تقوی غالب ہو اس نسبت کے لوگون کو اُنکی صحبت مین وہی نسبت حاصل ہوتی ہو اور اپنی نسبت شریفہ سے کہ سب نسبتون پر فائق ہو باز رہتے ہین اسواسطے کہ حکم غالب ہو دیکھو کہ بدون اور بیگانون کی صحبت کی کیا تاثیر ہوتی ہو اور اُنسے کیا نسبتین تاریک حاصل ہوتی ہین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اس جماعت کے پاس بیٹھو کہ تمھارے اوپر غالب نہون تاکہ تمکو نکھا جاوین اور غالب نہون یعنے بسبب نفس اور ہوا کے قوی نہون اور تمھین نکھاوین یعنے تمھارے وقت کو ضائع نکرین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جسکو اس طریقہ کا ارادہ ہو اور اس اثنا مین خطرہ کچھ اُسکو پریشان کرے چاہیے کہ بہت استغفار کرے اگر اُس سے دفع نہو ایسی جگہ جائے کہ عورتون سے دور ہو اگر اُس سے دفع نہو ایک مدت روزہ اور قلت غذا پر مداومت کرے اور علاج کرے کہ قوت شہوی کو تسکین حاصل ہو اور اگر اُس سے دفع نہو تو قبرستانون کے گرد پھرے اور مُردون سے عبرت لے اور بزرگون کی ارواح سے ہمت چاہے اگر اُس سے دفع نہو زندون کے گرد ہو اور اہل قلوب کے باطنون سے کہ اگر کرے شاید کہ بار اُس خاطر کا اُس سے اُٹھالین اور اُسکو اُس بار مین ضائع نہ چھوڑین۔

رشحہ فرماتے تھے نکاح انبیا اور اولیا کو مناسب ہو کہ باوجود اُسکے حق سبحانہ سے محجوب نہین ہوتے اور عوام الناس کو بھی لائق ہو کہ اُسکے سبب مرتبہ حیوانیت کی تکمیل کرتے ہین لیکن جو گروہ کہ درمیان ہین یعنی اور طریقہ کی آرزو رکھتے ہین اُنکے لیے بہت نامناسب ہو ایک سانس جو حق سبحانہ کے ساتھ اندر سے نکالین بہتر ہزار فرزند سے ہو کسواسطے کہ اُسمین ہزار فائدہ اور نفع اور اسمین بعض فتنہ و ضرر ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ بالفرض اگر میری پانسو برس کی عمر ہوتی اور سب استغفار مین خرچ کرتا ہنوز اُس گناہ کا تدارک جو مجھسے صادر ہوا نکر سکتا اور وہ گناہ کدخدائی ہو۔

رشحہ اگر ان باتون مین کہ حضرت سے نقل ہو مین کسیکو تشویش ہو کہ کدخدائی سنت ہو پسندیدہ اور اُسکی تعریف آیات قرآنی سے ظاہر ہو اور احادیث صحیحہ سے ثابت پس اُسکی نفی کرنی روا نہین ہو اس دغدغہ کا جواب یہ ہو کہ یہان پر نفی نہ بطور اطلاق کے ہو بلکہ نسبت بعضے اشخاص کے ہو کہ اُنکے حال کے لائق تجرید ظاہر اور باطن کی ہو۔ اور مخفی نرہے کہ ہر زمانہ مین بموجب حکمت الٰہی کے جو کچھ مناسب حال

طالبان اور مصلحت کار مریدان ہو اولیا اور اہل ارشاد کی زبان پر جاری ہوتا ہو کہ یہ لوگ وارثان علوم محمد ہین علیہ الصلوٰۃ والسلام پس ہرگاہ اس زمانہ مین مناسب حال مبتدیان طریقت کے شیوۂ تجرد اور فراغت کا ہو لاجرم حضرت نے جو حکیم الٰہی ہین اور جامع حکم نامتناہی کے تجرد کا ایما کیا اور تاہل سے پرہیز بتلایا —

رشحہ حضرت ایک دن مجلس کے حاضرین سے ایک کو مخاطب کر کے تعلق اور تعشق بطایہ جمیلہ سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین نے اس نسبت کا مشاہدہ ایک قاز سے کیا ہو کہ اُسے صاحب جمال سے تعلق ہوا تھا جہان وہ جاتا وہ قاز اُسکے پیچھے جاتا سنا ہو کہ ایک شتر کی بھی یہ حالت تھی پس ایک غیر ضروری امر مین کہ جسکے شریک حیوانات ہون گرفتار ہونا اور عمر شریف کا اُسمین صرف کرنا مقتضاے ہمت نہین ہو لیکن اگر کسیکی استعداد اس ڈھنگ کی آن پڑی ہو کہ بے اختیار نسبت جبی مین گرفتار ہوتا ہو وہ دوسری بات ہو بعد ازان یہ عبارت فرمائی کہ نصیحت ناصحان را در کارخانۂ گرفتاران راہ نیست **ترجمہ** نصیحت گرون کی نصیحت کو گرفتارون کے کارخانہ مین راہ نہین ہو —

رشحہ فرماتے تھے کہ جب ارباب جمعیت کی صحبت مین نشست ہو اور دل حق سبحانہ کے ساتھ جمع ہووے اور آرام پاوے وہان احتیاج ذکر کہنے کی نہین ہو کسواسطے کہ غرض ذکر سے اس نسبت کا حصول ہو ذکر اسواسطے ہو کر جو محبت کہ دل مین مضمر اور پوشیدہ ہو ظاہر ہو —

رشحہ ایک دن حضرت نے یہ ابیات پڑھین بیت تابہا ہو اشارت سکینی + یا بحرف ہا عبارت سکینی + بندۂ حرفے نیاید از تو کار + جہد کن تا از رہت خیزد غبار + ہا بفگن واو را آزاد کن + بندہ شو بی ہا و واوش یاد کن **ترجمہ** ہا و ہوے گر اشارت ہو تری + حرف ہا سے یا عبارت ہو تری + حرف کا تو بندہ ہو بے کار و بار + سعی کر جاوے تری رہ سے غبار + ہا گرادے واو کو آزاد کر + بندہ ہوبے واو و ہا بس یاد کر + بعد ازان فرمایا کہ یہ ابیات اشارت اُس نسبت سے ہو جو صحبت مین حاصل ہوتی ہو جو نتیجہ صحبت کا ہو ہا اور ہو کے توسط سے نہین ہو —

رشحہ فرماتے تھے کہ جب کسی کی صحبت سے نسبت لو اُسکی نگاہداشت کا طریقہ اسکے ساتھ ہو کہ ایسی صورت کرو کہ تمکو اُس شخص سے کراہیت نہو یہی وجہ ہو کہ کہا ہو شیخ کو چاہیے کہ اپنے کو مرید کی نظر مین محبوب کر سکے کسواسطے کہ پیدا کرنے والا اُس محبت کا کہ اس نسبت کے ظہور کا سبب ہوا وہ ہو پھر جس وقت اُس سے کراہیت ہووہی کہ ضد محبت ہو محبت دور ہوگی اور جب محبت گئی تو نسبت نرہیگی —

رشحہ فرمایا کرتے کہ جو شخص اس گروہ کی صحبت مین آوے چاہیے کہ اپنے کو مفلس ظاہر کرے تاکہ اُنکو اسپر رحم آوے

رشحہ فرماتے تھے حاصل طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ہمیشہ کے پیش آمد جناب سبحانہ مین اسطرح کہ

ہوا ہی کہ وجدان طلب پر مقدم ہو اور اس حدیث کو کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی من طلب
شیئا وجد وجد ترجمہ جسنے ایک چیز طلب کی اور کوشش کی تو اُسکو پایا اس طرح سے تفسیر کیا ہی کہ من وجد
شیئا طلبہ ترجمہ جس شخص نے ایک چیز پائی اُسکو طلب کیا اسواسطے کہ جبتک حق سبحانہ کسی دل پر صفت
ارادت کے ساتھ تجلی نکرے اُس دل کو حق سبحانہ کی طلب اور ارادت کی استعداد حاصل نہین ہوتی اور تفسیر
اس تجلی کا یہ ہی کہ وہ جناب حق سبحانہ کی طرف مائل اور منجذب ہوتا ہی پس اول اُس بندہ پر تجلی ارادی
حق سبحانہ کا واجد اور پانیوالا بندہ ہوتا ہی اُسکے بعد طالب اُسکا اور مرید ہوا اور اسکے لیے ایک تمثیل ہی اور
وہ یہ ہی کہ ایک شخص ایک دریچہ کے نیچے سے گذرتا ہوا ناگاہ ایک صاحب جمال نے دریچہ سے اُسپر جلوہ
کیا اور اُسکے دل کو لیگیا اور اُسکے باطن میں میل اور انجذاب اُس صاحب جمال کی طرف پیدا ہوا
پس اس صورت مین وجدان طلب اور ارادت پر مقدم ہوے۔ بعضون نے سوال کیا ہی کہ ہرگاہ وجدان
مقدم ہی تو پھر طلب سے کیا فائدہ ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ طلب حظ کے پورا لینے کے لیے ہی دوسرے یہ کہ
جو وجدان کہ طلب پر مقدم ہی بروجہ اجمال ہی اور فائدہ اُسکی طلب مین یہ ہو کہ وہ اجمال تفصیل پاتا ہی

رشحہ ۲۲ فرماتے تھے کہ مرد کی قیمت اُسکی حرکت مدرکہ کے موافق ہی اور اس گروہ قدس اللہ ارواحہم کے
حقائق کی معرفت ہی—

رشحہ ۲۳ فرماتے تھے کہ کام نہ یہ ہی کہ توجہ اور مراقبہ کرین بلکہ کام وہ ہی کہ سب کاموں کو تابع ایک مقصود کے
کرین اور ادراک فاعل تمام اشیا مین پیدا کرین۔

رشحہ ۲۴ فرماتے تھے کہ عمل کو دو سبب سے رکھنا چاہیے نہ حضور و جمعیت کو کسواسطے کہ حضور اور جمعیت عطیات
ہین اور نادر الوجود ہی اور اختیار مین نہین ہی اور اُسکا جاتا رہنا کسل اور فتور کا موجب ہی بخلاف عمل کے
کہ وہ ایک کسب ہی اور اختیاری ہی اور اُسکا وظیفہ کرنا باعث جمعیت اور حضور کا ہی بالخاصیتہ ایسا اتفاق
ہی کہ حضور اور جمعیت مین فتور راہ پاتا ہی پھر یہ دو بیت پڑھیں ابیات خالقا این سگم در باطن است
راہ جانم سوی تو نا ایمن است ❊ یا بحکم شرع در کارش فگن ❊ یا بکلی در نمکسارش فگن ❊ ترجمہ
خالق میرے جب تک یہ کتا میرے باطن مین ہی میری جان کی راہ تیری طرف خطرناک ہی یا شریعت
کے حکم سے اُسکو کام مین لگا یا بالکل نمکسار مین پھینک دے—

رشحہ ۲۵ ایک روز بعضے حاضرین کی نسبت تنبیہ کے لیے فرماتے تھے کہ جب تمکو میری صحبت مین نسبت
حاصل ہوئی پھر آتے ہو اور اگر کلفت ہو سمجھ چلے جاتے ہو یہ ایک سہج کا لٹکا ہی۔ جو شخص کہ ایک فقیر کے
پاس ذوق اور حال کے لیے آتا ہی یہ ایک محنت عارضی ہی نہ ذاتی بعدہ یہ بیت پڑھی بیت درد

چو شراب شوق امیر بزی + باید چو خمار گرد نگریزی۔

رشحہ ایکدن حضرت معارف دلآویز اور لطائف شوق انگیز فرما رہے تھے اور ایک شخص نے حاضرین سے اپنے کو بالکل اُن باتون مین محو کر دیا تھا اور بڑے شوق و شغف سے گوش ہوش استماع پر رکھے ہوئے تھا حضرت نے فرمایا کہ تم بھی سخن کے سننے کا میل رکھتے ہو اپنے کو اُسکے مضمون کے ساتھ جو سنتے ہو دینا چاہیے سخن ایک ہی کہنے سننے سے کام نہین چلتا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ کلام کے واسطے ایک جمال ہے جس کسی پر حق سبحانہ نے عنایت کی اسپر ظاہر کیا ہے جو ہر کہ حق سبحانہ نے انبیا علیہم الصلوات والسلام کو کلام کے ساتھ بھیجا نہ جذب وتصرف کے ساتھ۔

رشحہ فرماتے تھے زبان آئینہ دل ہے اور دل آئینہ روح اور روح آئینہ حقیقت انسانی اور حقیقت آئینہ حق سبحانہٗ حقائق علمی غیب ذات سے یہ تمام بعید مسافتین قطع کرکے زبان پر آتے ہین اور وہان سے صورت لفظی قبول کرکے اُن لوگون کے کان تک پہونچتے ہین جو استعداد حقائق کی رکھتے ہین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ سخن کا جمال ہے کہ سامع کو سامع سے لے لیتا ہے اور سخن کو جمال نہین دیتا مگر تکلم اولیاء یہ ابیات پڑھین ابیات سہ نشان بود ولی راز نخست آن بینی + کہ چو روی وی بہ بینی دل تو باو گراید + دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند ز معنی + ہمہ راز ہستی خود بحدیث می رباید + سوم آن بود معنی دلی اخص عالم + کہ ز ہیچ عضوا و را حرکات بد نیاید + ترجمہ ولی کے تین نشان ہین اول یہ کہ جب اُسکا مُنہ دیکھے تیرا دل اُسکا مائل ہو دوم یہ کہ جب وہ مجلسون مین معنی سے سخن کہے سب کو حدیث کے ساتھ اپنی ہستی سے لیجائے تیسرے یہ ہے کہ معنی مین ولی خاص ترین عالم وہ ہے کہ اُسکے کسی عضو سے بُری حرکت نہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ بعضے اکابر کی مین نے ملازمت کی اُنھون نے دو چیز عنایت فرمائین ایک یہ کہ جو مین لکھتا ہون جدید ہوتا ہے نہ قدیم دوسرے جو مین کہتا ہون مقبول ہوتا ہے نہ مردود۔

رشحہ دوسری مرتبہ کہ راقم انحروف حضرت کی آستانہ بوسی سے مشرف ہوا ایک قصیدہ حضرت کی تعریف مین لکھا اور اسمین تھوڑے معارف صوفیہ درج تھے کہ بعض ابیات اُسکے یہ ہین ابیات یار برداشت پردہ از رخسار + این تمشون یا اولی الابصار + لمعۂ آفتاب طلعت او + طلعت من مشارق الاظہار + ہمہ اشیا ہلاک این اشراق + ہمہ ذرات محو این انوار + ہمہ را صاف ساخت است این نور + ہمہ را پاک سوخت است این نار + لمعۂ اوست در مکین و مکان + جلوۂ اوست بر یمین و یسار + نیست تکرار در تجلی او + گرچہ باشد برون ز حد شمار + لیکن آن از تجدد امثال + می نماید بصورت تکرار + جملہ ذرات کون آئینہ ہاست + کہ دران جلوہ میکند رخ یار + در ہر آئینۂ بآئینی + می نماید بعاشقان دیدار + گاہ مستور در پس پردہ +

گاہ مشہور برسر بازار + گاہ در پردہ می نوازد ساز + گاہ بے پردہ می در اندزار + پردگی اوست ما ہمہ پردہ +
پردہ گو سازِ اوست ما ہمہ تار + تا شود نقش پردہ شان حائل + از تماشائے نور آن رخسار + ای زپندار
غیر در پردہ + خیز و بردار پردۂ پندار + گر درین پردہ بار میخواہی + روے دل سوے نقشبندان آر +
آن مقیمان بارگاہ الست + وان ندیمان صدر صفۂ یار + ہمہ در بزم شوق شاہ نشان + ہمہ در رزم
عشق شاہ سوار + ہمہ عالی فدان سیان اعلی + شاہ ابرار خواجہ احرار + ترجمہ یار نے پردہ رخسار سے
اُٹھایا- کہان تم جاتے ہو اے اہل نظر- اُسکی مہر صورت کا لمعہ اظہار کے مشرق سے طالع ہوا- تمام عالم
اس روشنی مین فنا - اور تمام ذرہ ان انوار مین محو ہین - سب کو اس نور نے صاف کیا اور اس
آتش نے سب کو تمام جلا دیا کہ مین و مکان مین اُسکا لمعہ ہی اور دائین بائین اُسکا جلوہ ہی - اُسکی تجلی مین تکرار
نہین ہی اگرچہ شمار سے باہر ہون - لیکن تجدد امثال سے وہ تکرار کی صورت معلوم ہوتا ہی - تمام ذرات جہان
آئینہ ہین - کہ اُنمین یار کا رخ جلوہ کرتا ہی - ہر ایک آئینہ مین ایک طرح سے عاشقون کو دیدار دکھلاتا ہی -
کبھی پردہ مین پوشیدہ ہی اور کبھی مشہور برسر بازار ہی کبھی پردہ مین ساز بجاتا ہی - کبھی بے پردہ تار نور دل اُتارتا ہی
وہ پردہ دار ہی ہم سب پردہ ہین پردہ ساز وہ ہی ہم سب تار ہین - تا کہ اُنکے پردہ کا نقش حجاب نور رخسار کا
ہو جاوے اے کہ غیر کے گمان سے پردہ مین ہی اُٹھ اور گمان کا پردہ اُٹھا - اگر اس پردہ مین یار چاہتا ہی تو دل کا
رخ نقشبندون کی طرف لا- وہ بارگاہ الست کے رہنے والے ہین اور صفہ یار کے مصاحب ہین - سب
بزم شوق مین مثل شاہ اور سب رزم عشق کے شہسوار ہین سب عالی اور اُن سب مین اعلی شاہ ابرار
خواجہ احرار ہین - اور برادر طریقت مولانا موسے نے کہ اس آستانہ کے خاص خادم اور اُس دولت خانہ
کے محرم تھے یہ قصیدۂ خلوت مین حضرت کی نظر مبارک سے گذرانا دوسرے دن حضرت نے فقیر کو مخاطب کر کے
کہا کہ میرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہم ہرات مین تھے اور حضرت سید قاسم قدس سرہ کے اشعار مشہور ہو گئے
تھے بعضے جوانان نوعمر نے اُن اشعار کے مثل توحید آمیز اشعار کے ظاہرا حضرت سید کے حقائق اور معارف
باطنی جو پھیل گئے تھے اُن جوانون کے باطنون سے بے اختیار ظاہر ہوئے اگرچہ وہ سخن اُنکے حسب حال نہ تھے
لیکن چونکہ اُنکی استعداد نے اُن حقائق و معارف کی مظہریت کو قبول کیا تھا اسوجہ سے یہ لوگ اپنے تمام
ابنائے جنس سے امتیاز رکھتے تھے-

رشحہ فرماتے تھے ایک پیر سے جو ہرات مین دروازہ ملک کے باہر کلہ پوش سیتا تھا ایک دو سخن آشنا
مین نے سنے اُس سے بوے مذاق اس طائفہ کی آتی تھی پھر اُس سے رعایت ادب مین نے ایسی کی کہ
کسی راہ اور کسی بازار مین اُسکے قدم سے میرا قدم ان دو سخن کی عزت کے سبب آگے نہ بڑھا-

رشحہ ۱۴۴ فرماتے تھے کہ اگر مین سنون اور جانون کہ ملک خطا مین کوئی اس طائفہ کی باتون کو سیدھی راہ سے کہتا ہی مین جاؤن اور اُسکی ملازمت کرون اور منت کش ہون۔

رشحہ ۱۴۵ اول سخن جو پہلے پہل حضرت سے مقام قرشی مین مسموع ہوا ہی یہ تھا کہ فقیر کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ایک بزرگ نے کہا ہی نحو ایک علم ہی کہ اُسکے اصول کو ایک ہفتہ مین کر سکتے ہین مجھے ارمان ہوتا تھا کہ کیا ہوتا کہ درویشی بھی ایک کتاب مین لکھی ہوتی کہ ایک ہفتہ مین سیکھ لیتے اور جو مقصود ہی سہولت سے حاصل ہوتا لیکن ایک درویش نے کہا ہی کہ درویشی آسان کام ہی۔ ایک آئینہ ہی بادشاہ کی طرف اُسکا منھ ہی درویشی یہی ہی کہ آئینہ کا منھ پھیر دے۔

رشحہ ۱۴۶ خلوت خاص مین ایک نفر سے کہتے تھے کہ خلاصہ علوم متداولہ کا تفسیر حدیث اور فقہ ہی اور خلاصہ انکا تصوف اور موضوع اس علم کا بحث وجود ہی اسواسطے کہ کہتے ہین تمام مراتب الٰہی اور کونی مین نہین ہی مگر ایک وجود ظاہر بصور علمیہ عینیہ بحث نہایت مشکل اور باریک ہی عقل اور خیال سے اُسمین غور کرنا موجب گمراہی اور زندقی کا ہی کسواسطے کہ اس عالم مین کتے اور سور وغیرہ حیوانات خبیثہ اور انواع نجاسات اور چرک وغیرہ سے بہت ہین اطلاق وجود اُنپر کرنا نہایت قباحت اور بُرائی ہی اور مستثنی انکا کرنا اور خارج کر دینا موجب شکستگی قاعدہ اور خلاف اصطلاح اس طائفہ کے ہی نہ صاحب ذکا پر واجب ہی کہ نقوش کونیہ سے اپنے مراتب حقیقت کے تصفیہ مین مشغول ہون اور اُس شغل سے دوسرے امر مین توجہ نکرین اُسوقت تک کے تزکیہ اور تصفیہ محل سے پرتو وجود کا لطیفۂ مدرکہ پر چمکے اور یہ بات جیسی کہ ہی ظاہر ہو جاے۔

رشحہ ۱۴۷ دوسری مرتبہ قصبہ کاشان مین کہ وہ ایک گاؤن ولایت قرشی کا بخارا کی طرف ہی صحبت مین خاص فقیر کو مخاطب بناکر یہ ابیات پڑھین ابیات تو مباش اصلا کمال اینست وبس + رو درو گم شو وصال اینست وبس + ای کمان وتیرہا بر ساختہ + صید نزدیک وتو دور انداختہ + نحن اقرب گفت من حبل الورید + تو فگندہ تیر فکرت از بعید + ترجمہ جو تو ہرگز مت رہیو فقط کمال ہی جا اُسمین گم ہو بس یہی وصال ہی ایکہ تیر وکمان بہت سے بناکے شکار نزدیک اہر تو نے دور تیر ڈالا۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہا تو نے اپنی فکر کا تیر دور پھینکا۔ زان بعد التفات کرکے بہت سی باتین کہین کہ بعضی اُنمین سے یہ ہین کہ جب تو آیا ہی تیرے حال پر ہم متوجہ نہین ہوئے مگر چاہیے کہ اسکو تو سمجھ لے کہ بہت چیزین جو نہین درکار ہین تجھسے جاتی ہین اور بہت چیزین کہ درکار تھین اُنکے بجاے قرار پاچکین لیکن تجھے اُنکی خبر نہین ہی اور تمثیلاً فرمایا کہ خربوزہ جب پھول سے نکلا اور مرتبہ پختگی کو چلا ہر آن مین ایک خامی جاتی ہی اور اُسکے بجاے پختگی آتی ہی اور اُسکو خبر اُسکی نہین ہی اور کوئی حس اسکا ادراک نہین کر سکتی اور اگر کاشتکار اُس سے کہے کہ بہت خامی تجھسے جاتی ہی اور

اور بیست پختگی اُسکے بجائے آگئی وہ بالیقین نکریگا لیکن جب مرتبہ پختگی پر پہونچے اور اپنے اندر نظر کرے سر سے پانون تک
پختہ دیکھے اور جانے کہ کاشتکار نے سچ کہا تھا اور ان باتون کے درمیان مین حضرت پر گریہ عظیم غالب ہوا
اور آپ کی چشمہاے مبارک سے آنسو گرتے تھے غالبًا نسبت گریہ اور رقت اُس مخاطب کی تھی کہ انعکاس کے
طریق پر حضرت سے ظاہر ہوئی اور اللہ دانا تر ہے۔

رشحہ پہلی دفعہ کہ مجھے شرف ملازمت حاصل حضرت سے ہوا پوچھا کہ کہان کا ہے مین نے کہا سبزوار مین پیدا
ہوا لیکن ہرات مین نشو و نما پائی آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ایک سُنی سبزوار مین جا گرا اور سایہ دیوار مین
بیٹھا ایک لحظہ بعد سر اُٹھایا تو ایک رافضی کو دیکھا کہ دیوار پر بیٹھا ہے پانون لٹکائے ہوئے اور حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے نام اہانت کے لیے اپنے کف پا پر لکھے سُنی کو غیرت دین آئی ایک چھری نکالی
اور اُسکے کف پا مین اس زور سے ماری کہ دوسری طرف نکل گئی رافضی نے فریاد کی کہ یارو دیکھو کہ خارجی
نے میرے چھری ماری رافضیون نے ہر طرف سے ہجوم کیا اور سُنی کو گھیر لیا کہ ہمارے یار کے چھری کسواسطے ماری دیکھا
کہ اُس ازدحام اور غوغا مین تلف ہوتا ہون تو ایک حیلہ کیا اور کہا مجھے چھوڑ دو کہ مین اپنا حال کہون
مین بھی تمھاری جنس سے ہون مین نے چاہا کہ اس دیوار کے سایہ مین آرام کرون اور راستہ کی تکان اُتارون جب
مین بیٹھا اور اوپر کو نگاہ کی تو دیکھا کہ اس شخص نے اپنے نام کو کہ مین ہرگز نہین دیکھ سکتا لاکر میرے سر پر رکھدیا مجھے
بہت ناخوش معلوم ہوا یہ سبب تھا کہ چھری ماری کہ ان نامون کو میرے سر سے دور کرے رافضیون نے جو یہ بات
سُنی اُسکے ہاتھ چومے اور آفرین کی اور وہ اس حیلہ کے ساتھ اُن لوگون سے نجات پا گیا اُسوقت حضرت
نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم ایسے شہر کے ہو بعد ازان فرمایا کہ مشائخ وقت سے ایک شیخ روافض کی
سرزمین مین پہونچا ایک گروہ آنکے غالی دیرینہ لوگون مین سے قافلہ شیخ کے کنارہ آکر حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا اور ناشایستہ کہا اصحاب شیخ اُسکے درپے ہوئے کہ اُنکو زجر و توبیخ کرین شیخ نے فرمایا کہ اُنکو رنجیدہ نکرو یہ
ہمارے ابوبکر کو گالیان نہین دیتے ابوبکر ہمارے اور ہین اور اُنکے ابوبکر اور ہین یہ لوگ اپنے ابوبکر موہوم کو گالیان دیتے ہین کہ خلافت
بے استحقاق چھین لی اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اُسکے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے نفاق رکھتا تھا
روافض نے کہ یہ بات شیخ سے سنی متنبہ اور متاثر ہو کر طریق باطل سے منحرف ہوئے اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی
بعد ازان پوچھا کہ تیرا باپ کیا کام کرتا ہے اور کیا اُسکا نام ہے مین نے کہا واعظ ہے اور مولانا حسین نام ہے فرمایا
مین نے اُسکی تعریف سُنی ہے کہتے ہین کہ بہت فضائل اور کمالات رکھتا ہے اور اُسکا وعظ مقبول خواص و عام
ہے پھر فرمایا کہ مولانا شہاب الدین سرامی علیہ الرحمۃ کہ استاد شیخ زین الدین خوافی اور مولانا یعقوب چرخی
کے تھے قدس سرہما سمرقند مین آئے اور چاہا کہ مسجد جامع مین وعظ کہین خدمت مولانا محمد عطار سمرقندی کی

بزرگان طبقۂ خواجگان سے ہین اور کمال علم وتقوی اور زہد وورع سے آراستہ اور نسبت قوی اور لطافت تمام انکو تھی
اُس مجلس مین حاضر تھے خدمت مولانا شہاب الدین نے منبر پر چڑھنے کے وقت پایہ کو بوسہ دیا اور منبر پر چڑھ گئے
خدمت مولانا محمد نے جب یہ صورت دیکھی سفے الحال مجلس سے اُٹھے اور باہر آئے مولانا شہاب الدین ختم
سخن کرکے منبر سے اُتر آئے اور اُنکے پیچھے گئے اور پوچھا محمد سے کیا بے ادبی ظاہر ہوئی کہ آپ باہر آئے
اور مجلس مین نہ بیٹھے اُنھون نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ خاطر مشغول رکھتے ہین اور سعی واہتمام کرتے ہین کہ کوئی
بدعت لوگون مین نہ رہے تم یہ بدعت کہان سے لائے کہ منبر پر چڑھنے کے وقت منبر کے پایہ کو بوسہ دیتے ہو
یہ کس کتاب اور سنت مین ہے اور ائمہ سلف سے کس امام نے یہ کیا ہے تم جیسے آدمی دانشمند سے جو یہ امر
واقع ہوا ہوا اس مجلس ہین مصلحت نہین ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مولانا محمد عطا ہمیشہ سنت کے اتباع اور
دفع بدعت مین کمال درجہ مبالغہ اور اصرار کرتے تھے اور اُنکے فرزند مولانا حسن کو خوب ملاحظہ دین وملت مین والد شریف
کے موافق تھا جب راقم الحروف حضرت کی ملازمت سے خراسان مین آیا اور خدمت والد علیہ الرحمۃ کی مجلس وعظ
مین پہونچا دیکھا کہ منبر پر چڑھتے وقت پایہ منبر کو بوسہ دیا جب گھر مین آگئے یہ حکایت مولانا شہاب الدین اور
مولانا محمد عطار سمرقندی کی کہ حضرت سے سُنی تھی والد سے عرض کی وہ رو دئے اور کہا یہ ایک نصیحت ہے کہ
حضرت نے تیری زبانی میرے واسطے بھیجی ہے اور پھر ایسی ملاحظہ اور احتیاط بلیغ لازم کی اور حرکات فضول
اور ہاتھ پاؤن سر منبر مارنے سے باز رہے حضرت کبھی کبھی بتقریب وعظ واعظی والد علیہ الرحمۃ اور مراعات
حسن التفات کے میرے سامنے اُن بڑے واعظون سے کہ دیکھے تھے نقلین فرماتے تھے بعضی اُنمین سے رشحہ
محمد سمرقندی کے ذکر مین آچکین اور بعضی یہ ہین کہ ذکر کی جاتی ہین۔

رشحہ [۴۹] فرماتے تھے کہ دو شخص کا وعظ سمرقند مین مجھے بہت پسند آیا ایک وعظ سید قاسم اور دوسرے وعظ
ابو سعید تاشکندی کا اور فرمایا کہ خدمت سید مرتاض تھے ہمیشہ گرسنگی کا اثر اور خشکی لب خدمت سید سے
ظاہر تھی یہ بہت خوب پختہ وعظ کہتے تھے انکی مجلس کے کنارہ بہت مین کھڑا رہتا آثار ریاضت اور مجاہدہ
کے اُنسے نہایت ظاہر تھے اور انوار طاعت اور عبادت کے اُنکے بشرہ سے روشن معلوم ہوتے تھے فرماتے
تھے کہ ایک بزرگ نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک بڑی جماعت کھڑی ہے اور کہتے ہین کہ حضرت موسے
کلیم اللہ آتے ہین اُس بزرگ نے کہا مین بھی گیا اور کہا مین بھی اُنکو دیکھون جب آگئے سید عاشق
تھے حضرت نے فرمایا سید اسکے لائق تھے کہ اُنکو ایسا دیکھین۔

رشحہ [۵۰] فرماتے تھے کہ پہلی مرتبہ جو ہرات مین زیارتگاہ پر گیا تھا دو تین روز مین رہا وہان سے پلٹ کر
مولانا شمس الدین محمد سنوکری کردی کے گانوں مین پہونچا اور وہ علماے متقی سے تھا اور مرید شیخ

شاہ قزلی سے رحمہا اللہ تعالےٰ اُسکی مسجد مین مغرب کے وقت پانسو آدمی ہونگے دوسرے دن علی الصباح
وعظ فرمایا مجھے وہ جگہ بہت پسند آئی دو شخص تاشکند کے میرے ساتھ تھے مین نے چاہا کہ یہ میرے سبب
وہان ٹھہرین شہر مین آیا دو روز بعد گیا اور ایک ہفتہ رہا اور اُس مسجد مین اکثر اوقات اہل طاعت سے
ایک جماعت رہتی تھی ایک روز مولانا شمس الدین محمد وعظ کہتے تھے اور اُس وعظ مین بہت روتے تھے
مین کان لگائے ہوئے تھا کہ سبب انکے گریہ وزاری کا کیا ہو فرمایا کہ میرزا شاہرخ کو بادشاہ مسلمان کہتے
ہین مین نے سنا ہو کہ دیوان لکھر شاد کو ایک لونڈی کے ساتھ متہم کیا ہو حکم دیا ہو کہ اُسکو سنارہ پر سے گرادین
خالی اس سے نہین ہو کہ شرع کے بموجب ثابت ہوا یا نہین اگر ثابت ہوا درہ مارنے چاہیین یا سنگسار
کرنا اور اگر ثابت نہین ہوا بے جہت ایک مسلمان کو اسطرح سے کیون قتل کرتے ہین بعد ثبوت کے منارہ
سے گرانا مشروع نہین ہو اس سبب سے کہ یہ حکم میرزا شاہرخ کا حسب شریعت صادر ہوا تھا خدمت مولانا
بہت دردمند ہوگئے تھے اور بے اختیار روتے تھے بزرگان دین کا ایسا حال تھا دین وملت کا غم انکو ان
سب غمون سے زیادہ تھا۔

رشحہ ۱۰ فرماتے تھے کہ شیخ ابو عثمان حیری نے اپنے شیخ ابو حفص حداد قدس سرہما سے اجازت چاہی کہ خلق
کو وعظ اور نصیحت کرین شیخ نے فرمایا کہ اس خواہش کا باعث کیا ہو کہا شفقت بر خلق کہا شفقت کس
حد تک کہا اگر عوض تمام عاصیان محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے مجھے دوزخ مین لیجائین راضی ہون کہ
انکو خلاص ہو شیخ نے کہا ایسے شخص کو پہونچتا ہو کہ نصیحت خلق کو کرے پس اجازت دی اور اُسکے منبر کے نیچے
بیٹھے اور اُسنے وعظ کہنا شروع کیا اُس وقت ایک سائل اٹھا اور کپڑا مانگا شیخ ابو عثمان حیری نے فی الحال
جبہ بدن سے اُتارا اور اُسے دیدیا شیخ ابو حفص نے شیخ ابو عثمان کو للکارا کہ اُتر اے جھوٹے شیخ ابو عثمان سخن
تمام کیے بغیر منبر سے اُتر آئے اور شیخ کے پاس گئے اور کہا مجھسے کیا جھوٹ صادر ہوا فرمایا تونے کہا نہین تھا کہ
باعث نصیحت اور موعظت شفقت بر خلق ہی اگر تجھے برادران مومن پر شفقت ہوتی توقف کرنا چاہیے تھا
تاکہ فضیلت احسان اور اُسکے ثواب کی انہین سے ایک کو ہوتی طریق وہ تھا کہ تو صبر کرتا اگر کسی سے احسان
ظاہر نہوتا اور وہ سائل محروم رہتا اُسکے بعد تو اُسپر اقدام کرتا۔

رشحہ ۱۱ ایک روز فقیر راقم این حروف نے اپنی خاطر مین یہ بات ٹھہرائی کہ اگر کسی وقت اوقات سے مین وعظ
کہونگا حضرت کی زبان مبارک پر اُس باب سے سخن گذرے اور اس نیت سے حضرت کی مجلس مین آیا
ایک لحظہ بعد فرمایا کہ ایک شخص سامنے ایک بزرگ دین کے گیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ وعظ کہون اُس
بزرگ نے عجب جواب اُسکو دیا فرمایا کہ معصیت مین نفع نہین ہو یہ جواب صحیح ہو کسواسطے کہ نمایش اندقت

سخن کہنا اور نصیحت کرنا معصیت ہو پس فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ درجہ سخن بس عالی ہو اس سخن کے بعد فرمایا کہ اب نقل کلام ہم اسطرف کرتے ہین کہ سخن کہنے کا وقت کب ہو اور اکابر طریقت کو قدس اللہ اسرارہم وقت وعظ کی بابت سخن بہت ہو بعضون نے فرمایا ہو کہ اُسوقت سخن کہنا روا ہو کہ متکلم اُس درجہ کو پہونچا ہو کہ زبان اُسکی نائب دل ہوئی ہو اور دل اُسکا نائب حق سبحانہ۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جب تنگ نقوش کونیہ کا آئینہ قوت مدرکہ سے چھپایا جاے اُسکے مقابل تجرّدات کے کچھ نہین ہو

رشحہ فرماتے تھے کہ جو شخص عمل کو کامل تکمل سے حاصل کرے مداومت اُسپر سبب حصول کا مقامات عالیہ پر ہوتا ہو

رشحہ فرماتے تھے کہ اخلاق ردیہ کے دور کرنے مین مشغول ہونا مشکل ہو یا کچھ اعمال باطنی سے اپنے اوپر نہین تھا یا منتظر رہے کہ ایکبارگی ایک امر ظاہر ہوا ور مرد کو سب سے خلاص کرے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ ہمارے یاروں کو چاہیے کہ دو امر سے ایک کو اختیار کرین یا یہ کہ ایک چیز درجہ حلال سے قبول کرین اور زراعت مین مشغول ہون اور سب مشغولیون مین اپنے کو نگاہ رکھین جیسا کہ طریقہ فقراے خانوادہ خواجگان کا ہو قدس اللہ ارواحہم یا اپنے تئین گرادین اور ہونے نہونے سے اندلیشہ کرین اور خوب کوشش کرین کہ اپنی خواستگی کو دوسرے کی خواستگی مین گم کرین تاکہ سعادت عظیم سے کہ فنا فی اللہ ہو مشرف ہون پھر یہ بیت پڑھی **بیت** تو در افگن خویش نسیم توز دوست ٭ خواہ ماتم باش وخواہی سوز باش **ترجمہ** تو اپنے کو چھوڑ اور درماندہ کر دوست سے تیرا حصہ خواہ ماتم ہو یا جشن ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ مردان غیب ہر زمانے مین اُس صالح شخص کی صحبت کی ملازمت کرتے ہین جو عمل عزیمت سے کرے اور رخصت سے بچے یہ لوگ ارباب رخصت سے گریز کرتے ہین رخصت پر عمل کرنا کام کمزوروں کا ہو طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا عزیمت ہو۔

رشحہ جسوقت کہ عزیمت اور احتیاط کا امر فرمایا کھانا لقمہ اور طعام مین احتیاط لوازم سے ہو باورچی پاک ہو اور شعور واگاہی سے ایندھن چولھے مین رکھے اور آگ جلائے جس طعام مین کہ اُسپر غضب کیا ہوتا یا پریشان تین حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ اُسمین سے نکھاتے اور کہتے کہ اس طعام مین تاریکی ہو کہ ہمین اُسکا کھانا جائز نہین۔ حضرت جاڑے کے نہایت سرد موسم مین کہ بہت برف گری تھی تل کلانشان گانون مین جو سمرقند سے چھ میل ہو ایک صبح طہارت کو باہر آئے اور باورچیخانہ کے درسے گذرے اُس موقع پر دو غلام دیگچے بڑی بڑی دیگین پانی سے بھر کے آگ جلائی اور بانی اصحاب کے لیے گرم کرتے تھے اور اُس کام مین باہم ہولی روزمرہ کی باتین کر رہے تھے حضرت کھڑے ہوئے اور غلامون کو سامنے بُلا کر خفا ہوئے اور لکڑیٹی مانگی کہ انکو مارین اور اُس عتاب وخطاب مین فرمایا اتنا تم نہین جانتے کہ پانی گرم کرنے اور کھانا پکانے مین ل ہیے

حاضر رہنا چاہیے اور زبان بے معنی باتون سے نگاہ رکھنی چاہیے تاکہ اُس پانی سے وضو کرنا اور اُس طعام سے کھانا دل مین نور حضور و آگاہی پیدا کرے اور پانی جو غفلت سے گرم کرین اور کھانا غفلت سے پکائین اُس پانی سے وضو کرنا اور اُس طعام سے کھانا تاریکی غفلت کی باطن مین پیدا کرتا ہے خدمت مولانا لطف اللہ کہ حضرت کے مقبول مقرب تھے اُن غلامون کے گناہ کی معافی چاہی حضرت نے عفو کیا اور طہارت خانہ مین گئے

رشحہ ۱۹ فرماتے تھے کہ بعضے صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے جو آواز ذکر کو اختیار کیا اُسکا بھید یہ ہے کہ اُن بزرگون کی نظر اصل مقصود پر تھی اور صفاے فطرت سے جانا ہے کہ مقصود اصلی وہ ہے کہ حقیقت انسانی کو قیود بشریت سے رہائی حاصل ہو اور آواز ذکر سننے مین اُنکو یہ بات حاصل ہوئی ہے اسواسطے اختیار کی اور حکمت آئین کہ بعضے ائمہ نے جائز نہین رکھا یہ ہو سکتی ہے کہ ہر گاہ ذکر اہل ہوا و بدعت نے لیا اور سننا اُسکو شعار و ثنار اپنا ٹھہرایا ہے ان بزرگون نے اُنکی شرکت کے ننگ سے اُسکو سننا چھوڑ دیا اور اپنے مقصود سے درگذر کر تحصیل نسبت جمعیت مین دوسرے اسباب سے تمسک کیا ہے —

رشحہ ۲۰ ایک دن مجلس شریف مین حضرت کی ایک شخص نے بتکلف اپنے تئین نسبت بیخودی اور کیفیت استغراق پر رکھا حضرت نے اُسپر متوجہ ہو کر یہ بیت پڑھی کہ بیت کج میا بہ تہمت مستی کہ در طریق ✤ مارا نشانہاست ازان شاہ بے نشان ✤ ترجمہ تہمت مستی اور بہانہ بیہوشی سے ٹیڑھی بانکی طرح مت آ کہ طریق مین اُس بے نشان سے ہمارے پاس نشانیان ہین —

رشحہ ۲۱ فرماتے تھے کہ جب تک مرید کی نسبت نے قوت نہین پکڑی اور اُسمین متمکن اور مستقر نہین ہوئی اُسکے ساتھ نرمی اور غمخواری کرتے ہین اور اُسکی جانب جانتے اور اُس سے مواخذہ نہین کرتے اور جو اُس سے ہوتا ہے افعال اور اخلاق ناملائم سے تو اُسکا تحمل کرتے ہین لیکن جب اُسکی نسبت قوی ہو گئی اور اُسکو اس طریق کا تعین حاصل ہوا اور کام اُس سے پڑا چاہیے کہ ہر دم اُسکا پاسبان رہے تاکہ اُس سے ایسا امر صادر نہو کہ کسی خاطر کی گرانی اور کراہت کا سبب ہو اور اگر کوئی امر اُس سے سرزد ہو مواخذہ کرتے ہین اور تنبیہ کرتے ہین —

رشحہ ۲۲ فرماتے تھے کہ بعض نے کہا ہے کہ شیخ ایسا چاہیے کہ مریدون کو کھا سکے جو شیخ ایسا نہو اُسے شیخی نہین پہنچتی اور مرید کے کھانے کے معنی یہ ہین کہ شیخ ایسا ہو کہ باطن مرید مین تصرف کر سکے اُسکے برے اخلاق کو دفع کرے اور اخلاق حمیدہ اُسکے بجاے قائم کرے اور اُسکو حضور اور آگاہی کے درجہ کو پہنچا سکے —

رشحہ ۲۳ ایک روز حضرت اصحاب سے کہتے تھے کہ تم مین سے ایسا کون ہے کہ اُسمین جبر یار اور زیادہ تصرف نہین کیا ہر بار سے چلے جاتے ہوا و ضائع ہوتے ہو کسی کو کہ ایک دانگ برابر نور پیشگاہ سے کرامت کیا چاہیے کہ اُس نور سے اپنے مصالح بناوے اور اُس نور سے اپنی تاریکی دیکھے اور اپنے تئین بیچ سے اُٹھالے —

رشحہ[۶۴] فرماتے تھے کہ چند روز مین زندہ ہون تم سعی نہین کرتے اور خدا بین نہین ہوتے کب ہوگے اس فرصت کو غنیمت جانو کہ پشیمان ہوگے اور پشیمانی سے فائدہ نہ ملے گا۔

رشحہ[۶۵] جسوقت کہ حضرت نے ایک فقیر کو اشارہ بطریق رابطہ فرمایا یہ بیت پڑھی بیت جای کن در اندرونہا خویش را ✤ دور کن ادراک غیر اندیش را ✤ ترجمہ باطنون مین اپنی جگہ کر اور ادراک غیر اندیش کو دور رکھ پس ازان فرمایا کہ ادراک غیر اندیش کو دور دفع کر کہ لوگون کے باطنون مین تو اپنی جگہ کرے۔ یعنے ہمہ تن متوجہ اُسکے رہ کہ اپنی جگہ دل مردم مین کرے کہ عبارت مشائخ طریقت سے ہی جیسا کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا ہی کہ ہردم نگہبانی کرنی چاہیے کہ ایسی چیز واقع نہو کہ خاطر پیر کا سبب کراہت ہو تا کہ اس جگہ پہونچے کہ اُسکی سب مراد پیر کی مراد ہوجاے اور پیر کی مراد اُسکی مراد ہوا ور اس نگہداشت کے سبب اُس سعادت کو پہونچے کہ اس سے بالاتر متصور نہو اور وہ فنا فی اللہ ہی۔

رشحہ[۶۶] ایک فقیر مجالس صحبت مین حضرت کے روے مبارک کو بہت دیکھا کرتا ایک دن اُسے مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے چہرہ مبارک کو بہت دیکھا کرتا کہا کہ زیادہ ہمارے منھ کیطرف نظر مت کر تا کہ دل کو تو برباد نکرے پھر حضرت نے یہ مصرع پڑھا مصرع دیوانہ شود ہر کہ ببیند رخ ما ✤ ترجمہ جو شخص ہمارا مُنھ دیکھے دیوانہ ہوجاے۔ بعد ازان فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ پیر کے دو ابرو کے درمیان ہو اور اپنے تمام اوقات اور احوال مین پیر کو مطلع اور حاضر اپنے پاس سمجھے تا پیر کی عظمت اور ابہت اُسمین تصرف کرے اور جو کچھ مناسب اُسکے حضور کے نہین ہی باطن مرید سے باقی رہے اور اس معنی کی یہ انتہا ہی کہ پیر اور مرید کے درمیان سے پردہ اُٹھ جاے اور تمام مرادات اور مقاصد پیر کے بلکہ اُسکے احوال اور مواجید دید کے معائنہ اور مشاہدہ مین آوین مصرع این کار دولت است کنون تا کرا رسد ✤ ترجمہ یہ دولت کا کام ہی اب دیکھیے کسکے نصیب ہو

رشحہ[۶۷] فرماتے تھے کہ خواطر ردی اور تقاضا ہاے طبعی کی گرفتاری سے چھوٹنے کی سبیل ایک تین چیزون سے ہوسکتی ہی اول ایک عمل اعمال خیر سے اپنے اوپر لازم کرے اُس قسم کا کہ اس گروہ نے مقرر کیا ہی اور طریق ریاضت اختیار کی۔ دوم یہ کہ طاقت اور قوت اپنی درمیان سے اُٹھالے اور جانے کہ وہ منجملہ اُنکے نہین ہی کہ اپنے تیئن آپ سے خلاص اس بلا سے دے اور بسبیل نیاز و افتتاح دوام تفرع اور انکسار سے جناب حق سبحانہ مین رجوع کرے چاہیے کہ حق سبحانہ اُسکو خلاص اس بلا سے کرے تیسرے یہ کہ پیر کے باطن اور ہمت سے خواہان مدد اور معاونت کا ہو اور اُسکو اپنی توجہ کا قبلہ بنا دے اس تقریر کے بعد حاضرین سے پوچھا کہ ان تین طریق سے کونسا اچھا ہی آپ ہی فرمایا کہ سب سے بہتر یہ ہی کہ ہمیشہ پیر سے استمداد اور اُسکی طرف توجہ بہتر ہی کسواسطے کہ طالب نے اپنے تیئن توجہ بحق سبحانہ سے عاجز

جاننا چاہیے کہ وسیلہ اس توجہ اور وصول بحق سبحانہ کا کیا ہی یہ بات قریب نتیجہ کے حصول کی ہو اور طالب کا جو مقصود ہو اس سے جلد برآمد ہوگا کہ ہمت پیر سے استمداد کیا کرے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جو شخص اس گروہ سے کسی کے پاس بیٹھے اُسے کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی حقیقت سے خبردار ہو بعد ازان یہ تین بیت مثنوی سے پڑھے ابیات من بہر جمعیتے نالان شدم + جفت خوش حالان و بد حالان شدم + ہر کسے از ظن خود شد یار من + از درون من نجست اسرار من + سر من از نالۂ من دور نیست + لیک چشم و گوش را این نور نیست + ترجمہ مین ہر ایک مجلس مین نالان اور گریان ہوا خوشحالون کے ساتھ بھی رہا اور بد حالون کے ساتھ بھی رہا۔ ہر کوئی اپنے گمان مین میرا یار ہوا کسی نے میری درون تلاش نہ کی۔ میرا بھید میرے نالہ سے دور نہین ہو لیکن آنکھ اور کان کو یہ نور نہین ہو کہ میرے بھید کو میرے نالہ سے دیکھے اور سنے۔

رشحہ ایک دن اہل صحبت کی تعلیم مین فرماتے تھے کہ زیادہ بھوکھ اور زیادہ بیداری دماغ کو خراب کر دیتی ہی اور حقائق و دقائق کے دریافت سے باز رکھتی ہو اسی سبب سے بعضے اہل ریاضت سے غلطیان وقوع مین آئی ہین کسی کو بہت بیداری نقصان نہین کرتی کہ اُس بیداری مین سرور اور فرحت ہوتا ہی وہ سرور اور فرح نیند کا کام دیتا ہو اور دماغ کو پیوست سے نگاہ رکھتا ہی پس فرمایا کہ خواجہ علاء الدین غجدوانی علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ طوالیس مین آئے ہم اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ غجدوان مین تھے ہمکو بلایا ہم آئے جب رات قریب آئی شیخ محمد درزی طوالیسی کو کہ آپ کے خدام مخلص سے تھے بلایا اور کہا یارون کو لیجاؤ اور خدمت کرو ہم شیخ محمد کے گھر گئے نماز مغرب کے بعد حضرت خواجہ آئے اور صفہ کے کنارہ پر بیٹھے اور پائے مبارک لٹکائے اور شیخ محمد کو بلایا اور پوچھا کہ یارون کے لیے کیا پکاؤگے شیخ محمد نے کہا ایک مرغ اور کرنج دل مین ہو فرمایا کہ مرغ لاؤ مین دیکھون کہ فربہ ہو یا لاغر شیخ محمد مرغون کو لائے اور حضرت خواجہ نے ایک ایک کو اپنے دست مبارک مین لیا اور ملاحظہ کیا فرمایا کہ اچھے ہین بعد ازان اصحاب سے کہا کہ کھانا کھاؤ اور رات کو سوؤ اور جب صبح ہو ہمارے پاس آؤ پھر اُٹھے اور گئے اور ہم شب کو وہان رہے اور کھانے کھائے اور سوئے اور صبح باتفاق یاران آپ کی خدمت مین گئے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ ذکر ایک بسولے کی مثال ہو کہ اُس سے خطرون کے کانٹے راہ سے دور کرتے ہین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ کام وہ ہو کہ ذکر مین استغراق ہو اس طرح پر کہ اُسکو نہ بہشت کا ذوق رہے اور نہ دوزخ کا خوف۔ خواب اور بیداری اُسے یکسان ہو شیطان کی کیا طاقت کہ اس بزرگوار کے پاس پھٹکے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اگر سکوت صحبت مین اسلیے ہو کہ آگاہی بحق سبحانہ کی حفاظت ہو اور اُسکا ملاحظہ نحوۂ کماحقہ

وہ صحبت بہشت کی ہو آیہ کریمہ لاَ یسمعون فیہا لغوا مین اشارہ ایسی صحبت کا ہو جن لوگون کا دل محبوب حقیقی کا گرفتار ہوگیا ہو سب حال مین انکا دل اُس بارگاہ کے ساتھ مقام کلام اور مناجات مین ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ محققین کے نزدیک یہ ہو کہ حق سبحانہ کسیطرح ادراک وفہم مین نہین آتا اور اُسکے ادراک کی راہ بند ہو اور عقل کامل وہ ہو کہ کسیطرح اُسکے ادراک کی طلب سے باز نہ رہے پس اس تقدیر پر سکون اور آرام عقل کا مقتضا نہین ہو بیت دوست دارد دوست این آشفتگی + کوشش بیہودہ بہ از خفتگی + ترجمہ دوست رکھے: دوست یہ آشفتگی + سعی بیہودہ بھلی نہ خفتگی +

رشحہ فرماتے تھے کہ ارواح انسانی جوار قدس مین ہمیشہ مشاہدہ کرتی تھین جب اس عالم مین انکو لائے اور ناسوتی پنجرہ مین قید کیا تو ابدان کے تعلق کی وجہ سے ابدان کی ضروریات کے اندر مشغول ہوئین جیسے مکان رہنے کا اور کپڑے پہننے کے اور کھانا وغیرہ اور بعضون کو باوجود اس شغل کے میل اور بیقراری اپنی قرارگاہ اصلی مین پہونچنے کی غالب آئی اور مزے ذائقہ بھی اور لذات طبعی کے مانع اُنکی توجہ بمقر اصلی کے نہین ہوئے کہ معلوم ہوا کہ وجود انسانی سے مقصود حصول اس اضطراب کا نہین ہو اگرچہ لوگ مقصود کو نوع دیگر بیان کرتے ہین۔

رشحہ فرماتے تھے عبادت اس سے عبارت ہو کہ اوامر پر عمل کرین اور نواہی سے پرہیز کرین اور عبودیت اس سے عبارت ہو کہ جناب حق سبحانہ کی جانب ہمیشہ توجہ اور اقبال ہو فرمایا کہ بعضی کتابون مین تفاوت عبادت اور عبودیت مین کہا ہو کہ عبادت ادائے وظائف بندگی بموجب شریعت کے ہو اور عبودیت حضور و آگاہی دل بر صفت تعظیم ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ انسان کی پیدائش سے مقصود عبادت ہو اور عبادت کا خلاصہ آگاہی بجناب حق سبحانہ صفت تضرع اور خضوع کے ساتھ سب احوال مین ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ شریعت ہو اور طریقت ہو اور حقیقت ہو شریعت احکام کا اجرا ظاہر پر ہو اور طریقت عمداً اور بتکلف جمعیت باطن مین ہو اور حقیقت اس جمعیت کے اندر رسوخ ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ معراج دو قسم ہو معراج صوری اور معراج معنوی اور معراج معنوی بھی دو قسم ہو اول صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ مین چلے جانا دوم ماسواسے حق سبحانہ کی طرف جانا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ سیر دو قسم ہو سیر مستطیل اور سیر مستدیر سیر مستطیل بُعد در بعد ہو اور سیر مستدیر قرب در قرب سیر مستطیل مقصود کو اپنے دائرہ کے باہر سے طلب کرنا ہو اور سیر مستدیر اپنے دل کے آس پاس پھرنا اور اپنے سے مقصود کی جستجو کرنا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ علم دو ہین علم وراثت اور علم لدنی علم وراثت وہ ہو کہ مسبوق بعمل ہو جیسے کہ حضرت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم ترجمہ جسنے عمل اُسکے ساتھ کیا جو جانا اُسکو اللہ علم اُس چیز کا دیتا ہو جسکو اُسنے نہین جانا اور علم لدنی وہ ہو کہ مسبوق بعمل نہو بلکہ بے سابقہ عمل کے محض عنایت بے علت سے ایک علم خاص سے بندہ کو منجانب خود مشرف کرے جیسا کہ حق سبحانہ نے فرمایا وعلمناہ من لدنا علما ترجمہ اور سکھلایا ہمنے اُسکو اپنے پاس سے علم۔ اجر بھی دو ہین اجر ممنون اور اجر غیر ممنون اجر ممنون وہ ہو کہ مقابل کسی عمل کے نہو بلکہ محض عطا ہو اور اجر غیر ممنون وہ ہو کہ کسی عمل کے مقابل ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ عالم اور عارف مین فرق ہو مثلاً کوئی شخص مسائل نحو کا علم رکھے کہ وہ قواعد کلیہ سے عبارت ہو کہ فاعل مرفوع ہو اور مفعول منصوب اُسکو علم نحو کا عالم کہتے ہین نہ عارف اور علم نحو کا عارف اُسوقت کہتے ہین کہ ہر ایک مسئلہ کو اُن مسائل سے بلاتکلف وتوقف اپنی جگہہ عمل مین لاوے اسیطرح علم توحید کا عالم اُس شخص کو کہتے ہین کہ اُسکی توحید علم کی روسے ہو یعنے وحدت افعال وصفات اور ذات کا اعتقاد کیا ہو اور اپنے دل مین قرار دیا ہو کہ لا فاعل فی الوجود الا اللہ ترجمہ وجود مین فاعل کوئی نہین ہو مگر اللہ ایسے شخص کو علم توحید کا عالم کہتے ہین اور اگر ایسے وقت مین کہ ہر ایک فعل اور وصف اپنے اور غیر کے مظہر مین ظہور کرے بلاتامل اور تکلف اور توقف کے جانتا ہو کہ فاعل حق ہو سبحانہ وتعالیٰ اُسکو عارف کہتے ہین اور اگر اس بات کو تعقل کے ساتھ جانے یعنے بقوت ایمان اُسکو تعرّف کہتے ہین۔

رشحہ ایک دن مثال دینے کے طور پر فرماتے تھے کہ سب پرندون نے اتفاق کیا کہ سیمرغ تک پہونچین ہر ایک پرند راستہ مین ایک عذر کے سبب رہگیا مگر جس کسیکو سیمرغ سے خبر تھی وہ سیمرغ تک پہونچ گیا۔

رشحہ فرماتے تھے کہ لوگون نے خیال کیا ہو کہ شاید کمال انا الحق کہنے مین ہو کمال اسمین ہو کہ انا کو دور کرین اور اُسکی ہرگز یاد نکرین۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اصل کام بے پیوندی ہو پھر فرمایا کہ میرے نزدیک کوئی شعر اس رباعی سے بہتر نہین ہو کہ پہلوان محمود پوریار علیہ الرحمہ نے کہی ہو رباعی جانان بقمار خانہ رندی چند ند + با مردم کم عیار کم پیوندند + رندی چند ند کس نداند چند ند + بر نسیہ ونقد ہر دو عالم خندند + ترجمہ ای یار جوئے خانہ مین چند رند ہین کھوٹے آدمیون سے وہ کم ملتے ہین کتنے ہی رند ہین کوئی نہین جانتا کتنے ہین دو عالم کے نقد اور اُدھار پر وہ ہنستے اور قہقہہ لگاتے ہین۔ بعد ازان فرمایا کہ اگر کوئی لا الہ الا اللہ کی حقیقت کو جانے اس سخن سے تاڑ جائیگا کہ درحقیقت پہلوان محمود کسی قید کا گرفتار نہین تھا اور ذاتی تجلی سے مشرف تھا۔

رشحہ ایک دن بعضے اصحاب اور خدام کو مخاطب کرکے باتین فرماتے تھے اس اثنا مین کہا کہ حاصل یہ کہ کوشش کرلی چاہیے تاکہ دل کو حق سبحانہ سے توجہ دائمی ہو زان بعد ہوسکتا ہو کہ اُسکو آگاہ کرین اس بات سے کہ توجہ

اُسکی طرف سے اُسکی ذات کے ساتھ ہو اور اُس متوجہ کو درمیان مین کسی طرح کا دخل نہین ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ فناے مطلق کے یہ معنی نہین ہین کہ صاحب فنا کو اپنے اوصاف اور افعال کا شعور نہو بلکہ اُسکے یہ معنی ہین کہ اپنے اوصاف اور اپنے افعال کی نسبت کو اپنے سے بطریق ذوق نفی کرے اور فاعل حقیقی جل ذکرہ کے لیے ثابت کرے یہ جو صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے کہا ہو نفی با اثبات جنگ ندارد ترجمہ نفی کو اثبات سے لڑائی نہین ہو اسی معنی سے ہو اور فرمایا مثلاً یہ جامہ جو مین پہنے ہوئے ہون مانگے کا ہو اور مجھے اسکا علم نہین کہ مانگے کا ہو اور اس سبب سے کہ مین اُسے اپنی ملک جانتا ہون اُس سے تعلق رکھتا ہون دفعۃً مجھے اسکا علم ہوا کہ جامہ عاریتی ہو فی الحال تعلق میرا اُس سے قطع ہو گیا حالانکہ اُس جامہ کو میرا پہننا بالفعل موجود ہو سب صفات کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے کہ سب عاریتی ہین تاکہ دل ماسوے اللہ سے منقطع اور پاک صاف ہو جاے۔

رشحہ فرماتے تھے وصل ہمارے نزدیک یہ ہو کہ دل کو جناب حق سبحانہ تعالے سے آگاہی حاصل ذوق کی راہ سے ہو اور اُسکے غیر سے غفلت اور ذہول ہو جب یہ نسبت متصل ہو دوام وصل سے مشرف ہوا ہو جو لکین سے ہمارا مقصد ہو وہ یہ ہو۔

رشحہ فرماتے تھے وصل حقیقت مین وہ ہو کہ حق سبحانہ تعالی کے ساتھ دل السبیل ذوق جمع موجب یہ معنی دائمی ہو جاے اُسکو دوام وصل کہتے ہین نہایت یہ ہو اور یہ جو حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالی سرہ نے فرمایا ہو کہ ہم نہایت کو بدایت مین درج کرتے ہین مراد یہی ہو اور یہ جو فرمایا ہو ہم واسطۂ وصول سے زیادہ نہین ہین ہمسے منقطع ہونا اور مقصود سے ملنا چاہیے یہی وصل ہو۔ اور فرمایا ہو کہ اگر اس نسبت کو تمھارے نزدیک قدر ہوتی چاہیے تھا کہ پھر دن کو اپنے سر پر اُٹھاتے اور فرمایا کہ ہرگاہ تم میری صحبت مین واصل ہوئے مجھے اُس سے کیا اور حق سبحانہ کو اُس سے کیا اور فرمایا کہ اکثر ایسا ہو کہ ہم خلق کے غم مین ہین اور خلق ہمارے سبب خوشی مین ہو اگرچہ یہ شرک ہو کہ کوئی اپنے تئین ایسا بڑا بنائے کہ اگر وہ خراب ہو تو عالم خراب ہو لیکن ہم کیا کرین کل یوم ہو فی شان ترجمہ ہر ایک دن وہ ایک شان مین ہو اسکے مضمون نے ہمکو ہمارے بغیر ایسا کلام کیا ہو۔

رشحہ فرماتے تھے کہ اگر ذکر اس طرح ملکہ ہو جائے کہ دل ہمیشہ حاضر ہو اور ذاکر اس حضور مین لذت پاتا وہ ابرار سے ہو اور اُسکو حاضر مع اللہ کہنا چاہیے لیکن واصل مع اللہ نہین کہ سکتے واصل وہ ہو کہ نسبت حضور کی اُس سے دور ہو اور اپنی ذات سے حق سبحانہ کو حاضر جانے۔

رشحہ فرماتے تھے کہ جو نہایت کہ اُسکو اولیا ہو پہنچتے ہین وہ ہو کہ مشاہدہ اُنسے غائب نہو یا آنکہ مشاہدہ اُنسے غائب ہو اسوجہ سے کہ اُنکو شاہد حقیقی مین غایت درجہ استغراق ہو۔

رشحہ ۹۱ فرماتے تھے کہ تجلی کشت ہو اور اس معنی کا ظہور دو طرح ہو سکتا ہو ایک کشف عیانی اور دہ جمال مقصود کا مشاہدہ چشم سر کے ساتھ وار الجزا مین ہو دوم یہ کہ بوجہ کثرت احضار کے غلبہ محبت کے ساتھ جو کچھ غائب ہی مثل محسوس کے ہو کسواسطے کہ خواص محبت سے ہو کہ غائب کو مثل محسوس کردے یہ نہایت اقدام اہل کمال کا دنیا مین ہو ۔

رشحہ ۹۲ فرماتے تھے کہ آیا اس کام کی نہایت حضور اور مشاہدہ ہو یا فنا او نیستی جو کچھ اکابر کے کلام سے سمجھا جاتا ہو یہ ہو کہ نہایت حضور اور مشاہدہ ہو لیکن فے الحقیقت نہایت فنا او نیستی معلوم ہوتی ہو کسواسطے کہ گرفتار حضور و مشاہدہ کا بھی گرفتار غیر کا ہو ۔

رشحہ ۹۳ فرماتے تھے کہ شہود کے دو معنی ہین ایک شہود ذات مقدس جو ظہور سے معرا لباس مظاہر مین ہو اور دوسرا شہود وہ ہو کہ اُس ذات مقدس کو پردۂ مظاہر سے مشاہدہ کرے بے وصف ہمگی بلکہ یکی او ریگانگی کے ساتھ اور اس شہود کو صوفیہ قدس اللہ ارواحہم شہود احدیت در کثرت نام رکھتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد اس شہود مین تھے ۔

رشحہ ۹۴ فرماتے تھے مجھے اُس سے تعجب ہو جسنے کہا ہو ست دیکھ کہ کسنے کہا ہو اور دیکھ کہ کیا کہتا ہو اور کہنا ایسا چاہیے تھا کہ ست دیکھ کہ کیا کہتا ہو اور دیکھ کہ کون کہتا ہو یعنے کہنے والا پردۂ مظاہر سے حق سبحانہ ہو ۔

رشحہ ۹۵ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ نے عنایت فرماکے چند چیزین صفات سے بندہ کیطرف نسبت کین اور اُسکو اُسکے ساتھ منسوب کیا اور وعدہ وعید کو اُسپر متفرع کیا اور بندہ کا کمال اُسکے سوا دوسرے مین نہین ہو کہ بہت کوشش کرکے ہمگی اپنے تئین طریق مستقیم کے سلوک مین صرف کرکے آپ کو اُس جگہ پہونچائے کہ یہ جانے کہ جو کچھ اُسکو حق سبحانہ نے اُسکے ساتھ منسوب کیا ہو اُسکا نہین ہو درویشی یہی ہو لیکن لوگون نے اُسکو دراز کر دیا ہو ۔

رشحہ ۹۶ ایک دن ایک بزرگ سنے مجلس مین حضرت سے پوچھا کہ اکابر صوفیہ قدس اللہ ارواحہم نے کہا ہو کہ کوئی وجود غیر وجود حق او ہستی مطلق کا موجود نہین ہو اور پردۂ مظاہر سے بنا بر تحقیق ایک ظاہر ہو اہل اسلام اہل کفر کی نزاع اور مخالفت کیا ہو حضرت نے جواب اُس عزیز کا اُن دو بیت سے مثنوی کی دیا ابیات چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد + موسیے با موسیٔ در جنگ شد + چون بہ بیرنگی رسے کان داشتے + موسے و فرعون دارند آشتی +

رشحہ ۹۷ فرماتے تھے کہ سر قدر کے جاننے والے مستریح ہین اور آرام کرتے ہین یعنے جب اُنھون نے یہ بات جان لی کہ سب معدوم اور نیست نابود ہین اور ان سب کی صورتون مین ظاہر وہ ہو آسودہ ہوگئے جیسے پانی کہ نہرون مین جاری ہو جب اُسنے جانا کہ سمندر کے پھیلنے سے ہو اُسکو ایک لذت اور فرحت اپنی اصل یعنی سمندر سے ملنے کا حاصل ہوا اور آرام مین پڑا بیت چون بدانستی کہ ظل کیستی + فارغی گر مُردی و گر زیستی + ترجمہ

جب تونے جان لیا کہ تو کس کا سایہ ہی فارغ اور بخت ہی خواہ جیا اور خواہ مرگیا پوشیدہ نرہے کہ سوا ان کلمات قدسیہ اور کلام نفیسہ کے جو مذکور ہوئے حقائق اور معارف بلند اور دقائق ولطائف ارجمند حضرت سے استماع ہوئے ہین اور بوجہ قصور قوت حافظہ اور ظہور امور مانع کے عبارت مین نہ آسکے لیکن بعضے ابیات اور اشعار کہ معارف اور لطائف کے درمیان آپ کی زبان مبارک پر گذرتے تھے اور لوح دل پر مرتسم اور آئینہ خاطر پر نقش ہوتے تھے یہ ہین ۔

رشحہ ۸ جسوقت کہ حضرت خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمہ کو علو ہمت کا امر کرتے تھے اس مصرع کو بڑی ہیبت کے ساتھ پڑھا مصرع چون پلنگان سوی بالا خیز کن + ترجمہ چیتے کی مثال اوپر کی جست کر ۔

رشحہ ۹ جسوقت کہ ترک ہستی اور خود پرستی کا حکم دیتے تھے پڑھا مصرع یک قدم برفرق خود نہ وان دگر در کوی دوست + ترجمہ ایک قدم اپنے سر پر رکھ دوسرا دوست کی گلی مین ۔

رشحہ ۱۰ جب کہ بیان شریعت کا کرتے اور ذکر جہر سے منع فرماتے پڑھا مصرع نعرہ کمتر زن کہ نزدیک است یار ترجمہ نعرہ مت لگا کہ یار پاس ہی ۔

رشحہ ۱۱ جب تفاوت قابلیات کا بیان کیا تو پڑھا مصرع بقدر روزنہ افتد بخانہ نور قمر + ترجمہ روزن کے موافق چاندنی گھر مین آتی ہی ۔

رشحہ ۱۲ اس معنی کے بیان مین کہ عشق اور محبت مین ظہور معارف وحقائق کا موجب ہی یہ بیت پڑھی بیت گر عشق نبودی وغم عشق نبودی + چندین سخن نغز کہ گفتی کہ شنودی ترجمہ جو عشق نہوتا نہ عشق کا غم ہوتا اتنی نادر باتین کون کہتا اور کون سنتا ۔

رشحہ ۱۳ اس معنی کے بیان مین کہ دوام آگاہی ماوفات اور مانوسات کے چھوڑنے سے وابستہ ہی فرماتے تھے کہ شیخ خاوند طہور کے ایک رسالہ مین ہی بیت ما را خواہی ہمین حدیث ماکن + خو با ماکن زغیر ما خو دا کن + ترجمہ ہمین تو چاہتا ہی تو ہماری باتین کر ۔ ہمارا عادی ہو دوسرے کے ساتھ مت خو کر ۔

رشحہ ۱۴ جب کہ طریق توجہ بصورت خاص کے ساتھ اشارت کرتے تھے یہ بیت پڑھی بیت آن دارد آن نگار کہ آنست ہرچہ ہست + آنرا طلب کنید حریفان کہ آن کجاست + ترجمہ معشوق وہ رکھتا ہی کہ وہ ہی جو کچھ ہی اُسکی تلاش اور طلب کرو یارو کہ وہ کہاں ہی ۔

رشحہ ۱۵ اس معنی کے بیان مین کہ بُعد ظاہری اہل رابطہ کو مانع قرب معنوی کا نہین ہی آپ پڑھتے تھے بیت گمان مبر کہ برفتیم و مہرت از دل رفت + بخاک پای عزیزت کہ ہمچنان باقی ست ۔ ترجمہ مت خیال کر کہ ہم گئے اور ہمسے تیری محبت جاتی رہی ۔ پاے عزیز کی خاک کی قسم کہ ویسی ہی محبت باقی ہی ۔

رشحہ استغناے ذاتی حق اور ادراک اسکے سے عجز خلق کے بیان مین پڑھتے تھے بیت ولاں عشق رغبت جانبازاں دید زد نعرہ و فریاد کہ صد جان بجوے + ترجمہ اسکے ولاں عشق سنے جانباز عاشقون کی رغبت دیکھی تو نعرہ چلا چلا کر لگانے لگا کہ سو جان کے عوض ایک جو -

رشحہ اس معنی کے بیان مین کہ اہل ظاہر حقیقت عشق سے بیخبر ہین پڑھتے تھے بیت عشق را بوحنیفہ درس نگفت + شافعی را در و روایت نیست + ترجمہ امام ابوحنیفہ نے عشق کا وعظ نہین کہا شافعی کی اسمین روایت نہین ہو -

رشحہ طالبون کے ضعف ارادت کے بیان مین پڑھتے تھے بیت مگو ارباب دل رفتند و شہر عشق شد خالی + جہان پر شمس تبریز است کو مردی چو مولانا + ترجمہ نہ کہو کہ اہل دل جاتے رہے اور عشق کا شہر سنسان ہو گیا - جہان شمس تبریز سے مالا مال ہو مگر مولانا روم کی مثال مرد کہان ہو -

رشحہ اس معنی کے بیان مین کہ بہت لوگون کو اس گروہ کی طرف التفات کرنے کے سبب ذوق حاصل ہوا اور تھوڑے ترک ادب مین وہ ذوق نرہا پڑھتے تھے بیت بردہ بودی و داوت آمدہ بود + چون توجہ باختی کسے چہ کند + ترجمہ تو بازی لیگیا تھا اور داؤن تیرے آئے تھے جب تو نے چیند کی تو پھر کوئی کیا کرتے

رشحہ صحبت کی رغبت اور عزلت سے روکنے کے اندر پڑھتے تھے بیت شکر تنہا مخور با گل برآمیز + کہ در ترکیب باشد نفع بسیار + ترجمہ شکر خالی مت پھانک پھول مین اسے ملا - کہ ترکیب مین بہت فائدہ ہو -

رشحہ اس معنی کے بیان مین کہ صفات بشری اور تقاضاے طبعی اہل کمال اور صاحب نفوس قدسیہ کو شہود مقصود سے مانع اور مزاحم نہین ہوتے ہین یہ قطعہ پڑھا قطعہ موسیٰ اندر درخت آتش دید + سبز تر میشد آن درخت از نار + شہوت و حرص مرد صاحب دل + اینچنین دان و اینچنین انکار + ترجمہ موسے نے درخت مین آگ دیکھی کہ وہ درخت آگ سے زیادہ سبز ہوتا تھا - شہوت اور حرص صاحب دل کی ایسی جان اور ایسی پہچان -

رشحہ قید بشریت سے شکایت کے بیان مین فرماتے تھے کہ شیخ ابوبکر قفال شاشی علیہ الرحمہ کے مزار کے دروازے مین نے لکھا دیکھا قطعہ دانی چہ حکمت است کہ فرزند از پدر + منت ندارد ارچہ دہد روز و شب عطا + یعنے در جہان کہ محل حوادث ہست + در محنت وجود تو آوردہ مرا + ترجمہ تو جانتا ہو کیا حکمت اسمین ہو کہ فرزند باپ کا احسان نہین ہوتا اگرچہ رات دن عطا دیتا ہو - یعنے اس جہان مین کہ حادثون کا گھر ہو وجود کی محنت مین تو ہی مجھے لایا ہو -

رشحہ جسوقت کہ طریقہ رابطہ کا بیان کرتے تھے مثنوی کی یہ تین پڑھین ابیات آن یکے را روی او شد سوی دوست + وان یکی را روی او خود روی اوست + روی ہر یک می نگر میدار پاس + بو کہ گردی تو ز خدمت رو شناس + در میان جان ایشان خانہ گیر + در فلک خانہ کند مہ بنیز ترجمہ ایک کا منھ دوست کیطرف ہوا

دوسرے کا منھ خود اُسکا منھ ہی ہر ایک کا منھ دیکھ اور لحاظ رکھ تاکہ خدمت سے تو روشناس ہو جائے۔ انکی جانب نگہ کر آسمان مین چودھوین رات کا چاند نگہ کرتا ہی۔

رشحہ ۱۱۳ اس معنی کے بیان مین کہ حکم غالب کے لیے ہی پڑھتے تھے مثنوی ای برادر تو ہمین اندیشۂ ۔ ما بقی تو استخوان رایشۂ ۔ گر گل ست اندیشۂ تو گلشنی ۔ ور بود خاری تو ہیمہ گلخنی ۔ ترجمہ بھائی جان تو فقط اندیشہ ہی اور باقی تو ہڈی اور ریشہ ہی۔ تیرا اندیشہ اگر پھول ہی تو پھلواری ہی اور جو تو کانٹا ہی تو بھاڑ کا ایندھن ہی۔

رشحہ ۱۱۵ نکتہ حدت نظر اور نکتہ فراست کے آگاہ کرنے مین پڑھتے تھے بیت آدمی دیدہ است باقی پوست است ۔ دیدہ آن باشد کہ دید دوست است ۔ ترجمہ آدمی دیدہ ہی یعنے مغز اور باقی پوست ہی دیدہ وہ ہی کہ دیدۂ دوست ہی۔

رشحہ ۱۱۶ جسوقت کہ بیان معیت فرماتے تھے پڑھتے تھے ابیات ہمچو نابینا برسر سوی دست ۔ با تو در زیر گلیم است انچہ ہست ۔ یار تو خرجین تست وکیسہ ات ۔ ار تو رامینی مجو جز ویسہ ات ۔ ویسہ ورامین تو ہم ذات تست ۔ وین برونہا ہمہ آفات تست ۔ ترجمہ اندھے کیطرح ہاتھ کیطرف سر مت لیجا تیرے ساتھ کمبل اندر ہی جو کچھ کہ ہی۔ یار تو خرجی تیری ہی اور تھیلی تیری ہی اور اگر تو عاشق مثل رامین ہی تو سوا معشوق مثل ویسہ کے تلاش مت کر۔ تیرا ویسہ اور رامین تیری ذات ہی اور یہ بیرونی چیزین سب تیری آفات ہین۔

رشحہ ۱۱۷ سر معیت اور ذکر جہر کے منع کرنے کے بیان مین پڑھتے تھے بیت کار نادان کوتہ اندیش است ۔ یاد کردن کسیکہ در پیش است ۔ ترجمہ کوتہ اندیش نادان کا کام ہی یاد کرنا اُس شخص کو جو سامنے ہی۔

رشحہ ۱۱۸ شوق اور اضطراب کے حصول کی بابت آپ پڑھتے تھے بیت آب کم جو تشنگی آور بدست ۔ تا بجوشد آبت از بالا و پست ۔ ترجمہ پانی کی تلاش مت کر پیاس کو حاصل کر تاکہ پانی تیرے اوپر اور نیچے سے جوش کرے۔ اور اسی معنی مین پڑھتے تھے ابیات تشنہ بخفتند گر اندکے ۔ تشنہ کجا خواب گران از کجا ترجمہ پیاسے نہین سوئے مگر کسیقدر۔ کہان پیاسا اور کہان خواب گران۔ چونکہ بخفتید بخواب آب دید ۔ یا لب جو یا کہ سبو یا سقا۔ جب کہ سو گئے خواب مین پانی دیکھا یا ندی کا کنارہ یا کہ گھڑا یا سقہ۔

رشحہ ۱۱۹ اس گروہ کے غلبات شوق ومحبت کے بیان مین پڑھتے تھے بیت از عطش گر در قدح آبی خورند ۔ در درون آب حق را بنگرند ۔ ترجمہ پیاس سے پیالہ مین جو پانی پیین ۔ آب مین حق کو وہ دیکھین او جیین ۔

رشحہ ۱۲۰ اس معنی کے بیان کرنے کے بعد کہ ایک حقیقت ہی مظاہر کے لباس مین ظاہر ہو ئی ہی ابیات مثنوی کی پڑھین ابیات گر گشایم بحث این را من بساز ۔ تا سوال و تا جواب آید دراز ۔ ذوق نکتہ عشق از من میرود ۔ نقش خدمت نقش دیگر میشود ۔ بس کنم خود زیرکان را این بس است ۔ بانگ دو کردم اگر در دہ کس ہست ترجمہ اسکی بحث کو اگر مین سامان کے ساتھ کرون تو سوال اور جواب کو طول ہو۔

ذوق نکتۂ عشق کا مجھسے پاتا ہی نقش خدمت دوسرا نقش ہوتا ہی۔ بس کرتا ہون ترکی آدمیون کے لیے یہ بہت ہی دوہانک مین نے لگائین اگر کانون مین آدمی ہی۔
مقصد سوم بعض تصرفات اور امور عجیبہ کے ذکر مین کہ خرق عادات کے طور پر حضرت سے ظاہر ہوئے ہین اور ثقہ اور عادل لوگون کی نقل سے صحت کو پہونچے ہین۔ اسمین تین فصل ہین **فصل اول** اُن تصرفات کے ذکر مین کہ حضرت قوت غالب کے تسلط سے نسبت سلاطین وحکام وغیرہم کے اہل زمان سے ہیئتیں لگئے ہین۔ **فصل دوم** اُن خوارق عادات کے بیان مین کہ بعض بزرگ اور اہل زمان نے سوا اولاد اور کامل اصحاب حضرت کے نقل کیے **فصل سوم** اُن کرامات اور مقامات کے بیان مین کہ اولاد اور اصحاب کمل نے حضرت سے مشاہدہ کیے اور نقل فرمائی اور ہر نقل کے لانے مین تھوڑا حال نقل کرنے والے کا بھی بسبیل اجمال مذکور ہوگا۔
فصل اول اُن تصرفات کے ذکر مین کہ حضرت نے قوت قاہرہ کے زور سے سلاطین وحکام وغیرہم کی نسبت اہل زمان سے کیے ہین۔
رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ ہمت اس سے عبارت ہو کہ خاطر کو جمع ایک امر خاص پر اسطرح کرے کہ اسکے خلاف خاطر مین نہ گذرے اور ایسی ہمت سے مراد غاص نہیں ہی اصحاب کو چاہیے کہ کبھی کبھی ہمت کا امتحان کرین اور معلوم فرمائین کہ آگہی سا سبت حضرات اسمائیہ مین کس درجہ تک پہونچی ہی اور اُنکی ہمت کو کیونکر تاثیر ہی فرماتے تھے کہ عنفوان شباب مین کہ ہم خدمت مولانا سعدالدین کاشغری کے ساتھ ہرات مین تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ سیر کیا کرتے کبھی کشتی لڑنے والون کے دنگل مین پہونچتے اپنی قوت اور توجہ کو آزمایا کرتے اور دو کشتی والون سے ایک پر ہمت مصروف کرتے کہ وہ غالب ہوتا تھا پھر خاطر دوسرے پر مصروف کرتے وہ دوسرا غالب آتا اسیطرح کئی بار اتفاق ہوتا تھا اور مقصود وہ تھا کہ معلوم ہو جاے کہ تاثیر ہمت کس مرتبہ کو پہونچی ہی اور اسپر اعتماد ہو۔ خدمت خواجہ کلان صاحبزادہ مولانا سعدالدین کاشغری قدس سرہ نے حضرت سے نقل کی کہ فرمایا حضرت مولانا سعدالدین والد تمھارے کے ساتھ ہم بہت سیر کیا کرتے اور دنگلون کے گرد پھرا کرتے جب بازار ملک اور خلقت کی بھیڑ مین ہم جاتے تو ہاتھ کی اُنگلیان ایک دوسرے کے ہاتھ کی اُنگلیون مین ڈالکر جاتے اور اپنے درمیان سے کسیکو نکلنے نہ دیتے ایک روز کشتی لڑنے والون کے دنگل مین ہم پہونچے دو شخص کشتی لڑ رہے تھے ایک نہایت جسیم اور گران ڈیل اور دوسرا دبلا پتلا ضعیف الجثہ تھا اور وہ جسیم اُس نحیف پر زیادتی کرتا تھا ہمین اُسپر ترس آیا ہمنے خدمت مولانا سعدالدین سے کہا کہ ہمت کرو اور توجہ خاطر کرو کہ یہ ضعیف اُس قوی پر غالب آئے تم مشغول ہو ہم بھی مددگار ہونگے اُس کمزور کے حال پر نظر

مشغول ہوئی ایک لحظہ بعد ایک کیفیت عظیم اُس ضعیف الحال مین پیدا ہوئی ہاتھ بڑھایا اور اُس گران دیل
مرد کو زمین کے اوپر سے پھرتی کے ساتھ اُٹھا لیگیا اور سر پر لایا اور میدان کی خاک پر ٹپکدیا ایک شور
خلقت سے بلند ہوا اور لوگ اُس صورت سے حیران اور تعجب مین رہے اور کسی نے اُس بھید پر
اطلاع نپائی اُسوقت مولانا سعد الدین آنکھین بند کیے ہوئے تھے مین نے اُنکی آستین کھینچی اور کہا تو بھی
تو نظر اُٹھاؤ کہ کام ہوگیا پھر ہم چلدیے —

رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ بزرگون نے کہا ہی جس طرح کہ معارضہ با قران ممکن نہین ہی ہمت کے ساتھ
بھی معارضہ ممکن نہین ہی ہمت عارف خلاق ہی مراد اس سے تخلقت نہین ہی جو شخص ایسی ہمت سے
مقابلہ کرے البتہ مغلوب ہوگا یہان تک کہ کہا ہی اگر کوئی ہمیشہ اپنی خاطر کو ایک امر پر رکھے اور ہمت
اسپر مصروف کرے قطعا میسر آوے ایمان اور عمل صالح کی اُسمین شرط نہین ہی جس طرح قلوب
صافی کو تاثیر ہو نفوس شریرہ کو بھی تاثیر ہی مولانا ناصر الدین اترار ی نے کہ مولانا زادہ اترار ی کے بھائی ہین
اور انکا ذکر تیسری فصل مین اس مقصد کی انتہا نقل کیا ہی کہ حضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ شریعت
انکے سبب قوت پائیگی آپکی خاطر مین آیا کہ یہ مطلب بامدد بادشاہون کے حاصل نہوگا اسواسطے سمرقند
تشریف لائے تاکہ سلطان وقت سے ملاقات کرین اور اُسوقت مین میرزا عبد اللہ میرزا ابراہیم ابن میرزا
شاہرخ کا ولایت سمرقند کا حاکم تھا اور مین اُس سفر مین حضرت کے ساتھ تھا جب سمرقند مین پہنچے میرزا عبد اللہ کا
ایک امیر حضرت کی ملازمت مین آیا اُس سے کہا کہ اس ولایت مین آنے سے ہماری غرض ملاقات تمہارے میرزا
کی ہی اگر تم اس مطلب کے باعث ہو تو خیر کثیر کی بات ہی اُس امیر نے بے ادبانہ کہا کہ میرزا ہمارا جوان بے پروا ہی
اُسکی ملاقات مشکل ہی اور درویشون کو اس قسم کی خواہشون سے کیا کام ہی حضرت نے تیز ہوکر فرمایا کہ ہمکو
سلاطین کے اختلاط اور ملنے جلنے کا امر کیا ہی ہم اپنے آپ نہین آئے ہین اگر میرزا تمہارا پروا نکرے دوسرے کو
یہان لاوینگے کہ جو پروا کرے جب وہ امیر باہر گیا حضرت نے اُسکا نام سیاہی سے اُس مکان کی دیوار پر
لکھا اور تھوک سے اُسکو مٹا دیا فرمایا ہی کہ ہماری مہم اس بادشاہ اور اُسکے امیرون سے پوری نہین ہوئی
اور اُسی روز تاشکند روانہ ہوئے ایک ہفتہ بعد وہ امیر گیا ایک مہینے بعد سلطان ابو سعید میرزا نے ترکستان
کے نواح سے دور و دراز سے خروج کیا اور میرزا عبد اللہ کے اوپر چڑھائی کی اور اُسکو قتل کروالا —

قصہ میرزا سلطان ابو سعید کے غالب آنے کا حضرت کی التفات سے میرزا عبد اللہ کے اوپر

بعض اصحاب جلیل القدر نے حضرت سے نقل کی کہ ہم ابتدا حال مین حضرت کے ساتھ فرکت مین تھے
ایک دن دوات قلم منگایا اور لوگون کے نام ایک کاغذ پر لکھے اور اس درمیان مین لکھا سلطان

ابوسعید اور اُس نام کو دستار مبارک کے سرے مین رکھ لیا اور اُس زمانہ مین سلطان ابوسعید میرزا کا نام نشان کچھ
نہ تھا بعضے محرم لوگون نے گستاخی کرکے پوچھا کہ اتنے نام آپ نے لکھے اور اِس نام کی آپ نے تعظیم کی اور
سر دستار مین رکھ لیا یہ کس کا نام ہے فرمایا کہ اُس شخص کا نام ہے کہ ہم تم اور اہل تاشکند و سمرقند و خراسان کے
سب اُسکی رعیت ہونگے چند روز بعد سلطان ابوسعید میرزا کا آوازہ ترکستان کی طرف سے آیا اور اُسنے خواب
دیکھا تھا کہ حضرت نے خواجہ احمد یسوی قدس سرہ کی اشارت سے اُسکے لیے فاتحہ پڑھی ہے اور اُسنے خواب
مین خواجہ احمد سے حضرت کا نام پوچھا اور یاد کر لیا اور اُنکی صورت خاطر مین نگاہ رکھی جب وہ جاگا اپنے
ملازمون سے پوچھا کہ کوئی بزرگ اس نام و نشان کے اس ولایت مین جانتے اور پہچانتے ہو بعضے لوگ کہ تحقیق
واقف تھے کہنے لگے ہان ایسے بزرگ جو آپ فرماتے ہین ولایت تاشکند مین رہتے ہین میرزا نے فی الحال
سوار ہوکر تاشکند کی طرف کوچ کیا جب حضرت نے سنا کہ وہ آتا ہے فرکت کی طرف گئے وہ جب تاشکند
مین آیا حضرت کو نہ پایا تفحص کی تو لوگون نے کہا کہ وہ فرکت گئے ہین وہان سے فرکت کا ارادہ کیا جب قریب
پہونچا حضرت نے اُسکا استقبال کیا جون ہی اُسکی نظر حضرت پر پڑی بیقرار ہوکر کہا واللہ کہ یہی ہین وہ
بزرگ جو خواب مین دیکھے تھے پس آپ کے پاؤن مین گرا اور بہت کچھ نیاز مندی کی اور حضرت نے
تھوڑی دیر ساتھ صحبت کی اور اپنی طرف اُسکی خاطر کو کھینچا اور میرزا نے اُس صحبت کے آخر مین فاتحہ کے لیے
التماس کی فرمایا کہ فاتحہ ایک ہی دفعہ ہوتی ہے بعد ازان لشکر اُسکے پاس آن پہونچا اور اُسکا ارادہ سمرقند کے
لینے کا ہوا اور حضرت سے التماس کیا کہ مین چاہتا ہون کہ سمرقند جاؤن اور آپ کے التفات خاطر اپنے ساتھ چاہتا
ہون حضرت نے فرمایا کہ کس نیت سے جاتے ہو اگر نیت یہ ہے کہ شرع کی تقویت اور رعیت پر شفقت رکھو
تو جانا مبارک ہے اور فتح تمہاری جانب ہے اُسنے قبول کیا کہ تقویت شریعت مین دل و جان سے کوشش
اور رعیت پر شفقت کرنے مین سعی بلیغ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ اب پناہ مین شریعت کی جاؤ کہ
مراد حاصل ہے بعضے اصحاب نے نقل کی ہے کہ حضرت نے سلطان ابوسعید مرزا سے کہا کہ جب دشمن کے مقابل
ہو جب تک تمہارے پیچھے سے کوے جوق جوق نہ آوین دشمن پر حملہ نکرنا جب انکا لشکر میرزا عبداللہ کے
لشکر کے مقابل کھڑا ہوا میرزا عبداللہ کے لشکر نے گھوڑے اُٹھائے اور دھاوا کیا اور میرزا ابوسعید میرزا کے
لشکر میمنہ کو ہٹا دیا اور چاہا کہ میسرہ پر حملہ کرین کہ ایکا ایک ہی دفعہ ایک غول کوون کا میرزا ابوسعید سلطان کے
لشکر کے عقب سے پیدا ہوا اُنھون نے جو وہ نشان دیکھا اُنکے دل کو قوت ہوئی اور ایکبارگی میرزا عبداللہ کے
لشکر پر حملہ آور ہوئے اور پہلے ہی حملہ مین میرزا عبداللہ کا لشکر مغلوب ہوگیا اور میرزا عبداللہ کا گھوڑا کیچڑ
مین پھنس گیا اُسیوقت گرفتار کر لیا اور سر اُتارا حسن بہادر نے جو اہل یمن کے ارکین سے ہے اور وہ برقبیلہ کا

ترکستان کا نقل کی ہکہ جب میرزا سلطان ابو سعید تاشکند سے لشکر کو سمرقند لیگیا مین ہمراہ تھا دریاے بوبو نغور کے کنارہ پر میرزا عبد اللہ سے مقابل ہوئے اور صفین آراستہ کین مین سلطان ابو سعید کے قریب تھا اور ہمارا کل لشکر تخمینا سات ہنزار ہوگا اور میرزا عبد اللہ کا لشکر نہایت مسلح اور مکمل تھا اس اثنا مین ہمارے لشکر سے تھوڑے میرزا عبد اللہ کے پاس آ گئے میرزا سلطان ابو سعید بہت بیقرار ہوئے اور خوف اُنپر غالب ہوا اس موقع پر میرزا نے تعجب کی راہ سے کہا ہے حسن تو کیا دیکھتا ہے مین نے کہا سلطان میرے حضرت خواجہ کو مین دیکھتا ہون کہ ہمارے آگے آگے جاتے ہین میرزا نے کہا واللہ کہ مین بھی حضرت شیخ کو دیکھتا ہون مین نے کہا میرزا اب دل مضبوط رکھو کہ ہمنے دشمن پر فتح پائی اس اثنا مین میری زبان پر گذرا کہ الاغی قاجتی یعنے دشمن بھاگا اور ہمارے تمام لشکر نے ایکبار یہ عبارت کہی اور ہمنے دھاوا کیا اور آدھ گھنٹہ مین لشکر میرزا عبد اللہ کا شکست کھا گیا اور وہ ہاتھ لگا اور قتل ہوا اور اُسی روز سمرقند کی فتح نصیب ہوئی حضرت نے فرمایا کہ جس وقت کہ میرزا عبد اللہ قتل ہوا مین تاشکند مین متوجہ تھا دیکھا مین نے کہ ایک قوم سفید پوش ہوا کے اندر سے زمین پر گری اور اُسکو پکڑا اور قتل کیا مین نے جانا کہ وہ میرزا عبد اللہ ہے کہ اُسی دم اُسکا کام تمام کیا ہے بعد ازان میرزا ابو سعید سلطان التماس کر کے حضرت کو تاشکند سے بلا کر سمرقند مین لایا۔

قصہ میرزا بابر کے محاصرہ سمرقند کے لیے آنے اور اُسکے مایوس پھر جانے کا

میرزا بابر بن میرزا بایسنغر بن میرزا شاہرخ ایک لاکھ مرد جرار جنگ آور لیکر خراسان سے سمرقند کیطرف متوجہ ہوا میرزا سلطان ابو سعید حضرت کے پاس آیا اور کہا ہمکو اُسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہے کیا تدبیر کرین حضرت نے اُسکی تسلی کی جب میرزا بابر دریاے آمویہ سے اُتر آیا ایک گروہ میرزا سلطان ابو سعید کے امرا نے اتفاق کر کے مشورہ کیا کہ میرزا کو ترکستان لیجائین اور وہان قلعہ بند ہون اونٹون کو لاد چکے تھے کہ حضرت کو اطلاع ہوئی اور شتربانان کو دھمکایا اور فرمایا کہ اونٹون کا سامان اُتار ڈالو اور میرزا کے پاس آئے اور کہا کہ کہان جاتے ہو جانے کی حاجت نہین ہے کام یہین ہو جائیگا اور مین نے تمہاری مہم اپنے ذمہ لی ہے اندیشہ نکرو اور خاطر جمع رکھو بابر کی شکست میرے اُوپر ہے اور امرا نے اضطراب کیا ہے اس درجہ کہ بعضون نے انمین سے پگڑیان زمین پر دے مارین کہ حضرت خواجہ نے ہم سبکو قتل مین کر ڈالا چونکہ میرزا کو اعتقاد صادق تھا کسی کی بات کو نہ سنا اور توقف کیا اور امراء بابری کا یہ قول تھا کہ میرزا سلطان ابو سعید کو ہمارے مقابلہ کی طاقت نہین ہے نطعا ولایت کو چھوڑ دیگا اور باہر نکل جائیگا۔ میرزا سلطان ابو سعید نے آغاز قلعداری اور اُسکے مشورہ کا کیا ہے جب میرزا بابر قلعہ سمرقند کے گرد پہونچا اُسکے

لشکر کا مقدمت الجیش خلیل ہندوج تھا عیدگاہ سمرقند کے دروازہ پر کھڑا ہوا شہر سے تھوڑے آدمی باہر آئے اور انہون نے خلیل گرفتار ہوا اور اُس سے زیادہ پیر اغ یعنے مشورہ دینے والا میرزا بابر کے لشکر مین کم تھا میرزا بابر جہانے قلعہ سمرقند مین اُترا اُسکے آدمی ہر طرف جو رسد کے لیے جاتے اہل سمرقند اُنکو پکڑ کے ناک کان کاٹ ڈالتے میرزا بابر کے لشکر سے بہت لوگون نے ناک کان برباد کر دیے میرزا بابر کا لشکر نہایت تنگ ہوا اور چند روز بعد بڑی وبا اُنکے گھوڑون مین پڑی گھوڑے بہت ضائع ہوئے چنانچہ مرداروں کی بدبو سے لشکر اُسکا عاجز ہو گیا آخر الامر میرزا بابر نے مولانا محمد معائی کو حضرت کے سامنے بھیجکر صلح چاہی مولانا محمد حضرت کی خدمت مین آیا ہر ایک جگہ کی باتین کین اُسکے بیچ مین کہا کہ میرزا ہمارا نہایت ورع بادشاہ غیور ہے اور عالی ہمت جس طرف وہ جُھک جاتا ہے بغیر لیے نہین رہتا حضرت نے اُسکے جواب مین کہا کہ اگر اُسکے دادا امیر زا شاہرخ کے حقوق نہوتے کہ اُسکے زمانہ مین نقیر ہرات مین تھا اور اُسکے زمانہ کی برکت سے فراغتین اور جمعیتین پائی ہین تو معلوم ہوتا کہ میرزا بابر کہان تک پہونچتا آخر کو صلح کے مقام مین آئے میرزا استدعا کی کہ حضرت بابر آوین اور ہماری صلح کرادین جب میرزا سلطان ابوسعید سے آپ نے کہا تو اسپر راضی نہوکر اس سے استبعاد کیا خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمہ کہ حضرت کے اصحاب کبار سے تھے مصالحہ کے لیے باہر آئے حضرت فرماتے تھے کہ بعد ازان میرزا سلطان ابوسعید سے پوچھا گیا کہ کسواسطے ہمین تمنے اجازت ندی کہ میرزا بابر کی صلح کیواسطے باہر نکلین اور اُسکے پاس جاوین میرزا نے فرمایا کہ بابر ایک جوان بڑا کریز خوشامدی اور پھسلانے والا ہے مین ڈرا کہ آپ کو اچانک اُسکے ساتھ میل نہو جاے کہ ہمارا تمام کام برباد ہو اسواسطے کہ جسقدر ہمارے امور دین و آخرت کے ہین اُنکی عنایت اور التفات پر موقوف ہین حضرت فرماتے تھے کہ ایسا تھا کہ جب میرزا بابر ایک جماعت ملاحدہ مثل شیخ زادہ پیر قیام وغیرہ کے ساتھ شہر سمرقند کے دروازہ پر آئے تو سمرقند کے بعضے لوگون سے کہا تھا کہ ہم تمھارے لڑکون اور لڑکیون کے لیے آئے ہین اسواسطے مجکو شہر سمرقند کے باشندون پر رحم آیا کہ اُنکے درمیان بزرگ اور صالح لوگ بہت تھے اس جہت سے دو تین دن خاطر اُس گروہ کے دفع کرنے مین مشغول کرنی چاہیے تھی فرماتے تھے کہ دشمنان دین کے دفع اور موانع کے رفع مین خاطر کو مصروف کرنا عیب نہین ہوتا سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے باوجودیکہ دریاے توحید مین ڈوبے ہوئے تھے ہمت کو اسمین مصروف کیا ہے۔ فرماتے تھے کہ میرزا بابر کو تصوف دانی کا دعوی تھا اور اُسکی مجلس مین مقدمات تصوف بہت ذکر کیے جاتے تھے شیخ زادہ پیر قیام کہ متصوف تھا میرزا کی ملازمت مین رہا کرتا اور میرزا بابر کو اس گروہ علیہ سے بہت عقیدہ تھا سمرقند کے حصار قدیم کی نسبت پر کروٹ لیے بلند آواز سے کہا کرتا تھا کہ عارف کو ہمت نہین عارف کو ہمت نہین اگرچہ ہمتے

سمرقند نہین لیا اگرچہ اسقدر معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ عارف نہ تھے ہمکو ہمت سے خراب کیا۔
رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ میرزا بابر نے اس سخن کے معنی نہین جانے اسواسطے کہ عارف ایسی عنایت سے مشرف ہوا ہی کہ وہ اور جملہ اوصاف اُسکے عدم آباد مین گئے کہ اُس سے نہ نام باقی رہا ہی نہ نشان جو کچھ اُس سے صادر ہوتا ہی اُسکے ساتھ منسوب نہین ہی آیت کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور آیۂ کریمہ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم اس معنی سے خبر دینے والے ہین اور اگر یہ ایسا ہوتا نسبت بانبیا مشکل ہوتی کہ ایک عالم کو غلبہ قوت قاہرہ سے برہم کر دیا مثل نوح اور ہود علیہما السلام کہ اپنی قوم کو پانی اور ہوا سے ہلاک کیا۔
رشحہ فرماتے تھے کہ جو کچھ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ عارف کو ہمت نہین ہی اُسکے معنی یہ ہین کہ ممکن نظر بحقیقت و ذات خود کچھ نہین رکھتا اُسے جو کچھ اوصاف کمال حاصل ہین جیسے علم اور قدرت اور قوت اور ارادت بھی عاریت حق سبحانہ سے ہی پس عارف اپنی حد نہ جانکر مقام فقر حقیقی مین کہ نیستی محض ہی رہتا ہی جیسا کہ اُسکی ذات کا مقتضا ہی اور اوصاف عاریتی کے ساتھ ظاہر نہین ہوتا لیکن ایک گروہ جو ہواجس نفسانی اور وساوس شیطانی سے بوجہ کمال عنایت از ہمت الٰہی کے خلاص لیے ہوئے ہین چاہیے کہ اپنے باطن کو ارادت و مشیت الٰہی کے تابع کرین یعنے جس صورت مین کہ یہ لوگ الہام کیے جائین چاہیے کہ ہمت کے غلبہ سے ظالمون کے رفع و دفع کرنے اور مسلمانون کو اشرار سے خلاص کرنے مین صرف ہمت کرین اور خاطر بالکل دفع اعدا پر تعیین کرین۔

قصہ میرزا سلطان محمود کے آنے کا سمرقند کے محاصرہ کے لیے اور اُسکا مغلوب و مقہور ہوکر پھر جانا

جب کہ حضرت کو خبر پہونچی کہ میرزا سلطان محمود اپنے بھائی سلطان احمد مرزا کی لڑائی اور قصد محاصرہ سمرقند کے لیے متوجہ ہوا ہی یہ رقعہ سلطان محمود کو لکھا۔ **رقعہ**
رشحہ بعد از رفع نیاز اس فقیر کی عرضداشت اپنے حضرت مخدوم زادہ کے ملازمان کو یہ ہی کہ سمرقند کو بلدہ محفوظہ لکھا ہی اور لکھا سمرقند کا قصد آپ کی طرف سے مناسب نہین معلوم ہوتا حق سبحانہ نے یہ نہین فرمایا اور شریعت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی واقع نہین ہی اپنے بھائی کے منہ پھیرنا قطعی ملازمان حضرت کے لیے مناسب نہین ہی اس فقیر نے نہایت ہواخواہی آپ کی خدمت مین اور وظیفہ خدمتگاری پیش کرکے بہت درخواست کی قبول نہ ہوئی لوگون کے سخن پر اس ولایت کا قصد کرنا اور اس فقیر کی عرضداشت کا قبول نہ کرنا تعجب ہی حال آنکہ مین تمھاری خدمت کرتا ہون اور لوگ ہوا و ہوس اپنی پکاتے ہین سمرقند مین مردم عزیز بہت ہین صلحا بہت ہین فقرا و مساکین بہت ہین ان لوگون کو آگے اس سے تنگ کرنا

مناسب نہین ہی مبادا کسیکا دل دردکرے پھر دل دردمند وشکستہ کیا کرے صلی رموسنین کہ تنگدل ہون ڈرنا چاہیے
اس فقیر کی التماس کو کہ خدمت بے غرض ہی خالصاً توجہ اللہ قبول کرو ایک دوسرے کی مدد سے وہ کام کرو کہ
حق سبحانہ اُس سے راضی ہو یکدل ویکجہت ہو کر کام جو حالت نقص مین ہین پورے کردے حق سبحانہ کے ایسے
بندے ہین کہ حق سبحانہ کمال عنایت سے کہ انکے ساتھ ہی اُنکے قصہ اور لڑائی کو اپنے ساتھ قصہ ومحاربہ اور جفا
کہا ہی چنانچہ حدیث مین یہ بات مقرر ہوئی ہی بیت بہ پیش جسم چو خاکسترم مباگستاخ + کہ ہست در تگ او
آتشی و دریائی + ترجمہ میرے جسم خاکسترگون کے سامنے بے ادبانہ مت آ کہ اُسکی تہ مین آگ ہی اور دریا ہی حضرت
نے فرمایا کہ میر مزید ارغون کہ سلطان ابو سعید کے بڑے امراسے تھا اور بعد شکست لشکر عراق کے میرزا سلطان محمود کے
پاس آیا اُسکو مین نے پیغام بھیجا کہ لڑائی اور مخالفت سے باز آؤ ابتک تمنے نہین جانا ہی کہ ایک لاکھ آدمی خواجہ
عبد الخالق کے ایک جولاہہ سے معارضہ نکر سکا تم مغلوب ہو جاؤگے خانوادہ ہمارے خواجگان کے متفرق ہین جو اُنکی
خاطر شریف چاہتی ہی وہ ہوتا ہی وہ کسیکے تابع نہین ہوتے سلطان محمود اور اُسکے امرا باوجود اُس رقعہ اور پیغام
پہونچنے کے متوقف نہو کر محاصرہ سمرقند کو متوجہ ہوئے ایک عزیز حضرت کے خدام آستانہ سے کہ شمشیر سپاہگری
کرتا تھا اور اُس محاصرہ اور محاربہ مین موجود تھا اُسنے نقل کی کہ جب میرزا سلطان محمود ولایت حصار سے
میرزا سلطان احمد کی لڑائی کے لیے متوجہ سمرقند ہوا لشکر بشیار اور سامان کثیر کے ساتھ آیا اور علاوہ لشکر
چغتائی کے چار ہزار ترکمان اُسکے ہمراہ تھے میرزا سلطان احمد کو طاقت اُسکے مقابلہ کی نتھی چاہا کہ گریز کرے
حضرت کے سامنے نہایت اضطراب کے ساتھ آیا کہ اجازت چاہی حضرت شہر کے مدرسہ مین تھے فرمایا اگر تم
بھاگتے ہو تو سب اہل سمرقند قید ہو جائینگے ٹھہرو اور دل مضبوط رکھو کہ مین تمھارے کام کا ضامن ہون اگر
دشمن مغلوب نہو تم مجھسے مواخذہ کرنا پس میرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے ایک حجرے مین جو ایک درجہ بھاگنے کے
اور آپ اُس حجرہ کی چوکھٹ پر بیٹھے فرمایا کہ ایک سانڈنی تیز رو کسی ہوئی اور چند روز کا توشہ اُسپر رکھا ہوا
لاؤ اور اُس حجرہ کے سامنے روبرو میرزا سلطان احمد کے بٹھلاؤ اور فرمایا کہ اگر میرزا سلطان محمود سمرقند کو
فتح کرلے اور اُس دروازہ سے کہ لڑائی کر رہا ہی آدے تم اس سانڈنی پر بیٹھکر اپنے مخصوص لوگون کے ساتھ
دوسرے دروازہ سے نکلکر بھاگ جانا اس تدبیر سے میرزا کو تسکین دی اور خدمت مولانا سید حسین اور
مولانا قاسم اور میر عبد الاول اور مولانا جعفر کو جو حضرت کے اصحاب اعظم سے تھے اور ذکر انکا تیسری
فصل مین آئیگا بلایا اور فرمایا کہ جلد جاؤ اور اُس دروازہ کی چھت پر چڑھو جہان میرزا سلطان محمود ہی
اور جب تک لشکر اُسکا فضیحت نہو اور بھاگ نہ جاے تم میرے پاس نہ آؤ اگر بالفرض وہ لشکر شکست
نہو پھر ہرگز میرے یہان تمھاری راہ نہین ہی وہ چارون عزیز حضرت کے حکم سے متوجہ ہو کر اُس دروازہ کی

چھت پر چڑھے اور بیٹھے اور مراقبہ مین مشغول ہوے خدمت مولانا قاسم نے فرمایا ہو کہ جیسے ہم اُس بچے اوپر بیٹھے پھر اپنے تئین بھنے نہ دیکھا دیکھا کہ ہم نہین ہین سب حضرت ہین اور اُس معرکہ مین ایسا مشاہدہ ہوا کہ تمام عالم حضرت کے وجود مبارک سے مملو ہو وہ عزیز جو اس حکایت کا ناقل ہو کہتا تھا کہ ہم ایک جماعت سپاہیون کی پل روان کے اوپر لشکر سلطان محمود میرزا کے ساتھ محاربہ اور مقاتلہ مین مشغول تھے اور غلبہ انکی جانب تھا اور مین دمبدم اُن عزیزون کی خبر لیتا رہتا تھا جو دروازہ کی چھت پر بیٹھے مراقبہ کر رہے تھے مین دیکھتا تھا کہ سر آگے کو جھکائے ہوئے ہین اور منتظر بیٹھے ہین یہ لڑائی وقت چاشت تک ہوتی رہی اور قریب تھا کہ مخالف غالب آوے اور شہر والون کے ہاتھ پانون پھول گئے سکتہ مین تھے کہ اچانک یکبار دشت قبچاق کیطرف سے ایک تیز تند ہوا چلی اور لشکر اور لشکرگاہ میرزا سلطان محمود مین لپٹ گئی اور اسطرحکا گرد و غبار اُٹھایا کہ کسیکو آنکھ کھولنے کی مجال نرہی مرد اور مرکب کو گرا دیتی تھی سوار پیادہ کو زمین مین کھینچتی تھی اور خیمہ و خرگاہ اور سراپردہ اور شامیانون کو اکھیڑ کر اوپر ہوا مین لیجاتی تھی اور زمین پر ٹپک دیتی تھی ایک بڑا طوفان اُٹھا اور قیامت قائم ہوئی اس حال مین سلطان محمود میرزا ایک بڑی جماعت امرا اور ترکمانون کے ساتھ زمین شگافتہ مین کرارون کے نیچے سوار ہوکے کھڑے تھے کہ اچانک ایک بڑا ٹکڑا زمین کا اُس کرارے کے کنارے سے ٹوٹا اور عجیب آواز ہولناک پیدا ہوئی چار سو مرد اور گھوڑے جو اُس سایہ دیوار مین کھڑے تھے دب کر ہلاک ہوگئے اور اُس آواز کی سختی سے ترکمانون کے گھوڑے بھاگے اور سرکشی کرنے لگے ہرچند سواران قوی بازو زبردست نے چاہا کہ گھوڑون کی باگ کھینچین کچھ حاصل نہوا وہ لشکر آراستہ درہم برہم ہوگیا جوق جوق نے بھاگنا شروع کیا اور بڑا خوف اور رعب سلطان محمود میرزا اور اُسکے لشکر کے دل مین پڑا اپنے تمام امرا کے ساتھ نقصان اور خجالت اُٹھاکر گھوڑے انگیز کیے اور شہر کے دروازہ سے جسقدر جلد ہو سکا بھاگے اور سلطان احمد کے لشکری شہر کے عوام و اوباش کے ساتھ اُنکے پیچھے جاتے تھے اور سوار اور گھوڑون کو پکڑتے اور باندھتے تھے قریب پانچ فرسنگ شرعی کے لوگون نے پیچھا کیا اور سامان اور اسباب بیحد حاصل کیا ناقل کہتا ہو اُسکے بعد مین نے دیکھا کہ وہ عزیز دروازہ کے برج پر سے نیچے آگئے اور حضرت کی ملازمت مین گئے اور حضرت نے میرزا سلطان احمد کو مدرسہ کے حجرہ سے نکالکر تخت سلطنت پر بھیجا اور آپ محلہ خواجہ کفشیر کو تشریف لیگئے۔

قصہ حضرت کے صلح کرا دینے کے ذکر مین تین مخالف بادشاہون کے ایک معرکہ مین

حضرت سے نفوس سلاطین کے تسخیر کے آثار نہایت ظاہر تھے جسوقت اپنے تصرفات کا ذکر کرتے تھے تو فرماتے کہ اگر ہم شیخی کرتے اس زمانہ مین کوئی شیخ مرید نپاتا لیکن ہمین دوسرا کام فرمایا ہو کہ مسلمانون کو

ظالمون کے شر سے محفوظ رکھین اس باعث سے ہو سلاطین کے ساتھ اختلاط کرنا اور اُنکے نفوس کو مسخر کرنا اور اس عمل کے واسطے سے مقصود مسلمانون کا برآمد کرنا چاہیے تھا۔ فرماتے تھے کہ حق سبحانہ نے ایسی قوت عطا فرمائی ہو کہ اگر مین چاہون ایک رقعہ مین بادشاہ خطا کو جو دعوی الوہیت کرتا ہو ایسا کر ڈالون کہ سلطنت چھوڑ کر برہنہ پا خطا سے خار و خاشاک مین دوڑتا ہوا اپنے کو میرے آستانہ پر پہونچا دے لیکن باوجود اس قوت کے منتظر فرمان خداوند کے ہم ہین جسوقت کہ چاہے اور فرمان الٰہی پہونچے وجود مین آوے اس مقام کو ادب لازم ہو اور ادب وہ ہو کہ اپنے کو تابع ارادت حق سبحانہ کا کرے نہ حق کو تابع اپنی ارادت کا۔ ایک روز محلہ ماترید مین دیکھا گیا کہ میرزا سلطان احمد حضرت کی ملازمت مین آیا تھا اور حضرت کے سامنے دور سے دو زانو بادب بیٹھا حضرت نے ایک زانو نکالا تھا اور باتین فرما رہے تھے مجلس حضرت کی ہیبت اور دہشت سے گوشت اُسکے شانہ کا لرزتا تھا اور پسینے کے قطرات اُسکی پیشانی سے ٹپکتے تھے اور تسخیر کے نشانات اُس تاثیر او رتاثر کے نہایت واضح تھے اس قول کا مصداق قصہ حضرت کے باہم صلح کرا دینے کا ہو ایک معرکہ مین میرزا سلطان احمد اور میرزا عمر شیخ اور سلطان محمود خان کا جو کہ خانیکہ سے معروف تھا اور اس واقعہ کی صورت بسبیل اجمال یہ ہو کہ خدمت مولانا محمد قاضی نے جسکا ذکر فصل سوم مین آئیگا رسالہ سلسلۃ العارفین مین لکھا ہو کہ سمرقند مین خبر آئی کہ میرزا عمر شیخ سلطان محمود خان کو کہ خانان دشت سے ایک خان تھا اپنے بھائی سے لڑنے کی مدد کو لایا ہو اور شاہرخیہ مین باہم جمع ہوئے ہین میرزا سلطان احمد بھی لڑائی کا سامان تیار کرکے ایک بھاری لشکر کے ساتھ متوجہ شاہرخیہ کی طرف ہوا اور حضرت کو استدعا کرکے اپنے ساتھ لیگیا لوگون مین یہ چرچا تھا کہ میرزا حضرت کو التماس کرکے صلح کے واسطے لیجاتے ہین اور حضرت مدت چالیس دن تک سلطان احمد میرزا کے لشکر مین تھے اور آقاقورغان مین کہ مضافات شاہرخیہ سے ہو فروکش ہوئے اور میرزا کا داب یہ تھا کہ حضرت کو لشکرگاہ مین اپنے نزدیک اُترواتے تھے کہ مجمع اور جماؤ بہت بڑا ہو ایسا نہو کہ کوئی گستاخ نسبت خدام اور ملازمان حضرت کے بے ادبی کرے حضرت ایک روز بہت خفا ہوئے اور میرزا سلطان احمد سے کہا کہ مجھے کسواسطے لائے ہو مین خود مرد جنگ نہین ہون اگر جنگ کرتے ہو تو مجھے کسواسطے لائے اور اگر صلح کرتے ہو تاخیر کا سبب کیا ہو مجھے آیندہ اسکی مجال نہین ہو کہ تمھارے لشکرون مین رہون میرزا سلطان احمد نے فرمایا کہ ہمکو کیا اختیار ہو کل امور سپرد اسے ملازمان والا ہین جو صلاح اور صواب دید حضرت کا ہی ہمکو اُسکی فرمانبری مین چارہ نہین ہو حضرت سوار ہوکے ایک جماعت بموجب اشارت ہمراہ گئی اور فقیر ملازمت مین تھا اور مولوی اردو مین رہے اور حضرت متوجہ میرزا عمر شیخ اور سلطان محمود خان کے ہوئے اُنھون نے خبر پائی کہ حضرت آتے ہین آدھی راہ سے استقبال کو آکے پس باہم ملکر شاہرخیہ کو گئے اُس ملاقات مین

حضرت نے التفات حد سے زیادہ سلطان محمود خان پر کیا اور اکثر اوقات خطاب مین اسکی طرف متوجہ تھے اور
صلح کو مقرر کیا اور اسکی کیفیت کو اسطور سے قرار دیا کہ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ صف باندھے کھڑے ہون
اور اُن دو صف کے درمیان ایک شامیانہ نصب کرین اور دونون طرف سے برابر گنتی کے آدمی آوین اور
سلاطین شامیانہ کے سایہ مین نشست کرین اور حضرت اُنکے باہم صلح کرادین اور قول قرار کریں اخیر وقت دن کے
حضرت نے مراجعت کی اور آثار نصرت حضرت کے سلطان محمود خان مین دیکھے جاتے تھے علے الصباح سلطان احمد
میرزا کا کل لشکر سوار ہوا مقرر یہ کہ جلتہ نہ پہنین اور سب ہتھیار اپنے لگائین اور موضع تل تنقہ مین پہونچکے
تاج پہنین حضرت پھر شاہرخیہ آئے تاکہ سلطان محمود خان اور عمر شیخ میرزا کو اپنے ساتھ لاوین سلطان محمود خان
جلد نکل آیا لیکن میرزا عمر شیخ بہت دیر مین نکلے حضرت نے فقیر کو میرزا سلطان احمد کے دروازہ پر بھیجا کہ عرض کر
میرزا عمر شیخ تاخیر سے نکلتا ہے تم بھی مستعد رہو ہم پر اعتماد کرکے ایسا نہو کہ احتیاط نہ کی ہو کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے اعقل توکل مصرع باتوکل زانوی اشتر بہ بند + ترجمہ رسی باندھ توکل کر۔ توکل کے ساتھ اونٹ کا
زانو باندھ بعقبہ میرزا کے پاس گیا اور عرض کیا یہ بھی اپنے لشکر کو آراستہ کرکے حضرت کیطرف متوجہ ہوئے ایک تھوڑے
عرصہ مین لشکرون نے بالکل ایک دوسرے کے مقابل صف باندھی جلتہ کے سوا اور سب ہتھیار اپنے بدن پر لگائے
حضرت اپنے اصحاب اور موالی کے ساتھ اُن دونون لشکرون کے بیچ مین تھے اور شامیانے کے نصب کرنے
مین گفت وشنود بہت سی ہوئی ہر فریق کہتے تھے اُس طرف کو نزدیک ہے اس نزاع کو طول ہوا یہان تک
کہ حضرت نے ظہر کا وضو اُن دونون لشکر کے درمیان کیا بعد ازان فقیر سے کہا کہ سلطان احمد میرزا کے پاس
جاکر کہو کہ مین اکیلا ہون اور ضعف پیری بھی ہے یہ سب ہتھیار تمہارے لڑائی کے اپنی پشت پر مین نے
اٹھائے ہین کہ تم باہم نہ لڑو انتہا کی یہی قوت ہے دوسری طاقت نہین اگر ہمارا اعتقاد تمکو ہے تو تم اختیار دو
کہ شامیانہ کو جہان وہ چاہئین کھڑا کرین جب حضرت کا پیغام مین نے پہونچایا میرزا سلطان احمد نے فرمایا کہ چھوڑ دو
تاکہ جہان وہ لوگ چاہین شامیانہ نصب کرین کہ مجھے حضرت کے سوا بھروسا نہین ہے ایک معین جگہ مین
شامیانہ کھڑا کیا میرزا سلطان احمد اپنے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ بقدر معین آئے اور شامیانہ
کے پاس بیٹھے بعد ازان حضرت گئے اور سلطان محمود خان اور میرزا عمر شیخ کو لائے اور وہ بھی ایک
جماعت معین کے ساتھ بقدر مردم میرزا سلطان احمد کے آئے جب شامیانہ کے نزدیک پہونچے اُترے
میرزا سلطان احمد شامیانہ کے نزدیک سے اپنے خواص کے ساتھ استقبال کو آگے بڑھے حضرت
اول سلطان محمود خان کو آگے لائے اور میرزا سلطان احمد سے معانقہ کرایا اور انھین سے ایک دوسرے
سے بغلگیر ہوا بعد ازان میرزا عمر شیخ کو آگے لائے میرزا عمر شیخ بھائی کا ہاتھ پکڑکے منھ کو ملتا تھا اور روتا تھا

اور میرزا سلطان احمد کہ بڑا بھائی تھا اُسکی گردن کو بوسہ دیتا تھا اور دونون روتے تھے اور یہ حال دیکھکر
سب پر گریہ غالب آیا اور اُس مجمع مین ایک عجب شور شغب اُٹھا اُسکے بعد شامیانہ کے نیچے بیٹھے
اور ایسی مجلس باہیبت تھی کہ مین نے نہایت دہشت سے دسترخوان کو اُٹھا بچھایا اور وہ دو لشکر سوار
اسپر منتظر کھڑے تھے کہ اگر کوئی صورت دوسری ہو تو ٹوٹ پڑین اور آپسمین لڑین کھانا ہم لائے جب
کھانے سے فراغت ہوئی قول قرار کیا اور صلح باہم ہوگئی حضرت نے تاشکند کو میرزا سلطان احمد
سے خان کے واسطے لیا اور عہدنامہ فقیر نے لکھا فاتحہ پڑھی اور اُٹھے راقم الحروف نے بعض مخدومون
سے سنا کہ اسوقت کہ حضرت نے اُن تین بادشاہون کو ایک شامیانہ کے نیچے باہم بٹھلایا حضرت کے
اصحاب سے ایک صاحب اُس معرکہ مین لحظہ بھر آپ سے غائب ہوئے اُس غیبت مین اُسپر
منکشف ہوا کہ ایک میدان وسیع ہی جسمین تین شتر مست ہین مُنھ کھولے ہوئے ایک دوسرے کا
قصد رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ زخم دندان سے ایک دوسرے کو زخمی کرین اور حضرت اُس میدان
مین کھڑے ہین اور تینون مست اونٹون کی مہار ہاتھ پر لپٹی ہی اور اُنکو لڑنے نہین دیتے خدمت مولانا
محمد خان نے لکھا ہی کہ اُس روز تمام خلق خاص عام حضرت کے تصرف سے حیرتناک اور مدہوش تھی اور یکدل
اور یکزبان ہو کر کہتی تھی کہ کمال تصرف اور قوت ولایت یہی ہی کہ جو حضرت سے ظہور مین آیا کہ ایک لاکھ
مرد جنگی اس طرح پر تھے کہ ایک دوسرے سے لڑنے ہلاک کرتے حضرت کی برکت قدم شریف اور یمن انفاس
مبارک سے ایک ساعت مین وہ تمام نزاع اور دشمنی اور کدورت دلون سے باہر ہو گئی اس طرح کہ
کسی دل مین نشان اُس صفت کا نرہا اور اس امر عظیم کا مشاہدہ سب کے یقین کا حضرت کی نسبت سبب
ہوا بعد ازان کہ یہ مصالحہ ہو چکا حضرت نے سلطان محمود خان سے کہا کہ تم تاشکند جاؤ کہ ہم بھی پیچھے
راہ سے آئینگے اور اُن تینون لشکر کے درمیان سے اصحاب و خدام کے ساتھ نکلکر متوجہ مولکت ہوئے
راستہ مین فقیر کی طرف رخ کر کے فرمایا ہمارے ان کامون کو تو کیا کہتا ہی اس واقعہ کو ہر آئینہ لکھنا
چاہیے یعنے ایک تاریخی واقعہ ہی۔ خدمت مولانا نجم الدین علیہ الرحمۃ کہ ایک بزرگ خدام اور کارگزاران
حضرت سے تھے اور اکثر اوقات تجارت کے کام مین رہا کرتے اور بہت سرمایہ اُسمین لگا رکھا تھا اُنھون نے
حکایت کی کہ ایکبار بڑی جماعت کے ساتھ دیار طرفان ہم جاتے تھے جو سرحدی شہر ملک خطا کا ہی اور
طائفہ قلماق پر ہمارا گذر رہتا اچانک سو مرد کے قریب بڑے جرار حلیتہ پوش ہتھیار بند نے ہمارا راستہ روکا
قافلہ کے لوگون نے جبکہ اُس گروہ پر انبوہ کو دیکھا تھکے بکے رہگئے اور خواری پر دل نہاد ہوئے اور قتل اور قید
ہونے پر تیار ہوئے اس محل مین میری خاطر مین آیا کہ لڑائی سے ہاتھ باز رکھا اور حضرت کے سلاسل

اور مال کو رہزنون کے لیے چھوڑ دینا اخلاص و ارادت اور مردانگی اور فتوت کے طریق سے نہایت بعید ہی کوئی
بات اس سے بہتر نہین ہی کہ حضرت کے مال پر ہم مارے جائین کہ یہ موجب سرخروئی دنیا و آخرت ہی اسکے بعد اپنی
توجہ تمام کا حضرت کی خدمت مین کیا اور میان سے تلوار مین نے کھینچی پھر مین نے اپنے تئین نہ دیکھا دیکھا مین نے کہ آپ
حضرت ہی حضرت ہین اسقدر مین جانتا ہون کہ مجھمین اور میرے گھوڑے مین ایک عجیب کیفیت اور عظیم قوت
پیدا ہوئی بے اختیار اُس گروہ پر مین دوڑ گیا اور تلوار چلاتا تھا اور سر اور ہاتھ گراتا تھا کام اُس حد کو
پہونچا تھا کہ اُس گروہ نے کاروان کو چھوڑ دیا اور سب نے فرار کیا قافلہ کے لوگ میری جرارت اور شجاعت سے
متحیر اور متعجب ہوئے اور میرا تعجب اور تحیر اُنسے زیادہ تھا کسواسطے کہ ہرگز مثل اس صورت کے نہین پیش آئی
تھی اور کسی وقت مین نے لڑائی نہین کی اور کوئی معرکہ نہ دیکھا تھا یقین کیا مین نے کہ وہ حضرت کا
تصرف تھا کہ میری بغیر قوت کے مجھسے ظاہر ہوا جب مین سفر سے واپس آیا اور حضرت کی ملازمت مین پہنچا
اول بات جو آپ نے فرمائی یہ تھی کہ جس کمزور آدمی کو دشمن قوی سے کام پڑے تو جب صدق اور یقین کے
ساتھ اپنی قوت سے باہر آوے البتہ ایک حول اور قوت سے تائید کیا جاتا ہی کہ اُس سے دشمنان دین و
ملت پر غلبہ کر سکے - خواجہ مصطفا رومی ایک تاجر حضرت کے کارندون مین سے تھا - ایک دن بخارا
سے سمرقند کو چلا تھا اور شہر سبز کی راہ سے گیا وہان میرک حسن سے کہ دیوان میرزا سلطان احمد کا تھا ملا میرک
حسن نے کہا کہ خواجہ مصطفے تو ایک مرد سادہ لوح اور بے تکلف ہی ایک بات میری ہی تو حضرت سے عرض
کر سکتا ہی اُسنے کہا ہان کر سکتا ہون ایک نے اصحاب بزرگ سے نقل کی کہ مین حضرت کی مجلس مین حاضر
تھا کہ خواجہ مصطفے رومی شہر سبز کی جانب سے آیا اور حضرت سے عرض کیا کہ میر حسن دیوان نے ایک سخن
کیا اور اصرار کیا کہ یہ سخن حضرت سے عرض کر دینا حضرت نے فرمایا کہ کہو کہا میر حسن کہتا ہی کہ میرزا سلطان احمد
کے پاس تھوڑی جگہ رہی ہی حضرت خواجہ عنایت فرما کر اُسے بھی لیلین اور ہمین خلاص کرین اس بات کے
سنتے ہی حضرت بہت بگڑے اور غضب آمیز مستولی ہوا چنانچہ ریش مبارک کے بال حضرت کے سیدھے
کھڑے ہو گئے دست مبارک پر پھیرا اور فرمایا کہ وہ کتا مجھے قصابی کا حکم دیتا ہی اور نہایت تغیر
اور غضب سے فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور گھر مین گئے جو مخادیم کہ حاضر تھے اُنھون نے خواجہ مصطفے کو
اس پیغام کے لانے پر ملامت کی چودہ روز کے بعد میرک حسن کو ایک واقعہ پیش آیا کہ میرزا سلطان احمد
اُسپر خفا ہوا اور فرمایا کہ زندہ اُسکی کھال کھینچین - ایک بار حضرت قرشی جاتے تھے عربی قرا احمد نام
کہ حضرت کے اونٹ اُسکی حفاظت مین رہتے تھے راستہ مین پہونچا اور بہت فریاد کی اور رو دیا کہ سید
احمد سارده کہ داروغہ عرب تھا اُسنے مجھے بہت دکھ دیا حضرت اُسکے درد دل سے بہت متاثر اور متغیر ہوئے

کرکے فرمایا جب سمرقند کی طرف پھرے کوچ ملک مین سید احمد سارد ایک جماعت امرا کے ساتھ حضرت کے استقبال کو آیا بعد از ملاقات کے بات مین مشغول ہوئے کہتے کہتے تیز ہوئے اور سید احمد کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا تو ہمارے آدمی کو مارپیٹ کرایذا دیتا ہی بارے یقین کرکہ مین بھی مارپیٹ کرنے کو دوست رکھتا ہون اُسدن سے ڈرکہ ہم بھی تیری نسبت اس طریق سے پیش آئین اور خفگی سے انکو رخصت کیا عصر کا وقت آچکا تھا نماز ادا کی اور صبح تک کسی سے کوئی بات نہ کی اور کسیکو اسکی مجال نہ تھی کہ آپ سے بات کرے اسی ہفتہ مین سید احمد سارد بیمار ہوا اور مرض مین شدت ہوئی آدمی میرزا سلطان احمد کے پاس بھیجا کہ میرا مرض حضرت کی طرف سے ہی مجبور وہ غصہ ہوئے ہین سبب ایک بے ادبی ہی کہ مجھسے نسبت بعضے خدام کے ہوئی میرزا کرم کرین اور حضرت سے میری سفارش کرین چند بار میرزا درویش احمد کہ مقربان میرزا و مخلصان حضرت سے تھا میرزا کی طرف سے پیغام لایا اور التفات کی درخواست سید احمد کی نسبت کی اور اُسکی طرف عفو چاہی حضرت نے تغافل کیا اور ہرگز التفات نہ کی میرزا نے الحاح حد سے گذرانی اور فرمایا سید احمد میرے کام کا آدمی ہی ضرور عنایت فرماکے اُسکی تقصیر سے درگذرین اور معاف کرین جب مبالغہ حد سے گذرا حضرت نے فرمایا عجب کام ہی کہ میرزا سید احمد مردہ کی مجھسے سفارش کرتے ہین مین عیسی مریم نہین ہون کہ مردہ کو زندہ کرسکے بعد ازان فرمایا کہ ہرگاہ خاطر میرزا کی خواہش ہی اسکی عیادت ہم کرینگے اور سوار ہوئے جب دراک پر پہونچے سید احمد کا تابوت سامنے آیا وہین سے پلٹ گئے نقل کی کہ میرزا سلطان احمد نے حضرت کی درخواست پر محصول سمرقند کا معاف کردیا تھا ایک مدت بعد پھر ایک جماعت نے محصلان سے جنھون نے پہلے زمانہ مین اُس راہ سے فائدے اُٹھائے تھے اتفاق کرکے محصول لینے لگے اور دہ بارہ آدمی تھے جنھون نے مکر اور حیلون سے میرزا کو دھوکا دیا تھا اور امراے وعدہ رشوتون کا کیا اور میرزا آمادہ کیا کہ وہ بدعت پھر از سرنو کرین یہ خبر حضرت کو پہونچی تیز ہوکر فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے ایک مدت جلادی کی ہی ہم بھی اُنکے شاگردون سے ہین ہم دیکھین کہ کسکو فائدہ کریگا بعضے محرمون نے اُسیوقت حضرت کی مجلس سے نکلکر وہ بات میرزا سلطان احمد کے کان تک پہونچائی ڈر اور اُس ارادہ کو خاطر سے دور کیا اور اُسی دن یہ خبر ایک کو اُن بارہ محصلان سے پہونچی وہ عقیل آدمی تھا فی الحال اُس نیت سے باز آیا اور اُس عمل سے توبہ کی اور حق سبحانہ کی طرف رجوع کی اور اُس شب مین گیارہ آدمی مرگئے اور صبح کو گیارہ تابوت محصلان کے شہر سے باہر نکلے شیخ ابوسعید آبریزی نے جسکا ذکر پہلے مقصد کی فصل اول مین ہوچکا ہی نقل فرمائی ہی کہ ایکبار حضرت ایشان ابتداء احوال اور عنفوان شباب مین ہمارے پاس آئے تھے اور ہم سب اہل فرزند و متعلقان سمیت حضرت کی خدمت مین مشغول تھے اور حضرت سے آثار جذبات اور احوال ظاہر

مشاہدہ کرتے تھے اور ملاحظہ آثار اور احوال کا ہمارے عقیدہ کو زیادہ کرتا تھا اتفاقاً ایک دن میرا بڑا بھائی روتا ہوا
گھر مین باہر سے آیا کہ اسد چوبے بال کے بیٹے نے مجھے تکلیف دی اور حد سے مجھے جھڑکا اس اثنا مین ہماری والدہ
نے بڑے اضطراب سے اور زاری اور عاجزی بعید کے ساتھ حضرت سے درخواست کی کہ میرے فرزند کے لیے
خاطر مصروف کرو کہ یہ شخص ایک مرد نہایت فاسق اور ظالم ہو اور بہت فقیر اُس سے دُکھ پاتے ہین ایسا معلوم
ہوا کہ حضرت اضطراب والدہ سے متاثر ہوئے عصر کا وقت تھا فوراً نماز کو اُٹھے جب نماز پڑھ چکے کہا کہ یہ گستاخ
ہماری نماز مین آیا ہمنے اُسکا کام کر دیا تھوڑے عرصہ مین اُس شخص نے کسی سے نزاع کی تھی اُس سے خوب پیٹے
کی چونکہ ہم فقیر آباو اجداد کے وقت سے حضرت کے اور حضرت کے آباء کرام کے مرید مخلص تھے ہمارے گھر آیا
کرتے تھے دوسری بار جو تشریف لائے میری والدہ نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی ہمت عالی کی برکت سے ہمارے
دشمن نے بہت ادب پایا حضرت نے فرمایا کہ ہمنے جو کچھ کہا کہ ہمنے اُسکا کام کیا یہ نہین ہو بلکہ وہ ابھی درپیش ہو
چند روز بعد بادشاہ وقت کے حکم سے گھوڑے کی دُم مین اُسے باندھکر ہلاک کر ڈالا پھر اُسکے ٹکڑے بدن کے
جمع کرکے جلا دیے حضرت کے جملہ مخلصان سے ایک عزیز نے نقل کی کہ ایکدن ایک دولتمند آدمی کہ میرے
اور اُسکے درمیان سابقہ تھا مجھے گھر لیگیا راستہ مین اُسنے حضرت کی غیبت کی اور اسمین مبالغہ کیا مین بہت
متالم اور غمگین ہوا اور اُلٹے پھرنے کی مجال نہ تھی کہ مجھے بڑے امرار سے لیے جاتا تھا جب ہم اُسکے مکان مین
بیٹھے اور کھانا لایا اور کراہیت سے ہاتھ بڑھایا اور وہ کھانا نہ کھا سکا کہ اُسیوقت اُسکے گلے مین ورم ہوگیا تھا
اور ہر دم ملتا تھا تب نوبت یہان تک پہونچی کہ مطلقاً اُسکے گلے تلے کوئی چیز نہ اُتری اور اُسی عارضہ مین آیک
ہفتہ بعد مرگیا شیخ زادہ الیاس عشقی حضرت کے ابتداء ظہور مین ولایت سمرقند کے اندر شیخ اور مقتدا
ایک جماعت کا تھا اور کوہ نور مین جو سمرقند کے نواح مین ہو ایک لنگر جاری کر رکھا تھا اور ذکر جہر کرتا تھا وہ
شیخ خدائے قلی کا پوتا تھا اور وہ مرید شیخ ابو الحسن عشقی کا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے زمانہ مین
شیخ اور حلقہ سلسلہ عشقیہ کا تھا ایک روز حضرت جنگل مین جاتے تھے اور دیکھا کہ ایک گروہ کاشتکارون کا
کھلیان داں رہے تھے اور بھوسہ سے دانہ الگ کر رہے تھے پوچھا کہ یہ کسکا کھلیان ہو کہا شیخ زادہ الیاس کا
حضرت گھوڑے سے اُترے اور جک یعنی جیسی کہ پنج شاخہ لکڑی ہوتی ہو لیکر اور تھوڑا بھوسہ دانہ سے الگ کیا
زان بعد سوار ہوکر چلے گئے یہ خبر شیخ زادہ کو پہونچی نہایت بگڑا اور ناراض ہوکر کہا کہ خواجہ نے ہمارا
کھلیان برباد کر دیا اور اُس درمیان مین اُس سے بے ادبی ہوئی اور اُسکا سلسلہ شکست ہوگیا خدمت مولانا
محمد قاضی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہو کہ مولانا شیخ محمد کشی شیخ زادہ الیاس سے متعرض ہوکے اس جہت سے کہ شیخ زادہ
ذکر جہر کہتا تھا اُنکے درمیان سخن کو طول ہوا ترکون کی ایک جماعت ولایت کش کی جو شیخ زادہ کی مرید تھی

مولانا شیخ محمد سے خصومت کرنے لگی اسکا وہم ہوا کہ مولانا شیخ محمد کو مار ڈالینگے حضرت نے اسوجہ سے کہ ایسا نہو کہ
اُن ترکون سے اچانک ضرر مولانا شیخ محمد کو پہونچے نفی الجملہ مولانا شیخ محمد سے اظہار میل اور رغبت کا فرمایا اور
اسکے سوا غرض نہ تھی کہ انکا ضرر مولانا شیخ محمد کو نہ پہونچے ایک جماعت نے اس بات کو شیخ زادہ سے دوسری
طرح ظاہر کیا اور ایسا سمجھایا کہ شاید حضرت کو شیخ زادہ سے کینہ خاطر مین ہی شیخ زادہ نے بے تامل امیر درویش محمد ترخان کو
خط لکھ بھیجا اور حضرت سے تعرض کیا اور لکھا کہ دین اور ملت مین یہ کیا سستی آگئی کہ شیخ جو سوداگری اور
دہقانی اور زراعت اُسکی شریعت مستقیم کے قاعدہ پر نہین ہی تمھارے باطن مین اسکی یہ سب قعت ہوا کہ
اُسکی بات تم لوگون مین اسقدر دلپذیر اور موثر ہوا اور نجا کہ امیر درویش محمد ترخان کا عقیدہ حضرت کے ساتھ تھا
اُس خط کو پوشیدہ نرکھہ سکا حضرت کے آگے لایا ایک دن یہ فقیر حضرت کی ملازمت مین تھا فرمایا کہ شیخ زادہ
الیاس کی کتابت تو نے دیکھی کہ کیا لکھا ہی ہماری نسبت اور جو لکھا تھا بیان کیا اور اُس بیان کے درمیان بہت
تند ہوئے اور فرمایا کہ ای شیخ زادہ جس دن سے کہ مین ظاہر ہوا ہون کتنے شیخ اور مولانا میرے پانون تلے
چیونٹی کے مثال پس چکے ہین جسکا حساب خدا ہی کو معلوم ہی یہ شیخزادہ فقیر کیا کہتا ہی وہ شریعت نہین
جانتا ہم جانتے ہین — تھوڑے ایام مین وبا شیخ کے لشکر مین پڑی اور اُسکے بعضے فرزند اور آدمی اُسکے
سامنے مرگئے اور سب کے پیچھے شیخ زادہ بھی مرگیا — قاضی ابو منصور تاشکندی سے منقول ہی کہ اُسنے کہا ابتدائے
ظہور حضرت کے زمانہ مین بہت مشایخ تاشکند مین تھے جو خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے رفتہ رفتہ نیست و نابود ہوگئے
اُس حسد اور دشمنی کے باعث کہ حضرت سے رکھتے تھے جب کہ حضرت باغستان سے تاشکند مین سکونت کی نیت سے
آئے اور تصرف آغاز کیا تاشکند مین ایک شیخ تھا کہ اُس ملک کا مقتدا تھا اور علوم ظاہر اور علوم صوفیہ کا عالم اور اُسکے
مریدیت تھے چنانچہ پچاس آدمی کو اپنے اصحاب سے اجازت ارشاد کی دی تھی جب اُسنے دیکھا کہ حضرت مستعد
لوگون کے جذب مین مشغول ہوئے غیرت اُسے آئی ایک دن حضرت کی مجلس مین آیا اس قصد سے کہ کچھ تصرف
اور تعرض کرے جب بیٹھا تو متوجہ حضرت کا ہوا اور آنکھین حضرت مین گاڑین اور ہمگی ہمت کے ساتھ اُسکے
دسپے ہوا کہ بار حضرت کے حوالہ کرے اور حضرت بھی اُسکی توجہ کے دفع مین مشغول ہوئے اور ایک ساعت بعد
سر مبارک اُٹھایا اور دست راست آستین سے باہر کیا اور رومال آگے رکھا تھا اُٹھایا اور اُسکے منھ پر مارا
اور کہا کیا صحبت ایسے دیوانہ مسلوب العقل کے ساتھ رکھون کہ اُسکی خاطر مین کوئی معلوم نہین رہتا پھر اُٹھے
اور چلے گئے جب حضرت نے یہ عمل کیا اور وہ سخن کہا اور اُٹھے شیخ نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش لوٹا تھوڑی دیر
بعد آپے مین آیا اور جلد اُٹھا اور اُنکے مکان سے باہر گیا اور اُسکے دماغ مین ایک تشویش اور سودا پیدا
ہوا اور دوسرے دن معلومات اُسکی سب فراموش ہوگئین اور ایسا ضائع اور ابتر ہوا کہ ننگا بازار مین

پھرا کرتا اور اپنے تن بدن کا اُسے ہوش نہ تھا کبھی جو رستہ مین حضرت کو دیکھتا دور تک پیچھے دوڑتا اور ہرگز التفات
کے ساتھ فایض ہوتا خواجہ مولانا ولد خواجہ عصام الدین کہ شیخ الاسلام سمرقند مین تھا ہمیشہ حضرت کی غیبت کرتا
اور آپ کی نسبت تہمت اور اہانت کے درپے ہوتا ایک دن خلوت مین اپنے خواص سے پریشان باتین کہ رہا
تھا انہین سے ایک نے کہا اگر خواجہ ولی نہین لیکن صاحب دولت خود ضرور ہین اتنا مبالغہ کیون کرتے ہو
خواجہ مولانا نے کہا تو سچ کہتا ہے مین بھی جانتا ہون مگر کیا کرون کہ نفس نہین چھوڑتا اور طلب جاہ و ریاست
کے مقتضا سے اس امر مین ناچار ہون خدمت مولانا محمد قاضی نے لکھا ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ بعد آنے
کہ میرزا سلطان ابوسعید کے وفات کی خبر آئی ایک راستہ مین خواجہ مولانا سامنے آیا اور منھ ہمسے پھیر کر کہا
خواجہ سلام علیک اور مطلقاً نہ ٹھہرا اور اپنے گھوڑے کو تیز ہانکا حالانکہ ایک دن پہلے اس خبر سے راستہ مین
ملا اور نصف فرسنگ شرعی کیقدر ہمارے ساتھ پھرا پھر کرکے اُسے رخصت کیا آج معلوم ہوا کہ وہ ایک کام
کی فکر مین ہے چند روز بعد ظاہر ہوا کہ خواجہ مولانا نے امرا کے ساتھ اتفاق کیا ہے کہ پھر بھی ہمارے گھر نہ آوین
اور بات ہماری نہ سنین اور اعتبار نہ کرین اور فرمایا کہ مین فتوی دیتا ہون کہ سب مال خواجہ کا لے سکتے ہو
اور اس اتفاق مین میر عبدالعلی ترخان موجود نہ تھا اور مجلس کے آخر مین پہونچا امیر درویش محمد ترخان نے کہا
کہ ہمنے اتفاق کیا ہے تم حاضر نہ تھے چاہیے کہ تم بھی متفق ہو امیر عبدالعلی نے کہا سب باتون مین تمھارا تابع ہون
بڑے بھائی ہو جس بات پر تم ہو اُسپر مین ہون اسکے بعد پوچھا کہ تمنے کس بات مین اتفاق کیا ہے امیر درویش
محمد نے قصہ خواجہ مولانا کی تدبیر اور اُسکے ساتھ امرا کے اتفاق کا شرح بیان کیا امیر عبدالعلی نے سر جھکایا اور
تامل کیا تھوڑی دیر بعد سر اُٹھایا اور کہا کہ تمنے اس معاملہ مین غلطی کی ہے اسواسطے کہ یہ عزیز ہمارے سبب
اعتبار سے معتبر نہین ہوا ہے بلکہ معتبر حقیقی حق سبحانہ کے اعتبار سے معتبر ہوا کل اُسکی ایک جہت سے ہم
پست ہو جائینگے اور بجز شرمندگی اور خجالت کے اور کچھ نہ رہیگا جانتے رہو کہ مین اس امر مین تمھارے ساتھ
متفق نہین ہون اور اس مخالفت سے جو کچھ مجھے پہونچے قبول ہے خدمت مولانا علی عزان کہتے تھے کہ خواجہ
مولانا کے اتفاق با امرا کے بعد مین اُسکی ملاقات کو گیا کہنے لگا خوب آئے کہ اُس شیخ گنوار کی ملاقات کو ہم
جاتے ہین دیکھنا کہ مین آج اُسکے ساتھ کیا کرتا ہون مولانا علی نے فرمایا کہ مجھے حضرت سے بڑا اعتقاد تھا
اُسکی اس بات سے مین غمگین ہوا ہرچند مین نے سعی کی کہ مجھے رخصت کرے نہ کیا اور کہا تمھارے سامنے جو
کچھ کرتا ہون کرونگا یہ بات دیکھکر قریب تھا کہ مین آپے سے باہر ہون مگر ساتھ جانا پڑا اُس روز حضرت خواجہ
ماترید مین تھے ماترید کو چلے اور مین ناچار ساتھ ہوا اور حق سبحانہ سے کمال تضرع و زاری چاہتا تھا کہ جو بے ادبیان
کہ وہ چاہتا ہے مین نہ دیکھون اور نہ سنون جب ماترید مین ہم پہونچے حضرت خواجہ گنبد بہا مین بیٹھے تھے استغنا

کیا جب ہم بیٹھے حضرت خواجہ خود ہمارے واسطے گھر مین گئے اور جو کھانا موجود تھا باہر لا کر اپنے دست مبارک سے
مولانا کے سامنے رکھا جب وہ کھانے لگا اور چاہتا تھا کہ حضرت کی نسبت کچھ کہے لب و دہن سنبھالے تھے کہ ناگاہ
کوئی دوڑتا آیا کہ میرزا اور امرا آتے ہین حالانکہ خود اُن لوگون سے عہد کیا تھا اور قرار دیا تھا کہ پھر کبھی حضرت
خواجہ کے یہان نہ جائینگے یہ کیا جانین کہ وہ کس لیے حضرت کے پاس آیا ہی اس صورت سے وہ فکرمند ہوا جب حضرت
میرزا اور امرا کے استقبال کو باہر آئے خواجہ مولانا اور مین چار دیواری کے ایک دیوار سے باہر کیطرف پھاند پڑے
تاکہ اُمرا اور میرزا ہمین نہ دیکھین اور مین نے اس حالت مین حق سبحانہ کا شکر کیا کہ خیر اُسکی بیہودہ باتین مین نے
نہین سُنی دونون کپڑے اور ڈاڑھی خاک آلودہ نیچے دلوا کے بیٹھے جب تک کہ ہمارے گھوڑے اُسطرف سے لائے
کھسیانے اور لجائے ہوئے سوار ہوا اور مین بھی بھاگا اور ہر ایک ایک جانب کو چلا گیا ازان بعد میرزا اور امرا
بدستور سابق بلکہ پہلے سے زیادہ حضرت کی خدمت مین آنے لگے اور میر عبد العلی ترخان کی رائے صائب اچھی
ہوئی ایک دن خواجہ مولانا کی مجلس مین حضرت کا ذکر ہو رہا تھا خواجہ مولانا نے بے ادبی سے کہا اس گوبریلے
کیڑے کا ذکر نکرو کہ اُسکی سراسر ہمت اسطرف ہی کہ دنیا جمع کرے یہ بات حضرت سے عرض ہوئی حضرت نے فرمایا
کہ گوبریلے کیڑے کی موت مرے - مولانا معروف ولد خواجہ محمد جراح نے کہا مین ہرات مین تھا کہ خواجہ مولانا ہرات
مین آیا کسو اسطے کہ سمرقند مین نرہ سکا بزرگان ہرات ایک دو بار اُسکی ملاقات کو آئے دیکھا کہ بہت پریشان
اور بیہودہ باتین کہتا ہی پھر کوئی اُسکے لیے کم آیا آخر کو امیر چقماق کے مدرسہ مین جاکر رہا جو کوئی اُسکے پاس آیا کہتا تھا
کہ یہ آوارگی جو میرے اوپر آئی اُس شیخ کی کرامات کا گمان نکرو - ایک دن کسی نے اُس سے کہا خواجہ تم شیخ الاسلام
حاکم اور صاحب اختیار خطہ سمرقند کے تھے اور باپ دادا کے وقت سے خلق کے مرجع و مآب اور عزیز و کریم اور ولایت
ماوراء النہر کے خاص و عام سب تابع اور تمہارے خادم تھے بے سبب آخر عمر مین خراب خستہ بیگانہ شہر ہوتے
گرد تمام ذلت اور رسوائی کے ساتھ پھرتے ہو اور کسیکی خاطر کو تمھاری طرف میل نہین تو یہ بات بجز کرامات اُس بزرگوار کے
کیا ہو سکتی ہی آخر کو اُسے ایک مرض لاحق ہوا اور اُس مرض مین اپنے آپ ایک مسہل لیا اور مین کبھی کبھی اُس
مرض مین اُسکے پاس جاتا ایک دن گیا تو دیکھا کہ نجاست مین بیٹھا ہی اور نجاست مین ہاتھ ڈالتا اور ہاتھ سونگھتا
ہی اور اُسکی بو سے خوش ہوتا ہی اور کہتا ہی اے مولانا معروف مسہل کیا خوب چیز ہی اور کبھی نجاست غلیظ سے
گولیان بناتا اور اُس سے کھیلا کرتا اور اُس بیماری مین خوشبویات اور عطریات سے بہت متنفر اور محترز
ہوتا اس اثنا مین مجھے حضرت کی وہ بات یاد آئی کہ فرمایا تھا کہ گوبریلے کیڑے کی موت مرے اور الحق ایسا ہی
ہوا آخر کو اُس اسہال کی نوبت مرض سحج کو پہونچی جو آنتون کی خراش سے ہوتا ہی اور آنتین اُسکی ٹکڑے ٹکڑے
ہو کر اُترین اور نجاست کے اندر مرگیا - یہ بھی خدمت مولانا محمد نے لکھا ہی کہ جس روز مولانا قریب مرگ تھا

مولانا محمد معانی اُسکے دیکھنے کو آئے آنکھ کھولی اور کہا کہ مولانا تم سے میری درخواست ہو کہ اگر کسی دن حضرت
خواجہ کی ملازمت مین جاؤ میری تقصیرات کا عذر کرو کہ جو ہمنے کیا وہ نفس وہوا کے تقاضے سے کیا اور اب
سب سے ہمنے بازگشت کی عنایت اور کرم سے معاف کرو اور معذور رکھو اور اس بات پر جان نکلنے مین ہنے
یہ بات اچھے محل پر حضرت تک پہونچائی بہت اسکا اثر ہوا اور ایسا پایا گیا کہ اُسکے گناہ سے بالکل درگذرے اور

فصل دوم خوارق عادات کے ذکر مین جو بعض بزرگ اور اہل زمان نے حضرت کی اولاد اور کامل اصحاب کے سوا نقل کیے ہین

بعضے مخدوم سے سُنا گیا کہ ایک دن حضرت مولانا سعدالدین کاشغری قدس سرہ ابتدء حال مین کہ حضرت
سے رات دن صحبت اُنکی تھی حضرت کے سامنے حسرت اور افسوس کرتے تھے کہ دریغ اس عمر بیحاصل سے
کہ اس امت کے قطب زمان اور بزرگ اولیا کی صحبت سے دور ہوکر گذرتی ہو سعی کرنی چاہیے اور آپ کو اس
گروہ کی صحبت مین پہونچانا لازم ہو کہ اُنکی برکت صحبت اور ہمین ملازمت سے حضور اور جمعیت باطنی حاصل ہو
اور اندرونی اعدا نفسی کے قہر سے مخلصت ہو سکین۔ اور اس طائفہ کی آرزو اور طلب مین سخن کو طول دیا
اور بہت مبالغہ فرمایا اور حضرت کو بنور فراست الٰہی معلوم ہوا تھا کہ حضرت مولانا سعدالدین نے پچھلے پہر
اپنے دل مین سوچا ہو کہ مجھے کسی کی احتیاج نہین اور طریق روشن ہو کام کرنا چاہیے اور اپنے تئین تشویش دینا
کیا ضرور ہو اور لوگون کے پاس نہین جانا چاہیے اور تردد کی حاجت نہین ہو۔ حضرت نے مولانا سعدالدین
سے کہا کہ تم شب کو نہین کہتے تھے کہ آیندہ مجھے کسی کی حاجت نہین ہو اپنے کو تشویش دینی نہ چاہیے یہ سخن
جو آپ اب فرماتے ہین اُس اندیشہ کی نقیض ہو جو شب کو فرماتے تھے حضرت مولانا سعدالدین کا حال حضرت کے
اشراق سے کچھ اور ہو گیا اور تحقیق جانا ہو کہ حضرت کو اطلاع اور اشراق تمام ہو پھر اکثر اوقات حضرت سے کہا ہی
تم سے ہو سکتا ہو کہ ہمسے ایسی صحبت رکھو اور التفات کرو کہ تمھاری مجلس مین اپنی خاطر ہم جمع پائین کیسو اسطے
تاخیر کرتے ہو حضرت فرماتے کہ مین حضرت مولانا سعدالدین سے ایسا اختلاط کرتا تھا کہ اکثر لوگون کو یہ گمان
ہوتا تھا کہ مین اُنکا مرید ہون لیکن باطن مین وہ مجھسے مدد چاہتے تھے اور وہی سخن فرماتے تھے۔ قاضی اندجان
حضرت کے گرد بہت ہوتا اور یہ خواہش رکھتا کہ اُسے طریقہ تبلاوین اور حضرت مطلقاً التفات نہین کرتے اور
اس بات پر نہ لاتے اور وہ اس وجہسے غمگین رہتا تھا ایک روز بعضے مخلص صحبت خاص مین حضرت کے
تھے اور حضرت خوش تھے کہا ہو کہ قاضی اندجان مدت سے امید کرتا ہو کہ حضرت نظر عنایت اُسپر کرین اور
تعلیم طریقہ سے مشرف کرین حضرت نے فرمایا کہ جس کسی کے باطن مین ریاست اور جاہ معلوم کرتا ہون
اور ایسا ہی کیون نہو کہ دس سال بعد اُسکا اثر ظاہر ہو خوش نہین آتا کہ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے

سخن اس سے کہون بعضے اصحاب فرماتے تھے ہمنے تاریخ حضرت کے سخن کی یاد رکھی جب دس برس اس تاریخ سے گذرے حضرت نے دنیا سے رحلت کی تھی وہ قاضی ولایت اندجان مین بزرگ اور رئیس قوم ہوا اور اس دیار کا مرجع ومدار علیہ ہوگیا لیکن طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے اُسکو بہرہ نہ تھا ایک طالب علم سمرقندی کہ اپنے کو طبقۂ سالکان مین گردانتا تھا بہت روز تک حضرت کے گرد رہا تھا اور حضرت کے التفات خاص سے ظاہرا مشرف نہین ہوا تھا چنانچہ ایک شب اس فقیر سے کہتا تھا کہ اٹھائیس سال ہوئے کہ حضرت کے گرد ہون اور سفارشین اٹھوا تا ہون کہ ایسا ہو جو میرے اوپر عنایت فرمادین اور طریقہ بتلادین اور حضرت نے اس مدت مین کچھ رحم نہین کیا اور یہ بات نصیب نہین ہوئی کبھی کبھی اسپر آمادہ ہوتا ہون کہ حضرت کے چھری ماردن یا آپ کو ہلاک کرڈالون گو طاقت میری طاق ہوگئی ہوا اور کوئی اثر حضرت کی مہربانی کا ظاہر نہین ہوا اُس تاریخ کے بعد کہ مجھسے یہ بات کہی حضرت کی آخر حیات تک وہ بھی اس امید مین حضرت کے رہا اور کچھ کام نہوا اور سب اصحاب اس بات سے حیران اور متعجب تھے یہان تک کہ حضرت نے دنیا سے رحلت کی اور حضرت کی وفات کے چند سال بعد خان اوزبک سمرقند پرمستولی ہوا اور اُس طالب علم کو جاہ پیدا ہوا اور بعضے آدمیون سے سُنا گیا کہ درپے قتل حضرت خواجہ محمد یحیي اور اُنکی اولاد بزرگوار کے ہوا اور اسمین بڑی کوشش کی اُس حادثۂ عظیم کے وقوع سے اصحاب کو ظاہر ہوا کہ حضرت کی بے التفاتی کا سبب انحراف اُسکے باطن کا تھا کہ چالیس سال پیشتر اُس سے حضرت پر ظاہر ہوگیا تھا۔ ایک شخص نے مخلصان سے نقل کی ہو کہ مجھسے ایک لغزش ہوئی اور پیچھے پردۂ خجالت کے رہا اور چند روز تک حضرت کی ملازمت مین نہ جاسکا جب اس بات کو بہت زیادہ عرصہ ہوگیا مین نے اپنے دل مین کہا گناہ کرنا اور محجوب ہونا اور صحبت اولیا کا ترک کرنا بڑے نقصان کی بات ہی جو کچھ ہوجانا چاہیے جب مین چلا بڑی شرمندگی سے فاتحہ واخلاص حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روح تازہ کرنے کے لیے مین نے پڑھین اور اُنکو شفیع لایا کہ مجھسے درگذر اور معاف کرین جب حضرت کی ملازمت مین پہونچا مجھ مین نظر کی اور فرمایا کہ اگر ہمیشہ فاتحہ اور اخلاص پڑھنا اور روح خواجہ کو تازہ کرنا میسر ہو تو بہت خوب ہی مگر فی الواقع ان چیزون سے کچھ نہین ہونا چاہیے کہ کوئی تمام اوقات اپنے احوال کا نگران رہے تاکہ اُس سے کوئی امر ناپسندیدہ ظاہر نہو حضرت کے کمال اشراق سے میرا حال بدلا اور حضرت کے التفات سے پھر دوسری بار ایسی لغزش اور گناہ کے اندر مین مبتلا نہوا۔ میرزا شاہرخ کے زمانہ مین کہ حضرت ہرات مین تھے مولانا شیخ ابو سعید مجلد کہ بیر عزیز بزرگ تھے اُسوقت مین جوان نہایت صاحب جمال اور پاکیزہ معاش تھے اور حضرت اُنکے ساتھ التفات اور گوشۂ خاطر رکھتے تھے انھون نے حکایت کی کہ جوانی کے ایام اور التفات حضرت کے دنون مین جیسا کہ سن شباب کا تقاضا ہی مجھے ایکبار ایک

حسین عورت سے ملاقات کا اتفاق پڑا اور وہ میرے مکان مین آئی اور مین نے چاہا کہ خلوت مین اُس سے صحبت رکھون اچانک اس اثنا مین حضرت کی آواز مین نے سُنی کہ فرمایا ہی ابوسعید یہ کیا کام تو کرتا ہی حال بدل گیا اور ایک ہیبت عظیم اور خوف اور رعب توی میرے دل پر غالب ہوا چنانچہ رعشہ میرے اعضا مین پڑا مین اُچھل پڑا اور فوراً اُس عورت کو مکان سے نکالدیا تھوڑی دیر مین حضرت پہونچے جیسے حضرت کی نظر میرے اوپر پڑی فرمایا کہ اگر نہ توفیق الٰہی تیری مدد کرتی شیطان تجھے ہلاک کر ڈالتا اُسی کی یہ حکایت کی ہی کہ ایکبار مجھے شراب کی ہوس ہوئی ایک رازدار سے مین نے کہا کہ جب پہر رات جائے شراب کا کوزہ میرے واسطے لا تا رات کے اندھیرے مین شراب کا بھرا کوزہ لایا اور مین نے چھت کے اوپر سے دوپٹہ نیچے لٹکا دیا کہ اُس کوزہ کو اُس دوپٹہ مین باندھ دیا اور مین نے اُسے کھینچا اور کوزہ دیوار سے ٹکراتا تھا جب کوٹھے کے کنارہ پر پہونچا گرہ کھل گئی اور کوزہ گرا اور ٹوٹ گیا اور مین اُس صورت سے ملول ہوا اور سو رہا صبح اُٹھا اور پھوٹے ٹھیکرون کو اُس دیوار کے نیچے سے دور پھینکدیا اور زمین کو دھو ڈالا تاکہ شراب کی بو جاتی رہے جب دن روشن ہوا حضرت مہربانی کرکے آئے پہلی بات جو فرمائی یہ تھی کہ کوزہ جو تو اوپر کو کھینچتا تھا اُسکی آواز رات کے اندر ہمارے کان مین پہونچی اگر وہ کوزہ نہ ٹوٹتا تو ہمارا دل ٹوٹتا اور ہماری ملاقات تجھسے پھر ہوتی مین نہایت شرمندہ اور منفعل ہوا اور بدل انابت کی اور روئے دل بالکل حضرت کی طرف کیا مخلصان حضرت سے ایک عزیز نے نقل کی کہ جب حضرت سفر حصار اور ملازمت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ سے واپس ہوکر دوسری بار ہرات مین آئے مین راہ سے چلکر ایک مخلص کے گھر اُترے جو دروازہ ملک کے باہر رہتا اور کسب حلال مین مشغول اور خاندان خواجگان علی الخصوص حضرت کے ساتھ اُسے بڑا اخلاص تھا اور اتفاق سے اُس روز ایک گروہ دوستون کا اُسکے یہان مہمان تہا اور اُنکے ہمراہ ایک جوان نہایت صاحب جمال اپنے باپ کے ساتھ حاضر تھا کہ حسن و خوبی مین شہر کے اندر مشہور اور زبانون پر اُسکا مذکور تھا اور کھانا کھا چکے تھے اور دسترخوان بڑھا چکے تھے اور سیر خیابان کا ارادہ تھا جب اُس مخلص نے حضرت کو دیکھا پاؤن پر گر پڑا اور بڑی نیازمندی کی اور حد سے زیادہ تواضع بجالایا چنانچہ مہمان لوگ حیران اور متعجب رہے ہین کسواسطے کہ حضرت کو نہین پہچانا اور اُس مخلص کی موافقت سے ان لوگون نے بھی کسیقدر توجہ کی مگر وہ جوان حسن کا مغرور سر گز جگہ سے نہ ہلا اور حضرت کیطرف کچھ التفات نکی اُس مخلص نے حکایت کی جب حضرت بیٹھے مین سامنے گیا اور زانو زمین پر ٹکائے اور کہا یارون نے ابھی کھانا کھایا ہی اور چولھا گرم ہی جو کھانا مرغوب ہو وہی پخت کراؤن قبل اسکے کہ حضرت ہان نہین کرین وہ جوان کہ سیر تماشا کا خواہش مند تھا اور چاہتا تھا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لیجائین بے ادبانہ بول اُٹھا اس مرد مسافر کے لیے حاضری لے آؤ اب کھانا بڑھ چکا کسیکو فرصت کوئی چیز پکانے کی نہین ہی حضرت نے پہلے تو اُس سے غرور

ملاحظہ کیا اور زان بعد یہ سخن اُس سے سنا آہستہ سے کہا چنانچہ مین نے سُنا کہ ای جوان خوشرو کہ حسن پر بہت مغرور ہے اگر تیرا منھ بھی اس صحبت مین سیاہ نکرودن تو میرا گناہ ہے پس باواز بلند کہا کہ بڑی دور سے ہم آئے ہین اور ہم بھوکھے ہین اور گرم شوربا چاہیے مین اُسیوقت چمچیا اور تھوڑا گوشت اور چاول اور چنے اور باقی مصالحہ وغیرہ لے آیا اور اُس درمیان مین حضرت نے تھوڑا سکوت کیا اور اُس جوان کا دل اپنی طرف کھینچا یکایک مین نے دیکھا کہ وہ جوان بیقرار ہو کر بے اختیار تمام لپکا اور حضرت کے روبرو آیا اور کہا اگر اجازت ہو تو مین یہ خدمت بجا لاؤن فرمایا کہ کون مانع ہے مین نے دیکھا کہ چولھے کے سامنے آیا اور آستین چڑھائین اور دامن کر سے باندھ لیے اور مجھے چولھے کے سامنے سے معذرت کے ساتھ ہٹایا اور آپ بیٹھا آگ جلانے لگا آگ کی گرمی سے منھ اُسکا سرخ ہوگیا اور پسینا آیا اور ہاتھ اُسکے ادھ جلی لکڑیون سے کالے ہو چکے تھے اور کئی بار اپنے ہاتھ سے پسینا منھ اور پیشانی سے پونچھا تھا اور دونون رخسارا اور پیشانی اُسکی سیاہ ہوگئی یاب اور یار لوگ آفتابہ پانی کا لائے اور کہا منھ اپنا سیاہی سے دھو ڈال اُسنے ظرافت کی راہ سے الفور فی السواد اور قسم کھائی کہ یہ سیاہی دور نکرون گا جب تک کہ کھانا حضرت کے سامنے نرکھون جب کھانا حضرت کے سامنے رکھ لیا گیا اور ہاتھ منھ دھوئے اور وضو کامل کرکے آیا اور کمال ادب کے ساتھ آپ کے سامنے بیٹھا اور کھانے مین شریک ہوا اور اُسکو حضرت کے ساتھ علاقہ محبت عظیم پیدا ہوا اور جب تک حضرت ہرات مین رہے ہمیشہ ملازمت کرتا تھا اور حضرت بھی اُسپر نظر عنایت فرمایا کرتے۔ حضرت کے مخلصان سے ایک عزیز نے نقل کی کہ میری حاضری کا سبب حضرت کی خدمت مین یہ تھا کہ مین ایک لڑکی پر عاشق تھا اور میل انتہا کو پہونچا مین بیقرار ہوا اور اس لڑکی کو مجھے نہین دیتے تھے جب حصول مراد سے عاجز ہوا اپنے دل مین ایک فکر کی اور ایک حیلہ بنایا اور جھوٹے گواہ نکاح پر کھڑے کیے اور فکر کو گیا کہ قاضی کے پاس جاؤن دعوی کرون اور گواہ اپنے پیش کرون اتفاقاً وہ قاضی حضرت کی ملازمت مین گیا تھا مین بھی حضرت کی ملازمت مین گیا اور قاضی وہان حضرت کے پاس تھا مین نے اپنا قصہ حضرت کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا کہ ہم درخواست کرتے ہین کہ اس جھگڑے سے تو درگذرے کہ تیری بات سے بوے صدق نہین آتی حضرت کے سخن سے ایک چیز میرے دل مین آئی اور مجھے متغیر کردیا اُسیوقت مین اُس مہم سے درگذرا اور اس جماعت کی مخاصمت قطع کردی حضرت تاشکند کے ارادہ سے سوار ہوئے اور سواری کے وقت میری طرف ایک نظر کی کہ آتش میرے تن بدن مین لگ گئی ہر چند چاہا کہ توقف کرون مگر نہو سکا بے اختیار فریادین میرے دل سے نکلتی تھین پہلے تعلق کا قصہ فراموش کیا اور یہان کا تعلق جانسوز واقع ہوا ایک بڑی بجلی گری تھی نہایت گرمی محبت سے موزے اپنے مین نے اُتار لیے کہ ننگے پاؤن اُس برف مین حضرت

پیچھے دوڑتا گیا یہان تک کہ تاشکند پہونچا حضرت اپنے حجرہ مین بیٹھے تھے مین پہونچا آگ جل رہی تھی اشارہ
کیا کہ گرم ہو اور آپ باہر گئے اُس تاریخ سے حضرت کی ملازمت مین آرام کیا اور ہرگز دغدغہ دوسرے
تعلق کا خاطر مین نگذرا اور بالکل خلاص ہوا۔ محبان حضرت سے ایک عزیز نے نقل کی کہ مینے پیشتر اس سے
کہ مین حضرت کی ارادت اور ملازمت سے مشرف ہون دل گرفتار حسن ایک صورت کا اور ایک جوان
صاحب جمال سے تعلق محبت مستحکم تھا جب حضرت کی صحبت مین پہونچا اُس صحبت کے اثر سے تعلق
خاطر بالکل میرے سینہ سے جاتا رہا اور اُسکے بجاے دل گرفتار حضرت ہوا ایکبار تاشکند مین حضرت کے
سامنے مین بیٹھا ہوا تھا اُس جوان کی صورت خاطر مین لایا دفعۃً میری طرف متوجہ ہوے اور نام اُس
جوان کا لیا اور فرمایا کہ اُسکے سر د کار کو تمنے برہم کر دیا اور اُسکا علاقہ قطع کر دیا اُسکو تو یاد کیا کرتا ہی
حالانکہ اس صورت پر کسیکو اطلاع نہ تھی اس بات کا مشاہدہ زیادہ یقین حضرت کا سبب ہوا ایک عزیز
نے محبان سے حکایت کی کہ جمعہ کے روز مین جامع مسجد گیا تھا باہر آنے کے وقت خدام حضرت کے ایک
جماعت سے مین ملازمین سے ایک نے یارون کی دعوت بازار کے طعام پز کی ایک آش پکانے والے کی
دوکان پر ہم گئے اتفاقاً خوش منظران بادشاہ سے ایک جماعت دکان مین تھی بہت صاحب جمال اور
عجیب وغریب شکل وشمائل اُنکی تھی۔ مینے یارون سے کہا کہ اسکی طرف تم کیون نہین دیکھتے یارون نے
کہا یہ امر خلاف شرع ہی ہین تو اُسکی طرف کیا دلالت کرتا ہی مین نے کہا اگر بنظر شہوت ہو تو نامشروع ہی
لیکن اگر شہوت سے پاک ہو تو کیا پرواہی اور نظر بن پڑین اور نظارہ ہوے جب کہ حضرت کی مجلس مین
ہم پہونچے فرمایا کہان سے آتے ہو مین نے کہا جامع مسجد سے فرمایا ہمیشہ مت کہو عادت باعث جامع مسجد
جانے کی ہی اور حضرت سے نشان غصہ کا ظاہر ہوا فرمایا آش پز کی دکان جاتے ہو اور جوانان صاحب
جمال پر نظر کرتے ہو بعضے تم سے کہتے ہین کہ نامشروع ہی اور بعضے تاویل کرتے ہین کہ اگر نظر شہوت سے
پاک ہی تو مضائقہ نہین ہی اس اثنا مین میری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ مین نظر بے شہوت نہین
کر سکتا تم کہان سے پیدا ہوے کہ نظر بے شہوت کرو۔ بعض مخدوم سے سنا گیا کہ حضرت نے فرمایا سوبا
جگر خون ہوتا ہی تب سلامت صاحب جمال سے گذرتا ہون بعض اصحاب عزیز سے مسموع ہوا کہ ایکدن
حضرت تاشکند مین مراقب بیٹھے تھے اور ایک گروہ مخلص اور مخصوص لوگون کا اُس مجلس مین مراقبہ
کر رہا تھا اچانک حضرت نے سر اُٹھایا اور آثار تنفر اور توحش کے بشرہ مبارک آنحضرت سے ظاہر ہوے
فرمایا ابھی ایسا ظاہر ہوا کہ ایک بڑی کُتیا دودھ بھری چھاتیون سے پیدا ہوئی اور نو پلے اُسکے ساتھ میری
مجلس مین آئی حضرت اسی سخن مین تھے کہ دور سے دس آدمی نمایان ہوے اور وہ مولانا علی توشچی کو شاگرد

ساتھ تھا کہ حضرت کی ملاقات کو آیا تھا جب صحبت مین مجھے حضرت نے طعام کا بہانہ کیا جلد اُٹھے اور حویلی مین گئے اور اُنکے لیے کھانا باہر بھیجا جب وہ جماعت گئی حضرت باہر آئے۔ ایک روز خراسان کا ایک شخص جسکو قطب سیف الدین کہتے تھے حضرت کی مجلس شریف مین آیا اور وہ ایک فاسق تھا باعلان اور دائم الخمر کہ عقائد فاسد رکھتا تھا اُس کبھی حضرت کی نظر سے نگذرا تھا جب بیٹھا حضرت نے اُسکو جھڑک کر مجلس سے نکالدیا خدمت میر عبدالاول اُس مجلس مین حاضر تھے دل مین سوچے کہ ایک مرد مسافر اخلاص اور نیازمندی سے ملازمت مین آیا اگر اُسکو سختی سے نہ نکالتے تو کیا ہوتا حضرت کو اُسکے خطرہ پر اشراق ہوا اور اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اُس شخص کا نکالنا اسوجہ سے تھا کہ وہ میری نظر مین سگ بچہ دکھلائی دیا بچۂ سگ کے ساتھ بہتر اس سے معاملہ مین نہین کرسکتا میر عبدالاول نے بعد ازان حقیقت حال اُسکی معلوم کی اور اُسکے فسق و فجور اور دائم الخمر ہونے اور اُسکی اباحت اور اُسکے عقائد کی قباحت پر آگاہ ہوکر جانا کہ سبب اُسکے نکالدینے کا وہ تھا کہ اُسکو بصورت اُسکی صفت کے دیکھا تھا۔

رشحہ حضرت فرماتے تھے کہ اس اُمت مین مسخ صورت مرتفع ہو لیکن مسخ باطن واقع ہو اور علامت مسخ باطن کی وہ ہو کہ صاحب کبیرہ کو ارتکاب کبائر سے باطن مین الم اور تاثر نہو اور خائف اصرار کرنے سے فسق اور فجور پر اُس مرتبہ کو پہونچا ہو کہ جب کبیرہ اُس سے صادر ہو بعدہ اُسکے باطن مین ندامت اور ملامت پیدا نہو اور اگر اُسکو تنبیہ کرین قساوت اور سخت دلی اُسکی ایسی ہو کہ متنبہ نہو خدمت میر عبد الباسط ولد بزرگوار حضرت سید تقی الدین محمد کرمانی علیہ الرحمہ نے نقل کی ہو کہ جس زمانہ مین حضرت نے التفات فرماکر چاہا کہ صاحبزادی اپنی کو میرے بھائی عبداللہ کے عقد مین لاوین تو والدہ سید عبداللہ اُس عقد مین کسیقدر مضائقہ رکھتی تھین حضرت سید نے فرمایا کہ مضائقہ کا محل نہین ہو اس سعادت کو غنیمت جانو والدہ نے چاہا کہ اپنے دل کے اطمینان کے لیے حضرت کا امتحان کرین دس خوان شیرمال روغنی میدہ کے اور اُنمین دس بڑی قتی یعنے ڈبے حلواے ترنجبین کے اور اسی خوان معری سب ایک رنگ اور ایک نقش کے لگاکر حضرت کے پاس بھیجے اور ان خوانون مین سے ایک کو اور اُن قوتیون سے دوسرے کو پوشیدہ اُنکے خادمون سے کیا اور دل مین سوچ لیا کہ حضرت کو چاہیے کہ اس خوان کو اپنے سامنے منگائین اور اُسمین سے ایک نان توڑین اور کچھ تناول کرین اور فلان قوتی طلب کرین اور تھوڑا اُسمین سے حلوا چکھین پس وہ خوان نان کا اور اُس قوتی حلوا کو الگ ہمارے واسطے بھیدین اور باقی نان اور حلوا حاضرین کو بانٹ دین۔ جب خادمون نے خوان حضرت کی مجلس مین رکھے ہین حسب اتفاق حضرت اُسدن تعمیر کے کام پر تھے اور بہت آدمی گارے مٹی کے کام مین لگے ہوئے تھے جب حضرت کی نظر مبارک اُن خوانون پر پڑی دو خوان اُنمین سے اپنے سامنے

منگائے اور دونون کو کھولا اور اُس خوان نشان دار سے ایک ٹکڑا نان کا توڑا اور دو تین لقمہ کھائے اور دوسرے خوان سے وہ توقی نشان دار اُٹھائی اور سر اُسکو لگر تھوڑا حلوا تناول کیا اور اُس خوان خاصہ کیطرف اوسا اشارہ فرمایا کہ دونون کو دسترخوان مین لپیٹ کر ایک خادم کے ہاتھ جو اُس حرم کا محرم تھا والدہ میر عبد اللہ کے لیے بھیجین اور باقی نان وحلوا حضرت کے سامنے حاضرین کو تقسیم کر دیا جب والدہ میر عبد اللہ نے یہ کرامات دیکھی مضطرب ہو کر اُس نسبت کے کر دینے مین اہتمام کیا اور اُسی دن انجام کو پہونچی ـــ واضح ہو کہ امیر نظام الدین کے حضرت کی دختر سے تین پسر اور دو دختر تھین لڑکون مین سے اول خواجہ عبد السمیع کہ میرزا خاوند مشہور تھے اور سلطان حسین میرزا انار اللہ برہانہ کے زمانہ مین ہرات مین شہید ہوے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کے تخت مزار پر مدفون ہین ـــ دوم خواجہ عبد اللہ کہ دوست خاوند معروف تھے ـــ سوم عبد الوالی کہ خواجہ شاہ مشہور تھے چہارم امیر ظہیر الدین محمد پنجم امیر طاہر الدین محمد مولانا برہان الدین محمد ولد مولانا کلان زیارتگاہی علیہ الرحمہ نے نقل کی کہ حضرت شیخ شاہ کی ملاقات کو زیارت گاہ مین آئے اور جب شیخ کے گھر سے باہر آئے مولانا عبد الرحمن اور مولانا ابو المکارم میرے بڑے بھائی آگے آئے اور ہر ایک نے حضرت سے التماس کی کہ حضرت اُنکے مکان پر چلین حضرت نے مجھسے فرمایا تو کس واسطے نہین کہتا اور ہمین گھر لیجانے کی مروت نہین کرتا مین نے کہا کہ یہ آرزو میرے دل کی نہایت قوی ہو لیکن بڑے بھائیون کے سامنے گستاخی نہین کرتا فرمایا ہم تیرے گھر چلتے ہین جب تشریف لائے فرمایا کہ دو من آٹے کا تتماج پینے آش پکواؤ اس سے زیادہ نکرو فرمانبرداری کے سبب ویسا ہی مین نے کیا علما اور صلحا اور فقرا گانون کے جب واقف ہو گئے کہ حضرت میرے مکان پر تشریف لائے ایک ہی دفعہ آنے شروع ہوئے اور عزیزون سے دو بڑے صفہ بھر گئے فرش بچھا دیے کہ سب آدمی بیٹھین جو گھر کے اندر نہ سمائے دالان کی دکانون مین اور گھر کے باہر بیٹھے اس محل مین مجھے خطرہ گذرا کہ یہ سب بزرگ لوگ موجود ہین اور حضرت نے دو من آٹے کا کھانا پکانے کو حکم دیا اور تاکید کردی کہ زیادہ نکرنا اب کیا علاج کرون حضرت کے خلاف امر کر نہین سکتا اور جرارت نہین کہ اس بات کو ظاہر کرون اور اجازت چاہون کہ اور آٹا گوندھواؤن اور بہت سا کھانا تیار کرون کہ کثرت عظیم ہو گئی ہو اور مجھے بڑی شرمندگی ہوگی اسی رنج وغم مین تھا کہ حضرت نے سر اُٹھایا اور فرمایا سخن وہی ہو جو تمنے کہا ہو اُسی سے موافقت کرو اور زیادہ کا اندیشہ نکرو مین گیا جو پکایا تھا ایک بڑے طغار مین ڈالدیا اور کاسے کاسے اور طبق کے طبق اُس کھانے سے بھرتا تھا اور باہر بھیجتا تھا یہان تک کہ تمام دو صفہ اور گھر کا صحن تتماج کے کاسہ اور طبق سے بھر گیا اور ہمسایہ کے گھرون سے اور اہل محلہ کے مکانات سے خالی کاسے اور طباق مانگ لائے اور اندر باہر کے سب حاضرین نے کھانا سیر کر

کھایا اور کاسطبق والون کے بھی کھانا گیا اور یہ کرامات بھی کھلی کہ اکثر لوگ آپ پر مطلع ہوئے اور سب کو حسن
عقیدہ حضرت کے ساتھ زیادہ ہوا۔ ایکبار حضرت تاشکند گئے اور بہار کی فصل کا آغاز تھا صبح کے وقت
کنارہ آب پرک کے پہونچے اور رات کو اُسی تالاب کے قریب ایک مخلص کے گھر اُترے اُس مخلص نے
حکایت کی کہ جب رات زیادہ آئی اور سونے کا وقت ہوا حضرت نے مجھے کہا کہ تو ہمارے ساتھ اس گھر مین
سو رہ اور مین نے اس مکان مین دور تر حضرت سے ایک جگہ پسند کی حضرت سو گئے آدھی رات کا وقت تھا
کہ آپ پکارے فلانے سوتا ہی یا جاگتا مین نے کہا بیدار فرمایا جلدی کر اور جو اسباب اس گھر مین ہو باہر نکال
اور آپ باہر گئے اور جو کوئی اُس حوالی مین سو رہا تھا اُسکو بیدار کر کے بڑے اصرار سے کہا کہ بہت جلد اسباب
اور سواریان اپنی میرے پیچھے لاؤ اور آپ اُس گھر سے ایک تیر کے پلے پر دور ہوئے اور اونچے پر ٹھہرے
اور مین تمام اصحاب اور خدام کے ساتھ بوجہ حسن اعتقاد کے کہ حضرت کے ساتھ تھا جلد تر گھوڑون
اور اسباب سمیت حضرت تک پہونچا اور بعضے آدمی کہ مذبذب خاطر تھے متحیر اور متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہو کہ حضرت
نے آدھی رات کے وقت یارون کی نیند خراب کی اور ایک جماعت نے اُٹھنے مین سستی کی ایک ہی بار دیکھا
کہ بڑا سیلاب آپہونچا کہ اُس مدت مین کسی نے اُس ملک کے باشندون سے سیلاب اس عظمت کے
ساتھ نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا اور وہ مکان جسمین حضرت نے آرام کیا غرق آب ہو گیا اور جو سواری اور
اسباب کہ لوگون کے اہمال اور کسل سے رہگیا تھا اُس شب کو پانی بہا لیگیا اور بہت آدمیون کو پانی کھینچ
لیگیا اور بڑی محنت سے اُنھون نے ڈوبنے اور مرنے سے نجات پائی اور اُس سرزمین کو اُس سیلاب
نے بہت ویران کر دیا اور اس صورت کے مشاہدہ سے یقین حاضرین کو حضرت کی نسبت حاصل ہوا۔
شیخ عیان ولد شیخ بیان کہ گازرون کے گروہ خطیب سے اور طالب علم پرہیزگار تھے عراق سے خراسان آئے
اور چند روز ہرات مین رہے بعد ازان سمرقند آئے اور ایک سال چند مہینے حضرت کے شرف آستان بوسی سے مشرف رہے
وہ کہتے تھے کہ ایام بہار مین تاشکند کی طرف مائل ہوئے اور مجھے اجازت دی کہ ملازمت مین گیا جب آب
پرک کے کنارہ پہونچے موقع پانی کے طغیانی کا تھا اصحاب نے بیڑا یا گھنائی باندھی اور اُسپر بیٹھے اور ایک ایک پانی سے
گذرتے تھے حضرت نے بھی ایک گھنائی اختیار کی اور اُسپر بیٹھے اور مجھے بھی اپنے ساتھ اُسپر بٹھا لیا اور روان ہوئے جب
ندی کے منجدھار مین پہونچے اچانک گھنائی کے بند ڈھیلے ہو کر ٹوٹ گئے اور مین نے دیکھا کہ بندھون کو
پانی بہا لیگیا اور جڑے ہوئے بانس الگ ہونے شروع ہوئے ڈوبنے کا خوف میرے اوپر غالب ہوا اور
مین مضطرب اور بیقرار ہوا اسواسطے کہ پیرا کی نہین جانتا تھا اور پانی بہت تیز جاتا تھا اور ندی کے کنارہ تک
فاصلہ ایک تیر کے پلہ پر تھا اور حضرت بیفکر تھے اور کوئی تردد انکو نہ تھا جب میرا اضطراب دیکھا ایکبار لفظ مبارک اللہ کا

بلند اور ہیبت کے ساتھ زبان مبارک پر لائے چنانچہ مین لرز گیا از ان بعد مین نے دیکھا کہ وہ بانس سب جمع ہونے
شروع ہوئے چست اور مستحکم ہو گئے جو پہلے سے بہتر تھے اُسوقت تک کہ ہم کنارہ پہونچ گئے حضرت نے
مجھسے کہا اُٹھو اور نکل آ مین نے چستی کی اور کنارہ پر اُتر آیا اور مین دیکھا تھا کہ حضرت تمکین تمام کے ساتھ اُس گھاٹی
سیدھے کھڑے ہوئے پھر پانی کے کنارے پر قدم رکھا جیسے حضرت نے پاؤن گھاٹی سے اُٹھایا ویسے ہی بانس ایک دوسرے
سے الگ ہو گئے علما متقی سے ایک عزیز مولانا محمد بن مولانا سیف الدین نام کہ مولانا نظام الدین شہید سے قرابت
انکو تھی اور راقم این حروف ہرات مین اُنکا ہمسایہ اور کبھی کبھی استفادہ علوم کا اُنسے کرتا تھا ایکبار رمضان کے مہینے
مین بیمار ہوئے تھے اور بہت ضعف ہو گیا تھا اسقدر کہ دوسرے کی مدد بغیر کروٹ نہین بدل سکتے تھے اور اولاد اور
اصحاب یا در شاگرد اُنکے اسید توڑ چکے تھے اور تجہیز اور تکفین کی تیاری کر رہے تھے یہان تک کہ ایک روز اُنکو ضعف
نہایت درجہ تھا اور سختی مرض کی انتہا کو پہونچی تھی اتفاقا وہ جمعہ کا دن تھا اور بعضے لڑکے مسجد جامع مین
گئے تھے اور بعضے تجہیز و تکفین کے انتظام مین تھے اور ہر شخص ایک کام مین لگا ہوا تھا یہان تک کہ دوپہر ہو گئی
اچانک کسی ایک شخص نے دروازہ تخانہ کا کھٹ کھٹایا مرد کوئی موجود نہ تھا ایک لونڈی پیچھے سے آئی اور ایک جوان دیکھا
سرخ رو سرخ مو قد اور سپاہیون کی صورت گھوڑے سے اُترا مُنھ ہاتھ گرد آلودہ کہا در دراز راہ سے حضرت مولانا
کی عیادت کو آیا ہون کنیز اُسکے تئین اندر ہو لائی اور وہ گھوڑے کے سامنے گئی مولانا نے آنکھ کھولی ایک جوان
دیکھا کہ سفر کے آثار اُسکی صورت سے ظاہر تھا اشارہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا کہ مین
ملازمان خواجہ عبید اللہ سے ہون اور حضرت نے مجھے تمھاری عیادت کے واسطے بھیجا ہو اور صحت کی بشارت دی
اور مین نے صبح کی نماز سمرقند مین حضرت کے ساتھ پڑھی ہو اور یہ بات ٹھہر گئی ہو کہ مغرب کی نماز اُسی جگہ
ادا کرون اور حضرت کی ملازمت مین روزہ افطار کرون خدمت مولوی نے اُس سے جو یہ بات سُنی فوراً
اپنے مین قوت اور کیفیت معلوم کی بلا مدد اپنے بچھونے پر بیٹھ گئے اور اُس جوان نے ہاتھ بڑھا کر تھوڑا شربت جو
طاق مین تھا اُسے اُتار کر اور ایک پیالہ شربت بنا کر اُنکو پلا دیا پھر رخصت ہو کر باہر گیا اور گھوڑے پر اپنے
سوار ہو کر تیز ہانکا اور نظر سے غائب ہوا اور جب وہ جوان سپاہی خدمت مولوی سے ملاقات اور بات چیت
کر رہا تھا والدہ فرزندان اُس کمرہ مین جو اس کمرہ کے قریب تھا گفتگو سن رہی تھی جب وہ جوان چلا گیا وہ اُنکے
پاس آئی اور اُنکو صحت اور قوت کے ساتھ بستر پر بیٹھا پایا اور شربت کا پیالہ اُنکے سامنے زمین پر دیکھکر حیران اور
متعجب ہوئی اور صورت حال پوچھی اُنھون قصہ سب کہ سُنایا اور اُس دن کی نماز عصر کی کھڑے ہو کر پڑھی اور
دو تین دن بعد صحت کامل پا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور درس تدریس پر لگ گئے ایک عزیز نے حضرت کے اصحاب سے جو
ہرات مین رہتا تھا یہ قصہ مجھسے سنا کہا ایک شخص اس نشان کا کہ خدمت مولوی کہتے ہین حضرت کے ہکارون مین

دیکھا ہو گروہ ہمیشہ امور دنیوی کے سرانجام مین حضرت کے مشغول رہتا ہو اور اس حالت کی سی امید کوئی اُن
سے نہین رکھتا — اول مرتبہ بہ فقیر خواجہ کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ کے
ساتھ ولایت قرشی مین شرف آستانہ بوسی حضرت سے مشرف ہوا اور چند روز خدمت اور ملازمت
حضرت مین حاضر رہا اکثر اوقات مجلسون کے درمیان فقیر سے خطاب کرتے کہ تو خراسان کیون نہین جاتا جا
کہ تیرے ماں باپ مجھے تشویش دیتے ہین اور مین اس خطاب سے شرماتا تھا تا آنکہ جب خدمت خواجہ کلان کو
خراسان واپس جانے کی اجازت دی مجھے بھی والدین کی خدمت مین واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ
خراسان جلد جاؤ کہ ماں باپ تیرے مجھے تشویش دیتے ہین اور یہ سخن مکرر فرمایا بتعمیل امر حضرت خواجہ کے
ساتھ سمرقند سے بخارا کو روانہ ہوا یہ چند روز وہان ٹھہرے اور فقیر حضرت کے حکم کی تعمیل کے لیے جلد
خراسان کو روانہ ہوا اور جب والدین کی خدمت مین پہونچا حضرت کی وہ بات جو کئی مرتبہ فرمائی تھی کہ فلانے
خراسان جا کہ تیرے ماں باپ مجھے تشویش دیتے ہین عرض کی باہم دیکھنے لگے اور بہت روئے اور کہا ایک سچا
نشان ہو کس واسطے کہ ہم ہر نماز فرض کے بعد حضرت کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور گریہ وزاری کے ساتھ
تجھے حضرت سے طلب کرتے تھے اور کہتے تھے یا حضرت خواجہ ہمارے فرزند کو ہمارے پاس بھیجدو اور دوسری مرتبہ کہ
حضرت کے حریم واجب التعظیم کی نیت باندھی مین نے والدین سے بگریہ وزاری التماس کی کہ پھر مجھے
حضرت سے طلب نکیا اور حضرت پر چھوڑ دو جب آستانہ بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اُس مدت مین ہرگز
کبھی وہ الفاظ زبان مبارک پر نلائے اور خراسان جانے کا اشارہ نکیا — حضرت کے محبان مخلص سے ایک عزیز
نے نقل کی ہو کہ سمرقند مین چار مہینے ایک غلام میرا غائب رہا اور دنیا سے وہی ایک غلام میری قسمت کا تھا
سمرقند کے گرد نواح مین کوئی جگہ نہین تھی کہ بار بار مین وہان نہین گیا اور جستجو نہین کی ہرچند مین سعی کرتا تھا بہار و
جنگل ناپتا تھا لیکن کوئی نشان اُسکا نہین ملتا تھا نہایت حیران اور ناچار ہو گیا کہ وہ غلام میرے ہاتھ پانو
تھا اور اُسکی مجھے بہت احتیاج تھی اور پریشان مین پھرا کرتا دفعۃً ایک صحرا مین حضرت سوار ملے اور اصحاب
اور موالی کی ایک جماعت اُنکی ملازمت مین تھی مین نہایت اضطرار کے ساتھ آگے بڑھا اور حضرت کے گھوڑے کی باگ
پکڑ کے بڑی نیازمندی کے ساتھ واقعہ حیرانی اور گمم بات کا اپنا عرض کیا اور کہا میری مشکل حضرت ہی آسان کرینگے فرمایا
ہم گنوار آدمی ہین ہم ان باتون کو کیا جانیں ڈھونڈھنا چاہیے تا کہ وہ ملجاوے اور مین اُسیطرح الحاح اور اصرار
اور تضرع وزاری کرتا رہا اور نہایت ناچاری سے اپنے غلام کو حضرت سے مانگتا تھا اسوجہ سے کہ مین نے سنا تھا
کہ اولیاء اللہ کو اُسکے مثل تصرفات ہوتے ہین کہ کھوئے ہوئے کی خبر دیتے ہین بلکہ غائب کو حاضر کر دیتے ہین ہرچند حضرت
اس بات کو اپنے سے بعید کرتے تھے لیکن حضرت کے گھوڑے کی باگ نہ چھوڑی چونکہ مین نے حضرت کو از حد جا بیجا

بنایا تھا تو کوئی علاج نہ دیکھا تھوڑی دیر سکوت کیا پھر فرمایا اس گانون مین جو سامنے نظر آتا ہی کبھی تلاش کیا ہی
مین نے کہا بار ہا گیا ہون اور تلاش کی اور محروم پھر آیا فرمایا پھر تلاش کرو کہ پاؤگے اور اپنا گھوڑا تیز ہانکا اور مین
اُس گانون کو چلا جون ہی گانون کے کنارے پہونچا غلام کو دیکھا کہ گھڑا پانی سے بھر کے اپنے سامنے رکھا ہی متحیر و
متفکر اپنی جگہہ چپ کھڑا ہی جب میری نظر اُس پر پڑی بے اختیار مین چلایا کہ ہی غلام اتنی مدت تو کہان تھا وہ بولا
کہ مین تمھارے گھر سے نکلا ہی تھا کہ ایک شخص نے مجھے بہکایا اور خوارزم لیگیا اور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالا اور اُسکی خدمت
مین رہتا تھا جنے کہ آج اُسکے یہان ایک مہمان آیا تھا مجھسے کہا کہ ایک گھڑا پانی بھر لا کہ کھانا تیار کرون مین گھڑا لیکر
پانی بھرنے آیا اور بھرا اور جب پانی نکالا تو اپنے تئین یہان موجود دیکھا اور نہایت حیرت اور دہشت سے چپ اپنی جگہہ
رہا مین نہین جانتا کہ یہ صورت خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین ـ مین سمجھا کہ یہ ایک تصرف ہی کہ حضرت سے ظہور مین آیا
ہی اس حال کے مشاہدہ سے میرا حال متغیر ہو گیا فی الفور غلام کو آزاد کر دیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور
یہ صورت میرے پہونچنے کی حضرت کی خدمت مین ہوئی اگرچہ حضرت بوجہ اسکے کہ سلاطین مانع ہوئے اور ائمہ دین نے
فتویٰ دیا سفر حج کے جانے سے ممنوع تھے اور بظاہر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وکرامۃ نہین گئے لیکن خدمت میسہ
عبدالوہاب شیخ الاسلام عراق کئی بار نقل کرتے تھے کہ مکہ مین حضرت شیخ عبدالمعطی کی ملازمت مین پہونچا تھا جو بعد
حضرت قطب العارفین شیخ عبدالکبیر یمنی قدس سرہ کے کہ مقتدائے اہل حرم اور مرجع عالمان علم شریعت و طریقت
تھے ایک روز حضرت کے مناقب اور خصائل سے کسیقدر شیخ عبدالمعطی سے کہنے لگا فرمایا حاجت تعریف اور توصیف
کی نہین ہی مین نے حضرت سے یہان بہت صحبت رکھی ہی اور ملازمت بھی کی ہی اور کھڑے ہوئے اور اسقدر خصوصیات
اور حسن عادات حضرت کے بیان کیے کہ وہ سزاوار اسکے تھا کہ برسون حضرت کے مصاحب رہے ہین بعضے ثقات معتبر نے
حضرت مولانازادہ فرکتی سے نقل کی جو خدمت مولانا نظام الدین علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور حضرت مولانا کی وفات
کے بعد اُنھون نے حضرت کی بہت ملازمت کی ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ ایک دن حضرت کے ساتھ مین ایک
موضع سے دوسرے موضع مین جاتا تھا اتفاق سے جاڑے کی فصل تھی اور دن بہت ہی چھوٹا ہوتا تھا راستہ مین
عصر کی نماز پڑھی اور بالکل شام ہو چلی تھی اور دھوپ مین زردی آگئی تھی اور ابھی منزل دو شرعی راہ ہی اور
اُس صحرا مین کوئی پناہ اور آرامگاہ نہ تھا مجھے خطرہ ہوا کہ بیوقت ہو گیا اور راہ خوفناک اور ہوا سرد اور مسافت
بعید ہی اب کیا ہوتا ہی حضرت تیز گھوڑے کو چلاتے تھے جب بہت یہ خطرہ دوبارہ آیا اور غلبہ اُسنے کیا منھ پھیر کر
فرمایا مت ڈرو اور تردد نکرو اور تیز چلو ممکن ہی کہ ابھی پورا آفتاب غروب نہوگا کہ منزلِ مقصود کو ہم پہونچینگے یہ فرمایا
اور گھوڑے کو ایک چابک مارا اور بہت تیز ہانکا اور ہم بھی حضرت کے پیچھے تیز ہانکتے تھے اور ہر دم آفتاب کو مین دیکھتا
تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایسا ہی آفتاب افق کے کنارہ ٹھہرا ہوا ہی کسیطرح کا غروب نہین کرتا اور اسکی شتابی

ہو گیا اُسے کسی نے میخ سے جڑ دیا ہے یہان تک کہ اُس گانوٴن کی چاردیواری کے قریب ہم پہونچے اُس وقت دفعۃً آفتاب ایسا غائب ہوا کہ کوئی نشان سرخی اور سفیدی شفق کے جو غروب کے بعد ہوتی ہے باقی نرہا اور تمام گیاہ سبکی تاریک ہو گیا اسقدر کہ رنگ اور شکل نہین دکھائی دیتی تھی حیرت اور ہیبت مجھپر غالب آئی اور مجھے یقین ہوا کہ وہ تصرف تھا کہ حضرت نے دکھلایا آخر مین بیطاقت ہو گیا گھوڑا اُٹھایا اور حضرت کے نزدیک چلایا اور کہا کہ میرے خواجہ بتہ جلد فرمائیے کہ یہ کیا اسرار تھا جو مین نے دیکھا فرمایا کہ یہ طریقت کے شعبدون سے ہے

فصل سوم اُن کرامات اور مقامات کے ذکر مین کہ اولاد اور اصحاب کامل نے حضرت سے مشاہدہ کیے تھے اور نقل کیے اور سرنقل کے بیان مین تھوڑا سا احوال نقل کرنے والے کا مجملاً مذکور ہوگا

حضرت خواجہ کلان جو مشہور خواجگان خواجہ رحمۃ اللہ ہین فرزند اول حضرت کے تھے اور انواع علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ اور دانشمند اور بحر تھے اور علوم عقلی و نقلی مین درجہ کمال انکو تھا اور علوم کتاب و سنت کے حقائق کے اندر ایسے باریک بین اور تیز نظر تھے کہ کوئی دقیقہ اُنکی نظر حقیقت بین پر پوشیدہ نرہتا تھا اور علاوہ تبحر علوم ظاہری کے حضرت کی نسبت باطنی سے بہت بہرہ مند تھے اور بعضے مخدوم جو ہمیشہ اُنکی ملازمت مین رہے تصرفات اور خوارق عادات اُنکے سے حکایت کرتے تھے حضرت خواجہ کلان کی بہت تعظیم اور توقیر کرتے تھے اُس سے زیادہ کہ باپ بیٹون کی کرتے ہین ایک دن محلہ خواجہ کفشیر مین مشاہدہ ہوا کہ حضرت احاطہ ملایان کے حجرہ مین تھے دوپٹہ ریشمی شیر شکر کا باندھے بے تکلف بیٹھے تھے اور بعضے خاص اصحاب اور خدام ملازمت مین تھے دفعۃً کوئی خبر لایا کہ خدمت خواجہ کلان آتے ہین اور وہ ان دنون ورسین خاصہ موضع مین تھے اور وہ شہر سے دو شرعی دور تھا اور دو تین مہینے مین ایکبار حضرت کی ملازمت مین آیا کرتے تھے اُس کینہ و عناد کے سبب کہ اُنکا اور خدمت خواجہ محمد یحیی چھوٹے بھائی کے درمیان تھا جب حضرت نے سُنا کہ خواجہ کلان آتے ہین فرمایا کہ پگڑی اور مرزئی اور موزے میرے لاؤ تب دوپٹہ سرمبارک سے اُتارا اور پگڑی باندھی اور موزے چڑھائے اور مرزئی پہنی اور اُٹھے اور چند قدم خواجہ کلان کے استقبال کو گئے پھر خواجہ کو حجرہ مین لائے اپنے پاس سب اصحاب سے بالاتر بٹھلایا اور ایک گروہ علما اور موالی سمرقند کے بھی خواجہ کے ہمراہ آئے بعد اسکے کہ تھوڑی دیر سکوت کیا حضرت نے خواجہ کلان سے کہا سخن کہو اور فائدہ دو خواجہ کلان نے تواضع کی اور حضرت نے تفسیر قاضی اُٹھائی اور کھولی اور ایک آیت مین گفتگو شروع کی اور خواجہ کلان نے اُس آیت مین بہت سے اقوال علمائے ظاہر اور حقائق اہل باطن کے بیان کیے چنانچہ سب دانشمند حاضر اُنکے استحضار اور تبحر سے متحیر ہوئے بعد ازان خوان طعام لائے اور جب فارغ ہوئے ایک لحظہ بعد خواجہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت نے چند قدم مشایعت کی اور

بچے پہنچے گئے اور موزے اُتارے اور دوپٹہ باندھا ایک روز حضرت محلہ کفشیر سے خواجہ کلان کی پرسش کی عزیمت سے درمین
کی طرف گئے اور فقیر پیدل اکیلا پیچھے سے روانہ ہوا اور راستہ بھولا اور سرگردانی اُٹھائی اور اُس رات رستہ مین رہا دوسرے
دن درمین پہونچا حضرت دوسرے گانوں کو تشریف لیگئے تھے لیکن وہان خواجہ کلان کی شرف ملازمت حاصل ہوئی
اور اُنھون نے اس سے پیشتر اس فقیر کا نام سنا تھا اور والد علیہ الرحمہ کی بعض تصنیفات دیکھی تھین جب فقیر کو
دیکھا نہایت مہربانی کی اور والد کا حال پوچھتے رہے اور فرمایا مین نے سنا ہی کہ اُنکے وعظ کی تاثیر بہت ہی خواہ عام
یا خاص اور دقائق تفسیر اور حقائق تاویل مین بے نظیر اور بے عدیل ہین یہ باتین ہونے لگین تقریباً آیۂ یا نارُ کونی
برداً و سلاماً علیٰ ابراہیم مین بیان شروع کیا اور اقوال علماء ظاہر و باطن کے بہت بیان کیے اور حکماء کی تاویل
کہ وہ کہتے ہین مراد نار سے آتش غضب نمرود تھی اور اُسکا برد ٹھنڈا ہونا اُسکے نائرۂ غضب کا ہی اُسکو رد کیا اور
نیز مقدمات معقولہ حکماء سے ثابت کیا کہ وہ آگ عنصری تھی کہ برودت اُسکی ماہیت کو عارض ہوئی اور اس بیان
معنی کے اثنا مین اسقدر سخنان دقیق اور اقوال اہل تحقیق کے بیان کیے کہ اگر کوئی اُسکو لکھتا تو اُسکا ایک
رسالہ بن جاتا بعد ازان فقیر کو تین شبانہ روز اپنے پاس رکھا اور سونے کے وقت کے سوا اکیلا نچھوڑا اور ان
شبانروزی مین حسب ظاہر و باطن التفات کرتے تھے اور عنایات فرماتے اور خلوات مین حضرت کے آداب اور
ملازمت کے شرائط کی اشارت کرتے اور اس گروہ عالی کے طریقہ کے دقائق سے بہت نکتہ باریک بیان
فرماتے تین روز بعد فقیر کو رخصت کیا اور سوار محلہ خواجہ کفشیر مین واپس بھیجدیا اور یہ خواجہ شاہ بخت خان کے
ظہور اور استیلای ازبک مین سمرقند سے اندجان کیطرف بھاگ گئے اور وہان انتقال کیا پھر انکو جانب تاشکند سے
لائے اور حضرت شیخ ابوبکر قفال شاشی قدس سرہ کے مزار فائض الانوار مین نزدیک قبر خدمت مولانا
نظام الدین خاموش کے دفن کیا - خدمت خواجہ کلان فرماتے تھے کہ شروع احوال مین جب کہ حضرت
تاشکند مین رہتے تھے ایکبار پھوپھی نے خواہش کی کہ قرابت دار ضعیفہ ہمسائی بیمار کی عیادت کرین حضرت نے
فرمایا کہ عیادت ضرور نہین اور منع کیا ازان بعد فرکت چلے گئے پھوپھی نے حضرت کے جانے کے بعد دو تین روز
گذرے کہ اُس ضعیفہ کی عیادت کا قصد کیا اور اپنے دل مین کہا کہ حضرت فرکت گئے ہین ایک لحظہ کو بیمار
پرسی کر آؤن اور صلۂ رحم بجالاؤن جب قدم گھر سے باہر رکھا ہی حضرت کو دیکھا کہ سوار ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ
عیادت کو جاتی ہو اُلٹی پھرو تم نہین ڈرتین کہ تم بھی بیمار ہو جاؤ گی اور تمکو عیادت کرنا پڑیگا وہ واپس آئین جب
گھر مین پانوں رکھا بیمار ہوگئین -- اور تپ محرق کے سبب بستر پر پڑین چند روز بعد حضرت فرکت سے واپس ہوئے
پھوپھی کی عیادت کو آئے اور فرمایا کہ کسواسطے چاہیے بیمار کو پوچھنا اور بیمار ہونا -- اور یہ بھی خدمت خواجہ کلان
نے فرمایا کہ پھوپھی میری زنان عارفہ سے تھین اور حضرت کے التفات کے باعث درجات بلند کو پہونچین کبھی کبھی

حضرت سے نقلین کرتین اورکہتین کہ حضرت جوانی کے ایام مین تاشکند مین سے تھے جسوقت کہ حضرت کو قبض عارض ہوتا
کئی بارگھر سے باہر جاتے اور پھر اندر آتے اور ہربار کہ گھر مین آتے بطریق خلع ولبس کے دوسری صورت مین ظاہر ہوتے اگر
بالفرض دس بار آتے ہربار دوسری صورت مین ہوتے چنانچہ بوڑھے بچے حرم کے بیگانہ کی شکل کا دھوکا کھا کر فریاد کرتے
اور حضرت اُس صورت کا خلع کرکے مسکراتے اور اُس سے قبض دور ہوتا اور یہ صفت خلع اور لبس کی حضرت سے
اکثر قبض کی حالت مین دیکھی پڑتی اور حضرت کے منجملہ خلع ولبس کے ہو جو کچھ حضرت مخدومی مولانا نورالدین عبدالرحمن
جامی قدس اللہ سرہ السامی نے نفحات الانس مین لکھا ہو کہ جناب ارشاد مآب خواجہ ناصرالدین خواجہ عبیداللہ نے
ادام اللہ تعالیٰ ظلال ارشادہ علی مفارق الطالبین فرمایا کہ جب مین حضرت مولانا یعقوب چرخی کی صحبت مین
پہونچا آپ کے چہرہ مبارک پر تھوڑی سفیدی تھی مشابہ اسکے جو موجب نفرت طبیعت ہوتی ہو اور میرے ساتھ
لباس سیاست اور سخت کلامی مین ظاہر ہوے اور اسقدر سختی کی اور درشت کہا کہ قریب تھا کہ میرا باطن
اُنسے منقطع ہوجاے اور مجھے یاس تمام حاصل ہو مین بہت غمگین ہوا دوسری بار جو آپ کی مجلس شریف مین پہونچا
میرے اوپر ایک محبوب کی صورت ظاہر ہوئی کہ ہرگز کسیکو ایسا محبوب نہ دیکھا تھا اور میرے ساتھ بہت
لطف کیا اور اسوقت کہ حضرت خواجہ یہ سخن فرماتے تھے اس فقیر کی نظر مین بصورت اُس عزیز کے نکلے کہ مجھے رابطہ
ارادت اور محبت تمام کا اُسکے ساتھ تھا اور تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ وہ دنیا سے گئے تھے اور فی الحال اُسی صورت کا
خلع کیا مجھے وہ تصور ہوا کہ شاید وہ صورت ہی میرے خیال مین رہی ہو بعد ازان بعضے ہمراہیون سے مین نے
سُنا کہ اُسنے وہی مشاہدہ کیا تھا اور اس فقیر کا عقیدہ یہ ہو کہ وہ خلع اور لبس اُنکے شعور اور اختیار مین تھا اور اثبات
اُس معنی کا کہ خدمت مولانا یعقوب چرخی سے نقل کیا راقم اینحروف نے خدمت مولانا حاجی مزاری اور حافظ جمال
روجی سے کہ دونون اصحاب حضرت مولانا سعدالدین قدس سرہ سے تھے سنا کہ کہا ہم اُس روز ہمراہ حضرت مولانا
نورالدین عبدالرحمن جامی کے تھے وہ خلع اور لبس حضرت سے مشاہدہ کیا کہ بصورت حضرت مولانا سعدالدین
قدس سرہ کے نکلتے تھے اور یہ صورت ہرات مین برلب جوے انجیل بمنزل سیدنا سلطان ابوسعید میرزا کے
زمانہ مین واقع ہوئی تھی خدمت خواجہ کلان علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ اُس تاریخ مین کہ حضرت نے ہنوز میرزا سلطان
ابوسعید کی التماس سے تاشکند سے سمرقند کو کوچ نہین کیا تھا ایک شخص حضرت کے خدام سے سمرقند کو
جاتا تھا حضرت نے اُس سے کہا کہ وہان سے ہمارے واسطے چند قوآ یعنے مرتبان خالص شہد کے لیتے آنا
اُسنے سمرقند مین مرتبان تلاش کرکے شہد سے بھرے اور اُنکے مُنھ بند کرکے مہر کرکے اُٹھایا اور چلا اتفاقاً
سمرقند کے بازار مین ایک کام کے لیے تھوڑی دیر ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا اور مرتبانون کو اپنے آگے
رکھا اچانک ایک خوبصورت عورت مست جو بزاز کی آشنا تھی وہان پر آئی اور دکان کے کنارہ بیٹھی تھی

اُس نیز لڑکے سے بات چیت کرنے لگی اور اُس خادم نے دو تین نظر حرام ناشایستہ اُسکی طرف کین جو اُس سے نہ ہونا تھا
اور مرتبانون کو اُسکے سامنے سے اُٹھاکر ناشکند لایا جب حضرت کے مکان پر پہونچا حضرت صحراگئے تھے ان مرتبانون کی
حفاظت سے رکھکر چاہا کہ پیچھے سے جاپہنچے ایکایک حضرت آن پہونچے وہ مرتبانون کو سامنے لایا جب نظر مبارک
حضرت کی اُسپر پڑی خشمناک ہوئے اور فرمایا کہ ان مرتبانون سے بوے شراب آتی ہے اور اسکی نسبت تیز ہے
فرمایا کہ اے بے سعادت مین نے تجھسے شہد منگایا تھا تو میرے لیے شراب لایا ہے وہ بولا کہ مین شہد لایا ہون
جس مرتبان کا مُنھ کھولا شراب سے بھرا تھا پوشیدہ نرہے کہ حضرت خواجہ کلان داماد حضرت سید تقی الدین
کرمانی کے تھے اور اُنکے حضرت سید کی صاحب زادی سے تین بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین خواجہ نظام الدین
عبدالہادی اور خواجہ خاوند محمود اور خواجہ عبدالحق ادام اللہ ظلال افضالہم اور حضرت خواجہ کلان کو بعد
از وفات دختر حضرت سید کے دوسری نسبت خواجہ محمد نظام سے ہوئی جو اولاد صاحب ہدایہ سے تھے اور
اُنکی صاحب زادی سے تین پسر اور دو دختر پیدا ہوئین لڑکے خواجہ عبدالعلیم اور خواجہ عبدالشہید اور خواجہ
ابوالفیض اور نیز حضرت خواجہ کے ایک اور لڑکا خواجہ محمد یوسف نام تھا

حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمہ اللہ

یہ فرزند دوم حضرت کے نہایت محبوب اور مقبول حضرت کے تھے چنانچہ آخر حیات مین حضرت نے خواجہ کو اپنا
قائم مقام کیا اور اپنے مزار فائض الانوار کی تولیت اُنکے سپرد کی ہرگاہ کہ خدمت خواجہ حضرت کی مجلس مین
حاضر ہوتے تو حضرت حقائق اور معارف بہت کہتے اور اُن باتون مین مخاطب خدمت خواجہ ہوتے باآنکہ اکثر
اصحاب کبار عالم عارف حاضر ہوتے تھے حضرت مخدومی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس اللہ سرہ
السامی خدمت خواجہ محمد یحییٰ کے نہایت معتقد تھے اور تعریف فرماتے تھے ایک روز کہتے تھے کہ خدمت
خواجہ محمد یحییٰ طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے ساتھ پوری مناسبت رکھتے ہین نسبت علیہ خدمت
خواجہ کلان خواجہ پر غالب ہے اور نسبت جذبہ خواجہ محمد یحییٰ پر جن ایام مین کہ خدمت خواجہ محمد یحییٰ ہرات مین
تشریف لائے تھے ایک دن فرمایا کہ مولانا محمد روجی کی ملاقات کو ہم جاتے ہین تو بھی ساتھ رہ اُسکے ساتھ
مین گیا اور خدمت مولانا بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھ اُس مکان سے کہ متصل جامع مسجد تھا باہر آئے اور
خدمت خواجہ سے ملاقات کی اور مکان مین لیگئے اور صحبت گرم رکھی اور اول سے آخر تک وہ مجلس سکوت
کے ساتھ بسر ہوئی دوسرے دن مین مولانا کی خدمت مین گیا فرمایا خلانے کیا لطافت اور حسن استعداد ہم
جو خدمت خواجہ کو حاصل ہے کل جو صحبت مین بیٹھے مین ایسا شیفتہ اُنکے لطف نسبت کا ہوا کہ نزدیک تھا کہ
میری ذات سے فریاد نکلے یہ بات اُنکی خدمت خواجہ سے مین نے عرض کی خوشدل ہوئے اور فرمایا کہ مین نے

کل صحبت مولانا مین اپنی نفی اور انکا اثبات کیا جو کچھ مجھسے دیکھا ہی وہ آپ سے دیکھا ہی خدمت خواجہ بعد از وفات
حضرت کے حضرت کے مزار فائض الانوار پر بطریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے بڑی مشغولی رکھتے تھے اور
خاطر شریف نسبت جمعیت پیران عزیزون کی جانتے تھے اور کئی سال انکا وظیفہ یہ تھا کہ جب عشا کی نماز جماعت
سے ادا کرتے تکیہ کمر باتی چہ گز والا کمر پر مضبوط باندھ لیتے اور قبر مبارک حضرت کے مقابل دو زانو مراقبہ مین بیٹھا
کرتے اسطرح کہ ہاتھ پانوین انکے حرکات فضول سے محفوظ رہتے اور نماز تہجد کے سوا نہین اُٹھتے تا جرم اصحاب
انکے آثار نسبت سے صحبت مین وہی جمعیت حضرت کی پاتے تھے اور بہت اثر قبول کرتے - ایک شخص اہل خراسان سے
جو خانوادۂ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے ارادت اور اخلاص تمام رکھتا تھا حضرت کی وفات کے بعد سمرقند
آگیا تھا وہ کہتا تھا کہ محلہ خواجہ کفشیر مین حضرت کے مزار پر خواجہ محمد یحیی کی ملازمت مین جایا کرتا اور انکی صحبت
سے حضور تمام پاتا ایک روز انکی ڈیوڑھی پر مین گیا اور آپ حرم سرا مین تھے دالان مین دوکانچہ پر بیٹھا اور انکا انتظار
کر رہا تھا اس اثنا مین مجھے یہ خطرہ ہوا کہ حضرت کبھی کبھی مستعدون کے باطن مین تصرف کیا کرتے تھے اور انکو عالم
بیخودی اور بے شعوری مین پہونچا دیتے تھے آیا خدمت خواجہ کو تصرف نہین یا کوئی قابل نہین کہ اُسکی جمعیت پر
خاطر مصروف کرین اسی اندیشہ مین تھا اور اس خطرہ نے میرے اوپر غلبہ کیا اچانک خواجہ باہر آئے اور میرے
پاس بیٹھے اور تھوڑی دیر سکوت کیا بعد ازان فرمایا کہ اہل تصرف انواع اقسام کے ہین بعضے ماذون اور
مختار ہین کہ حق سبحانہ کے اذن اور اپنے اختیار سے جسوقت چاہین جسکے باطن مین چاہین تصرف کرین اور اسکو
فنا اور بیخودی کے مقام مین پہونچا دین بعضے اس قبیل سے ہین کہ باوجود قوت تصرف کے سوا امر غیبی کے تصرف نہین کرتے
اور جب تک پیشگاہ سے مامور نہون کسی کی طرف توجہ نہین کرتے اور بعضے ایسے ہین کہ کبھی کبھی ایک صفت اور ایک
حالت اُنپر غالب ہوتی ہی کہ اُس حال کے غلبہ مین جسوقت مغلوب ہون مریدون کے باطن مین تصرف کرتے ہین
اپنے حال سے اُنپر اثر ڈالتے ہین پس جو شخص کہ نہ مختار ہو نہ ماذون اور نہ مامور اور نہ مغلوب اُس سے چشم تصرف
اور اُسکی امید نہ رکھنی چاہیے اور اس کہنے مین ایسا اتفاق کیا کہ مجھے ایسی کیفیت حاصل ہوئی کہ مین بیخود ہوگیا اور بیخبر گر پڑا
اور اپنے اور غیر سے غافل ہوگیا اور یہ بیخودی بہت دیر تک رہی جب افاقہ مجھے ہوا اور آنکھ کھولی دیکھا کہ اُس کانچہ
پر ایک پہلو سے لوٹا ہوا ہون اور خدمت خواجہ آنکھ بند کیے مراقبہ مین بیٹھے ہین فی الحال مین اُٹھ بیٹھا اور مجھے
یقین ہوگیا کہ خدمت خواجہ صاحب تصرف ہین خدمت خواجہ بہت غیور اور تندخو تھے اور نہایت محبت سے حضرت پر
بڑی غیرت رکھتے تھے جب کبھی حضرت کی مجلس مین آتے اصحاب اُنکے خوف سے صحبت کو چھوڑ جاتے کسواسطے
کہ بعضے لوگ خواجہ سے صدمہ اٹھا چکے تھے اور خواجہ تین بار اصحاب کی غیرت سے حضرت کی صحبت اور ملازمت
ترک کرکے اور مجلس کو چھوڑ کے سفر حجاز کو چلے گئے پہلی دفعہ بخارا تک اور دوسری دفعہ ہرات تک اور تیسری دفعہ یزد تک

گئے لیکن ہر بار کہ خواجہ نے سفر اختیار کیا حضرت نے قوت جاذبہ اور توجہ باطن کے ساتھ خواجہ کو راہ ہی سے واپس
کر لیا ایک روز خواجہ نے قرشی مین نماز ظہر کے بعد حضرت کے ساتھ خلوت کی اور اپنے احوال باطن کو عرض کیا
اور حضرت نے مہربانیان فرمائین اور صحبت بہت گرم رہی اور اصحاب باہر تھے یہان تک کہ عصر کا وقت
آگیا اور مؤذن کو اس صحبت اور خلوت کی خبر نہ تھی اول وقت اذان دیدی اور حضرت وضو کے لیے اٹھے اور بعضے سخن غیر تمام
ہوئے ادھورے رہگئے اور خواجہ کو یہ گمان ہوا کہ شاید اصحاب نے غیرت اور رشک کرکے موذن کو قصداً اسپر
رکھا لکہ جلدتر اذان کہدے اور صحبت برہم کرے نہایت غیظ اور غضب سے باہر آئے اور اصحاب سے کہا کہ اب
مین چلا اور حضرت کو تمھارے واسطے چھوڑا تا کہ میری مزاحمت بغیر فراغت سے صحبت رکھو اور اسی لحظہ بدون
اسکے کہ حضرت سے رخصت سفر کی حاصل کرین سوار ہوکر سفر حجاز کے ارادہ پر خراسان کی طرف چلے چنانچہ
بہت عرصہ بعد نوکرون اور انکے متعلقون نے واقف ہوکر اونٹ اور خچر اور اسباب سفر مرتب کرکے جلدی
سے پیچھے پیچھے لگگئے اور دریاے آمویہ کے کنارہ خدمت خواجہ سے ملے جب خواجہ قرشی سے صبح کو روانہ
ہوئے اصحاب مین شور وغوغا پڑا اور وہ قصہ حضرت سے عرض کیا اور حضرت خواجہ کے جانے سے مغموم ہوئے
اور ایک قاصد فوراً خراسان کو حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی
کے پاس بھیجا کہ اگر ہوسکے تو خواجہ کو واپس بھیجدین اور جب خواجہ ہرات مین آئے مزار حضرت مولانا
سعد الدین قدس سرہ پر خواجہ ابو البرکۃ کے گھر اترے اور حضرت مخدومی مقدمات واپس پھرنے کے حسن عبارت اور
لطف استعارت سے درمیان مین لائے اور خواجہ نے ادب اور تواضع کی راہ سے کہا کہ اس سفر کی عزیمت
ایسی خاطر مین مقرر ہوئی ہے کہ اسکے دفع کرنے پر قادر نہین ہون پھر حضرت مخدومی نے کچھ نکہا اور حضرت کا قاصد
مایوس پھر گیا اور خواجہ ایک ہفتہ بعد جانب شہر یزد متوجہ ہوئے جب یزد مین پہونچے ہر دفعہ جو وہان سے
جانے کا قصد کرتے تھے انکو تپ محرق آجاتی اور جب ارادہ فسخ کر دیتے فوراً تپ دور ہو جاتی آخر کو جانا کہ
حضرت نہین چھوڑتے تا آنکہ جن ایام مین کہ بمقام یزد آئے ایک شب خواب دیکھا جب بیدار ہوئے اسی رات
کے اندر بڑے اضطراب سے بیخود بستر سے اٹھکر جوتا پہنکر طویلہ مین گئے اور خاصہ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے
کہ موزہ پہننے اور زین کھینچنے کی مہلت نہ دی نوکر چاکر جو پیچھے آگئے خواجہ نے فرمایا کہ موزہ اور گھوڑا کھینچکر
میرے پیچھے لے آؤ کہ حضرت نے مجھے بلایا ہے اور دیر کرنے کی مجال نہین ہے پھر گھوڑے بے زین کو ایڑ لگائی
اور بہت جلد خراسان کیطرف متوجہ ہوئے اور نوکر چاکرون نے بڑی جلدی اور پھرتی سے اسباب اور سامان
دوسری منزل پر خواجہ کے پاس پہونچایا جب ہرات پہونچے ٹھہرنے کی مجال نہ تھی راقم اینحروف بھی آپ کی
رفاقت اور ملازمت مین سمرقند کو گیا اور وہ سفر شروع ماہ ربیع الآخر سنہ ۸۹۳ آٹھ سو ترانوے مین تھا اور

باوجودیکہ اس فقیر کے پاس گھوڑا اور سانڈنی راہوار زور آور تھی جہیل دختران سے آگے ہمراہی نکرسکا اس جہت سے کہ خواجہ نہایت تیز جاتے تھے اور گھوڑا آپ سے بہت تھکا جاتا تھا بارہا دل مین آتا تھا کہ خواجہ کی خدمت مین عرض کرون کہ وہ ارادہ سفر حجاز کا کیا تھا اور یہ مراجعت جلدی کیا ہی پھر ادب کا لحاظ رکھتا تھا تاکہ وہ خود اظہار کرین جب جہیل دختران مین پہونچا ہوا تو فرمایا فلانے مین بہت تیز جاتا ہون اور تو میری ہمراہی سے تشویش مین پڑتا ہی چاہیے کہ تو پیچھے نوکرون کے ساتھ جو اونٹ والے ہین فراغت سے آئے تاکہ سمرقند مین ہمسے ملے اور شاید تیری خاطر مین گذرے کہ وہ عزیمت مصمم حجاز کی کیا تھی اور یہ مراجعت جلدی سے کیا ہی حال یہ ہی کہ ایک شب یزد کے مقام مین سفر حجاز کا عزم جزم کیا خواب مین نے دیکھا کہ حضرت آئے اور میری کفش سمرقند کیطرف پھیر دی جب مین جاگا قلق اور اضطراب اور شوق اور جذب حضرت کیطرف اپنے باطن مین پایا جسنے مجھے بیتاب اور بے آرام کر دیا اور ٹھہرنے کی طاقت نرہی اُسی آدھی رات کے وقت جگہ سے اُچھلا اور جو تلہ پہنے طویلہ مین گیا اور ننگی پیٹھ گھوڑے پر سوار ہوا اور دوڑتے ہوئے جیساکہ تو دیکھتا ہی روانہ ہوا حضرت کی التفات نے جذب کی کمند میری گردن جان مین ڈالی اور کشان کشان اپنی طرف دوڑاتے ہین اور یقین ہی کہ جب تک حضرت کی خدمت مین نہ پہونچون یہ قلق اور اضطراب تسکین نہ پائیگا یہ کہکر گھوڑے کو کوڑا مارا اور یہ جادہ جا چلدیے اور فقیر ملازمان اور ساربانان کی جماعت سے تیس روز بعد سمرقند مین حاضر خدمت ہوا خدمت خواجہ فرماتے تھے کہ یزد سے پھر کر چند عرصہ بعد پھر ارادہ سفر حجاز کا میرے دل مین آیا اور بڑھتا گیا مولانا سید حسن کی خدمت سے توسل چاہا کہ میرے لیے رخصت حاصل کرین خدمت مولانا نے فرصت کے وقت حال عرض کیا حضرت نے پوچھا کہ اس سفر سے غرض کیا ہی مولانا نے مجھسے پوچھا مین نے کہا میری باعث یہ حدیث ہی کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ من زارنی میتاً فکانما زارنی حیاً حضرت نے فرمایا کہ ہمین تین دن کی مہلت جواب کے لیے دو تاکہ مین دیکھون کہ مصلحت کیا ہی۔ تیسری شب مین نے خواب مین دیکھا کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے مین نے حضرت کے قدم مین سر رکھا فرمایا اپنے باپ کو بُلا کہ صحبت رکھین مین دوڑا اور حضرت کو خبر دی جلدی سے آئے اور حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آنکو داہنی طرف اپنے بٹھلایا اور مین سامنے اُنکے بیٹھا اور سر آگے جُھکا لیا اور آنکھ بند کر لی ایک لحظہ بعد سر اُٹھایا اور نظر کی حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دو تن دیکھا اور حضرت تھے ہر چند غور سے دیکھا آنحضرت اور اُنکے درمیان کسی طرح امتیاز نہو سکا اور معلوم نہوا کہ آنحضرت کون ہین اور یہ کون ہین اسی حیرت اور دہشت مین جاگ اُٹھا صبح کا وقت تھا اُسیوقت وضو کیا اور حضرت کی ملازمت مین آیا دیکھا کہ تہجد کی نماز پڑھکر مراقبہ مین بیٹھے ہین آہستہ آہستہ مین گیا اور بیٹھا سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا کہ خواجہ غرض تمھاری حاصل ہوئی اور اپنی مراد پا گئے پھر ہمین تشویش ندو ہم بوڑھے ہوئے اور دیدار غنیمت ہی مین نے سر اُنکے قدم مبارک پر رکھا اور

باز دیگر ایسے ارادے باطن مین نہ لایا - خواجہ فرماتے تھے کہ حضرت نے مجھے طریق رابطہ کا اشارہ کیا تھا ایک بار اُس شغل کے آغاز مین حضرت کے سامنے مین بیٹھا ہوا تھا اور اصحاب کی ایک جماعت حاضر تھی میری خاطر مین آیا کہ توجہ روے مبارک پر حضرت کے کرنی چاہیے یا حضرت کی چشم پر جب حضرت کی جانب نظر کی انگشت شہادت دہنیاں دو ابرو مبارک اپنے کے رکھی معلوم ہوا کہ نظر آپ کے دو ابرو کے درمیان کرنی چاہیے بعد اسکے کہ اصحاب چلے گئے اور خلوت ہوئی اُسی طرح صراحت کی اور یہ بھی خواجہ فرماتے تھے کہ ایکبار میرے باطن مین تشویش تھی خاطر مین نہایت پریشانی حضرت کے پاس مین آیا اور ایک جماعت کارندہ حساب پیش کر رہی تھی اور اُنکی گفتگو طول ہوا مین بہت ملول اور تنگدل ہوا ناگاہ جیسے ایک درخت چڑیون کا بھرا ہوا درکوئی اُس درخت پر پتھر پھینکے اور سب چڑیان اُڑ کر بھاگ جائین مجھے ایک کیفیت ہوئی کہ میرا باطن بالکل ہجوم خواطر کے سبب مجھے جو پریشانی تھی خلاصی اور اطمینان دلی حاصل ہوا اس حال مین حضرت کیطرف مین نے دیکھا کہ چشم مبارک حضرت کی میرے اوپر ہو اور تیز تیز مجھے دیکھ رہے ہین پس آہستہ ایسا کہ مین نے ہی سنا فقط فرمایا کہ یہ ہو اور یہ بھی ہو بعد اہلکارون سے کہا اُٹھو کہ اُس سے مجھے کام ہو جب آدمی چلے گئے حضرت میرے اوپر تیز ہوئے اور فرمایا اس وجہ سے کہ کسیکے باطن مین کوئی تشویش ہو اُسکی خاطر ہم اپنے کاروبار کو نہین چھوڑ سکتے اس قسم کی چیزین خاطر مین نہ لانی چاہیین مبادا کوئی محل ایسا ہو کہ وہان مدد پیسری کی سمائی نہو سعی اسمین کرنی چاہیے کہ کوئی ان چیزون کے دیکھنے سے تنگدل نہو اور نفرقہ مین نہ پڑے حضرت نے خلوت مین خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمہ سے حضرت امام ہمام سعید شہید ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کا بہت کچھ ذکر کیا اور اُن حضرت سے حکایتین اور احوال بیان کیے اور فرمایا کہ تیری استعداد کو حضرت امام کی روحانیت سے مناسبت تمام ہو اور آنحضرت کے شرب سے بہت حصہ تجھے ملیگا - حضرت کی وفات بعد جب شاہ بخت خان ولایت سمرقند پر متسلط ہوا شروع ماہ محرم ۹۰۶ھ نوسو چھ مین خدمت خواجہ سے مواخذہ اور مطالبہ کیا اور تمام وجوہ و اموال و اسباب و املاک آپ کی ضبط کر لی خدمت خواجہ اُن اوقات مین فرماتے کہ مجھے امید ہو کہ ان ایام عاشورا مین اُس مناسبت کا اثر کہ حضرت نے بارہا مجھے اُسکی بشارت دی تھی ظاہر ہو اُن دنون مین خان نے اُنکو اجازت سفر خراسان کی دی اور آپ مع اولاد و ازواج اور تمام متعلقان و ملازمان کے خراسان کیطرف روانہ ہوے اُسوقت مین ایک بڑی جماعت نے امراے ازبک اپنی ناقص راے سے خواجہ اور اُنکی اولاد کا خراسان مین پہونچنا اچھا نجانا خان سے عرض کیا کہ خواجہ اور اُنکی اولاد کا خراسان روانہ کرنا مناسب نہین مبادا وہان کوئی فتنہ برپا کرین صلاح ملک اسمین ہم جانتے ہین کہ یہین وہ قتل کیے جائین خان نے یہ امر تجویز نہ کیا اور اس بات پر اپنے کو نہ لایا اور اُنھون نے حد سے زیادہ مبالغہ کیا اور نہایت درجہ اصرار کیا چنانچہ خان مجبور ہوا اور کہا جسمین صلاح ملک و دین کی ہو وہ کرو اور مخفی

ایک راہوار گھوڑا زور آور اپنے خاصون سے ایک ہمراز محرم کو دیا اور اُسے خواجہ کے پاس بہت جلدی کے ساتھ بھیجا کہ ایک گروہ امرا تمھارا قصد رکھتے ہین اور ہمارے روکنے سے نہین باز رہتے ایک راہوار گھوڑا مضبوط ہم بھیجتے ہین کہ ہمین اُسپر پورا بھروسا ہی اور ایک شب مین تیس فرسنگ یعنے نوٹے میل جاتا ہی اور تکان نہین ہوتی چاہیے کہ فوراً اپنے لوگون مین سے علحدہ ہوا اور اکیلے سوار ہوکر خراسان کو روانہ ہوا و اولاد و ازواج اور متعلقین کیطرف سے خاطر جمع رکھو کہ ہم اُنکے حامی اور مددگار ہین اور ایسا ہم نہونے دینگے کہ نقصان یا اہانت اُنکو پہونچے جب محرم خان کا گھوڑا خواجہ کیخدمت مین پہونچا از انجا کہ غیرت اور حمیت آپ کی عقل اولاد و ازواج اور متعلقین کا تنہا چھوڑنا جائز نہ رکھا خان کے محرم سے کہا کہ حضرت نے مجھے خلوت مین ہمیشہ بشارت دی اور اشارہ کیا اور مجھے انتظار ہی اور امید ہی کہ جو میری چیز ہی میرے سامنے آوے رخان سے کہدو کہ تمنے احسان وکرم کیا اللہ تمکو جزاے خیر دے اور گھوڑا خان کو اُلٹا پھیر دیا اور راہ کرینیہ سے خراسان کو متوجہ ہوئے یہانتک کہ تاشکند پہونچے ہین کہ ستائیس میل سمرقند سے دور ہی راستہ مین تعجب اور تحیر کی راہ سے فرماتے تھے کہ مجھے حیرت ہی یعنے جانتا ہون کہ حضرت کی اشارت اور بشارت حق اور صادق ہوگی اور کوئی نشان اُسکا ظہور مین نہ آیا دیکھیے اسمین کیا حکمت ہی تھے کہ قصبہ کرات مین کہ مقامات تاشکند سے ہی پہونچے ہین اور وہ دن سال مذکور سے محرم کا پندرھوان ہی اچانک ایک براغول قوم ازبک کا تین سَو کے قریب سوار خواجہ کے پیچھے سے اُس صحرا مین پہونچے اور خواجہ کو مع دو فرزند بزرگوار خواجہ محمد زکریا اور خواجہ عبد الباقی کے بدرجہ شہادت پہونچایا اور تمام اولاد و متعلقین کو سمرقند مین واپس لائے اور ایک جماعت محبان و مخلصان خواجہ اور اُنکی اولاد کی نعشون کو محلہ خواجہ کفشیر مین لاسئے اور اُس روز سمرقند مین کثرت ازدحام خواص وعوام سے خواجہ اور اُنکی اولاد کی نماز جنازہ کے لیے ایک قیامت قائم ہوگئی اور جنازہ کی نماز کے بعد جسد مبارک خواجہ اور اُنکی اولاد کا احاطہ ملایان مین حضرت کی قبر کے پاس دفن کیا رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ بعد از وفات والدہ حضرت خواجہ کلان کی ایک پردہ نشین بی بی کو رشتہ دارون سے اپنے حبالۂ نکاح مین لائے ہین اور خدمت خواجہ محمد یحییٰ اُس سے پیدا ہوئے اور خدمت خواجہ کو شادی بعد حق تعالیٰ نے تین پسر اور دو دختر کرامت فرمائی پسران خواجہ محمد زکریا اور خواجہ عبد الباقی اور خواجہ محمد امین روح اللہ ارواحہم۔ مولانا سید حسن رحمہ اللہ تعالے حضرت کے اصحاب اعظم سے تھے اور سابقان وملازمان قدیم سے بعض مخدوم نے اُنکی نسبت کہا ہی کہ آغاز حال مین جب کہ خدمت مولانا کمسن تھے والد اُنکو تاشکند مین مجلس حضرت مین لائے اتفاقاً حضرت کے سامنے شہد کا برتن بھرا رکھا تھا حضرت مولانا اُس شہد کی طرف متوجہ اور فریفتہ اُسکے ہوئے اس درمیان مین حضرت نے مولانا سے پوچھا کہ صاحب زادہ تیرا کیا نام ہی مولانا نے کہا کہ حسن حضرت مسکرائے اور فرمایا کہ اس

لڑکے کی قابلیت تمام ہو اس مقدار سے کہ منھ اُسکا شہد سے شیرین ہوا ایسا فریفتہ اُسکا ہو کہ اپنا نام یاد عسل مین گم کیا
نام عسل کے سوا زبان پر نہین لاتا اگر اُسکے کام جان کو ایسی چیز سے جو شہد سے زیادہ شیرین ہو چاشنی بگیرین
مزید اُسکی توجہ اور فریفتگی اُسکے ساتھ نہایت قوی ہوگی پس خدمت مولانا کو اُنکے والد سے لیکر اپنی کتابخانہ
مین لائے اور مکتب مین بھیجا کہ قرآن اور سواد اُسکا روان کیا ہو بعد ازان تحصیل علوم مین حضرت کے امر سے مشغول
ہوئے تھے کہ دانشمند مشہور ہوئے اور اُس عرصہ مین حضرت کے تصرفات باطن سے تربیتین پائی ہین کہ مرتبہ کمال بلکہ
درجہ تکمیل واکمال کو پہونچے ہین بعضے بزرگون سے سنا ہو کہ خدمت مولانا سید حسن مستعدون کے تصرف باطن مین
قوت کامل رکھتے تھے لیکن حضرت کی رعایت ادب سے کسی کے باطن مین تصرف نہین کرتے اور اپنے تئین اُس
مقام مین نہین رکھتے بعضے عزیزون نے نقل کی ہو کہ چند روز خدمت مولانا سید حسن احاطہ ملایان مین بیمار
ہوئے تھے حضرت نے اُس درمیان مولانا قاسم سے پوچھا ہو کہ مولانا سید حسن کی عیادت تمنے کی ہو فرمایا ہو کہ
نہین حضرت نے تیز ہوکر کہا ہو تم اُسپر کیا گمان کرتے ہو جو کچھ تمھارا گمان ہو اُس سے برتر ہو تجھکو کہ مولانا قاسم
تو ہو ہنوز پچاس سال اُسکی ملازمت کرنی چاہیے بعضے عزیزون سے سُنا گیا کہ ایک روز حضرت نے مولانا سید حسن
کے حق مین یہ عبارت فرمائی ہو کہ مولانا سید حسن کمالات معنوی مین شیخ رکن الدین علاء الدولہ قدس سرہ سے کچھ کم تھا
اُن دونون مین فرق اسیقدر تھا کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ شیخ ہوئے یعنے مسند شیخوخیت اور ارشاد پر بیٹھے اور
مولانا سید حسن شیخ نہوئے۔ حضرت فرماتے تھے کہ مولانا رکن الدین خوافی علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ بدایت شیخ بہاء الدین
عمر اور نہایت شیخ رکن الدین علاء الدولہ کی۔ مین نے یہ سخن خواجہ فضل اللہ شیخ ابو اللیثی کے روبرو نقل کیا بہت
غصہ ہوئے اور اُسکو بعید جانا لیکن کوئی دلیل اُسکے محال ہونے پر نہ رکھتے تھے بلکہ حدیث مثل امتی المطر الحدیث
دلیل جواز ہو اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ سے بھی منقول ہو کہ فرمایا ہو بدایت بہاء الدین اور
نہایت ابو یزید بسطامی۔ یہ سخن خواجہ کا بھی بیوجہ نہوگا لیکن حسن عقیدہ بسلف بعضون کا باعث ہوا کہ اس بات کو دور
رکھتے ہین لیکن اُس حدیث کی رو سے اور اکابر متاخرین کے کمالات سے بعید نہین ہو سب سلف اور متقدمین سب
خلف اور متاخرین پر فضیلت دار نہین ہو راقم ایں حروف جب کہ حضرت محلہ خواجہ کفشیر مین رہتے تھے اکثر اوقات خدمت
مولانا سید حسن علیہ الرحمۃ کی ملازمت مین جاتا تھا اور اُنسے بہت التفات دیکھتا ایک روز حضرت ایک سفر سے مراجعت
کرکے محلہ خواجہ کفشیر مین آئے سمرقند کے بادشاہ امرا اور اعیان حضرت کی ملازمت مین آنے شروع ہوئے دو تین روز
فقرا صحبت ہاے خاص حضرت سے محروم تھے اُن ایام مین یہ بات بہت میرے خاطر مین پھرتی تھی اور یہ تمنا دل مین
گذرتی تھی کہ کاش حضرت کو سلاطین اور حکام سے اختلاط نہوتا اور گوشہ مین وطن کرتے تو اس سے زیادہ طالبون
کے حال پر متوجہ ہوتے اس خیال اور ملال کو لیے ہوئے خدمت مولانا کی ملازمت مین گیا دیکھا کہ وہ تین چار پیر بزرگ

اہالی اور موالی سمرقند کے ساتھ بیٹھے ہین اور کتاب احیاء العلوم متعدد نسخہ آگے رکھے اور مقابلہ و تصحیح کر رہے ہین جون ہی مجھے دیکھا مقابلہ چھوڑ کر تھوڑی دیر سکوت کیا بعد ازان فقیر کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ ایک دانشمند نے نقل کی ہو کہ ایک بار حضرت کی ملازمت مین جاتا تھا میری خاطر مین آیا کہ حضرت کسواسطے پہاڑ کی کھو مین نہین بیٹھتے کہ بسبب تفرقہ لوگون مین کھینچے ہین اور سلاطین کی آمد رفت اور حکام اور ظلمہ کے ملنے ملانے مین مبتلا ہوئے ہین اُسکی فرصت اُنھین نہین کہ طالبون کی طرف متوجہ ہون اور خاطر مبارک اُنکی جمعیت خاطر پر جاوین یہ خطرہ کرر ہوا اور استوار ہو گیا جب حضرت کے سامنے مین گیا اور بیٹھا فی الحال میرے متوجہ ہوے فرمایا کہ ہمپر ایک مسئلہ مشکل ہوا ہو تمسے مین پوچھتا ہون ایک شخص ہو کہ سلاطین حکام اور ظلمہ اُسکے سخن کو سُنتے ہین اور اُسکی درخواست سے مسلمان لوگ ظالمون کے ظلم سے نجات پاتے ہین اور اُسکے سبب رسم و عادت زبردست جبر کرنے والون کی برطرف ہوتی ہو آیا اُسکے لیے روا ہو کہ مظلومون کو ظالمون کے ہاتھ مین چھوڑ دے اور ایک پہاڑ کی کھوہ مین جائے اور عبادت اور اہل راہ کی تربیت مین مشغول ہو ان دو کام سے اہم واسطے اس شخص کی نسبت کونسا ہو اور ان دو مین سے کس امر مین مشغول ہو جو بہتر ہو مین نے کہا کہ عزلت کا ترک اور اختلاط ظالمون کا اس تقدیر پر فرض ہو قریب ہو کہ اس وقت مین عزلت نشینی اور عبادت اور فرو گذاشت مسلمانان بظالمان موجب گناہ اور وبال کا ہو حضرت نے اس سخن کے بعد مسکراتے ہوئے کہا کہ جب تم خود فتوے دیتے ہو پس اعتراض کسواسطے کرتے ہو خدمت مولانا سید حسن نے اس نقل سے اس فقیر کا رفع الم کیا۔

مولانا قاسم رحمہ اللہ تعالے

یہ حضرت کے اجلہ اصحاب اور خادمان قدیم اور جملہ مقبولان و محبوبان سے تھے اُس ملک کے بزرگوار آنکو سایۂ حضرت خواجہ کہتے تھے حضرت کی پیروی مین مثل سایہ اپنے سے فانی تھے اور حضرت کے ساتھ باقی ابتدائے حال مین حضرت نے خدمت مولانا کو باغبانی کا حکم دیا یہ ہر صبح کلھاڑی گردن پر باغ کو جاتے اُنکی بی بی دو ایک قرص نان آپکی جیب مین رکھدیتی اور یہ چلے جاتے جب گھر آتے رات کو کھولتے تو وہ قرص جیب سے اُنکی گر پڑتے بسکہ وہ بطریق خواجگان مشغول رہتے اور ان عزیزون کی نسبت اور کیفیت کا غلبہ تھا قدس اللہ ارواحہم بھول جاتے کہ جیب مین نان ہو یا کھانا چاہیے کھانا اور ایسی حکایات اُنکی فراموشی کی بہت منقول ہین کہ اُسکی تفصیل موجب تطویل ہو نسبت غیبت اور کیفیت استغراق و بیخودی اُنپر غالب تھی ایک دن حضرت ایک گانون مین تھے اور ایک خیمہ مین بیٹھے ہوئے اور ایک جماعت بزرگ اصحاب اور خدام کی حضرت کے گرد حلقہ باندھے تھی اور حضرت کا وقت بہت خوش تھا اور رنگ رخسار مبارک نہایت روشن اور معارف بلند اور حقائق ارجمند فرما رہے تھے خدمت مولانا قاسم اس مجلس مین ہر دم آپ سے غائب ہو جاتے تھے اور حضرت اُنکو حاضر کرتے اور یہ حالت کر رو قع

ہوئی آخر حضرت تند ہوئے اور فرمایا مولانا مگر نہین جانتے ہو کہ جو کوئی دائرہ مین بیٹھا اُسے دائرہ کے گرد پھرنا چاہیے دائرہ
سے باہر قدم رکھنا طریق ادب نہین ہے۔ حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی قدس اللہ سرہ السامی کہ سلکو
حضرت کے اصحاب سے مولانا قاسم کے برابر اعتقاد رکھتے تھے اور اُنکی بہت تعریف کرتے تھے بار ہا فرماتے کہ مولانا قاسم
اس نسبت مین مثل نان شوربا مین چوری ہوئی روغن مین ہر یعنے درج تمام مسامات اُسکا مملو اس نسبت سے ہے راقم
اسوقت نے پہلی مرتبہ کہ حضرت کی ملازمت اور آستانہ بوسی کی عزیمت کی تھی حضرت مخدومی سے اجازت چاہی
فرمایا کہ تو کم سن ہے اور حضرت خواجہ بہت مسن ہین اور فقیر اُسوقت مین بائیس سال کی عمر کا تھا فرمایا کہ حضرت خواجہ اب
طالبون کی طرف متوجہ کمتر ہوتے ہین مبادا تو وہان جاے اور جلد ملول ہو اور اگر ایسا ہی تجھے جانا ہے تو چاہیے کہ مولانا
قاسم کی خدمت مین زیادہ جانا اور ملازمت اُنکی اکثر زمانہ مین نے کہا اگر عنایت کرکے دو ایک کلمہ بطور سفارش کے اُنکو لکھیے
باعث اُنکے التفات کا ہوگا حضرت مخدومی نے مولانا قاسم کی خدمت مین یہ رقعہ لکھا کہ بعد از عرض و نیاز مندی و شکستگی
معروض آنکہ خدمت مولوی مولانا فخر الدین علی نے کہ نسبت بفقیران التفات خاطر بہت رکھتے ہین ملازمت آستانہ ولایت
آشیانہ کی زمین بوسی کی آرزو مین توجہ کی ہے شک نہین ہے کہ عین عنایت سے ملحوظ اور اس آرزو کے حصول مین محظوظ ہونگے والسلام
والاکرام الفقیر عبد الرحمن الجامی جب کہ خواجہ کلان ولد حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ کی رفاقت اور ملازمت مین
فرشی کے مقام پر حضرت کی شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا وہ رقعہ مولانا کو دیا بوسہ دیا اور کھڑے ہوگئے اور سر پر رکھا اور جب تک
فقیر وہان تھا ظاہراً اور باطناً بہت التفات اور مہربانی کرتے رہے اور دوسری مرتبہ جو پھر سعادت ملازمت سے مشرف ہوا زیادہ
عنایت کی اور باتین درمیان مین لائے اور اپنے حالات ابتدائی کے حکایات کہا کرتے ایک دن فرمایا کہ ابتدائی محبت
حضرت مین ایسا گرم تھا کہ ٹھنڈے موسم سرما مین کہ ولایت فرکت سے حضرت کی ملازمت مین آتا دریاے برک
سے گذرتا ژالہ میرے پاؤن پر یخ باندھتا اور کچھ خبر مجھے اُس سے نہوتی ایک روز خدمت مولانا خلوت مین فقیر کو
بعضے باریک آداب و شرائط صحبت حضرت کے مجھے بتلاتے اور آگاہ کرتے تھے فرمایا کہ مجھے کوئی علم اور ہنر حاصل
نہین ہے کہ تجھے مسئلہ اور کوئی چیز سکھلاؤن لیکن چونکہ تو سفارش حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبد الرحمن کی لایا
ہے اور ایک جوان نیاز مند تو ہے کچھ تجھے دون اور کچھ بات حضرت کی کہ دوسرے سے نہین کہی ہے کہون چاہیے
کہ تو جانے کہ حضرت جمیع احوال خلائق پر مشرف اور ضمیر دان اور حقائق پر مطلع ہین جو کچھ ساٹھ برس کی مدت مین مجھے
اوپر گذرا ہے افعال و احوال ظاہری و باطنی سے سب پر حاضر اور آگاہ تھے اور پیش از وقوع اسکے مجھے
اُسکی اطلاع فرما دیتے تھے اور ساتھ اس معنی کے مجھے تسلی الیقین کی حاصل ہوئی ہے جب تو نے جان لیا کہ
حال اس منوال پر ہے پس چاہیے کہ ہمیشہ وقت حضور حضرت مین تو حاضر رہے اور غیبت کی صورت مین دل مین
حضرت کا ناظر کہ ان اوقات مین حضرت کو سلاطین و حکام کے ساتھ اختلاط ہے اور مشاغل ظاہری آپ کے بہت

ہوگئے ہین آپ کو فرصت اس بات کی کہ طالبون کو نفی واثبات اور توجہات اور مراقبات بتلادین نہین رہی چنانچہ اب حضرت کی نسبت سے وہ شخص فائدہ حاصل کرے کہ حضرت سے طریقہ رابطہ کی ورزش کرے بہت سے طالب اور بہت سے لوگ اطراف عالم سے آئے اور جب یہ سررشتہ نپایا محروم ہوکر اُلٹے چلے گئے خدمت مولانا محمد قاضی علیہ الرحمۃ نے اپنے مسموعات مین لکھا ہی کہ مرض اول مین جو حضرت نے مجھے ہرات کو طبیب کے بلانے کو بھیجا خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ تندرست تھے مجھے بہت مبالغہ کیا کہ جلد تر طبیب لانا کہ ہمین آگے حضرت کے مرض دیکھنے کی طاقت نہین ہی اور بہت دور تک میرے ساتھ بطور مشایعت کے آئے جب مین طبیب لایا خدمت مولانا وفات پاچکے تھے کل زمانہ مفارقت کا پینتیس روز تھے حضرت سے کیفیت فوت مولانا کی پوچھی گئی فرمایا کہ ایک دن مولانا قاسم میرے پاس آئے اور کہا مین اپنے کو فدا آپ پر کرتا ہون مین نے کہا قاسم تو مرد فقیر ہی اور تیرے متعلق بہت ہین ایسا مگر کہا مین تمھارے پاس اس امر مین مشورہ کرنے کو نہین آیا ہون یہ کام مین نے کیا ہی اور حق سبحانہ نے قبول فرمایا ہی ہرچند مبالغہ کیا گیا اُسنے جواب مین اُسکے سوا سخن نہ کہا اور اسی پر روانہ ہوا معاملہ یہ ہوا کہ دوسرے دن مرض حضرت کا خدمت مولانا کیطرف منتقل ہوا اور دنیا سے رحلت کر گئے اور حضرت ایسے تندرست ہو گئے تھے کہ طبیب کی حاجت نہ پڑی بعضے مخدوم جو وقت وفات مولانا قاسم علیہ الرحمۃ کے حاضر تھے فرماتے تھے کہ جب مولانا کو احتضار ہوا حضرت اُنکے سرہانے تشریف لائے اور وہ حالت نزع مین تھے حضرت پر حاضر ہوئے بعد ازان بڑی بڑی اپنی چشمہاے مبارک کو گوشۂ خانہ مین جماتے تھے اور تیز تیز دیکھتے تھے اچانک گوشہ خانہ سے نظر پھیر کر حضرت کے متوجہ ہوئے اور حضرت کے روے مبارک مین علے الاتصال دیکھتے تھے جب تک کہ نفس اُنکا منقطع ہوا اُس محل مین حضرت نے فرمایا کہ بہشت کو حور و قصور وغیرہ کے ساتھ جو کہ اسمین ہی مولانا قاسم کی نظر مین لائے اور اُسپر عرض کیا اور اُنھوں نے سب سے رخ پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہوا اور رشتہ ہماری طرف جان تسلیم کی بعض مخدوم نے فرمایا کہ جب مولانا قاسم علیہ الرحمۃ نے انتقال کیا حضرت نے قبر احاطہ ملایان مین سامنے مولانا علی عمران کے مقرر فرمائی اور اُس اثنا مین کہا شاید کہ بعضے اعتراض کرین کہ وہ ایک عامی کو ایک دانشمند کے سامنے دفن کرتا ہی اور حالانکہ مولانا قاسم کی سوانح چالیس مولانا علی مخدومون کے برابر تھی اُسکے بعد گریان ہوئے اور فرمایا کہ مولانا قاسم کو اس عالم مین کسی نے نہ پہچانا اُسکا مرتبہ اور کمال اُس عالم مین ظاہر ہوگا اور حضرت میر عبد الاول علیہ الرحمۃ نے اپنے مسموعات مین لکھا ہی کہ روز دوشنبہ چھٹی تاریخ ذی الحجہ ۸۹۱ھ سنہ آٹھ سو اکیانوے مین عصر کے آخر وقت خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ نے وفات پائی نماز شام کے بعد شرف ملازمت کو مین پہونچا حضرت کو رقت ہوئی اور اعمال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اُنکے بیان کئے اور فرمایا غنا و تجرید باطن مین بے مثیل تھا ہمارا اب کون رہا ایک لحظہ سکوت کیا اور فرمایا اشتغال اُنکا توجہ سے اور سے معلوم ہوتا ہی — امام غزالی رحمۃ اللہ تعالے نے فرمایا ہی سلوک یعنے سیر الی اللہ اعراض اور اقبال

بغیر میسر نہین ہی کلمۂ لا الہ الا اللہ اسکا ترجمہ ہی خدمت میر نے اس سخن کے حاشیہ پر لکھا ہی کہ یعنے فنا اور تجرید باطن
کی تحصیل کے لیے جسکے ساتھ مولانا قاسم متصف تھے اشتغال بذکر توجہ سے اولے ہی بعضے حضرات نے تاریخ
وفات خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ مین یہ رباعی کہی ہی رباعی شمع فقرا قاسم انوار وجود + مستہلک بحر
جمع و دریاے شہود + نان روکہ رشتہ بود از فیض وجود + تاریخ وفات او ز فیاض کشود + ترجمہ فقرا کا شمع اور
انوار وجود کا یا شمع الافانی دریاے جمع اور شہود مین تھا اس وجہ کہ بنا یا گیا فیض وجود سے تھا تاریخ اسکے وفات کی لفظ
فیاض سے ظاہر ہوئے کہ اسکے آٹھ سو اکیانوے ہین۔

ذکر میر عبد الاول رحمہ اللہ تعالے

حضرت کے اصحاب کبار سے تھے اور حضرت کے شرف دامادی سے مشرف ہوئے ابتدا احوال مین نیشاپور سے
ملازمت حضرت مین ماوراء النہر آئے اور طریق رابطہ اختیار کیا سات برس برابر اس نسبت شریفہ کی ورزش کی
اور اسکے شرائط بجالائے اور اکثر اوقات ایسا ہوا ہی کہ جب حضرت کی نظر خدمت میر پر پڑی انکو مجلس سے
نکال دیا اور سخن درشت فرماتے تھے سات برس بعد انکو فرزندی مین قبول کیا اور اپنی دختر شریف انکے عقد
نکاح مین لائے اور اس شریفہ کو خدمت میر سے تین پسر اور دو دختر تھے اور پسران میر کلان میر میانہ و میر خرد معروف
اور مشہور تھے خدمت میر فرماتے تھے کہ ابتدائے زمانہ مین کبھی جو حضرت کھیتون اور گانوٴن مین جاتے مین پیادہ پا
پیچھے سے جایا کرتا ایسا ہوتا کہ رات ہیچ دیکر اس موضع مین پہونچتا جب حضرت کی چشم مبارک میرے اوپر پڑتی
فرماتے کہ عجب سید زادہ پست ہمت اور بے حمیت تو ہی کہ کھانا چکھنے کے لیے میرے سامنے تو آتا ہی اور اسیدم
سوار ہوتے اور دوسری جگہ چلے جاتے مین روتا ہوا پھر انکے پیچھے روانہ ہوتا یہ معاملہ سات برس تک کھنچا کبھی
بمقتضاے بشریت ضعف اور سستی ہوتی پھر اس طرح زندگی کرتے کہ اس طور مین گرم تر ہوتا فرماتے تھے
کہ ایک روز مین اپنے حجرہ مین پانوٴن پھیلائے لیٹا تھا اور دوپٹہ اوپر سے تان لیا اپنے دل مین کہا ای عبد الاول
بہت آدمی ہین کہ دولت ولایت سے محروم ہین تو بھی انہین سے ہو محنت کی حد یہی ہی جو تو نے کھینچی اور زیادہ نہین
ہو سکتی ایک لحظہ گذرا کہ اپنے حجرہ مین آہٹ چلنے کی مجھے معلوم ہوئی اسکے باوجود مین نے خیال ادھر نکیا اور
اسی طرح سوتا رہا اچانک مجھے سنائی دیا کہ حضرت فرماتے ہین کہ میر عبد الاول فراغت سے سو کہ تیرے سب کام
حسب دلخواہ پورے ہو گئے مین بیچین ہو کر اٹھ بیٹھا اور حضرت کو دیکھا کہ میرے حجرہ سے باہر گئے اور مین بدستور سابق
اسیطرح سوز و گداز قلق اور اضطراب مین پڑا۔ فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت غیظ غضب کی حالت مین یہ بیت
پڑھی ع صحرا فراخست ای جوان تو گوشۂ ما گوشۂ + چون لخ از کشت شہ ما خوشۂ تو خوشۂ + ترجمہ جنگل بہت
وسیع ہی ای جوان ایک گوشہ تجھے ایک گوشہ مجھے۔ ٹڈی کیطرح بادشاہ کے کھیت سے ایک بالی میری ایک بالی تیری

اور یہ بھی آپ سے سنا اور اپنے مسموعات مین لکھا ہو کہ ایک فقیر رابطہ کے طریق سے مشغول اور ہمیشہ کے اشتغال سے اثر پذیرفتہ اور اس طریق کے لوازم سے پریشان اور غم آلودہ تھا حضور خطاب کے شرف سے اُسے مشرف کر کے فرمایا

بیت چون من خراب دست را در خانہ خود رہ دہی + خود می ندانی این قدر این بشکنم آن بشکنم + ترجمہ مجھ سے خراب اور مست کو تو اپنے گھر مین آنے دیتا ہو پر آئینہ تو اسقدر نہین جانتا کہ وہ توڑون یہ نہ توڑون - ایک دن خدمت حضرت مین فرمایا کہ حضرت کی برکت التفات سے مجھے ایک نسبت بواسطہ قول اور زبان اور بغیر کہے اور زبان ہلائے حاصل ہوئی تھی اور ہمیشہ براہ باطن آنحضرت سے تائید اور تقویت بدون کہے اور بغیر زبان ہلائے مین پاتا تھا سینہ کو اُس نسبت سے ایک انشراح اور دل کو اطمینان و انفراح حاصل تھا اور روز بروز ترقی مین تھا یہان تک کہ ایک مدت اُسپر گذر گئی یکایک بے سبب وہ تائید اور تقویت چھوڑ دی اور عتاب و خطاب کرنے لگے اور قہر و غضب اُنکا حد سے بڑھ گیا ایسا کہ قریب تھا میرا نفس اطاعت کی قید سے باہر ہو میری خاطر مین گذرا کہ مجھے یقین ہو کہ جو کچھ حضرت کی مجلس شریف سے حاصل ہوا تھا اُسپر حضرت مطلع تھے اور اُسکی تائید اور تقویت مین مدت تک سعی کرتے تھے اور عنایت التفات کرتے تھے اگر وہ درست تھے پھر کیا سبب ہو کہ اب اُسکے موافق نہین چلتے اور اگر اس طریق خاص مین کہ طریق رابطہ ہو دخل نہ رکھتا تھا کیون نہین منع کیا اور نہ چھوڑا اور تائید و تقویت کی جب یہ معنی بار بار خاطر مین آئی اور حضرت کی جفا اور جھڑکیان بہت ہوئین اپنے دل مین کہا کہ قیامت کے روز بڑی خلقت کی انبوہ مین تمام انبیا اور رسول اور خواص اولیا کے سامنے مین سوال کرونگا کہ اس کترین نے اپنے سب کام آپ کے سپرد کیے اور اختیار دیا تھا اور مدت تک التفات اور عنایت بھی رکھتے تھے اگر وہ ضروری تھا اُسکی راہ پر کسواسطے نہین چلے اور اگر کچھ نہ تھا تو کسواسطے نہ روکا اور نہ چھوڑا بلکہ تائید اور تقویت آپ نے کی جب اس سوال جواب کے خطرہ نے فقیر کو بیقرار کیا اُنکے حجرہ مین گھس گیا اور بیتاب ہو کر یہ چاہا کہ جو کچھ دل مین ٹھہرا ہو عرض کرون اتفاقاً آپ کی ملازمت مین ایک شخص موجود تھا اُسے باہر ایک کام پر بھیجا اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمام انبیا و رسل اور خواص اولیا مین کسواسطے مجھسے جھگڑا تو کرتا ہو شکر کر کہ وہان مین جھگڑا نکرونگا بعدہ فرمایا کہ جو عمل کہ تیرے رنج اور الم کا سبب ہوا ہو مین نے کب تجھے کہا کہ اُسے کر تو نے خود اختیار کیا ہو اُسکی تدبیر تو ہی جانے بعد ازان تیزی سے اُترے اور از رو سے عنایت اور التفات کے کہا کہ امور مین صبر کرنا لازم اور اعتقاد پیرون کا مریدون کو ہونا چاہیے کہ جلنے سب حال اُسکا پیر کو معلوم ہو اور بعضون کے لیے مصلحت نہین ہو کہ اظہار کرے بے قول و زبان چاہیے کہ جواب پاوے اور فرمایا وہ شیخ کیا کہ مشرق مین ہو اور مرید اُسکا مغرب مین اور مرید کے سب احوال سے باخبر نہو - راقم الحروف کے والد علیہ الرحمۃ خدمت میر عبد الاول رحمہ اللہ تعالی سے ابتدا سے حال مین نیشاپور کے مقام چند سال ہم حجرہ اور ہم سبق تھے اور والد بزرگوار سے خاص تحصیل کی غرض سے نیشاپور آئے تھے اور حضرت امیر عز الدین

طاہر فشیاپوری قدس سرہ کے سامنے جو قدمت میر کے جد بزرگوار اور کمال زہد و تقوی اور علوم ظاہری و باطنی کے ساتھ آراستہ تھے شاگردی کرتے تھے اور کتب مستعملہ اور تفسیر حدیث پڑھی جب یہ فقیر سمرقند مین حضرت کی آستانہ بوسی سے مشرف ہوا خدمت میر عبد الاول قدیمی تعارف کے سبب کہ فقیر کے والد سے رکھتے تھے اور بلا لحاظ رعایت حقوق کہ باہم واقع تھا اس فقیر کے حال پر بہت توجہ رکھتے تھے اور انواع اقسام کے الطاف سے نوازتے تھے اور حضرت کی ملازمت اور صحبت کے آداب اور دقائق سے آگاہ کرتے اور کبھی کبھی اپنے شروع حال کی حکائتین کہا کرتے فرماتے تھے کہ جب مین سمرقند آیا حضرت کی ملازمت کا قصد کیا اور جبسے حضرت کو دیکھا اُسی ایک نظارہ مین گرفتار حضرت کا ہوگیا اور طریق رابطہ کی ورزش مین مشغول ہوا سات سال برابر حضرت میری توبیخ و زجر کرتے رہے اور اکثر اوقات آثار قہر سے ظاہر ہوتے تھے اور سختیان کرتے تھے اور مجھے اسقدر جلایا اور گلایا کہ خاک راہ کے برابر کردیا اب جو اپنے تئین دیکھتا ہون آپ کو کیڑے کھائے دانت کی مثال پاتا ہون کہ کسی کام کا نہین اور کسی چیز کے لائق نہین تیرے اوپر واجب ہو کہ حضرت کی عنایت اور التفات سے تو ڈرتے رہنا کہ اُسکے نیچے ایک قہر پوشیدہ ہو اور حضرت کی جھڑکی اور سیاست سے امیدوار رہنا کہ اُسکے حق مین لطف اور عنایت چھپا ہوا ہو۔

رشحہ یہ سخن میر عبد الاول علیہ الرحمۃ کا رنگ اُسی سخن کا رکھتا تھا کہ ایک دن حضرت نے فرمایا کہ حق سبحانہ کا قہر اپنے اولیا کی نسبت ظاہری ہو اور لطف اُسمین مخفی۔ لطف مخفی وہ ہو کہ وہ چاہتا ہو کہ اُس ظاہری قہر کے ساتھ اُسکی حقیقت کو قیود اور لوازم بشری صاف پاک کر دیوے اور پھر حق سبحانہ کو اپنے دشمنون کی نسبت لطف ظاہری ہو اور قہر اُسمین مخفی۔ قہر مخفی یہ ہو کہ وہ چاہتا ہو کہ اُسکے ساتھ لطف ظاہر سے علاقہ اُسکے باطن کا عالم اجسام مین استحکام دے تاکہ اُس گرفتاری کی وجہ سے اس عالم کے قیود مین عالم اطلاق کے کھلنے اور لذات روحانی سے بے نصیب رہین۔ حضرت میر عبد الاول علیہ الرحمہ کا انتقال اوائل ماہ مبارک ذی الحجہ سنہ ۹ نوسو پانچ مین ہوا جو چالیس دن تخمیناً پہلے شہادت خواجہ محمد یحییٰ سے اور اُنکے فرزندان بزرگوار سے اللہ تعالیٰ اُن سب پر رحم کرے

مولانا جعفر رحمہ اللہ تعالے

یہ خاص حضرت کے اصحاب سے تھے عالم عامل عارف کامل اور کیفیت بیخودی اور استغراق کی اُنپر غالب تھی جب نماز مین کھڑے ہوتے لمبی چوڑی قرأت پڑھتے اور رکوع سجدہ مین بہت دیر لگاتے اور سجدہ سے بمشکل سر اُٹھاتے اور اُنکی چشم مبارک سے آثار غلبہ اور جذبہ کے نہایت ظاہر تھے ہر چند حضرت نے چاہا کہ خدمت مولانا جعفر اپنی نسبت باطنی کو کسی شغل ظاہری مثل کھیتی کیاری یا سوداگری وغیرہ مین جمع کوین چونکہ نسبت استغراق اور کیفیت بیخودی غالب تھی اسلیے کچھ بن نہ پڑتا جسوقت مین خواجہ کفشیر کے محلہ حضرت کی ملازمت مین آتا نسبت سکوت اور خود رفتگی کی اُنپر غالب ہوتی اور بہت کم بات کرتے ایک دن کہا کہ شروع حال مین

تحصیل علوم رسمی سے میرا دل کند ہوا اور طریق اولیا کی طرف کھنچا رات کو خواب مین دیکھا کہ حضرت کی ملازمت
مین پہونچا ہون اور پوچھا کہ بندہ خدا کو کب پہونچے فرمایا کہ جب اپنے سے فنا ہوا اور جاتا رہے جب مین جاگا اس طرح آب
سے مین متاثر ہوا اور صبح مدرسہ کے حجرہ سے نکلا اور حضرت کی خدمت کا ارادہ کیا اور پیشتر حضرت کو دو رسے دیکھا
تھا لیکن صحبت نہین ہوئی تھی جب حضرت کی ملازمت مین آیا فرمایا مولانا جعفر کچھ جانتے ہو کہ بندہ خدا کو کب پہونچتا
ہے جب کہ اسکی بندگی مین اپنے آپ سے فانی ہو بعد ازان مولانا جلال الدین قدس اللہ سرہ کی یہ بیت پڑھی بیت
چون تو نبودی کہ بود جملہ خدا بود و بس + چون تو نمانی کہ ماند جملہ خدا اے گدا + ترجمہ جب تو نہ تھا کون تھا سب خدا تھا
اور بس - جب تو نہ رہا کون رہا سب خدا اے گدا - مولانا جعفر کی بیماری موت کے وقت حضرت محلہ خواجہ کفشیر مین
نہ تھے بعضے دیہات مین گئے ہوئے تھے جب شدت مرض مولانا جعفر کی خبر حضرت کو پہونچی بڑی جلدی سے روانہ ہوئے
حضرت کے پہونچنے تک خدمت مولانا نے انتقال کیا تھا بعد از غسل و تکفین حضرت نے تمام اصحاب اور اہالی
و موالی اور خواص و عوام کے ساتھ احاطہ ملایان مین اُنپر نماز پڑھی اور اُسدن ہوا بہت گرم تھی حضرت جنازہ
کے ساتھ قبر کے کنارہ آئے اور گورکن ابھی فارغ نہوا تھا ایک ساعت قبر کے کنارہ بیٹھے رہے اور اس فقیر نے مرزائی
اپنی کھولی اور باتفاق ایک اور خادم کے حضرت کے سر پر سایہ کیا اور سایہ مین تھے جب تک کہ دفن مولانا سے
فارغ ہوئے جب گورکن قبر سے نکلا حضرت نے اپنے دست مبارک سے بند کفن مولانا کا اوپر سے کھولا اور اصحاب
کی مدد سے جو کہ قبر مین کھڑے تھے تابوت سے نکالکر قبر مین اُتارا بعضے اصحاب نے آنکو لحد مین رکھا حضرت قبر کے
کنارہ سے اُٹھے اور حافظون نے قرآن پڑھا اور یہ واقعہ ۸۹۳ھ آٹھ سو ترانوے مین ہوا بعد از وفات خدمت
مولانا برہان الدین ختلانی اور حضرت نے اُس تعزیت مین تین روز بعد بڑا کھانا دیا چنانچہ اسّی بکرے نقطے
بریانی کے لیے ہوئے تھے۔

مولانا برہان الدین ختلانی رحمہ اللہ تعالےٰ

یہ حضرت کے اصحاب کبار سے تھے دانشمند تبحر اور صغرسن مین تحصیل علوم متداولہ کر چکے تھے اہل سمرقند دو شخص کو
دانشمند مادرزاد کہتے تھے ایک مولانا زادہ مولانا عثمان کو اور دوسرے مولانا برہان الدین ختلانی کو — اور خدمت
مولانا نے چالیس سال حضرت کی دولت ملازمت اور صحبت کی پائی تھی اور سفر و حضر مین خدمت پر قائم رہے
فرماتے تھے کہ ایکبار سلطان احمد میرزا نے فصل زمستان مین کہ ہوا ٹھنڈی ہو چلی تھی سرستان کے سفر کا ارادہ کیا اور
حضرت سے چاہا کہ ہمراہ چلین حضرت نے بے تامل قبول کیا اور ہمراہ گئے اور ایک جماعت خدام کو ساتھ لیگئے اُنمین سے
ایک مین بھی تھا اور اس سفر مین بہت محنت حضرت اور تمام رفقا کی پہونچی ہے کہ ہوا نہایت خنک تھی میرے دل مین
کئی بار آیا کہ اگر حضرت یہ سفر اختیار نکرتے میرزا کو اصرار کی طاقت نہ تھی اب یہ تمام تکلیف خود حضرت کو پہونچی ہے اور

خدام و ملازم بھی محنت اور زحمت مین پڑے اور اس سفر کا کوئی فائدہ بھی متصور نہین ہی ہر چند اس خطرہ کو مین لگا
کرتا تھا دور نہین ہوتا تھا اور باطن مین میرزا سے لڑائی لڑتا تھا کہ حضرت کو بے جہت اور بیفائدہ محنت مین ڈالا اور
بڑی جماعت کو مشوش کیا جب شاہرخیہ مین اترنے پر دو تین روز گذرے تو دفعۃً ایک غوغا شہر مین پڑا کہ چار ہزار
مغول اور ہزار ازبک سب کافر اور بت پرست نے شاہرخیہ کا قصد کیا ہی اور اس نواح تک تاخت لاکے اور گلی نصب
تاراج اور زیر و زبر کیے اور خواص و عوام اس ولایت کے ایک ہی دفعہ حضرت کے متوجہ ہوئے اور گریہ و زاری
شروع کیا اور کہا میرزا سلطان احمد مستعد لشکر نہین لائے ہین کہ ان کافرون سے مقابلہ کر سکین اور اس بلا کا
دفعیہ بجز التفات حضرت کے ممکن نہین ہی اور میرزا سلطان احمد بھی کمال اضطرار اور اضطراب سے حضرت کے پاس آئے
اور آپ کے دامن عنایت اور حمایت مین پناہ لی اور حضرت چند خدام کے ساتھ باہر آئے اور انکے درمیان گئے اور
اُس لشکر کے سردار اور اعیان سے صحبت گرم رکھی اور سب کو تسخیر کر کے بہت متاثر اور مغلوب کیا اس طرح کہ تمام اہل
مجلس نے بتون کو گلے سے نکالڈالا اور صحرا مین پھینکدیا اور حضرت کے ہاتھ پر ایمان لائے اور اپنے آدمیون کو اسلام کی
طرف ہدایت کی اور وہ کل لشکر چھوٹے سے بڑے تک اور مرد عورت شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور قریب دو ہزار
لڑکیان اور لڑکے اور زن و مرد اور غلام و آزاد اور ہزار اونٹ اور گھوڑے اور گائے اور گدھے اور بکرے کہ اس گرد
نواح سے لوٹ کر لائے تھے سب کے سب حضرت کو بخشدیے اور حضرت نے قیدیون کو با سامان انکے وطن بھیجدیا
اور دو خادم اپنے خدام سے اُس لشکر کے ساتھ کیے ایک حافظ کہ انکو کلام اللہ سکھلاوے اور ایک فقیہ مفتی کہ انھین
علم دین کا تعلیم کرے اسکے بعد حضرت شاہرخیہ کو واپس آئے اور میرزا سے پوچھکر سمرقند کو روانہ ہوئے خدمت مولانا
برہان الدین جتنے سفر کی محنت ایسی ہو تو ان کے لیے جو تمنے دیکھین قبول کی ہی مولانا برہان الدین کے مرض الموت مین
ایک دن حضرت محلہ خواجہ کفشیر کے احاطہ ملایان پر انکی عیادت کو آئے اور راقم الحروف ننگ دوہ خادم بلکہ حضرت کو
اٹھائے ہوئے تھے ملازمت مین رہے جب حضرت مولانا کے سرھانے بیٹھے فرمایا کہ پہلوان محمود بوریا نے کہا ہی بیت
جدائی مباد امرا از خدا ✤ دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم ✤ ترجمہ جدائی خدا سے نہو وے تجھے ✤ سوا اُسکے جو پیش آوے
سو خیر ✤ بعد ازان فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کے قول سے اپنا ایمان تازہ کرو واقع ہی ترجمہ اسکا جددوا ایمانکم بقول
لا الہ الا اللہ تجدید ایمان ہر بار کہ یہ کلمہ کہین وہ ہر سکتا ہی کہ سعی کرین ہر بار کہ یہ کلمہ تکرار ہا دے تجدید ہوے اور انجذاب
اور محبت کے جناب حق سبحانہ سے ہو وے جب اس کلمہ کی تکرار مین رعایت اس معنی کی کرین ارجددوا کے مضمون
پر عمل کیا ہوا اور فرمایا کہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ جددوا ایمانکم کے مضمون سے ایسا سمجھا
جاتا ہی کہ ایمان شاید پرانا ہو جاتا ہی فرمایا کہ ایمان کی کہنگی یہ ہی کہ کسیکو مومن ہی اپنے کے ساتھ انجذاب اور شوق
اور شیفتگی نرہے پس چاہیے کہ طالب صادق سب احوال مین اس کلمہ کے بار بار کہنے سے کسب شوق اور کشش کا کرے

بہت شوق و ولہ ہے۔ خدمت مولانا نے اس صحبت سے تین روز بعد وفات پائی او حضرت نے تمام اصحاب و اعیان اور خواص وعوام سمرقند کے ساتھ اُنپر نماز پڑھی اور احاطہ ملایان مین دفن کیا بعد اُنکے آٹھ روز ہوئے تھے خدمت مولانا جعفر نے انتقال کیا جیسا کہ گذرا طبیب خراسانی جسنے علاج مولانا برہان الدین اور مولانا جعفر مین خطائیں کیں اور خبط کیا اُن ایام مین کہ تعزیت مولانا جعفر علیہ الرحمہ کی درپیش تھی ایک روز حضرت آئے اور غصہ اور بہت تیز ہوئے اور سخت باتین کین اور فرمایا تونے دو آدمی میرے مار ڈالے کہ تمام روے زمین مین انکا نیسر اندیھا اگر ساتھ طبقہ زمین آسمان کے برابر زرسنج تو ڈال دے پھر بھی انکی قیمت زیادہ ہے اور تو ایسے دو آدمی میرے مار ڈالے۔

مولانا لطف اللہ ختلانی رحمہ اللہ

یہ بھانجے خدمت مولانا برہان الدین کے تھے اور حضرت کے بزرگ اصحاب سے اور مقبول تھے عالم علوم شریعت وطریقت کے اور انپر ہمیشہ بسط کی صفت غالب تھی اور اکثر اوقات ہنسنے اور مسکراتے رہتے اور مدام حضرت کو شیرین باتون سے مسکرانے کی طرف لاتے اور حضرت بھی خدمت مولانا کے ساتھ اکثر اوقات ہنسی مذاق کیا کرتے۔ ایک دن مولانا سے بسبیل طیبت پوچھا کہ جس وقت تو بیاہ کرے تو کیسی بی بی لیگا اسنے کہا سبز شیرین حضرت نے فرمایا کہ تونے غلطی کی نہین جانا تونے کہ چند روز بعد شیرینی جاتی رہتی ہے اور سبزی رہتی ہے اور پھر فرمایا کہ طالبان طریق کو کدخدائی ناشایستہ ہے پھر یہ بیت پڑھی بیت کدخدائیت مایہ ہوس ہست + کدرہا کن کہ خداے بس است + ترجمہ کدخدائی کی ہے ہوس تجھکو + چھوڑ کد کو خدا ہی بس تجھکو + خدمت مولانا لطف اللہ نے ایسا فرمایا کہ مین صغرسن کے ایام مین کہ اپنی ولایت مین تھا ایک شب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ایک صورت نہایت حسن وجمال مین اور وہ صورت ہمیشہ میرے دل مین حاضر تھی جب حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا ایک دن اثناء سخن مین کسی تقریب سے فرمایا کہ آدمی کبھی حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو صورتون مین دیکھتے ہین اور دفعۃً اس محل پر میری طرف دیکھا اور اُسی صورت زیبا کے ساتھ کہ مین نے اُس زمانہ مین حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا ظاہر ہوئے اور ہیچ یہ ہے کہ اس صورت کا مشاہدہ موجب گرفتاری کا حضرت کے ساتھ ہوا اور نیز خدمت مولانا نے فرمایا کہ ایکبار واقع مین کہ سغد سمرقند کا اک گاؤن ہے بارہ میل پر شہر سے وہان حضرت کی ملازمت مین تھا اور ایک گروہ مولویون کا ہمراہ تھا شرح منازل شیخ کمال الدین عبد الرزاق کاشی علیہ الرحمہ کی مجلس مین موجود تھی حضرت اُس سے ایک بحث مذکور کر رہے تھے اور مولویون سے پوچھ رہے تھے جیسا کہ قاعدہ حضرت کا تھا اس فقیر کی خاطر مین کچھ آیا عرض کیا فرمایا کہ مذاق سخن اس طائفہ کا دوسرا ہے ملاؤن کی تاویلات چھوڑ دین چپ ہوگیا

اور آپ ہی آپ سوچا کہ جو خاطر مین آیا اچھا معلوم ہوتا ہے حضرت نے قبول کیون نہین فرمایا اس اثنا مین صورت نسبت کی حضرت سے ظاہر ہوئی اور باتین کرنے لگے کہتے کہتے گرم ہوئے مین نے اپنے مین ثقل اور بار عظیم کا احساس کیا اور گمان ہوا کہ سو من کا بوجھ میرے اوپر رکھدیا اور نہایت گرانی اور بے طاقتی سے جھک گیا اور جنبش کی طاقت مجھسے جاتی رہی اس عمل پر آنکھ میری حضرت کے روے مبارک پر پڑی دیکھا کہ حضرت کا چہرہ لرزانی پڑا ہوا شروع ہوا اور لب مبارک ہلتا تھا اور کوئی چیز مجھے مسموع اور مفہوم نہین ہوتی تھی اور ایسا بڑا ہوا کہ تمام گھر کو گھیر لیا اور کوئی جگہ خالی نہ رہی اور مین ایسا تنگ ہوا کہ قریب تھا میری سانس رک جاے اور یہ حالت مدت تک رہی پھر دیکھا کہ تھوڑا تھوڑا منہ حضرت کا اپنے حال پر آتا چلا اور مین سبک ہوتا تھا حتی کہ حال اصلی پر آگیا اور مین اس تمام ثقل سے خلاص ہوا اور اہل مجلس کو اس ماجرے سے کچھ خبر نہ تھی۔ اور یہ بھی خدمت مولانا نے فرمایا کہ محلہ خواجہ کفشیر کے اندر بملازمت حضرت مین تھا گرم دن تھا کہ ناگہ اپنے حرم سے نکل کر حجرہ مین آئے حضرت کا جثہ میری نظر مین بہت حقیر معلوم ہوا خاطر مین گذرا کہ یہ سب تصرف ملکون مین حضرت سے ظاہر ہین اس جثہ کے ساتھ مخصوص عنایت اور قدرت حق ہے سبحانہ تعالی اس خطرہ کی آتی ہے اچانک نسبت فقیر بمقام عنایت والتفات ہوئی اور باتین کرنے لگے اور پھر اسی طرح روے مبارک حضرت کا بڑا ہوا اور اس حد کو پہونچا کہ تمام حجرہ روے مبارک سے پر ہوا اور مین ایک گوشہ مین ہو گیا اور تنگ ہوا اور بدستور حس وحرکت جاتی رہی ایک آواز میرے کان مین آتی تھی لیکن کچھ سمجھ مین نہ آتی تھی اور اس حالت کو طول ہوا اور مین بہجود صاحب ہوش آیا دیکھا کہ حضرت کا چہرۂ مبارک اصلی حالت پر آگیا۔ اور یہ بھی خدمت مولانا فرماتے تھے کہ نفروعات مین ایک بار حضرت کے ساتھ موضع کمانگران کی طرف ہم جاتے تھے اور گھوڑا میرا بہت سست اور بدرفتار تھا اور اس وجہ سے حضرت سے آگے آگے بڑی تشویش اور محنت سے ہانکتا تھا کہ ایسا نہو حضرت کی سنگت سے رہجاؤن ناگاہ حضرت میرے عقب سے آئے اور ایک کوڑا میرے گھوڑے کے مارا اور فرمایا گھوڑا تمھارا راہوار نہین ہے فی الحال میرا گھوڑا ایسا راہوار ہو گیا کہ ہر چند حضرت تیز ہانکتے تھے میرا گھوڑا راہواری مین اُنکے گھوڑے کے ساتھ گیا اور ایک قدم پیچھے نرہا اور مین اسکی پیٹھ پر آسودہ ہوا اور جو اصحاب کہ ہمراہ تھے اور حقیقت حال سے آگاہ تھے حیران اور ششدر ہو گئے اسکے بعد وہ گھوڑا جب تک جیتا رہا اسی طرح راہوار تھا ہرگز کبھی اس سے سستی ظاہر نہوئی اور اس احوال کا مشاہدہ میرے یقین کی ترقی کا سبب حضرت کی نسبت ہوا۔

مولانا شیخ ادام اللہ ظلال افاضتہ

یہ بزرگ اصحاب حضرت سے ہین اور برسون حضرت کے امور دنیوی کا انتظام آنکی سپردگی مین تھا بعضے عزہ سے سُنا گیا کہ جب رات کو مولانا اپنے گھر جاتے ہین تھوڑی دیر اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھتے ہین اور کچھ کھانا

تناول کرتے ہین جب انکے آدمی لیٹ رہتے ہین مولانا پھینٹا باندھکر دم صبح تک قبلہ رو بیٹھتے ہین اور بڑے اہتمام
سے اس نسبت کو جو حضرت سے حاصل کی ہو ورزش اُسکی کرتے ہین حضرت مولانا شیخ کی باتون سے ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ حبس نفس اور نفی و اثبات پر مامور تھے اور اُسکے موید یہ ہو کہ ایک روز خلوت مین کسی تقریب سے فرمایا
کہ ایک سانس مین اکیاون دفعہ ذکر کیا جاتا ہو ساتھ اسکے کہ ملاحظہ ہو نفی غیر کا اور اثبات مقصود کا اور رعایت
بازگشت اور وقوف قلبی اور وقوف عددی بغیر اسکے کہ نفس کوتہی کرے یا دل کو خفقان ہو یا کوئی اثر صورتیہ
ظاہر ہو ایک دن محلہ خواجہ کفشیر احاطہ ملایان کے ایک طالب علم کے حجرہ مین ایک جماعت اصحاب مخلص کے
ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت کے تصرفات اور کرامات عجیب و غریب کا تذکرہ ہو رہا تھا اور ہر ایک شخص
ایک نقل کرتا تھا اور خدمت مولانا خاموش تھے دل مین آیا کہ کیا ہو کہ یہ بھی اس باب مین کوئی سخن کہین ایک لحظہ
بعد فرمایا کہ جتنے سب تصرفات آفاقی اور ظاہری حضرت کے بیان کیے کوئی تصرف انفسی و باطنی آپکا نہ بیان کیا اصحاب نے کہا کہ آپ
کرم کرین اور اس باب سے کوئی حکایت کہو فرمایا کہ ابتدا جب مین حضرت کی ملازمت مین پہونچا اور ایک تعلیم سے فیضیاب
ہوا بہت جان توڑی اور بڑی ریاضت کھینچی تب تھوڑے تھوڑے نتیجہ اور آثار مشغولی کے ظاہر ہونے لگے اور
حضرت کے التفات سے روز بروز انکو قوت ہوتی رہی تب چند روز بعد کسیقدر جمعیت خاطر ملی اور فی الجملہ نسبت
آگاہی حاصل ہوئی اچانک حضرت نے مجھے بعضے امور زراعت وغیرہ کے انصرام کا امر فرمایا اور دنیا کے امور مین مشغول رہنے
سے عمل باطن مین فتور آیا اور وہ نسبت تھوڑی تھوڑی ضعیف ہونے لگی اور مجھے اس جہت سے بڑا رنج ہوا
اور حزن بہت دامنگیر ہوا مین نے کہا جاؤن اور اپنے دل کا درد حضرت سے عرض کرون اور فرصت تاکتا رہا
اور ایک خلوت مین حضرت کے حجرہ کے اندر پہونچا اور مین نے چاہا کہ اپنی پریشانی حال سے ایک شمہ عرض کرون
فرمایا کہ مولانا شیخ طریق خواجگان قدس اللہ ارواحہم مین خلوت در انجمن قاعدہ کلی ہو اور انکے کاروبار کی بنیاد آیۂ
ہو اور یہ اصل لی گئی اس آیت سے ہو رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ان بزرگون کی نسبت شریفہ
محبوب ہو غیرت محبت اسکی مقتضی ہو کہ محبوب مستور رہے محب غیر تمند کب روا رکھے کہ محبوب بے پردہ ہو اس
نسبت کو بے پردہ ورزش کرنا اس گروہ کا داب اور قاعدہ نہین ہو اس سے چارہ نہین ہو کہ اس نسبت کو کسی
شغل کے ساتھ اشغال ظاہری سے جمع کرے مین نے در باطن زاری کی دو امر کی جمع سے مین عاجز ہون اس
محل مین فرمایا کہ ہمت کرو اور حملہ شاید کہ حق سبحانہ ایک قوت عطا فرمائے اور کام پورے ہون اور اسی حال
کے قریب التفات کی کہ جو کچھ تکلف کبھی کبھی میسر آیا تھا باطن پر غالب ہوا اور ثابت متمکن ہو گیا اور دل اُسکے
ساتھ مطمئن ہوا اور خاطر سے تردد گیا اور پھر سب اشغال اور سب احوال مین اور خواب و بیداری مین
نصیب العین ہوا اور اللہ تعالے کا ہر شکر ہو

مولانا سلطان رحمہ اللہ

یہ حضرت کے اجلہ اصحاب سے ہین اور دانشمند متبحر اور عالم علوم ظاہرا ور علوم اتیہ لطیفہ اور حضرت کی اجازت سے سفر مبارک حجاز کا کیا تھا اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وکرامۃ کی زیارت سے بہرہ یاب ہوئے اور پھر [illegible] مین آئے کہتے تھے کہ مین ابتداء حال مین ایک دن قصبہ ماترید کو جاتا تھا کہ ملازمت حضرت مین پہونچون ہر چند راہ مین سعی کی کہ اپنے تئین توجہ یا مراقبہ کے طریق سے جمع کر سکون تاکہ جمعیت خاطر کے ساتھ حضرت کی خدمت مین حاضر ہون یہ بات حاصل نہوئی آخر بطریق نفی واثبات کے مین مشغول ہوا اور چند ذکر اُسکے شرائط سے کیے تب تھوڑی سی نسبت حضوری حاصل ہوئی اُس نسبت کا حفظ کرکے حضرت کی مجلس مین آیا جب مین بیٹھا ایک لحظہ کے بعد فرمایا کبھی طریق نفی واثبات سے تو مشغول ہوتا ہو مین نے کہا اکثر فرمایا جب تو بیٹھا تو ایک نسبت ظاہر ہوئی جو نتیجہ نفی اور اثبات کا ہو حضرت کے سخن سے مجھے معلوم ہوا کہ اگرچہ حضور مع اللہ ایک ہو لیکن نسبت حضوری جو ذکر سے حاصل ہوتی ہو ایک رنگ خاص رکھتی ہو اور جو نسبت کہ توجہ یا مراقبہ یا رابطہ سے حاصل ہوتی ہو ہر ایک کا رنگ علاحدہ ہو ان گوناگون رنگ مین فرق کرنا فراست خاص پر موقوف ہو کہ اخص الخواص اولیا اہل اختصاص کو ہوتی ہو جو علم لدنی کی تائید پائے ہوئے ہین ۔ اور اللہ دانا تر ہے

مولانا ابو سعید اوبہی دامت فوائدہ

یہ اصحاب مقبول حضرت سے ہین اور پچیس برس حضرت کے آستانہ پر حاضر ہوتے رہے کہتے تھے کہ میری حاضری کا سبب حضرت کی خدمت مین یہ تھا کہ ابتدا جب مین سمرقند گیا مرزا الغ بیگ کے مدرسہ مین چندروز تحصیل علوم کرتا رہا اور بالکل مطالعہ پر جھکا ہوا تھا دفعۃً بے سبب میری طبیعت تحصیل سے برگشتہ ہوگئی اور داعیہ درویشی اور صحبت اور خدمت درویشون کا دل مین آیا مدرسہ کے حجرہ سے باہر آیا ایک طالب علم آشنا ملا مین نے کہا تو کہان تھا اور تیرا حال کیا ہو کہا کہ کوہ نور مین شیخ الیاس عشقی کے پاس تھا اور اب اُنکے پاس سے آتا ہون اور اسقدر اُسکی تعریف کی کہ مجھے اُسکی صحبت کو بہت جی چاہا اسدرجہ کہ حجرہ مین پھر پلٹ کر نہ گیا اور اُنھین قدمون کوہ نور جہان اُسکا لنگرگاہ تھا متوجہ ہوا اتفاقاً میرا گذر حضرت کے مدرسہ کے دروازہ پر ہوا دیکھا کہ اُسی وقت حضرت بھی راستہ سے پہونچے اور مدرسہ کے دروازہ پر اُتر پڑے اپنے دل مین کہا کہ حضرت کی ملازمت کبھی نہین کی اول اُنکی صحبت رکھون پھر کوہ نور کو جاؤن سو حضرت کے پیچھے پیچھے مدرسہ مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک جماعت یارون کے ساتھ صفہ مدرسہ مین بیٹھے ہین مین بھی گیا اور یارون کی صف مین حضرت کے روبرو بیٹھا ایک لحظہ سکوت کیا بعد ازان سر مبارک اُٹھایا اور مجھے مخاطب کرکے یہ بیت پڑھی بیت درکوہ چہ میروی بمن باش + امروز معاذ جبل منست ترجمہ لیا کریگا کوہ مین جاکر اور میرے پاس رہ + آج کے دن کوہ مین موجود کب ہین وہ معاذ + یہ کہکر اُٹھے اور درمیان

سے نکلکر سوار ہوگئے اور میرے باطن کو اپنی طرف کھینچا اور مین حیران مضطرب رہگیا اپنے دل مین سوچا کہ حضرت نے ہرگز
میرا نام نہین سنا کیا جانا اور کیا بیت تھی جو میرے اوپر پڑھی سراسیمہ مدرسہ سے باہر آیا اور مدرسہ بدیع الزمان بیگ کے
طلبا کو مین نے پیغام بھیجا کہ جو کچھ میرے حجرہ مین کتابین اور اجزا وغیرہا ہین حق طلبہ ہے اسمین تصرف کرین پھر گیا اور
حضرت کے آستانہ کو لازم کیا ایک سال گذر گیا اور اس مدت مین حضرت نے مطلقاً میرا التفات نکیا مگر میری
کشش اور گرفتاری باطنی روز بروز حضرت کے ساتھ زیادہ ہوتی تھی اور اس عرصہ مین ایک قبا کہنہ
سوزنی کی مین گذرانتا تھا جسکے نیچے نہ کرتہ تھا نہ ازار پھر ایک سال بعد تھوڑی تھوڑی التفات حسب ظاہر آپ سے
ظاہر ہونے لگی - اور یہ بھی خدمت مولوی کہتے تھے کہ ایک دن حضرت سے بار عظیم میرے اوپر پڑا اور وہ بخشش کہ
لحظہ لحظہ باطن مین حضرت سے مجھے پہونچتی تھی منقطع ہوئی اور اسمرتبہ قبض میرے اوپر غالب ہوا کہ خوف ہلاک
تھا اور وہ بار اور قبض بیش شبانروز تک اٹھایا آخر کو مین بیتاب ہوگیا مین نے بعض بزرگون سے سنا تھا کہ اگر
تہی مین یسین پڑھین تو اسکے بعد جو دعا کرین قبول ہوتی ہے ایک شب اس بیتابی مین بعد از نماز تہجد دعا کی کہ خدایا
اگر میری ذات مین ایسی چیز ہے کہ حضرت کے مکروہ ہے تو وہ مجھسے زائل کر اور میری استعداد اگر اسطرح کی ہے کہ حضرت کے
موجب کدورت کا ہوتا ہون مجھے دنیا سے اٹھالے یا اس آستانہ سے دور ڈال ایسی باتین مناجات مین کرتا تھا
اور بہت رویا جب صبح حضرت کی ملازمت مین گیا اول سخن جو فرمایا یہ تھا کہ ہمنے گمان کیا کہ ہم کام ایک کرتے ہین اب جو
تمھین خوش آتا ہے اور اپنی مرگ اور دوری چاہتے ہو تو الگ ہوجاو اس سخن سے حضرت کے معلوم ہوا کہ وہ بار
اور قبض کہ فقیر کے حوالہ کیا تھا ایک تربیت تھا بعد ازان مجلس مین انبساط اور انشراح تمام دل مین پیدا ہوا اور حضرت

مولوی کے کلام سے یہ تین رشحہ ہین -

رشحہ ۱ کہتے تھے کہ اس کاروبار کا حاصل ذوق یافت اور الم نایافت ہے چاہیے کہ طالب جو کچھ پاوین واردات ہوا ہم
سے ذوق یاب ہون اور پھر اس ذوق سے خالی ہو کر اس چیز کے لیے جو نہین پائی اور باقی ہے درد مند اور متالم ہون
اسواسطے کہ مقصود بے نہایت ہے جو کچھ اس سے پاوین بنسبت اسکے جو نہین پایا ہے قطرہ کے حکم مین نسبت دریا
محیط کے ہے پھر اگر کوئی چیز پاوین سرجھکائین اور اسکے ساتھ آرام حاصل کرین اور اسکے ذوق مین رہین اور اسی وقت
کے ساتھ اس عالم سے باہر جائین ابد الآباد اسی مین قید اور محبوس رہین اور ذوق و مواجید دیگر سے جو
بے نہایت ہین محروم اور اگر عمر ابدی کے ساتھ اس یافت اور نایافت مین سیر کرین ابھی کچھ نگیا نہ کچھ راہ چلے
رشحہ ۲ ایک دن سورہ اخلاص کے آیات کے معنی فرماتے تھے اول موجود کہ حق سبحانہ کی ایجاد سے بلا واسطہ
دوسری شی کے وجود مین آیا صادر اول تھا ہرگاہ مبداء فیاض سے اظہار صادر اول کا مشابہ زادن یعنے تولد
سے تھا لاجرم حق سبحانہ نے اس سورہ مین آیہ کریمہ لم یلد سے اس مشابہت کی نفی کی اور ہرگاہ حق سبحانہ نے بعد ایجاد

موجودات اور اظہار تعینات کے مظاہر الہی دکونی مین بحسب ذات وصفات واسماء وافعال سکے ظہور فرمایا اس قسم کا ظہور مظاہر سے زادہ شدن یعنے مولود شدن کے مشابہ اور مماثل تھا لاجرم حق سبحانہ نے اس صورت مین آیہ کریمہ ولم یولد سکے ساتھ نفی اُس مشابہت کی فرمائی اور ہرگاہ بعد از ایجاد موجودات کے نوع انسان کو بحکم خلق اللہ آدم علےٰ صورۃ الرحمن کے (پیدا کیا اللہ نے آدم کو صورت رحمن پر) نسخہ جامعہ اور مظہر جمیع اسماء کیا اور اُسکو اپنی ذات وصفات اور افعال بے نہایت کا آئینہ بنایا جامعیت کی حیثیت سے اُسکو مشابہت اور مماثلت ساتھ ذات یگانہ مقدس کے جسکی صفت آیہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد ہی (کہو اللہ ایک ہی اللہ پاک ہی) پائے گئے کہ اسمین وہم تصور کفو کا تھا لاجرم حق سبحانہ نے آیہ کریمہ ولم یکن لہ کفوا احد ترجمہ یعنین تھا اُسکا کفو کوئی نفی اُس مشابہت اور مماثلت کی فرمائی۔

رشحہ کہتے ہین کہ ایک دن اپنے والد کے ساتھ مجلس وعظ خواجہ شمس الدین کوسوی مین گیا تھا اُس مجلس مین خواجہ سے ایک کرامات دیکھی اور ایک آیت کی تفسیر سُنی کہ وہ دونون عجیب وغریب تھین کرامات یہ تھی کہ خواجہ معارف الٰہی اور لطائف نامتناہی مین ایک باریک سخن اور نکتہ غامض فرماتے تھے کہ اہل مجلس سے بعض کو بوجہ پوشیدہ ہونے اُس سخن کے اور نہ مکشوف ہونے اُسکے معنی کے ایک غنودگی آگئی تھی اور رینگ مین تھے خواجہ کو غیرت آئی فرمایا کہ تم اونگھتے ہو حالانکہ مین اگر اس سخن کو مسجد کی چھت سے کہون اُسپر اثر ہوجاے اور جگہہ سے ڈگمگا جاے جب خواجہ نے اشارہ مسجد کی چھت سے کیا چھت مین ایک کپ کپاہٹ پڑگیا اور وہ چھت لکڑی سے پٹی تھی لکڑیون مین سے چڑ چڑ چڑ چڑ کی آواز آنے لگی چنانچہ مسجد والے اوپر تلے گرے جو دروازہ کے پاس تھے باہر کو بھاگے اور جو منبر کے پاس تھے دوڑے اور منبر کے پایون مین لپٹ گئے از انجا کہ مین کم عمر تھا حاضرین سے جلد تر دوڑا اور منبر کے پایہ سے چمٹ گیا اور خواجہ نے بہت دیر تک منبر کے اوپر سکوت کیا بعد ازان پھر وعظ کہنے لگے اور لوگ خوب حاضر اور متوجہ ہوئے اور اس آیت کی تفسیر تھی کہ فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا ہی احسن کما احسن اللہ الیک نکوئی کر جیسی کہ نکوئی کی ہو خدا تعالی نے تیرے ساتھ بھلائی خدا کی بندہ کے ساتھ وہ تھی کہ سب سے پہلے ازل ازال مین خدا تعالے ظاہر تھا اور بندہ پوشیدہ پس بندہ کے سنگ یہ بھلائی کی کہ بندہ کو ظاہر کیا اور آپ چھپ گیا پس بندہ کو تعلیم دیتا ہی اور حکم کرتا ہی کہ بھلائی کر جیسی کہ خدا تعالے نے تیری نسبت بھلائی کی ہو یعنے تو بھی اپنے کو نفی وجود سے پوشیدہ کر تاکہ خدا تعالے ظاہر ہووے

مولانا محمد قاضی ادام اللہ برکات افادتہ

یہ حضرت کے اصحاب مقبول سے ہین اور انھون نے حضرت سکے مناقب اور شمائل اور خصوصیات اور فضائل مین ایک کتاب بنائی ہو بنام سلسلۃ العارفین وتذکرۃ الصدیقین اُسمین لائے ہین کہ ۸۷۵ھ آٹھ سو پچاسی مین خسترکی

خدمت مین پہونچا اور بارہ سال کے قریب حضرت کی ملازمت مین رہا اور اللہ تعالی کا شکر اسپر ہو چونکہ خدمت مولانا لطائف
اور معارف صوفیہ قدس اللہ ارواحہم کے پا جانے مین طبیعت بلند اور فہم ارجمند رکھتے تھے لاجرم حضرت حقائق اور دقائق اُس
گروہ کے فرماتے وقت خدمت مولوی کو بہت مخاطب کیا کرتے کہتے تھے کہ ایک روز حضرت نے مجھسے استفسار کیا
کہ ان باریک باتون سے جو مجھسے سُنتے ہو کوئی نقصان اُن عقائد مین پاتے ہو جو ان باپ اُستاد سے بچپن مین سیکھے
تھے مین نے کہا کہ نہین۔ فرمایا کہ پس تیرے ساتھ اس رنگ کے سخن کہہ سکتے ہین خدمت مولانا سے سنا گیا اُ
سلسلۃ العارفین مین بھی لکھا ہو کہ ابتدا میری ملازمت کی حضرت سے وہ تھی کہ ایک طالب علم کرانی مولانا نعمت اللہ
نامی کے ساتھ سمرقند سے ہرات کے ارادے پر باہر آیا تھا جب مین وہ شادمان مین پہونچا اور گرم ہوا اور لو کے سبب
توقف کیا عصر کا وقت تھا کہ حضرت پہونچے سلام کو گیا پوچھا کہان کا تو ہی مین نے کہا سمرقند کا پھر باتون مین مشغول
ہوئے اور جتنا کچھ خاطر مین تھا سب ظاہر کردیا از انجملہ ایک سخن یہ تھا کہ فقیر کو آوارہ کرکے اس ولایت سے لیے جاتا
ہو اس بات کو ایسا ظاہر کیا کہ میری خاطر حضرت کی طرف بہت ہی منجذب ہوئی اور اثناء سخن مین فرمایا کہ اگر مقصود
تحصیل علوم ہو یہان بھی میسر ہی اور اُسوقت ثابت ہوگیا کہ میری مخفی باتون سے کوئی چیز نہین ہو مگر یہ کہ حضرت اُسکے
مجموعہ پر مطلع ہین اور یقین ہوا کہ حضرت کو خلق کے باطنوں پر اشراق عظیم ہو باوجود اس علم کے میری خواہش جو سفر
کی تھی کم نہوئی کہ بہت ہی ہرات کے دیکھنے کو جی چاہتا تھا قرشی کا ارادہ کیا منع کیا اور کہا بخارا کی طرف جاؤ اور
صبح حاضر ہوا کہ اجازت مانگون کسی نے کہا کتابت مین مشغول ہین ٹھہر گیا ایک لحظہ گذرا دیکھا کہ حضرت اپنی نشست کی جگہ
سے اُٹھے اور میری طرف آئے اور فرمایا کہ سچ کہو ہرات درویشی کے لیے جاتا ہو یا تحصیل علم کو مین نہایت دہشت سے
خاموش تھا مولانا نعمت اللہ نے کہا درویشیان اُسپر غالب ہین تحصیل کو روپوش کیا ہو مسکرائے اور فرمایا اگر یہ ہو
تو اچھا ہی اور میرا ہاتھ پکڑکے پائین باغ کو چلے اور اسقدر تھم گئے کہ لوگون سے دور ہوئے کھڑے ہوئے بمجرد اسکے کہ حضرت کا دست
مبارک میرے ہاتھ مین آیا آپ سے غائب ہوگیا اور تھوڑی دیر اس غیبت پر گذرے جب مین حاضر ہوا باتون مین مشغول
ہوئے فرمایا کہ ہمارے خط کو تو نہین پڑھ سکتا اور جیب مبارک سے ایک خط نکالکر پڑھا لپیٹا اور مجھے دیا اور فرمایا
ہماری کتابت کو خوب احتیاط سے رکھنا اور وہ تحریر یہ ہو کہ حقیقت عبادت کی خضوع و خشوع اور
شکستگی اور نیازی کو شہود اور عظمت حق سبحانہ سے دل پر ظاہر ہوا ایسی سعادت موقوف بر محبت ہو
اور ظہور محبت اسپر موقوف ہو کہ متابعت سید الاولین والآخرین علیہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات
اکملہا پر ہو اور متابعت موقوف ہو اسپر کہ طریق متابعت کو جانے پس بالضرورت ملازمت علما کی کرنی چاہیے
جو وارثان علوم دینی ہین اور ملازمت اُن علما سے جنھون نے علم کو وسیلہ معاش دنیوی اور سبب حصول جاہ
کیا ہو دور رہنا چاہیے اور صحبت اُن درویشون سے کہ رقص اور سماع کرتے ہین اور جو کچھ ہو بے تحاشا نہین

اور کتابوں پر پرہیز کرنا چاہیے اور توحید و معارف کے سننے سے کہ نقصان عقیدہ کا سبب اہل سنت وجماعت کے مذہب
میں موجود رہنا چاہیے تحصیل علوم معارف حقیقت کے لیے کہ متابعت محمد رسول اللہ سے وابستہ ہو صلے اللہ
علیہ وسلم کرنی چاہیے والسلام۔ اسکے بعد لوگوں کے پاس آئے اور مجھے سفر ہرات کی اجازت دی اور فاتحہ
پڑھی اور سوار ہوگئے ہم حضرت کے اشارہ کے موافق بخارا کو چلے تھوڑی دور ہم راستہ چلے تھے کہ ہمارے عقب
سے ایک پیادہ دوڑتا آیا اور دوسری ایک کتابت لایا جو خدمت خواجہ کلان ولد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین
کاشغری قدس سرہ کے واسطے لکھی تھی کہ حامل رقعہ ہذا سے خبردار ہوشیار رہیں اُسے فرصت ندیں کہ بیکار رہے
اور جسکے ساتھ چاہے اختلاط کرے اس خط نے بڑی تاثیر کی گویا ایک تیر تھا کہ زخم رسیدہ سینہ پر لگا میں بالکل
حضرت کی ملازمت کا شیفتہ ہوا یہانتک کہ قالب متوجہ بخارا کا تھا میں بیتاب اور بے آرام ہوا اور ہر منزل میں ایک
چیز واقع ہوئی کہ پلٹ جانا چاہیے مگر یہ عجائب بات تھی کہ سفر کی تشویش خاطر سے نہیں نکلتی تھی بخارا تک پہونچنے میں
مجھکو سواری بدلنی پڑی اور ہر منزل میں ایسی صورت پیش آئی کہ اُس سواری میں نہیں سوار ہوسکتا تھا جب بخارا
پہونچا ہوا درد چشم ہوگیا چندے اس سبب سے سفر موقوف رہا اسکے بعد چند بار پھر وہان سے سفر کا قصد کیا ہر بار
ایک عارضہ پیش آیا کہ مانع سفر ہوا آخر کو تپ لرزہ آیا اپنے دل میں کہا اگر آیندہ سفر میں کوشش کرتا ہوں
تو مرنے کا خوف ہی بالکل سفر کا خیال خاطر سے میں نے دور کیا بعد ازان حضرت کی ملازمت کا قصد کیا جب
تاشکند پہونچا خیال ہوا کہ لنگر شیخ زادہ الیاس کو جاؤں چونکہ اُنکے رشتہ ارادت میں ہوں آخر انکو دیکھا
ہوگا اور باطناً ایک قسم کی اجازت چاہی کسواسطے کہ حضرت کے جذبۂ صحبت نے غالب آکر بے آرام کردیا ہے اپنی
سواری بھی کتابوں کی خرجین سمیت ایک آشنا کے سپرد کیا اور بازار میں آیا کہ درویشوں سے کسی کو تلاش کروں
کہ اُسکے ساتھ لنگر جاؤں ایک شخص آیا اور کہا اپنی سواری کے گھوڑے کو لے آؤ کہ لنگر کو چلیں میں آیا کہ اپنی سواری
لیکر جاؤں ایک بولا کہ الانع تیرا کتابوں کی خرجین سمیت گم ہوگیا ہے اور بہت آدمی اُسکی جستجو کر رہے ہیں ایک کنارہ
میں بیٹھا اور فکر میں سر جھکا لیا اس اثنا میں مجھے خطرہ ہوا کہ طبقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم غیور آدمی ہیں اسقدر
میری طرف التفات کرکے متوجہ ہوئے اور تو دوسرے کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے اچھا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے ضرر نہیں پہونچا
ہے اپنے دل میں اس عزمیت سے منحرف ہوا اور استغفر اللہ پڑھی اچانک ایک آواز میرے کان میں آئی کہ تیرا مرکب مل گیا
اور کوئی نقصان نہیں ہوا سر اُٹھایا دیکھا کہ میرا گھوڑا لا کر آگیا ہے وہ آشنا کہتا ہے ایک امر عجیب واقع ہوا کہ تیرا
گھوڑا اپنے سامنے میں نے باندھا تھا ایکبار جو دیکھا تو مرکب ندارد اچنبھے میں ہوا اور بہت دشوار ہے کہ بازار تاشکند
میں کوئی چیز گم ہوئے اور پھر پائے اسواسطے کہ بڑا اژدحام وہان ہوتا ہے یہ بہت نادر بات ہے کہ بلا کسی نقصان
کے ایسا ہوسکے اور اس امر کی خوشی سے مجھ میں ایک کیفیت پیدا ہوئی سوار ہوا اور سمرقند کو چلا

اور شیخ کے لنگر کو نہ گیا جب حضرت کی صحبت سے مشرف ہوا مسکرا کر فرمایا خوش آمدی مجھے معلوم ہوا کہ میرے سب گذشتہ احوال سے خبردار ہین بلکہ وہ تمام موانع سفر کے حضرت کی طرف سے ہوئے ہین اور یہی خدمت مولانا محمد کہتے تھے کہ ایکبار میری شروع حاضری مین کہ حضرت رباط خواجہ مین رہتے تھے دل مین آیا کہ خواجہ ابو اسحق سیہری کے طرف کو جاؤن جب گنبد مزار کے در پر آیا قبل اسکے کہ گنبد مین قدم رکھون ایک کیفیت عجیب واقع ہوئی کہ مین گر پڑا اور اپنے اندر ایک درد عظیم پایا کہ مجھے دوہرا کردیا قریب تھا کہ روح بدن سے نکلجاے میرے خاطر مین آیا کہ حضرت کی صحبت سے باہر آیا اور حضرت کی بلا اجازت مزار کی زیارت کو متوجہ ہوا خوب نہ تھا فوراً استغفار کی اور گنبد مین قدم بغیر رکھے واپس چلا آیا جب حضرت کے سامنے بیٹھا پہلی مرتبہ کہا تونے کیا نہین سنا کہ بزرگون نے کہا ہے گربہ زندہ بہ از شیر مردہ ترجمہ زندہ بلی مرے شیر سے بہتر ہے اس حال کا مشاہدہ میرے لیے موجب زیادہ یقین کا حضرت سے ہوا بعضے اصحاب بزرگوار کہتے تھے کہ جب حضرت کو احتضار موت کا وقت ہوا اور ایک جماعت بیٹے پوتے اور خواص اصحاب موضع کے نگران ہین حضرت کے سرالین پر بیٹھے تھے اس محل مین فرمایا کہ ہر ایک شخص ہمارے لوگون سے ایک چیز پسند کرے فقر و غنا سے اور پہلے خدمت مولانا محمد کی طرف متوجہ ہوئے کہ اول تو اختیار پسند کر خدمت مولانا نے فرمایا مین نے وہ اختیار کیا جو آپ کا مختار ہے حضرت نے فرمایا کہ ہمارا مختار فقر ہے اسکے بعد ایک اہلکار کو اشارہ کیا کہ چار ہزار شاہرخی مولانا محمد کو دے کہ وہ فقر اختیار کرے کہ اُسکو سرمایہ یعنے جمع پونجی بنائے اور فقراء کی فراغت کے لیے جو اُسکے گرد ہونگے اور خدمت مولانا نے تعمیل امر کے لیے وہ نقدی

لے لی اور اپنا اور اپنے اصحاب کی معیشت کا سرمایہ کیا

مولانا خواجہ تاشکندی رحمہ اللہ تعالے

یہ حضرت کے قدیم اصحاب اور بڑے وکلا سے تھے اور ابتدار حال مین تاشکند کے مقام شرف قبول سے مشرف ہوئے ہین بعضے عزیزون نے خدمت مولانا سے نقل کی کہ فرمایا ابتدار جب حضرت نے خراسان سے اصلی وطن کو مراجعت کی اور زراعت کے کام مین مشغول ہوئے اسوقت مین بیس برس کی عمر کا جوان تھا حضرت کی ملازمت کیا کرتا اور حضرت میرے اوپر بہت التفات کرتے تھے اس اثنار مین ایک جماعت ہم صحبت نے کہ تحصیل علوم کا ارادہ رکھتی تھی اور سمرقند کے جانے کو مستعد تھی مجھے بہت شوق دلایا کہ تاشکند مین تیری اوقات ضائع ہوتی ہے اور جاہل اور ناخواندہ رہا جاتا ہے اسقدر کہا کہ میری طبیعت بھی جانے کی طرف مائل ہوئی مین دل مین سوچا کہ اگر حضرت سے جانے کی اجازت چاہتا ہون غالب ہے کہ مانع ہون اس سے کچھ بہتر نہین ہے کہ رقعہ مین ذوق تحصیل و سمرقند جانے کا قصہ لکھون اور جسوقت حضرت موجود نہون جہان وہ بیٹھے ہین رکھدون اور جلد متوجہ سمرقند ہون جب رقعہ کے مضمون سے مطلع ہون اور مین حاضر نہون تو مانع نہونگے اور اس صورت مین اجازت بھی

حاصل کرونگا پس رقعہ مین نے لکھا اور روان رکھا اور چلدیا۔ اتفاقاً اُسدن حضرت اُس مکان مین نہ آئے شام کو مغرب کے وقت آئے وہ رقعہ دیکھا جب بلایا تو مین نہ تھا اُس صورت سے متغیر ہوئے اور فرمایا کہ وہ زبان قلم سے ہمارے ساتھ بات کرتا ہے اور بحیلہ ہمسے اجازت چاہتا ہے ہم بھی دیکھین کہ کس طرح جائیگا اور اُسی دم حضرت بگڑے اور یہ بات فرمائی مین یاران تاشکندی کے ساتھ پہلی منزل مین اُترا تھا وقت شام اور وقت خواب کے درمیان درد سر نہایت سخت اور بڑی تپ محرق عارض ہوئی اسقدر کہ مجھے بیتاب اور بے آرام کردیا فریاد اور نالہ کرنا مین نے شروع کیا یہان تک کہ وقت شبگیر کا ہوا اور آدمی سواریون کے بار کسنے مین مشغول ہوئے ایک یار جو میرے سفر کا باعث کلی تھا میرے گھوڑے کو کسنے لگا اور چاہا کہ خرجین ڈالے اور سوار کرائے اُس موقع پر درد سر اور حرارت مجھے المضاعف ہوگئی اسدرجہ کی کہ مین نے جانا سر میرا چیر اگیا اور جلتی آگ کے اندر پڑا اور قریب بلاکت ہوگیا مین نے فریاد کی کہ یارو مجھے چھوڑ دو اور تم جاؤ کہ حرکت اور سواری کا امکان نہین ہے ہرچند یارون نے چلنے کا مبالغہ کیا اشارہ سے منع کیا کہ بات کرنے کی طاقت نہ تھی جب یار لوگ ناامید ہوئے اور گئے مین اپنے دل مین سوچا کہ غالباً یہ عارضہ حضرت کے سبب سے ہے کہ میرے جانے پر راضی نہین ہین اس حالت مین مراجعت کی نیت مین کی فوراً درد سر اور حرارت کم ہونی شروع ہوئی اسقدر کہ وہ قوت حاصل ہوئی کہ مین اُٹھا اور خرجین گھوڑے پر رکھی اور سوار ہوا اور تاشکند کے راستہ پر روانہ ہوا جو قدم کہ گھوڑا رکھتا تھا اُس عارضہ مین تخفیف ہوتی جاتی تھی حتے کہ تاشکند کے سواد مین پہونچا اُس صداع اور حرارت سے کچھ اثر باقی قطعاً نہ رہا تھا فے الحال اپنے گھر آیا اور اپنا گھوڑا باندھا اور حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوا اور سلام کیا جواب دیا اور تبسم کیا فرمایا کسواسطے سمرقند تو نہین گیا گریہ میرے اوپر غالب ہوا زمین کو بوسہ دیا اور اُس بے ادبی کا عفو چاہا عنایت کرکے فرمایا جاؤ خدمت کرکہ مین تیرے سے بہت کام رکھتا ہون اور امور کلی درپیش ہین۔ جب حضرت مرزا سلطان ابوسعید کی درخواست پر تاشکند سے سمرقند کو آئے تمام مہمات دنیوی مولانا خواجہ علیؒ کے اہتمام کے ذمہ رکھین اور اختیار امور کا اُسکے انتظام سرانجام مین دیا اور مولانا کا تصرف مہمات مین اُس مرتبہ کو پہونچا کہ ایک دن مین حضرت کی طرف سے بیس بیس رقعہ بادشاہ زمان اور امرا و دیوان کو لکھتے اور کسی ایک کو باور اسکا نہو تا کہ مضمون رقعہ مولانا سے نجاوز کرتا اور تعمیل حکم مین دیر اور سستی کرتا

شیخ حبیب تجار تاشکندی رحمہ اللہ تعالے

یہ قدیم اصحاب مقبول حضرت سے ہین اور حضرت نے ترتیب سفر و اصحاب کی تاشکند مین اُسکے سپرد کی تھی اُسنے حکایت کی ہے کہ ایکبار حضرت تاشکند مین بعض یارون سے خفا ہوئے تھے فرکت کو متوجہ ہوئے یار بھی حضرت کے عقب مین بڑی نیازمندی اور مسکنت سے معذرت کو گئے جب وہان پہونچے دریافت ہوا کہ حضرت موضع

سنا ہین مولانا سیف الدین مناری کی قبر مولانا اسمعیل فرکتی کے حجرہ مین ہین کہ ولد عزیز مولانا سیف الدین کے تھے تو سب یار متوجہ منار اور حجرہ مولانا اسمعیل کے ہوئے اور وہان حضرت بصفت ہیبت و جلال متصف تھے جسنے یاروان مین سے اُس حجرہ مین قدم رکھا اور اُسکی آنکھ حضرت پر پڑی بیہوش ہوکر سر کے بل لوٹا اور قریب اسکے ہوگیا کہ اثر حیات اُن سب سے دور ہوا ور آخر الامر مولانا اسمعیل اُس دیار کی ایک جماعت مخلصان کے ساتھ آئے اور اپنا سر برہنہ کرکے سفارش کی اور حضرت نے اُن مخلصون کی التماس کے سبب گناہ یارونکا معاف کیا اور لطف و رحمت کے آثار نمایان ہوئے اسکے بعد ایک ایک یار ہوش مین آتا تھا اور اُٹھتا تھا یہان تک کہ سب اپنے اصلی حال پر آئے

مولانا نور الدین تاشکندی

یہ مقبولون اور منظورون سے تھے ایک روز حضرت محبت ذاتی مین سخن فرمارہے تھے فرمایا کہ اصطلاح صوفیہ قدس اللہ ارواحہم مین محبت ذاتیہ عبارت ارتباط اور تعشق سے ہے حضرت حق سبحانہ کے ساتھ اس بات کے بغیر کہ اُسکا سبب جانین یا موجب پہچانین بلکہ وہ ایک میل اور انجذاب وکشش ہے جسکی دفع پر قدرت نہو اور فرمایا کہ دہ گاؤن سے نواح تاشکند مین اس نسبت کو مینے پایا ایک ہمیشہ ہمارے حلقے کے گرد پھرا کرتا اور دور جا کر بیٹھتا اور گردن ٹیڑھی کر لیتا ایک روز وضو کے لیے مین اُٹھا طہارت کی چھاگل کی طرف مبادرت کی جب مین وضو کر چکا اُس سے مین نے پوچھا کہ یہان تیرے آنے کا سبب کیا ہے اور کیون اس حلقہ کے گرد پھرتا ہے کہا مین بھی نہین جانتا ہون لیکن اسقدر واقف ہون کہ جب مین یہان آتا ہون اپنے باطن مین ایک کشش اور میل حضرت حق سبحانہ کی طرف پاتا ہون اور اپنے کو سب مرغوبات سے خالی دیکھتا ہون اور اُس سے بڑی لذت میرے دل مین پہونچتی ہے اور جب باہر جاتا ہون اُس نسبت سے خالی ہوجاتا ہون اور وہ دہ گاؤن کا لڑکا بہت خوبصورت تھا اور ہمارے اصحاب سے ملا جلا رہتا تھا اور اُس نواح مین بہت آدمی اُسکے ساتھ خاطر کا تعلق رکھتے تھے اور ہمارے اصحاب کو بھی اُسکے ساتھ متہم اور مطعون کرتے تھے مین نے کہا اُس سے معذرت چاہو کہ چلا جاے ہرچند مبالغہ کیا اور ہانکا کچھ فائدہ نتھا یہان تک کہ آخر رونے لگا اور بہت اضطراب کیا اور کہا تمکو اسمین کیا فائدہ ہے کہ مین یہان نہ آؤن اور باہر لوگ مجھے تشویش دیتے ہین اور میرا دل کشاکش دلخواہ چیزون مین پڑتا ہے اس حضور اور جمعیت باطنی سے کہ اس حلقہ مین اپنے روز پاتا ہون دور جا پڑون گا یارون نے اُسے چھوڑ دیا اور معذور رکھا اور کام اُسکا وہان تک پہونچا کہ اس نسبت کا مغلوب ہوگیا اس طرح سے کہ بارہا اپنے گھر کا راستہ بھول جاتا اور جس وقت مجھے اُس سے ضرورت ہوتی اور جب چاہتا کہ اُسے کام کہون وہ کام کر چکا ہوتا یا اُس کام مین ہوتا اور یہ لڑکا صاحب جمال کہ حضرت اُسکا ذکر کرتے تھے مولانا نور الدین تاشکندی ہین ۔ بعضے اصحاب بزرگ سے ایسا سنا گیا کہ جب مولانا نور الدین تاشکند مین ابتدا اظہار طہور حضرت مین خرف ملازمت کو پہونچے دو سیر مصری کرمانی حضرت کے سامنے لائے اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ

کسی سے کوئی چیز قبول کرین یہ اُس سے قبول کی اور حاضرین کو تقسیم کردی اور اُس اثنا مین اُنسے کہا کہ فائدہ حاضر ہو
کی صحبت کا یہ ہو کہ کسی کو اُسکے گم شدہ سے یاد دلائین مثلاً کسی نے ایک جواہر قیمتی کھو دیا ہو اور اُسے خبر نہین اتفاقاً
کسی کی صحبت مین پہونچا کہ جواہر کے گم کرنے اور اُسکے گم شدہ سے خبر دے اس صحبت کا فائدہ یہ ہو وہ حاضر مزدور
ہووے اپنے جواہر کے گم ہونے پر اور اس سے اثر قبول کرے اور پھر اپنے گم شدہ سے خبر پاوے اس سخن سے اُسمین بڑا اثر
کیا او حضرت کی ملازمت کو لازم کیا ہر چند اُسکو اجازت دیتے اور دور کرتے نہین جاتا اور کہتا کہ مجھے اس درگاہ مین کوئی
غرض نہین ہو بجز اسکے کہ مجھے چھوڑ دین کہ کبھی کبھی حضرت کے دیدار مبارک کو دیکھون اُسکو چھوڑ دیا اور اُسے طریقہ
رابطہ بتلایا اور اُس نسبت کی ورزش مین از حد مشغول ہوا اور تھوڑی فرصت مین مغلوب اُس نسبت کا ہوگیا
ایک روز مولانا زادہ فرکتی نے کہ اس مقصد کی فصل دوم کے آخر مین اُسکا ذکر ہو چکا ہو طریق مشغولی باطنی مولانا
نورالدین پر اطلاع پائی ہو اُس سے بسبحیٰ کہا ہو کہ اگر وقت نماز مین اس طریق سے تو مشغول ہو تو کفر کو پہونچتی
ہو زنہار نماز کے وقت اس طریق سے مشغول نہو تا تکبیر تحریمہ سے نماز سے باہر آنے تک سلام کے ساتھ اس
نسبت سے تو باز آئے اور اپنے دل کو نگاہ رکھ اُسنے مولانا زادہ کے جواب مین یہ بیت میر حسینی رحمہ اللہ کی پڑھی
بیت زان روے کہ چشم تست احول + معبود تو پیر تست اول ترجمہ اس وجہ سے کہ تیری آنکھ بھینگی ہو معبود
تیرا اول تیرا پیر ہو۔ یہ خبر تعرض مولانا زادہ اور جواب مولانا نورالدین کی حضرت کی عرض مین پہونچائی ہو حضرت نے
مولانا زادہ سے کہا ہو کہ ایک شخص کو نماز کے اندر دل املاک و اسباب اور غلام و زبل اور مولیشی اور انبار و سائر اشیاء
خسیسہ کم قیمت مین جاتا ہو کافر نہین ہو اگر ایک مومن کا دل ایک مومن سے مربوط ہو تو وہ کسواسطے کفر کو پہونچے
بعض مخدومون سے ایسا مسموع ہوا کہ مولانا نورالدین نے آخر اپنے کو حضرت پر فدا کیا ہو اور وہ ایسا ہوا کہ
حضرت کو وبا اول مین مرض طاعون پیدا ہوا اور دانہ بڑا نیلے رنگ کا بائین پہلو سے نکلا کہ وہ اشد او صعب
ہو اور اسکا بڑا خطرہ ہو اسواسطے کہ قلب صنوبری سے کہ روح حیوانی کا معدن اور حرارت غریزی کا منبع ہو
قریب تر ہو اور وہ حضرت کی خدمت مین گیا اور بڑی نیازمندی سے درخواست کی اور کہا کہ اجازت دیجیے
تاکہ مین اس مرض کو اُٹھالون کسواسطے کہ دنیا مین کوئی امر میرے وجود سے بندھا ہوا نہین ہو اور حضرت کے
وجود مبارک مین لاکھ حکمت او مصلحت او حق سبحانہ کو حضرت کے ساتھ بہت کاروبار ہین حضرت نے فرمایا تو
جوان نوعمر دنیا کا نادیدہ اپنے مین امیدین اور دل مین تمنائین رکھتا ہو وہ رونے اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی امید اور
کوئی آرزو اسکے سوا نہین ہو کہ اپنے آپ کو آپ کے اوپر قربان کرون حضرت نے اُسے اجازت دی اور وہ مشغول ہوا اور
اُس بار کے نیچے آیا اور مرض کو کھینچا اور اُٹھالیا اور وہ نیلا دانہ حضرت کے بائین پہلو سے اُسکے بائین پہلو مین منتقل ہوا
اور حضرت بصحت تمام بستر مرض سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا نورالدین نے سر بالین بیماری پر رکھا اور تین دن

مین بجوار رحمت حق سبحانہ ملا۔ بعضے اصحاب کہ کشف قبور وغیرہ کے ساتھ متحقق تھے اُنھون نے فرمایا کہ ایک روز اسی کے قریب کہ مولانا نورالدین نے وفات پائی تھی حضرت کے ساتھ سوار گورستان تاشکند کے پورب کو ہوتا ہوا مین گذرتا تھا دیکھا کہ مولانا نورالدین لحد مین پھرے اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت نے فرمایا کہ اے مولانا نورالدین سیدھا سو وہ پھر گیا اور قبلہ کی طرف منھ کیا اُسکی وفات آٹھ سو چالیس مین ہوئی کہ تاریخ بلے دالہٖ

مولانا زادہ اتراری رحمہ اللہ

یہ اصحاب کبار اور اجلہ مقبولان حضرت سے ہوگئے ہین نام اُنکا محمد عبد اللہ ہے اور مولانا زادہ اتراری مشہور ہین حضرت مولانا زادہ اتراری نے کہا ہے کہ جب حضرت کے شرف قبول سے مین مشرف ہوا ایک دن حضرت کی مجلس شریف مین مجھے خطرہ گذرا کیا سبب ہے کہ حضرت نے مجھے سبق ذکر کا تلقین نکیا اور اُسکا غلبہ ہوا ناگاہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا ہر کام ہر ایک کے مناسب نہین ہے ذکر اور لوگون کے مناسب ہے تمھاری استعداد بہت لطیف ہے تمھین اُسکی احتیاج نہین ہے۔ اور یہ بھی خدمت مولانا زادہ نے فرمایا کہ آغاز حال مین کہ حضرت کے یہان مین حاضر ہوا میری خاطر مین ایک خلش تھی کہ پیشتر مین گروہ عشقیان مین تھا اور چند روز اس طریقہ کی ورزش کی ہے ایسا نہو کہ اب سلسلہ ارادت سے مین باہر آؤن اُنکی ارواح سے مجھے زحمت پہونچے صبح تک یہ فکر زور پر رہی اور یہ وسوسہ غلبہ کرتا رہا جب فجر کو حضرت کی ملازمت مین آیا مجھسے پوچھا کہ مشایخ سے کس طبقہ کے ساتھ تو نے اختلاط کیا ہے کہا پہلے عشقیان سے مجھے ارادت تھی اور اُنکے طریق کی ورزش پر میری خاطر جمعی ہوئی تھی فرمایا کہ آج شب کو ایسا دکھا گیا کہ ایک گروہ مشایخ ترک بڑے سلاح[1] کے ساتھ ہمارے احاطہ اور حویلی کے گرد چکر لگاتے تھے اور کسی طرح اُسکی طاقت اُنھین نہ تھی کہ احاطہ کے اندر آسکین اور تصرف کرین غالباً تمھارے لیے ہوا ہو بعد ازان میری طبیعت اس وسوسہ کے وغدغہ سے بالکل خلاص ہوئی اور یقین کیا کہ آپ کے ظل حمایت اور عنایت مین ہمیشہ آفات ظاہری اور باطنی سے بخوف رہونگا اور یہ بھی مولانا زادہ نے فرمایا ہے کہ ایکبار حضرت میرے حجرے مین آئے تخت کرائی اور کہا اسباب باورچی خانہ مولانا خواجہ علی سے لو اُسوقت منصرم مہمات اور وکیل علے الاطلاق مولانا خواجہ علی تھے جب کھانا لایا گیا حضرت نے تھوڑا کھایا مگر یارون نے کھایا بعد کھانا کھانے کے کہا کہ اس کھانے مین بے احتیاطی ہوئی ہے تحقیق کرو اور اسمین مبالغہ کیا بڑی تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ لکڑی مین کچھ قصور ہوا ہے نہایت غضب و قہر کیا فرمایا کام کی جڑ بنیاد غذا ہے اسمین احتیاط عظیم واجب ہے اسواسطے کہ بدن پر جو ظاہر ہوتا ہے اپنا اثر سالک پر ظاہر کرتا ہے یہ بے ذوقی اور پریشانی جسقدر کہ دیکھتے ہو اکثر لقمہاے پریشان کے کھانے سے ہے بعض مخدومون نے نقل کی ہے کہ ایک روز حضرت فقیرون کی جماعت سے ایک مخلص کے حجرہ مین اصحاب سے صحبت گرم رکھتے تھے اور حضرت کے تصرف کا اثر سب مین ظاہر تھا تا بحدے کہ جو کوئی اُس مجلس مین آکر بیٹھتا تھا اُسکو کیفیت ہوتی تھی کہ پھر اُٹھ نہین سکتا تھا اس درمیان مین کھانا لاسکے خدمت

[1] ہتھیار

مولانا زادہ کو بڑا استغراق تھا اور اسطرح اپنے سے غائب ہو گئے تھے کہ ہر چند انکو جنبش دیتے تھے ہوش مین نہ آتے تھے انجاب
حضرت کی نظر اُسطرف گئی دیکھا کوئی مولانا زادہ کو چاہتا ہے کہ افاقہ مین لائے اور ہشیار کرے اُسپر تیز ہو کر فرمایا کسواسطے تصدیع
کرتا ہے مگر تو نہین جانتا کہ ہر ایک ہمسے اپنی استعداد کے موافق ایک چیز لیتا ہے اس وقت مولانا زادہ ہمسے ایسے حال
کے ساتھ مشرف ہے کہ دو جہان کی اُسے خبر نہین ہے اور اگر تجھے معلوم ہو کہ وہ کیا حال رکھتا ہے اُسکے رشک لذت سے
کھانا تجھسے نہ کھایا جائے یہ بیت پڑھی بیت این شیوۂ عشق ہر کسی را نبود + این واقعہ ہر بوالہوسی را نبود + منکر
چہ شوی بحالت زندہ دلان + نے ہر چہ ترا نیست کسے را نبود + ترجمہ یہ عشق کا شیوہ ہر کسیکو نہوا اور یہ ماجرا ہر ایک
بوالہوس کو حاصل نہو۔ زندہ دل لوگون کی حالت کا تجھے کیا انکار ہے یہ نہین ہے کہ جو تجھے نہین وہ اور کسیکو بھی نہین
ہے۔ خدمت مولانا زادہ نے حضرت کے عالم حیات مین اجازت سفر حجاز کی پائی ہے اور حرمین شریفین کی زیارت کے
بعد زادہما اللہ شرفا وکرامۃ ولایت شام مین آئے اور دمشق مین مقیم ہوئے اور ایک مدت اُس ملک مین مرجع طالبان
رہے اور وہان دنیا سے رحلت کی راقم الحروف نے مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی کے
خط مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ ایک کتاب کی پشت پر یہ کلمات لکھے تھے خدمت خواجہ عبید اللہ ادام اللہ تعالے
نے مولانا زادہ اتراری اور مولانا محمد عبد اللہ کو دمشق کو لکھا تھا کہ بعد از عرض نیازمندی یہ التماس ہے کہ ہمت اسپر
رکھین کہ آخر حیات مین اُس آلائش سے جسکی تعبیر اُسکی آلائش سے کرنا باعث حیا ہو جاہیے کہ نجات ہو والسلام

مولانا ناصر الدین اتراری رحمہ اللہ

یہ منجملہ خدام مقبول حضرت کے ہین اور وہ چھوٹے بھائی مولانا زادہ اتراری کے ہین اُنسے کہا ہے کہ اوائل حال
مین کہ ابھی اہل سمرقند نے حضرت کو نہین پہچانا تھا ایک جماعت تاشکند سے آئی تھی بعضے صفات وعادات اور کرامات
حضرت کے نقل کیے اور امور عجیب وغریب کہتی تھی اُن حکایات کے سننے سے کہ وہ بجز علامت ارباب ولایت ہو نہین سکتے
میری خاطر مین حضرت کیطرف ایک کشش واقع ہوئی مگر اس سبب سے کہ دل ایک مظہر جمیل سے متعلق تھا توقف ہوا
اور جب وہ خبرین متواتر پہونچین باوجود گرفتاری خاطر اُسطرف کی توجہ پر ارادہ مصمم کیا اور اس طریق کے طالبون کے ساتھ
تاشکند مین آیا اُسوقت حضرت باغستان مین تھے کہ کوہستان کے تلیٹے سے ہے جب ملازمت مین پہونچا ہوا جو کچھ
سنتا تھا اُس سے زیادہ آنکھون سے دیکھا اور بعد از چند روز کہ فصل ربیع نزدیک تھی خاطر مراجعت پر غالب
آئی اور اُس جوان کے عشق کے خیال نے دل کو بے آرام کیا اور چاہتا تھا کہ نوروز کے دن پشت کوہک کی سیر
اور تماشے مین جیسا کہ عادت اہل سمرقند کی ہے موجود ہو اور اس جوان سے ملاقاتین ہو وین اجازت لینے کو حضرت
کی ملازمت مین آیا اور رخصت واپس جانے کی چاہی اجازت ندی جب نوروز کی صبح ہوئی اُس جوان اور
پشت کوہک کی سیر کی یاد نے مجھے ملول کیا اور بڑے غم نے مجھے پکڑا اور حضرت ایک جماعت اصحاب کے ساتھ

سوار ہوئے اور ایک گانون کو چلے اور مجھے ہمراہ رکاب لیگئے اور اُس سیر صحرا مین ہرگز دل کو شگفتگی حاصل نہوئی تھی
کہ اُس جوان اور سیر آب کوہک کی طرف بڑا میل تھا اور مین اُس صورت سے نہایت شرمندہ اور منفعل تھا اچانک
اُس صحرا مین ایک لالہ زار پر پہونچے اور پشت اسپ سے ہاتھ بڑھا کر لالہ لیا اور میرے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ
مولانا ناصر الدین تجھے شرم نہین آتی کہ ایسی صحبت اور صحرا اور لالہ زار مین یاد جوان اور سیر لب آب کوہک کی توکرتا ہے جب
حضرت سے یہ بات ظاہر کی مین سر سے قدم تک عرق تشویر مین غرق ہو گیا اور بڑا شرمندہ ہوا حضرت نے جب وہ
حالت میری مشاہدہ کی فوراً التفات فرمائی کہ علاقہ محبت اُس جوان کا میرے دل سے بالکل منقطع ہو گیا اور
بجاے اُسکے حضرت کی محبت ثابت اور قائم ہوئی اور یہ بھی اُسنے کہا ہے کہ جب سلطان ابوسعید مرزا نے سمرقند کو
فتح کیا اور حضرت اُسکی استدعا سے تاشکند سے سمرقند آئے ایکدن مکان کے پسند کرنے کو محلات اور باغات
مین سمرقند کے باہر سیر کرتے تھے یہان تک کہ محلہ خواجہ کفشیر کے اندر پہونچے اور اُس جگہ کو پسند کیا اور مین اُس سیر مین
ہمراہ تھا جب رات ہوئی اور حضرت نے استراحت کی میرے دل مین آئی کہ حضرت آج بہت چلے ہین اور
جانتا ہون کہ تھکے ہونگے اور مین اپنی ذات سے یہ جرأت اور بے ادبی نہین کر سکتا کہ حضرت کے بلا حکم پاس
جاؤن اور خدمت کرون کیا ہو اگر حضرت سے امر خدمت کا ہو اس بات کے خطور کے بعد اشارہ کا منتظر تھا اچانک
فرمایا کہ مولانا ناصر الدین تو بھی تھکا ماندہ ہے اور نہ خدمت موقع کی ہے جب اتنی اجازت مین نے پائی تو جھپٹا اور خدمت میں
گیا اُسنے کہا ہے کہ شروع احوال مین کہ سمرقند سے حضرت کی ملازمت مین بمقام تاشکند آیا وہان ایک دانشمند تھا کہ
علم منطق مین اور تمام علوم ریاضی مین تبحر مولانا میر جمال نام کہ قلندریہ لباس مین رہتا تھا اور نمد اپہنتا اور نماز نہین
پڑھتا تھا اور ارتکاب محرمات مین نہایت بیباک اور دلیر تھا اور طریق مشائخ اور اولیا کا منکر ہمیشہ حضرت کی مذمت
اور غیبت کیا کرتا اور بے ادبانہ سخن ناشایستہ کہتا ایک دن ایک مجلس کے اندر مین پھنس گیا کہ وہ وہان موجود
تھا حضرت کی نسبت سفاہت کرتا تھا اور خباثت دکھلاتا تھا جب مجھے دیکھا اور جانتا تھا کہ حضرت کے خادمون
سے ہون تعرض شروع کیا اور کہا تم معتقد ایسے شخص کے ہوئے کہ اُسے نہ علم ہے نہ حال ہے نہ ذکر نہ خلوت اور مین
آج اُنکی مجلس مین جاتا ہون اور اُس سے پوشیدہ بھنگ پیون اور اُسپر حکم کرتا ہون کہ فلان طعام اور حلوا میرے لیے
بنوائے تاکہ تم جانو کہ اُسے کوئی باطن اور حال نہین ہے اور کام اُسکا کوئی اصل اور مغز نہین رکھتا مین اُسکے بدزبانی
اور بیہودہ گوئی سے نہایت بے دقت اور بے لطف ہوا لیکن اُسکے مقابلہ مین خاموشی کے سوا مصلحت نہ دیکھی
اُسی دم اُٹھا اور اُس مجمع سے باہر نکل آیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور وہ میرے پیچھے پیچھے تین طالب علم کے ساتھ
کہ وہ ہنسی دل لگی اور ظرافت اور تعرض اور سفاہت کے درپے تھے آن پہونچے اور بالاتفاق حضرت کی مجلس مین آئے
اور مین بہت اندیشے کے اندر تھا کہ مبادا وہ نادان سبک عقل بیحیائی اور گستاخی کرے جب وہ بیٹھا قبل اسکے کہ سخن شروع

اُسے تھوڑی بھنگ جامہ مندگی آستین سے حضرت کی نظر بچا کر نکالی اور منہ مین رکھی اور چاہا کہ نگل جائے اُسکے گلے مین اٹک گئی اور سانس اُسکی رُک گئی ہر چند سعی کی اور بڑی جد وجہد کہ اُسکے گلے سے اُتر جاے میسر نہوا آخر حال اسکا متغیر ہوا حضرت نے فرمایا کہ ایک مُکا زور سے اُسکے گلے پر مارا اور وہ بھنگ اُسکے گلے سے مجلس کے درمیان نکل پڑی سب حاضرین انسپر ہنسے اور وہ اسقدر شرمندہ ہوا کہ بیان نہین ہو سکتا اور اُسی خجالت مین شاگردون سمیت حضرت کی مجلس سے باہر نکل پڑا اور اس قصہ نے ولایت تاشکند مین شہرت پائی اور اُس ملک مین فضیحت ہوا اور پھر وہان نرہ سکا اور وہان سے بھاگا اور پھر کسی نے اُسکا نشان ندیا

ہندو خواجہ ترکستانی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے مقبول اور منظور تھے اور قدیم اصحاب سے اور وہ ایک جوان تھا سپاہی ترکستان کے شیخ زادون سے اُ حضرت نے اُسکے ساتھ التفات کیا ہے اور ایک شغل کا امر فرمایا اور اُس سے احوال غریبہ اور آثار عجیب ظاہر ہوتے تھے یہان تک کہ ایک دن حضرت نے اُسے ایک صحرا مین دیکھا ہے کہ مثل طیور بلند پرواز کے ہوا مین لگا ہے حضرت کو یہ طور اُسکا پسند نہ آیا غصہ ہوئے اور وہ کیفیت اُس سے سلب کر لی اور وہ ہوا سے ایسا زمین پر گرا کہ اُسکے تمام اعضا چور چور ہوگئے اور نہایت بے نسبت و اجنبی ہوگیا اُٹھا اور معذرت کی اور حضرت کے پاے مبارک پر سر رکھا ہر چند زاری اور تضرع کیا کچھ فائدہ نہوا اور ایک سال کے قریب سبب التفاتی حضرت کی طرف سے اُسکی نسبت رہی آخر الامر ہندو خواجہ نے بیتاب ہو کر خشونت اور بے ادبی شروع کی اور حضرت سے کہا کہ میری نسبت اور حالت کو غارت آپ نے کر دیا اگر مجھے واپس دو تو بہتر ورنہ حضرت کو مین قتل کرونگا اور اگر حضرت کو نہ پاؤن تو خودکشی کرونگا اس سخن پر بھی التفات نہین کیا اور وہ ہمیشہ گھات مین رہا کیا اتفاقاً ایک وقت حضرت کو باغ کے کوچہ مین پیادہ تنہا اُسنے پایا حضرت پر چھُری کھینچکر حملہ کیا جہان کوئی بچاؤ کی جگہہ نہ تھی حضرت بطریق خلع ولبس کے ایک جنگلی چرواہے کی صورت مین متشکل ہوگئے کہ کالی ٹوپی بال دار سر پر رکھے اور پشمین سفید قبا بدن مین اور موٹا لٹھ ہاتھ مین تھا جب اُسنے ایک بیگانہ مرد دیکھا ہاتھ اور چھُری روکی حیران اور متعجب ہو کر اپنی جگہہ پر بیحس وحرکت رہگیا اور اُسکے ہاتھ کی حرکت بالکل جاتی رہی حضرت نے چھُری اُسکے ہاتھ سے لے لی اور صورت اصلی پر آکر مسکراتے ہوئے کہا کہ اگر مین تجھے اس چھُری سے مار ڈالون تو کیا کرے وہ حضرت کے سامنے خاک پر منہ ملکر زار زار اور نہایت درد دل کے ساتھ رویا آخر کو حضرت نے اُسپر رحم کیا اور پھر اُسکو کام پر لائے اور اُسنے حضرت کے دست مبارک پر عہد کیا کہ پھر ایسی حرکت نکرے اور کرامات وخوارق کو چھپائے اور اُسکے اخفا مین حسب مقدور کوشش کرے راقم الحروف نے سمرقند مین ایک بزرگ سے کہ حضرت کے چچیرے بھائیون سے تھے یہ حکایت سُنی اور اُس عزیز نے فرمایا کہ مین نے جوانی مین ہندو خواجہ کو دیکھا تھا اور اُسے صحبت رکھی ایک جوان وجیہ باہیبت تھا اور جذبات کے آثار اُس سے ظاہر تھے اور یہ رباعی اُسکی مجھے یاد ہے کہ پڑھا

کر اکتافاز باطی برخطہ بصورتے رخ دوست ببین + در آئینہ روے توجان روست ببین + تو دیدہ نداری کہ تو بینی ورنا
ورنہ زسرت تا قدمت اوست ببین + ترجمہ ہردم رخ دوست دیکھ اک منظر مین + ہر عکس رخ اسکا ہی ترے پیکر
مین + آنکھین نہین تجھکو جو اسے دیکھے تو ورنہ تو سراپا ہی وہی منظر ہین +

مولانا اسمٰعیل فرکتی رحمہ اللہ

یہ حضرت کے قدیم اصحاب اور مقبولان بارگاہ ہین اور وہ خدمت مولانا سیف الدین مناری کے فرزند ارجمند ہین
کہ بڑے اصحاب خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے تھے اور انکا ذکر اس رسالہ کے مقالہ مین آچکا ہے اور خدمت مولانا
سیف الدین کے دو فرزند تھے دونون عالم عامل اور فاضل کامل بڑے فرزند مولانا سلیمان فرکتی ہین کہ حضرت خواجہ
محمد پارسا قدس سرہ کے شاگرد تھے اور وہ اجازت کہ حضرت خواجہ نے اُنکے لیے جزو حدیث پر لکھی ہے میری نظر سے
گذری ہے اور وہ یہ ہے کہ خواجہ کے خط مبارک سے منقول ہوئی تیمناً باسمہ سبحانہ وتعالی اجازت صاحب ہذا الجزء صفوۃ الاقران
مولانا سلیمان بن مولانا سیف الدین زید توفیقہ ورحم اللہ والدہ فی مجلس سمعوا علی ہذا الفقیر من الاحادیث النبویۃ والمواریث المصطفویۃ
صلی اللہ علیہ وسلم وطلبوا الاجازۃ العامۃ فانشد ہذا الفقیر ایجابا لمسؤلہم ہذہ الابیات الاربعۃ متقبسا من کلام احد اکابر
السلف رحمہم اللہ ورضی عنہم اجمعین ابیات اخلائی اجزت لکم سماعی + وما صنفت من کتب الحدیث + اجزت
لکل ذی دین وعقل + یرید العلم بالطلب الحثیث + علی شرط الاجازۃ وما حفظوہ + من التصحیف والغلط الخبیث
واوصیکم بتقوی اللہ کیما + تنالوا البر من رب مغیث + کتبہ العبد محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری یوم السبت الثانی
من ربیع الآخر سنۃ تسع عشر وثمانمایۃ حامدا ومصلیا ومسلماً اولا وآخراً وباطناً وظاہراً ترجمہ اس جزو کے رکھنے والے
کے برگزیدہ ہمسران مولانا سلیمان بن مولانا سیف الدین سفرزیادہ اُسکی توفیق ہو اور اللہ اُسکے والد پر رحم کرے
جماعت مین اس فقیر کے سامنے احادیث نبوی اور وراثت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سماعت کیا اور اجازت
عام طلب کی سو اُنکے سوال کے قبول کرنیکے لیے مین نے یہ چار ابیات پڑھین درحالیکہ اُنکو اقتباس کلام ایک
بزرگ کے بزرگان سلف سے کرتا ہون اللہ اُنپر رحم کرے اور ان سب سے وہ راضی ہو ترجمہ ابیات میرے دوستو
یا میرے بزرگو مین نے اجازت تمکو اپنے سماع کی دی اور مین نے کوئی حدیث کی کتاب نہین تصنیف کی۔ اجازت مین نے
دی ہر ایک صاحب دین اور عقل کو جو علم کی خواہش بطلب تمام کرتا ہے۔ اور شرط اجازت کے سوا اُسکی حفاظت
کرو تصحیف اور غلطی خبیث سے۔ تمھین وصیت مین کرتا ہون اللہ کے خوف سے تاکہ تم اللہ فریادرس سے
درجات ثواب کو پہونچو۔ اسکو لکھدیا ہے بندہ محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری نے شنبہ کے دن دوسری
تاریخ ربیع الآخر ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس مین درحالیکہ مین حمد کرتا ہون اور صلوۃ اور سلام بھیجتا ہون اول او
آخر اور باطن اور ظاہر۔ انتہی اور دوسرے فرزند مولوی سیف الدین کے مولوی اسمٰعیل ہین کہ اصحاب قدیم

حضرت سے ہین واضح ہو جیسا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے اصحاب مین چار مولانا سیف الدین تھے کہ انمین سے ہر ایک کا ذکر مولانا سیف الدین مناری کے ذکر مین وارد ہو۔ اسیطرح اصحاب حضرت مین بھی چار مولانا اسمٰعیل تھے اور ہر ایک کا ذکر تھوڑا تھوڑا مولانا اسمٰعیل فرزند مولانا سیف الدین کے ذکر مین وارد کیا جاتا ہو ـــــ

اول مولانا اسمٰعیل فرکتی فرزند مولانا سیف الدین مناری کے اور وہ ابتداے ظہور حضرت مین تاشکند کے مقام مین شرف قبول نسبت سے مشرف ہوے۔ انھون نے فرمایا ہو کہ مین اوائل حال مین بہ نیت ملازمت حضرت کے کت سے تاشکند آیا اور حضرت نے بملاحظہ اُس نسبت ارادت کے جو میرے والد کو حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ سے تھی خاطر شریف اس ضعیف کی جانب معروف رکھی اور بمقام عنایت مین ہوئے اور اُسی مجلس مین حضرت کے یمن التفات سے نسبت بزرگ اور جمعیت قوی حاصل ہوئی اور موجب سرور و انبساط باطن ہوا جب رات کو سویا خواب مین ایسا دیکھا کہ ایک سفید باز میرے ہاتھ پر ہو اور مجھے اُسکے ساتھ بہت میل اور محبت ہو اچانک میرے ہاتھ سے اُڑ گیا جب خواب سے اُٹھا قبض اور ملال عظیم غالب ہوا اور اُس نسبت و جمعیت خاطر سے اثر نہ تھا صبح کے وقت کہ مجلس جمع ہونے کا محل تھا حضرت کی ملازمت مین آیا نہایت ملول اور غمگین۔ حضرت نے میرے ملال کو دریافت کیا اور پوچھا کہ سبب ملال کیا ہو مین نے اپنا خواب عرض کیا فرمایا اس خواب کی تعبیر یہ ہو تمکو صحبت مین نسبت خوب حاصل ہوئی جب کہ تم سو گئے وہ نسبت یا وہ شی کہ اُسکے ذریعہ سے کسب معارف اور شکار حقائق کر سکتے ہین بصورت باز کہ اسباب شکار سے ہو دیکھا گیا غمگین مت ہو شاید کہ باز ہاتھ مین آوے اور اسی کے قریب التفات فرمائی کہ مجلس ہی مین جمعیت اور نسبت خوب ظاہر ہوئی اور وہ قبض و ملال مبدل بانبساط اور انشراح باطن ہو گیا اور سرور عظیم حاصل ہوا یہ احوال دیکھکر مین پھر حضرت کی ملازمت سے ہرگز جدا نہو سکا اور سبب میرے وصول اور پیوستگی کا حضرت کے ساتھ یہ تھا حضرت نے فرمایا کہ مولانا اسمٰعیل فرکتی کے ساتھ اس جہت سے کہ پیر مولانا سیف الدین مناری کا تھا ہماری خاطر مصروف رہنی چاہیے تھی تا آنکہ اُسکو نسبت خوب اور جمعیت قوی حاصل ہوے بعدہ پھر وہ یہان رہتا اور پھر ہم سے وہ جدا نہو سکتا اور ایک جماعت دیگر بھی پیدا ہوئی اور صحبت قائم ہوئی اس جماعت کی کفایت مایحتاج کے لیے ضرور زراعت اور اُسکے سرانجام کے کام مین خاطر مصروف کرنی درکار تھی تاکہ ایک جماعت بفراغت مشغول رہ سکے اور اُنکی خاطر مایحتاج ضروری کے سبب متفرق نہو اشتغال دنیا اور اُسکی تحصیل کا سبب یہ تھا جب کسی قدر دنیا کو تجویز کیا تو وہ یکبارگی ہماری طرف متوجہ ہوئی اور ہمکو چھاپ لیا اور آخر الامر اس محقرے خلل ہماری اولاد کے کارخانے مین راہ پا گیا۔ خدمت مولانا اسمٰعیل فرکتی نے فرمایا ہو کہ ایک دن ایک جماعت اصحاب حضرت فرکت سے ہمارے گھر تھی اور صحبت بہت خوش گذر رہی تھی اس محل پر سب کی خاطر مین یہ بات آئی کہ کسقدر بڑی سعادت ہوتی اگر حضرت اس محل پر اس گھر مین تشریف رکھتے ہوتے اسی اثنا مین حضرت تاشکند سے آن پہونچے اور داخل مجلس ہوئے

اور آثار کیفیت عظیم حضرت کے بشرہ مبارک سے ظاہر تھے جب حضرت کی نظر یارون پر پڑی اور سبکو بجمعیت خاطر دیکھا
بیت پڑھی بیت بر لشکر ظلمانی سودائیان + از براے کور سے صفرائیان + ترجمہ لوٹ لشکر پر کرو سودائیو +
کور دیدہ ہو تم ای صفرائیو + ایسی حالت قوی باطنی اصحاب مین ظاہر ہوئی کہ سب ایکبارگی لوٹ گئے اور دیر تک
بیہوش پڑے رہے پھر ایک ایک حضرت کے التفات سے ہوش مین آ گئے تھے کہ سب اُٹھے اور ہر ایک کو کیفیت
عظیم پیدا ہوئی تھی اور اُسکا اثر بعض کے باطن مین تین دن تک باقی تھا اور بعض مین ایک ہفتہ تک اور بعض مین
دس روز تک زیادہ حسب تفاوت استعداد و قابلیت کی جیسی تھی دوم مولانا اسمعیل قمری ہین اور وہ
ایک دانشمند متقی تھے ترکمان تبریز کہ ہرات سے سمرقند آئے تھے اور حضرت کی ملازمت اختیار کی تھی اور اکثر اوقات
حضرت کے ساتھ سوار ہوا کرتے اور حضرت کبھی کبھی اُنکے ساتھ تذکرہ علمی کیا کرتے بعضے اصحاب ایسا کہتے تھے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ نسبت علمیہ مولانا پر غالب ہو اور نسبت باطنی ان عزیزون سے چندان تاثیر نہین رکھتی ایکدن حضرت قصبہ
شادمان کے حجرہ مین بیٹھے تھے اور مولانا اسمعیل قمری ایک جماعت اصحاب و خدام کے ساتھ حاضر تھے اور حضرت
شرح عربی شیخ سعید فرغانی کی جو قصیدہ تائیہ فارسیہ پر لکھی ہے بخط مبارک حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ ہاتھ مین
لیے تھے فرمایا مین چاہتا ہون کہ اس کتاب کو بخط نسخ خوب لکھاؤن کہ سفر مین ہمیشہ میرے ساتھ رہے ہر ایک شخص
اہل مجلس سے ایک ایک چیز لکھے کہ مین دیکھون کسکا خط مجھے پسند آتا ہے یہ کتاب اُس سے لکھاؤن پس فرمایا کہ کاغذ
قلم دوات لاوین چونکہ خط نسخ فقیر کا کہ راقم اینحروف ہون کچھ صورت رکھتا تھا مین نے چاہا کہ ایک بیت اپنے حسب حال لکھون
اس بہانہ سے درد دل عرض کرون ہاتھ مین نے بڑھایا کہ قلم اور کاغذ اُٹھاؤن مولانا اسمعیل قمری نے باوجودیکہ اُسکا خط صورت دار
نہ تھا پیشدستی کی قلم اور کاغذ جو آگے میرے اُچک لیا حضرت نے فقیر کا ارادہ اور مولانا کی چھین جھپٹ دیکھی اور اُسنے بخط شکستہ
نامطبوع یہ حدیث وضع لکھی کہ زر غبا تزدد حبا ترجمہ ملاقات تیسرے دن کر اور محبت کو زیادہ کر پس وہ اُٹھا اور حضرت کے دست مبارک
مین دی جب حضرت نے وہ خط نادرست اور وہ حدیث غیر صحیح دیکھی دفعۃً تیز ہوئے اور فرمایا مولانا اسمعیل تم ہماری صحبت ہر روزہ سے
تشویش مین ہو کہ ہمیشہ غیر حاضر رہنے کی آرزو کرتے ہو اب اُٹھو اور مدرسہ شہر مین مدرسہ پہنچو تاکہ ہر روز کی ملازمت سے خلاص ہو اور اسی مجلس
سے مولانا اسمعیل کو ہمراہ مولانا لطف اللہ اور مولانا سلطان اور ایک گروہ مولویون کے ساتھ شہر مین بھیجا تاکہ انکو
مدرسہ مین جو شہر مین حضرت نے بنایا تھا نشست کی اور وہ دوام صحبت اور ملازمت سے محروم ہوا
سوم مولانا اسمعیل شمسی تھے اور وہ مولویت اور اہلیت تام رکھتے تھے اور حضرت سے ایک تعلیم کے ساتھ
مشرف ہوئے تھے و آثار مشغولی باطن اُنسے ظاہر ہوتے تھے اور وہ بھی تبریز کے ترکمانون سے تھا اور جب خراسان
سے ہمراہ مولانا اسمعیل قمری کے گیا اور انکے درمیان اشتراک اسمی تھا اسواسطے اصحاب نے اُسکو بمقابلہ قمری کے
شمسی کہا اور اُسکے ساتھ مشہور ہو گیا اور حضرت نے اُسے چند سال بعد کہ خدمت اور ملازمت مین رہا تشکند

روانہ کیا تاکہ مدرسہ جو وہان بنایا تھا مدرسہ کا کام کرے اور بقیۃ العمر وہان رہے چہارم مولانا اسمعیل ثالث تھا اور وہ ایک طالب علم خوش طبع تھا کہ کتب متداولہ پڑھی تھین اور اکثر مشہور کتابین مطالعہ کین ہرات سے علیٰحدہ حضرت کی خدمت مین سمرقند آیا چونکہ اُس زمانہ مین مولانا اسمعیل قری و شمس دوزن ملازمت مین تھے لہذا اصحاب نے سومین کو ثالث کہا اور اس لقب سے شہرت پائی بعضے اصحاب سے کہ چند روز پیشتر سمرقند مین اُسکے آنے سے ایک دن حضرت نے فرمایا کہ ایک مرد قابل ہمارے واسطے چاہیے اور انھین دنون مین مولانا اسمعیل ثالث ہرات سے آئے اور حضرت نے اُنسے بہت التفات کی اور اتفاقاً اُس مجلس مین ایک پیالہ انگور حسینی حضرت کے سامنے تھا ایک خوشہ اُٹھایا اور اُسکے ہاتھ دیا اسی کے قریب اسمین تصرف کیا کہ حال مین فرق آیا اور جب اپنی جگہ بیٹھا غیبت اور بیخودی کی کیفیت اُسپر ایسی غالب ہوئی کہ خوشہ انگور اُسکے ہاتھ سے گود مین گر پڑا اور بہت دیر اُسے غیبت اور بیخودی تھی جب وہ ہوش مین آیا کمر خدمت باندھی اور ایک لحظہ فرا غت سے نہ بیٹھا اور وہ ایک مرد قوی ہیکل زبردست تھا اور ملازمت حضرت مین خدمات مردانہ کین اور جب تک بقیہ حیات تھے سفر اور حضر مین حاضر تھا اور حضرت کے بعد اُنھون نے جانب حجاز عزیمت کی جب کہ حرم مین مجاورت کی نیت سے اقامت کی تو اُسی ارض مقدسہ مین دنیا سے رحلت کی ۔

خاتمہ تاریخ وفات حضرت اور کیفیت انتقال حضرت کا ذکر دار دنیا سے دار آخرت مین

دوسری دفعہ جو راقم الحروف شرف آستانہ بوسی سے مشرف ہوا روز دوشنبہ چوبیسوین [۲۴] ماہ ربیع الآخر ۸۹۳ھ تھا اپنے سن شریف مین باتین فرماتے تھے اُس اثنا مین فرمایا تین سال اور چار مہینے اور رہون تو نوسے تمام ہوتے ہین اور حضرت کی ابتداء مرض غرہ محرم الحرام ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے تھے اور انتقال بدار القرار شب شنبہ انتیسوین سلخ ربیع الاول اس سال کے واقع ہوا کہ تمام ایام مرض حضرت کے اسّی روز ہوئے ہونگے بارہ روز پیش از انتقال فرمایا کہ اگر حیات باقی پانچ ماہ اور ہو تو نواسّی سال کامل ہوتے ہین اور سال عمر کے نوّے کو پہونچتے ہین بعضے عزیزون نے فرمایا کہ سر اسمین کہ مدت مرض حضرت کی نواسی تھی جسقدر کہ سال عمر حضرت کے تھے گویا یہ ہے کہ تحقیق معنی اُس حدیث کی کی ہے کہ بخار ایک دن کا کفارہ ایک سال کا ہے ۔ خدمت مولانا ابوسعید اوبہی نے کہ مدت مرض دم نقل حضرت مین شب و روز حاضر تھے اور خدمت ملازمت پر مداومت کرتے تھے ایسا فرمایا کہ شب چارشنبہ بیسوین ربیع الاول ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے کو تحویل حوت تھی روز چارشنبہ کو حضرت محلہ خواجہ کفشیر سے موضع کمانگران کی عزیمت سے روان ہوئے اور راہ مین باغ محلہ قوچیان مین نزول فرمایا شب پنجشنبہ وہان تھے اور پنجشنبہ کی صبح کو چاہا کہ راہ مصر سے متوجہ کمانگران ہون شدت مرض اور غلبہ ضعف کے سبب اُس دن اور اُس شب کو مصر مین رہے اور جمعہ کی صبح کو کمانگران کی جانب روانہ ہوئے اور راستہ مین دمبدم توقف کرتے تھے شب شنبہ کی عشا کے وقت کمانگران مین پہنچے

اور سات دن پورے وہان رہے اور جمعہ کی صبح سے آخر روز تک ہر ساعت حضرت کا ضعف زیادہ ہوتا گیا اور اُن
تین ماہ کے عرصہ مین کہ بیمار تھے حفظ اوقات نماز فریضہ مین بڑا مبالغہ فرماتے تھے اور ہمیشہ اہتمام تمام کرتے کہ نماز
اول وقت ادا کیجاے خصوصاً اُن دنون جب کہ غلبہ ضعف اور شدت مرض تھی اور جب ضعف انتہا کو پہونچا اور
وہ وقت مغرب شنبہ سلخ ماہ ربیع الاول تھا فرمایا کہ مغرب کا وقت ہوگیا ہوگا عرض کیا گیا کہ ہوگیا ہی مغرب کی نماز
اشارون سے پڑھی اور نماز عشا کے وقت سے کچھ گذرا تھا کہ حضرت کا نفس مبارک منقطع ہوا اور جوار رحمت مین جا ملے
اور جب حضرت کو تغیر ہوا اور وہ وقت پیشین روز جمعہ کا تھا اور شہر سمرقند مین زلزلہ عظیم اور غبار بلند ہوا اور اُس وقت
ایک دم اہل مسجد جامع مین تھے اور اکثر خلق صعوبت مرض سے حضرت کی خبر رکھتے تھے جب وہ بڑی علامت دیکھی ہر
ایک نے جزم کیا کہ حضرت کی کوئی صورت واقع ہوئی ہی بعد از نماز جمعہ سب خاص وعام شہر سے نکلکر کمانگران کو متوجہ
ہوئے اور عشا کے وقت جب نفس مبارک منقطع ہوا ایک بار اور زمین لرزی ہی اور سخت زلزلہ شہر سمرقند مین
پہونچا تو بارہ آیا اور میرزا سلطان احمد تمامی ارکان دولت اور اعیان مملکت کے ساتھ وقت غروب شہد کمانگران پہونچے
اور میرزا نے بعد از نماز مغرب حضرت کو دیکھا اور صبح روز یکشنبہ میر درویش محمد ترخان بعجلت تمام میرزا کے پاس سے
آئے اور نعش مبارک حضرت کو محافہ مین رکھکر متوجہ شہر ہوئے اور ظہر کے وقت محلہ خواجہ کفشیر مین لائے ہین فی الفور غسل
اور تکفین مین مشغول ہوئے سب خاص وعام شہر اور ولایت سے نے احاطہ ملایان مین حضرت پر نماز پڑھی اور اُسی جا
مین دفن کیا اور حضرت کی اولاد بزرگوار نے وہان عمارات عالیہ کھڑی کی ہین اور حضرت کی قبر مبارک کو بہترین وضع
سے بنایا سنوارا بعضے عزیز اصحاب جو انتقال کے وقت حضرت کے حاضر تھے اور بعضے دیگر کہ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمہ
اللہ تعالیٰ سے سنا تھا ایسا کہتے ہین کہ جب حضرت کا نفس مبارک قریب الانقطاع ہوا اور وہ وقت مغرب اور عشا
کے درمیان تھا اُس گھر مین شمع روشن تھین اور گھر نہایت منور تھا اس حال مین یکایک مشاہدہ ہوا کہ حضرت کے دو
ابروے مبارک کے بیچ سے ایک نور بجلی کیطرح چمکا چنانچہ اُس نور کی شعاع نے سب شمعون کو جو اُس گھر مین روشن
تھین پھیکا کر دیا اور جو شخص اُس گھر مین حاضر تھا اُسنے وہ نور دیکھا اور اُس نور کے چمکنے کے بعد نفس مبارک حضرت کا
منقطع ہوا اللہ تعالے انکا درجہ علیین مین بلند کرے انمین سے جنپر انعام کیا ہی نبیون اور صدیقون اور شہدا اور
صالحین سے اور تازہ کرے روح اُسکے اسلاف کی اور طول دے عمر کو اُسکے اخلاف کی۔ اور حضرت مخدومی مولانا
نورالدین عبدالرحمن الجامی قدس سرہ السامی نے حضرت کے لیے مرثیہ فرمایا ہی اور حضرت کی وفات کی تاریخ
مین ایک عربی اور قطعہ نظم کیا ہی اور کل مجموع اُسکا دیوان سوم مین لکھا ہی اور وہ غزل اور قطعہ یہ ہی قطعہ بوستان
ولایت کہن درخت بلند + کہ عمرہا بسر اہل فقر سایہ فگند + چو شاخ سدرہ نہ در سر بلندیش ہمتا + چو باغ روضہ ندر
میوہ بخشش مانند + فروغ آن بفیوض کرم گرانمایہ +. اصول آن بصفات قدم قوی پیوند + بہ نبل میوہ غذاے ہزار

روزی خواه بیسط ساینا پناه ہزار حاجتمند + ستوده خواجه عبید الله آنکه در همه عمر + جز از شهود حقیقت دلش نشد خرسند + به ہشت صد و نود و پنج صرصر اجلش + نکرد رحم بر اہل جہان نبیخ بکند + گذشت پاس شب آخرین از ان ابی + که شمع جمع رسل را در رسید گزند + نبود رفتن او ہمچو دیگران جامی + ز دہر حادثه زاسے دسپهر فتنه پسند + چو جذب معنی ورشتہ بعارف آوردی + نه ممکن است که ماند بقید صورت بند قطعه تاریخ بہشت صد و نود و پنج در شب شنبه + که بود مبلغ سہ فوت احمد مرسل + کشید خواجه دنیا و دین عبید الله + شراب صافی عیش ابد ز جام اجل + قرارگاه دلش باد در مدارج قرب + معارج درجات مشاہد مکمل + یہ قصیدہ ہے جو صفت خواجگان اور منقبت حضرت مین اتفاق ہوا قدس الله ارواحہم

قصیده

نقشبندیه عجب طائفه پرکارند	که چو پرکار درین دائره سربکارند	همه گردآمده بر مرکز یک دائره اند
همه واقف شده از گردش یک کارند	نقشبند ند دلے بند ہر نقش نیسند	ہر دم از بوالعجبی نقش دگر پیش آرند
ہر زمان بو قلمون وار برنگ دگرند	وین عجب ترکه ز رنگ دو جہان بیزارند	گرچه در ظاہر مانند باطن خاص اند
گرچه در صورت خصمند بمعنی یارند	آب نیل اند دلے بر لب قبطے خونند	روح محض اند ولے بر جسمے بارند
گرچه مرآت صقیل اند عبش از زنگ اند	گرچه گلزار خلیل اند حسلب را نارند	در قبا از روش اہل عبا یاد دہند
نه چو زراق وشان خرقه ازرق دارند	ستر تلبیس بود شیوهٔ آن عیاران	تلبیس بصفات ملکی سیارند
سر این کثرت موہوم از ان وحدت صرف	چشم دارند از ان بر سر استغفارند	نکند کثرت آثار در ایشان تاثیر
خویش را دوخته بر مبدء این آثارند	پاس انفاس بود خصلت این شاه و شان	پاسبانند دلے بادشه اخیارند
دم نگہداشته چون نافهٔ مشک اندو گر	لب کشایند روان بر در صد عطارند	خامشانند ولی وقت سخن طوطی وار
ہمه شیرین حرکات و شکرین گفتارند	بنجم آسا ہمه را خلوت در انجمن است	شمع ہر انجمن و رونق ہر بازارند
چون سه ماله نشین شان سفر اندر وطن است	بہ تن استاده بدل در سفر و رفتارند	حال این گرم روان تحبها خامده است
لیکن افسرده دلان چون خودشان پندارند	اہل دل تا فله کعبهٔ عشق اند ولے	این جگرداران قافله سالارند
در سیه خانه صحرای فنا کرده نزول	خیمه برتر زده زین نه تتق زنگارند	ہر یکے سہاالمانند بمیدان جہاد
کوہی از لوئه لاالحم بجو سے لشمارند	ماہیانند که در بحر صفا راستهٔ اند	ہمچو خرچنگ لب جوی نه گذر رفتارند
بر لب تشنه لبان روح فزا یاقوت اند	در کف وسوسه کیشان زر شت فشارند	دیده پاکند بلے روشنی دیدهٔ پاک
سر دین داری بل بر سر دین ستارانند	شاہد شاه وجودند درین دار و لے	نه چو منصور سر عربده جوئے دارند
میرسد شان رطب معرفت از نخل وجود	باری از بخت خود این قوم چه برخوردارند	ہفت بیت از غزل بے بدل عارف روم
کر ہمه با خبران دل آن گفتارند	میکنم تضمین کاندر صفت این ملکان	آن گهرہا شرف از عقد ثریا دارند

چون صدف گوش نه و جای کاندر دل کن
گر بتد پیر کلاه از سر مه بردارند
صورتی اندو لے دشمن صورتها اند
همچو چشم خوش او خیره کش و بیمارند
گر بکف خاک بگیرند ز رسنج شود
زانکه این مردم و دیگر همه مردم خوارند
نور این مردمک دیده بینا که بود
کز عموم نعم او همه روزی خوارند
خواجه زمره احرار که شاهان جهان
بیخود از هیبت رو سے بتو سے آرند
جا هلالی که سر از ربقه امرت پیچید
گاه حیرت زده دریا دیه ادبارند
آن حریفان که مه از ساغر عشقت نوشند
بیدلان در خم قلاب تو ماهی وارند
هر که شد غرقه بحر تو فرو د آب رخش

این غزل را که بجز عقد درش نشمارند
دو سه رند اند که هشیار دل و مستارند
در جهانند و لے از دو جهان بیزارند
سر دهانند که تا سر ندهی سر ندهند
روز گندم ز دو ندار چه شب جو کارند
ای صفی مردمی آموز از ایشان کایشان
او کز و اهل نظر چشم عنایت دارند
نیر عالم توحید که از کون و مکانش
برد حشمت او بندهٔ خدمتگارند
همه با طوق و فا حلقه بگوشان تو اند
در چراگاه ملامت خر بے افسارند
تا کسانے که ز احسان تو عهد دم زنند
گر چه بس بیخود و مستند و لے هشیارند
ماهی بحر تو ام در صفت مدحت پیر
اهل ساحل چو صدف ریزه بمقدارند
هر گزش یارب ازین بحر فرو نگذارند

اهل هشدار درین شهر دو سه طرارند
نه فلک را بیکی عربده در چرخ آرند
یاران صورت غیبند که جان طالب تست
ساقیانند که انگه رسنے افشارند
مردمی کن مرد از صحبت شاهان دم شو
مردم دیدهٔ بینای او لو او بصارند
قطب آفاق بتمه کون و مکان خواجه عبید
همه ذرات جهان مقتبس انوارند
وین پناها توئی آن قبلهٔ حاجات که خلق
گر عبید اند درین راه دگر احرارند
گه ز سیمه فتاده بتتبه صد سال
بر لب بحر جگر تشنه چو بوتیمارند
بیخودانه بحباب تو دما دم کشتی
چون صدفها که لبالب ز در شهوارند
جاودان غرق درین بحر صفا باد صفی

رباعی

آن گرم روان که عالم از غلغله مستان + برلود سفر فتاد زین مرحله شان + بیچاره صفی چون سگکے سوخته پا + افتان خیزان از عقب قافله شان
قطعهٔ عربیه فی تاریخ اتمامها رشحات عین حیوتنا وصلت الی روض لنا + فتبارک الله الذی اعطی لوری کاتنا
لما رایت تمامها فشرعت فی تاریخه + ما کنت عطشانا له قد فاض من رشحاتها + قطعهٔ فارسیه فی تاریخ اتمامها
آمد رشحات باکثیر البرکات + چون آب خضر منفجر از عین حیات + یابند محاسبان سنجیده صفات + تاریخ تمامش ز حرف
رشحات + ترجمهٔ غزل حضرت مولانا جامی قدس سره باغ ولایت درخت قدیم بلند که اسنے بعث عمر اہل
فقر کے سر پر سایہ ذوالاشاخ سدرہ کی مثال ہے اسکی سربلندی مین کوئی ہمسر ہے نہ مثل باغ بہشت کے میوہ بخشی
مین اسکا مانند ہے اسکی روشنی فیوض کرم سے گران مایہ ہے اسکی جڑین صفات قدم سے خوب پیوند ہین میوہ کے
بخشنے سے ہزار روزی خوار کی غذا ہے سایہ کی فراخی مین ہزار حاجت مند کی پناہ ہے خواجہ عبید اللہ سراپا گیا وہ ہے

کہ تمام عمر دل اُسکا بجز شہود حقیقت کے نہین خوش ہوا سن آٹھ سو بچانوے مین اجل کی آندھی نے اُسے بیخ سے اُکھیڑ ڈالا اہل جہان پر رحم نکیا جب ایک حصہ اخیر شب اُس مہینے کا کہ اُسمین شمع مجلس مولان نے اُسمین وفات پائی اُسکا جانا ہو جامی مثل اور لوگون کے نہ تھا زمانہ سے ہوجاد ثہ ز اہی اور آسمان کو فتنہ پسند ہی جب کہ گشتہ

معنی وحدت کی تارف کیطرف رخ لاوے ممکن نہین کہ وہ قید صورت مین بند رہے

ترجمہ قطعہ تاریخ مولانا جامی قدس سرہ

سن آٹھ سو چانوے مین شب شنبہ کو کہ ماہ وسال محمد رسول اللہ کا روز سلخ تھا خواجہ دنیا و دین عبید اللہ شراب صافی صفیش جاودانی کی جام اجل سے نوش کی اُسکے دل کا قرارگاہ مدارج قرب مین ہو جو معارج مشاہد کامل ہو

ترجمہ قصیدہ مصنف رشحات کا خواجگان نقشبند اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی مدح مین

طائفہ نقشبندیہ عجیب پُرکار ہین جو مثل پرکار اس دائرہ مین سرکام پر رکھے ہوئے ہین سب ایک دائرہ کے مرکز پر جمع ہوئے ہین سب واقف ایک پرکار کی گردش سے ہین نقشبند ہین ولیکن ہر نقش پر بند نہین ہر دم تعجبات سے دوسرا نقش لاتے ہین ہر وقت بوقلمون کیطرح دوسرے رنگ سے ہین اور زیادہ عجب یہ کہ دو جہان کے رنگ سے بیزار ہین ہر چند ظاہر مین عام ہین مگر باطن مین خاص ہین اور اگرچہ صورت مین تمیز ہین مگر معنی مین یار ہین رود نیل کے پانی مین مگر قبطی کے لب پر خوان ہین روح محض ہین لیکن خر عیسیٰ کے بار ہین اگرچہ آئینہ صیقل کردہ ہین حقیقت کے لیے زنگ ہین اگرچہ خلیل کے گلزار ہین لیکن لکڑیون کے لیے آگ ہین قبا مین اہل عبا کی یاد دلاتے ہین مکارون کی طرح نیلا خرقہ نہین رکھتے ہین تلبیس کا ستر اُن عیارون کا شیوہ ہو صفات الٰہی کے لباس سے پوشیدہ سیر کرنے والے ہین اس کثرت موہوم کا راز اُس وحدت محض مین چشم رکھتے ہین اسلیے استغفار کرتے ہین انہین کثرت آثار اپنا اثر نہین کرتی یہ لوگ مبدء آثار پر اپنے کو جمائے ہوئے ہین اگرچہ صورتون کی خصلت پاس انفاس ہو پاسبان ہین مگر نیکون کے بادشاہ ہین نافہ مشک سے دم بروسکے ہوئے ہین اور جو لب کھولین تو سو عطار کے دروازہ پر دوان ہین خاموش ہین مگر بات کہتے وقت طوطی کا مثل سب شیرین حرکت اور شکرین سخن ہین مثل ستارہ سب کو خلوت در انجمن حاصل ہو ہر مجلس کی شمع اور ہر بازار کی رونق ہین انکو سفر در وطن مثل ماہ ہالہ نشین کے ہو تن سے ٹھہرے ہوئے اور دل مین سیر و سفر کرتے ہین حال ان تیز چلنے والون کا ٹھہرا جامد ہو لیکن افسردہ دل مثل اپنے جانتے ہین صاحبدل کعبۂ عشق کے قافلہ ہین مگر یہ صاحب قوت اُنکے قافلہ سالار ہین صحرائے فنا مین جو خانہ تاریک ہو نزول

کیا ہی اس نوپردہ زنگاری فلک سے اونچا خیمہ تانے ہوئے ہین - ہر ایک امن و امان کی دیوار میدان جہاد ہین ہین
ملامت کے پہاڑ کو ایک تنکے برابر بھی نہین سمجھتے ہین مچھلیان ہین کہ دریاے صفا مین سیدھے جاتے ہین نہ کہ مرغابیان
کیطرح لب دریا گرفتار ہین - لب تشنگان کے لیے یاقوت روح فزا ہین اہل وسوسہ کے ہاتھ مین زردشت آتش افشان
ملائم ہین - دیدۂ پاک ہین بلکہ دیدہ پاک کی روشنی ہین سر بیداری کے بلکہ بھرین پر ستارہ ہین - شاہ
وجود کے صاحب اس عالم مین نہ کہ مثل منصور جنگ جو ہین - انکو محل وجود سے سوہ معرفت کا التماہ ہی یہ قوم
اپنے بخت سے نہایت کامیاب ہین - عارف روم کی غزل بے نظیر سے سات بیت جسکے شیدا و دلدادہ سب اہل
حسن ہین تضمین کرتا ہون کہ ان ملائک کی تعریف مین وہ گو عقد ثریا سے شرف رکھتے ہین سیپ کیطرح کان کو
او پاک دل مین اسے جگہ دے اس غزل کو کہ عقد در کی مثال ہین ہشیار خبردار اس شہر مین دو تین طرار ہین کہ
تدبیر سے کلاہ چاند کے سر سے اٹھا لیجاتے ہین - دو تین رند ہین کہ ہشیار دل اور ہنوا ہین نو آسمان کو ایک ائی مین
جکڑ دیتے ہین - ہین صورت مگر صورتون کی دشمنی مین ہین - جہان ہین الا دو جہان سے بیزار ہین - اس صبح
غیب کے یار ہین جسکی طالب جان ہی اسکی چشم خوش کی مثال خیرہ کش اور بیمار ہین - سر بازار ہین کہ جب تک
تو سر نہ دے وہ سر نہین ساقی لوگ ہین کہ انکو نہین نچوڑتے - اگر خاک کو ہاتھ مین لین تو زر خالص ہو جائے
دن کو گیہون کاٹتے ہین اگرچہ شب کو جو بوتے ہین - مردمی کر اور انکی صحبت سے مست جا آدمی ہو اسلیے
کہ یہ آدمی و سب آدمی خوار ہین اے صفی مردمی ان لوگون سے سیکھ کہ یہ حضرات مردمک چشم اولوالابصار کے ہین - چشم بینا کی
اس تیلی کا نور کون ہی - وہ ہی کہ جس سے عشاق چشم عنایت رکھتے ہین دنیا کا قطب کون و مکان کا بادشاہ
خواجہ عبید اللہ کہ اسکی عام نعمتون کے سب روزی خوار ہین - عالم توحید کا آفتاب کہ کون و مکان اسکے
سے کل ذرات جہان نور کا اقتباس کرتے ہین - خواجہ زمرۂ احرار کے کہ دنیا کے بادشاہ اسکے در حشمت پر
غلام اور خدمتگار ہین - اے پناہ دین تو ہی وہ قبلۂ حاجات ہی کہ خلق بے اختیار ہر طرف تیری طرف متوجہ ہین
سب طوق وفا سے تیرے حلقہ بگوش ہین اس راہ مین خواہ غلام ہون یا احرار ہون - وہ جاہل کہ تیرے حکم سے
سرتابی کرین ملامت کی چراگاہ مین بغیر رسی کے گدھے ہین کبھی پریشان صحراے ضلالت مین پھرتے ہین کبھی
حیرت زدہ بادیۂ ادبار کے ہین جو نالائق کہ تیرے احسان سے محروم ہین بگلے کیطرح دریا کنارے پیاسے ہین - جو حریف کہ
تیرے عشق کے پیالہ سے شراب پیتے ہین ہر چند مست و بیخود ہین مگر ہشیار ہین - بیخودون کو تیری جناب مین بڑم
کشش ہی بیدل لوگ تیرے کانٹے کے غم مین مچھلی کی حالت مین ہین تیرے دریا مین مین مچھلی ہون اور تیری صفت
اور مدح سے پر ہون جیسے صدف کہ در شہوار سے پر ہو جو شخص تیرے دریا مین غرق ہوا اسکی آبرو بڑھی جو لوگ ساحل پر ہین
مثل خزف ریزہ بیقدر ہین - ہمیشہ اس بحر صفا مین صفی غرق ہو یا الٰہی اس دریا سے ہرگز اسے دور نہ کرین

ترجمۂ رباعی مصنف رشحات

وہ گرم رواں کہ انکے غل سے عالم پر تھا وہ سفر کر گئے یاں سے اسدم
اٹھتا گرتا ہوا ہے پیچھے پیہم بیچارہ صفی مثل سگ سوختہ پا

ترجمہ قطعۂ عربیہ کا تاریخ ختم رشحات مین

ہماری زندگی کے چشمہ کے رشحات باغ تمنا مین پہونچ گئے — بزرگ ہی وہ اللہ جسنے خلقت کو اسکی برکات دین
جب اسکا اختتام مین نے دیکھا تو اسکی تاریخ مین شروع کیا — وہ شے جبکا مین تشنہ تھا یعنی آئینہ اسکے رشحات سے ریزان ہوا

ترجمہ قطعۂ فارسی کا تاریخ ختم رشحات مین

رشحات ہمارا بہت برکات کے ساتھ آیا مثل آبحیات کے جو چشمہ حیات سے نکلا — ہماسبان سنجیدہ صفات
۹۰۹
اسکی تاریخ تمام حروف رشحات سے پائینگے

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد الٰہی نعت رسالت پناہی رہ نوردان بادیۂ جذبات ربانی اور دل سوختگان نائرۂ عشق سبحانی کو نوید مسرت انتما ہی کہ اگرچہ حالات اولیاء کرام و خوارق عادات اصفیاء عظام مین صدہا کتابین تصنیف ہوئین اور اکثر انمین سے طبع ہوکر پسند عارفان و مقبول جہان ہوئین لیکن جسطرح کتاب رشحات بزبان فارسی مصنفۂ عالم باعمل عارف اکمل کاشف اسرار خفی و جلی جناب مولوی فخر الدین علی ابن حسین الواعظ الکاشفی مشہور بہ صفی پسندیدہ خاص و عام ہی اسطرح دوسری کتاب اس فن کی مستند اور ہر دل عزیز نہین ہی فی الحقیقت یہ کتاب حضرت خواجگان سلسلۂ نقشبندیہ کے مناقب و فضائل و دیگر بزرگان دین کے حقائق اور معارف کا مجموعہ جامع ہی اور باوجود بیانات تفصیلی ایجاز اسقدر ہی کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہی — اس کتاب مستطاب مین ایک مقالہ و تین مقصد اور ایک خاتمہ ہی — مقالہ مین خواجگان سلسلۂ نقشبندیہ قدس اسرارہم کے طبقات کا اول سے آخر تک ذکر ہی — پہلا مقصد حضرت ولایت پناہ خواجہ عبید اللہ قدس سرہ کے آباء و اجداد و اقربا اور آپ کی تاریخ ولادت و حالات عہد طفولیت اور آپ کے اخلاق و اطوار و آغاز سفر و زیارت مشائخ زمانہ کے ذکر مین ہی — دوسرا مقصد بعضے حقائق و معارف و حکایات و امثال کے بیان مین ہی کہ حضرت ممدوح سے مصنف کو ایام صحبت مین مسموع ہوئے — تیسرا مقصد بعضے تصرفات کے ذکر مین ہی جو حضرت سے بطور خرق عادت ظاہر ہوئے — خاتمہ حضرت کی تاریخ وفات وغیرہ مین ہی — چونکہ یہ کتاب زبان فارسی مین تھی و علی العموم نفع بخش عالم نہ تھی اسلیے بنظر فیض رسانی خاص و عام فارس مضمار حقیقت یکتا ز جولانگاہ معرفت صاحب حالات سنیہ مالک مقامات علیہ عالم ربانی مطرح فیوض یزدانی اسوۃ العلماء وحید الزمن جناب مولانا مولوی ابو الحسن صاحب سابق تحصیلدار حال نشین عم فیضہ مدظلہ نے از جانب مطبع ترجمہ اس کتاب لاجواب کا بزبان اردو سلیس عام فہم فرمایا پس الحمد للہ والمنۃ کہ اس زمان برکت عنوان مین یہ ترجمۂ رشحات بہزاران ہزار حسن انتظام اور مزید اہتمام سے بماہ اگست ۱۸۹۳ء مطابق ماہ صفر ۱۳۱۱ھ مطبع نامی مشہور نزدیک و دور منشی نولکشور صاحب سی آئی ای واقع لکھنؤ مین طبع ہوکر سرور افزاے دلہاے مشتاقان ہوا اللہ تعالیٰ مقبول عالم فرمائے آمین